بسم اللہ الرحمن الرحیم
میزان الاعتدال
اردو
مؤلفہ
الامام شمس الدین محمد بن احمد بن عثمان الذہبی
المتوفی ۷۴۸ھ
مترجم
مولانا ابو سعید
مکتبہ رحمانیہ
اقرأ سنٹر غزنی سٹریٹ
اردو بازار لاہور

مؤلفہ

الامام شمس الدین محمد بن احمد بن عثمان الذہبی رحمہ اللہ
المتوفی سنہ ۷۴۸ھ

مترجم

مولانا ابو سعید مدظلہ

اقراء سنٹر، غزنی سٹریٹ، اردو بازار، لاہور
فون: 37355743-37224228-042

مکتبہ رحمانیہ (رجسٹرڈ)

نام کتاب ÷

میزان الاعتدال اردو (جلد اول)

مؤلفہ ÷

الامام شمس الدین محمد بن احمد بن عثمان الذہبی رحمہ اللہ

ناشر ÷

مکتبہ رحمانیہ (رجسٹرڈ)

مطبع ÷

خضر جاوید پرنٹرز لاہور

اقرأ سنٹر۔ غزنی سٹریٹ۔ اردو بازار۔ لاہور

فون: 042-37224228-37355743

ضروری وضاحت

ایک مسلمان جان بوجھ کر قرآن مجید، احادیث رسول ﷺ اور دیگر دینی کتابوں میں غلطی کرنے کا تصور بھی نہیں کر سکتا بھول کر ہونے والی غلطیوں کی تصحیح و اصلاح کے لیے بھی ہمارے ادارہ میں مستقل شعبہ قائم ہے اور کسی بھی کتاب کی طباعت کے دوران اغلاط کی تصحیح پر سب سے زیادہ توجہ اور عرق ریزی کی جاتی ہے۔ تاہم چونکہ یہ سب کام انسانوں کے ہاتھوں ہوتا ہے اس لیے پھر بھی غلطی کے رہ جانے کا امکان ہے۔ لہٰذا قارئین کرام سے گزارش ہے کہ اگر ایسی کوئی غلطی نظر آئے تو ادارہ کو مطلع فرما دیں تاکہ آئندہ ایڈیشن میں اس کی اصلاح ہو سکے۔ نیکی کے اس کام میں آپ کا تعاون صدقہ جاریہ ہوگا۔ (ادارہ)

تنبیہ

انتساب

قدوۃ علماء المحققین' زبدۃ فضلاء المدققین' شیخ المشائخ

حاجی امداد اللہ مہاجر مکی رحمۃ اللہ علیہ

کی نذر

روشن دین عفی عنہ

فہرست مضامین

﴿من اسمہ احمد﴾

عرض ناشر

دین اسلام کی اساس کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ ﷺ پر ہے۔ سنت نبوی کے بارے میں اور جدید میں فکری احساس کمتری میں مبتلا لوگوں کا ایک مخصوص گروہ جدیدیت کے زعم میں طرح طرح کے شکوک وشبہات کا نہ صرف خود شکار ہے۔ بلکہ لوگوں کو بھی اپنی گمراہیوں میں شریک کرنے کی کوشش کر رہا ہے۔ حدیث رسول پر یہ اعتراضات چنداں نئے نہیں بلکہ چبائے ہوئے نوالے ہیں۔ اس کے علاوہ ان کی کوئی وقعت نہیں۔ علما امت نے حدیث رسول کی حفاظت کے لیے جو اصول اور ضوابط متعین فرمائے، وہ فی نفسہ ایک عجوبہ لگتے ہیں۔ کہ کس طرح ہزاروں افراد میں سے کھرے اور کھوٹے کی تمیز کر دی گئی۔ ثقہ اور ضعیف کا پیمانہ مقرر کر دیا گیا۔ حفاظ حدیث کو وضاعین سے جدا کر دیا گیا۔ اس تمام کوشش وکاوش کا مقصد وحید دین اسلام کی پیاس کے حفاظت تھی۔ الحمد للہ ہمارے ادارے ''مکتبہ رحمانیہ'' نے اس اہم فریضے کی ادائیگی میں اپنا کردار انجام دیا ہے۔ ہم نے علم جرح وتعدیل کے امام اور آٹھویں صدی ہجری کے عظیم محدث اور مورخ امام حافظ ذہبی رحمہ اللہ کی مایہ نام کتاب ''میزان الاعتدال'' کے اولین اردو ترجمے کا اہتمام کیا ہے۔ حافظ ذہبی رحمہ اللہ کا نام کسی تعارف کا محتاج نہیں۔ ان کے تعارف کے لیے بس اتنا ہی کافی ہے کہ وہ شیخ الاسلام ابن تیمیہ کے لائق فائق تلامذہ میں سے تھے۔ ان کے ہم عصر دیگر کبار ائمہ میں امام ابن کثیر، امام ابن قیم الجوزیہ، حافظ ابن حجر عسقلانی وغیرہم شامل ہے۔ اس اعتبار سے یہ عظیم علمی کاوش شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ کا صدقہ جاریہ کہی جاسکتی ہے۔

فن اسماء رجال میں حافظ ذہبی رحمہ اللہ نے جو کتب تالیف فرمائیں، بلاشبہ وہ دین اسلام کی ایک عظیم خدمت ہے۔ مثلاً تهذيب التهذيب، الكاشف، تاريخ الاسلام، سير اعلام النبلاء، ميزان الاعتدال وغيره۔

کچھ اس کتاب کے بارے میں:

یہ بات بلاخوفِ تردید کہی جاسکتی ہے کہ امام ذہبی کی تالیفات فن اسماء الرجال، علم جرح وتعدیل اور راویانِ حدیث کے حالات سے آگاہی کے لیے ناگزیر ہیں۔ اس لیے بلاشبہ وہ امت کے محسن علماء میں سے تھے۔

الحمد للہ! ہم نے ان کی مایہ ناز تالیف ''میزان الاعتدال'' کو اردو قالب میں ڈھالا ہے اور اب یہ عظیم ذخیرہ علم آپ کے ہاتھوں میں ہے۔ اگرچہ یہ بنیادی طور پر محقق علماء کے استفادے کی چیز ہے۔ لیکن اوسط علمی استعداد رکھنے والے علماء اور باذوق قارئین بھی اس کتاب سے بے حد فائدہ اٹھاسکیں گے۔ یہ کتاب بنیادی طور پر ضعیف راویوں کے بارے میں ہے۔ اسے آپ ضعفاء کا انسائیکلوپیڈیا بھی کہہ سکتے ہیں۔ جس راوی کے بارے میں کوئی معمولی سی جرح بھی امام صاحب کو ملی، وہ انہوں نے اس کتاب میں شامل کر دی۔ امام ذہبی

نے اس کتاب میں ہر قسم کے ضعیف راویوں کے حالات کو جمع کر دیا ہے۔ مثلاً مجہول، متروک، جھوٹے اور وضاع راوی جنہوں نے مختلف مقاصد کے تحت نبی کریم ﷺ کے نام پر جھوٹی احادیث وضع کیں۔

اما ذہبی بعض ایسے راویوں کا بھی اس کتاب میں ذکر کرتے ہیں جو فی الاصل ضعیف نہیں، البتہ ان کے بارے میں کسی نے کوئی جرح ذکر کر دی تو اس وجہ سے امام ذہبی نے اس راوی کا ذکر کیا ہے۔

امام ذہبی راوی اور اس کے والد کا ذکر حروف معجم کے مطابق کرتے ہیں۔ ان رموز کا ذکر کرتے ہیں جو ان راویوں کا تذکرہ کرتے ہوئے دیگر مصنفین لائے ہیں۔ بعض راویان حدیث پر ائمہ جرح وتعدیل کے اقوال میں تعارض کی صورت میں امام ذہبی اس تعارض کو دور کرتے ہوئے اپنی رائے بیان کرتے ہیں۔

آپ اس کتاب کی ترتیب ملاحظہ فرمائیں گے تو سب سے اول مردوں اور پھر عورتوں کا تذکرہ ان کے نام کے ساتھ، پھر مردوں کی کنیات...... پھر جو باپ کے نام سے یا پھر جو کنیت کے ساتھ معروف ہے، اس کا تذکرہ ہے۔

الحمدللہ! اس عظیم علمی ذخیرے کہ اللہ تعالیٰ کی عطا کردہ توفیق سے ہم شائع کر رہے ہیں۔ جناب مولانا ابوسعید نے اس کے ترجمے کی سعادت حاصل کی ہے۔ وہ اس سے پہلے ہمارے ادارے حدیث مبارکہ کی ایک انتہائی اہم اور مختصر کتاب ''مسند حمیدی'' کا ترجمہ کر چکے ہیں۔ ہمارے ادارے کے لیے جو کہ شائع ہو چکی ہے۔ مکتبہ رحمانیہ سے وابستہ علماء کی جماعت نے میزان الاعتدال کے ترجمے کا باریک بینی سے جائزہ لیا اور اسے مزید بہتر اور آسان کیا ہے۔ ترجمے کا علمی معیار امید ہے ہمارے خوش ذوق قارئین کو پسند آئے گا۔ شاید کسی نازک طبع پر اس ''تکنیکی کلاسیکل اسلامک'' کتاب کا اردو ترجمے گراں گزرے کہ اس علمی کتاب کے ترجمے کی بھلا کیا ضرورت تھی۔ مختصراً ان کی خدمت میں عرض ہے کہ وہی قومیں علمی استحکام اور فکری عروج حاصل کرتی ہیں جو زیادہ سے زیادہ ذخیرۂ علم اپنی مادری زبان میں منتقل کرتی ہیں اور یہاں تو محض ذخیرۂ علم کی بات نہیں بلکہ یہ تو خدمت سنت نبویہ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی سعادت کے حصول کی بات ہے۔

آخر میں بارگاہ رب العالمین میں بے حد عاجزی اور انکساری سے یہ دعا ہے کہ ہماری یہ ناتمام سی کاوش قبول فرمائیں۔ بلاشبہ اس میں کمی کوتاہی رہ گئی ہوگی۔ اس لیے کہ یہ انسانوں کا کام ہے، خالق کا کام نہیں۔ ہم نے اللہ تعالیٰ کی دی ہوئی صلاحیتوں کا بہترین استعمال کیا، پھر بھی جو کمی رہ گئی، اس پر ہم اپنے غفور ورحیم مہربان پروردگار سے معافی کے خواستگار ہیں۔ وہ تمام افراد جنہوں نے کسی بھی طرح اس کام میں ہماری معاونت کی، ہم ان کے شکر گزار ہیں اور ان کے لیے دعا گو ہیں۔

خادم العلم والعلماء

مقبول الرحمان وابناءہ

عرضِ مترجم

ہر طرح کی حمد اس ذات کے لئے مخصوص ہے جو اپنی ذات اور صفات کے حوالے سے بے مثل و بے مثال ہے۔ جس کی کوئی نظیر نہیں ہوسکتی اور جس کا کوئی ہمسر نہیں ہوسکتا۔ وہ بے نیاز ہے وہ ان تمام صفات کے ساتھ متصف ہے جو اس کی شان کے لائق ہیں اور ہر اس صفت سے پاک ہے جو اس کی شان کے لائق نہ ہو۔ وہ ویسا ہی جیسی اس میں خود اپنی تعریف بیان کی ہے۔

حضرت سیّد المرسلین خاتم النبیین محمد مصطفیٰ ﷺ پر بے حد درود وسلام نازل ہو جنہیں اللہ تعالیٰ نے تمام بنی نوع انسان کی طرف مبعوث کیا۔ اور ان کے ذریعے انبیاء کی بعثت کے سلسلے کو ختم کر دیا۔ جن کا منصب یہ ہے کہ وہ لوگوں کو کتاب وحکمت وتعلیم دیتے ہیں اور ان کا تزکیہ کرتے ہیں اور قیامت کے دن ان کا پروردگار انہیں مقامِ محمود پر فائز کرے گا' جسے دیکھ کر سب پہلے والے اور بعد والے افراد ان پر رشک کریں گے اور قیامت کے دن انہیں منصب شفاعت عطا ہوگا اور وہ اپنی امت کے افراد کی شفاعت کریں گے۔ اللہ تعالیٰ اپنے فضل وکرم کے تحت ہمیں بھی ان کی شفاعت نصیب کرے۔ ان کے ساتھ ان کے تمام اصحاب پر بھی اللہ تعالیٰ کی رحمتیں اور برکتیں نازل ہوں جنہوں نے ان کی تعلیمات کو پوری احتیاط کے ساتھ آگے آنے والی نسلوں تک منتقل کیا اور پھر ان کے بعد اُمت کے ہر طبقے اور ہر دور سے تعلق رکھنے والے اہلِ علم پر بھی اللہ تعالیٰ کی رحمتیں نازل ہوں جنہوں نے اسلامی تعلیمات کو حاسدوں کے حسد اور مفسدوں کے شر سے بچا کر صحیح شکل میں اُمت تک پہنچایا اور ان کے ہمراہ قیامت تک آنے والے ہر مومن مرد و عورت پر اللہ تعالیٰ کی رحمتیں نازل ہوں۔

نبی اکرم ﷺ کی بعثت کا بنیادی مقصد لوگوں تک اللہ تعالیٰ کے احکام کی تبلیغ تھا۔ ان میں سے کچھ احکام اجمالی نوعیت کے تھے اور کچھ کا تعلق تفصیل سے تھا' کچھ احکام لوگوں کی انفرادی زندگی سے تعلق رکھتے تھے اور کچھ احکام اجتماعی زندگی سے متعلق تھے۔ یہی وجہ ہے کہ صحابہ کرام اور تابعین عظام نے اس بات کی پوری کوشش کی کہ زندگی کے ہر مسئلے اور معاملے کے بارے میں نبی اکرم ﷺ کی تعلیم کو صحیح طور پر اُمت تک پہنچا دیا جائے لیکن جب اسلامی سلطنت کی حدود پھیلنا شروع ہوئیں اور غیر اسلامی علاقے اسلامی سلطنت کا حصہ بن گئے تو وہاں کے افراد میں سے اگرچہ زیادہ تر لوگوں نے اسلام کی تعلیمات سے متاثر ہو کر اسلام قبول کر لیا لیکن کچھ ایسے لوگ بھی تھے جو اپنے سابقہ نظریات پر قائم رہے' جن لوگوں نے اسلام قبول کیا تھا ان میں سے کچھ بدباطن لوگوں نے اس بات کا مشاہدہ کیا کہ اسلامی معاشرے میں حدیث رسول کا نام لے کر نمایاں حیثیت اور معاشرتی فوائد حاصل کئے جاسکتے ہیں تو انہوں نے لوگوں کی خواہش اور پسند کے مطابق چند جھوٹی روایات ایجاد کر کے انہیں نبی اکرم ﷺ کی طرف منسوب کر کے بیان کرنا شروع کر دیا۔

یہاں یہ بات ہمارے پیش نظر رہنی چاہئے کہ ابتدائی دور میں حدیث کی درس وتدریس کا کام زبانی کلامی ہوا کرتا تھا' کیونکہ اس

زمانے کا عام رواج بھی یہی تھا کہ لوگ استاد سے کوئی بات سن کر اسے یاد کر لیتے تھے۔ احادیث کی تدوین کا کام بعد کے ادوار میں شروع ہوا۔ تدوین کے زمانے سے پہلے کے دور میں کچھ ایسے افراد سامنے آئے جنہوں نے جھوٹی روایات نبی اکرم ﷺ کی طرف منسوب کر کے بیان کیں۔ کچھ ایسے لوگ تھے جو سچے تھے لیکن روایت بیان کرتے ہوئے حافظے کی خرابی کی وجہ سے غلطی کر جاتے تھے کچھ ایسے لوگ تھے جنہوں نے حدیث کسی غیر مستند راوی سے سنی تھی انہیں یہ اندیشہ ہوا کہ اگر میں نے اس غیر مستند راوی کے حوالے سے حدیث بیان کی تو کوئی شخص میری روایت کو قبول نہیں کرے گا اسی خوف کے پیش نظر اس نے راوی کا نام گول مول طور پر ذکر کر دیا تا کہ سننے والا اصل شخص کو پہچان نہ سکے۔ یہ اور اس طرح کی اور دیگر بہت سی خامیاں، بہت سے راویوں میں پائی جاتی تھیں، محدثین نے حدیث کی خدمت کرتے ہوئے ایک ذیلی علم ایجاد کیا جس کا نام ''اسماء الرجال'' کا علم ہے۔ اس علم کے ماہرین نے مستند اور غیر مستند راویوں کے اسماء الگ الگ تصانیف کی شکل میں یا ایک ہی تصنیف میں صرف مستند یا صرف غیر مستند راویوں کا ذکر کیا۔ ان کتابوں میں سے ایک اہم کتاب امام ذہبی کی تحریر کردہ ''میزان الاعتدال فی نقد الرجال'' ہے۔

اس کتاب کا ترجمہ اس وقت آپ کے ہاتھوں میں ہے، کتاب کے مصنف کا اجمالی تعارف ہم نے آئندہ صفحات میں تحریر کر دیا ہے۔ برادرِ محترم ناصر مقبول صاحب نے اس خواہش کا اظہار کیا تھا کہ اس اہم کتاب کا اُردو ترجمہ کیا جائے، تو ان کی ترغیب اور تحریک پر میں نے اس کام کا آغاز کر دیا اور اب وہ بحمدہٖ تعالیٰ پایۂ تکمیل تک پہنچنے کے بعد آپ کے ہاتھوں میں ہے، کتاب کا مرکزی موضوع اور اس موضوع سے متعلق اصطلاحات، الفاظ کی تراکیب، جملوں کی ساخت کچھ مختلف قسم کی تھی، اس لئے ترجمے کی تکمیل کے بعد اہلِ علم کی ایک جماعت نے اس کا بغور جائزہ لیا اور اب ان کی تصحیح و توثیق کے بعد یہ مکمل ہوا ہے۔

اس ترجمے کے حوالے سے سب سے پہلے میں اپنے والدین اور اساتذہ کا شکر گزار ہوں، جن کی تعلیم و تربیت کے نتیجے میں، میں اس اہم خدمت کو مکمل کرنے کے قابل ہو سکا۔ اس کے بعد مکتبہ رحمانیہ اور بالخصوص محترم ناصر مقبول صاحب کا شکریہ ادا کرتا ہوں، جنہوں نے مجھے یہ اہم خدمت تفویض کی اور اس کے ضروری اسباب و وسائل فراہم کیے۔

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ میری خدمت کو اپنی بارگاہ میں قبول فرمائے۔ اسے میرے لئے، میرے اساتذہ، والدین، دوست احباب، دیگر متعلقین کے لئے نجات کا ذریعہ بنائے۔ اور اس میں جو کمی یا کوتاہی رہ گئی ہو اپنی کامل رحمت کے وسیلے سے اس سے درگزر کرتے ہوئے اس کو معاف فرمائے۔ آمین

روشن دین بشیر عفی عنہ

امام ذہبی

نام ونسب:

آپ کا نام محمد بن احمد بن عثمان ہے، جبکہ آپ کی کنیت ابوعبداللہ ہے اور آپ کا اسم منسوب ذہبی ہے۔اس کی وجہ یہ ہے کہ آپ کے والد سنیارے تھے، امام ذہبی نسلی اعتبار سے ترک ہیں۔ان کا آبائی شہر دیارِ بکر کا مشہور علاقہ میافارقین ہے۔

امام ذہبی کی پیدائش ربیع الثانی 763 ہجری میں ہوئی۔

تعلیم وتربیت:

امام ذہبی کا تعلق ایک دیندار گھرانے سے تھا، یہی وجہ ہے کہ انہوں نے بہت جلد علم دین کی تحصیل کا آغاز کر دیا اور اپنے زمانے کے تمام مشہور ومعروف اساتذہ سے استفادہ کیا۔آغاز میں امام ذہبی کا رجحان دو اہم فنون کی طرف تھا۔علم قرأت اور علم حدیث۔

علمِ قرأت میں امام ذہبی نے شیخ القرا جمال الدین ابواسحاق ابراہیم بن داؤد عسقلانی سے استفادہ کیا، جو فاضل کے نام سے مشہور ہیں اور ان کے انتقال کے بعد شیخ ابراہیم بن غالی مقری سے استفادہ کیا۔

جب امام ذہبی کو علومِ قرآن کے بارے میں بھرپور معرفت حاصل ہوگئی تو انہوں نے اپنی کتاب ''المقدمہ فی التجوید'' تصنیف کی۔

علم حدیث کی تحصیل کے لیے بھی امام ذہبی نے بھرپور کوششیں صرف کیں۔انہوں نے اس علم کے حصول کے لئے بہت زیادہ اسفار نہیں کیے، لیکن اس کے باوجود انہوں نے اس علم کے حصول کے لئے بہت زیادہ محنت کی۔

اساتذہ ومشائخ:

امام ذہبی کی سوانح کا مطالعہ کرنے کے بعد یہ بات سامنے آتی ہے کہ ان کے تین مشائخ نے ان کی شخصیت پر نمایاں اثرات مرتب کیے ہیں۔ان میں سرفہرست شیخ جمال الدین ابوحجاج یوسف بن عبدالرحمٰن مزی ہیں جو رجال الحدیث کے بہت بڑے ماہر ہیں اور شاید انہی کی تعلیم وتربیت کا یہ نتیجہ سامنے آیا کہ جب ذہبی تصنیف وتالیف کی طرف متوجہ ہوئے تو انہوں نے رجالِ الحدیث کے بارے میں ایک قابلِ قدر ذخیرہ یادگار چھوڑا۔

ذہبی کے دوسرے شیخ علم الدین برزالی ہیں جن کے بارے میں ایک مقام پر امام ذہبی نے خود اس بات کا اعتراف کیا ہے کہ شیخ علم الدین برزالی کی تعلیم اور ترغیب کی وجہ سے میرے دل میں علم حدیث حاصل کرنے کی خواہش پیدا ہوئی تھی۔

ذہبی کے تیسرے بڑے شیخ تقی الدین ابن تیمیہ ہیں' جن سے ذہبی شدید محبت کرتے تھے لیکن ان کے ساتھ اپنی جذباتی وابستگی کے باوجود بعض فروعی اوراصولی مسائل میں انہوں نے ابن تیمیہ سے اختلاف کیا ہےاوراس حوالے سے ایک رسالہ بھی تحریر کیا ہے' جس کا نام ''النصيحة الذهبيه لابن تيميه'' ہے۔

درس وتدریس:

امام ذہبی نے تصنیف وتالیف کے ہمراہ درس وتدریس کی طرف بھی بھرپور توجہ دی اوراپنے زمانے کے بڑے علمی مراکز میں درس و تدریس کے فرائض سرانجام دیتے رہے' جیسے انہوں نے تربت اُمّ صالح کے قریب موجوددارالحدیث میں شیخ الحدیث کے فرائض سرانجام دیئے جواس وقت کا ایک بڑاادارالحدیث تھا۔اس کے علاوہ انہوں نے دارالحدیث ظاہریہ میں بھی شیخ الحدیث کے فرائض سرانجام دیئے۔ اپنے استادعلم الدین برزالی کے انتقال کے بعد ذہبی ان کی جگہ مدرسہ نفیسیہ میں شیخ الحدیث مقرر ہوئے۔

انتقال:

علامہ صفدی نے یہ بات تحریر کی ہے کہ امام ذہبی کے انتقال سے چار سال پہلے انہیں آشوبِ چشم کی شکایت ہوگئی تھی جس کی وجہ سے انہیں شدید اذیت کا سامنا کرنا پڑا۔ان کا انتقال 3 ذی قعدہ 748 ہجری میں نصف رات سے کچھ پہلے ہوااورانہیں باب الصغیر کے قبرستان میں دفن کیا گیا۔ان کے جنازہ میں اہلِ علم کی ایک بڑی تعداد نے شرکت کی جن میں ان کے شاگردِ خاص تقی الدین سبکی اور صلاح الدین صفدی شامل ہیں۔ان دونوں حضرات نے ان کے انتقال پر مرثیے بھی کہے۔

امام ذہبی نے دوسو کے قریب تصانیف یادگار چھوڑی ہیں جومختصراورطویل دونوں قسم کی ہیں۔ان کی طویل تصانیف میں: ''سیر اعلام النبلاء'' اور'' تاریخ اسلام'' کے اسماء قابل ذکر ہیں۔

میزان الاعتدال:

یہ امام ذہبی کی لاجواب تصنیف ہے جوضعیف راویوں کے بارے میں ہے۔اس میں امام ذہبی نے شیخ ابواحمد عبداللہ بن عدی کی کتاب ''الکامل فی ضعفاء الرجال'' کے مواد کو اختصار اور جدید ترتیب کے ساتھ پیش کیا ہے۔انہوں نے اس کے علاوہ دیگر محققین کی ضعیف راویوں کے بارے میں تحریر کردہ کتابوں سے بھی استفادہ کیا ہے۔

جرح وتعدیل کے متعلق کتب کی تاریخ میں امام ذہبی کی یہ کتاب نمایاں حیثیت رکھتی ہے۔اس کی اہمیت کا اندازہ اس بات سے لگایا جاسکتا ہے کہ حافظ علامہ ابن حجر عسقلانی نے اس کتاب کی اہمیت' اختصار اور جامعیت کی وجہ سے اس کو تحقیق کا موضوع بنایا اوراس میں مزید مفید اضافہ جات کرنے کے بعد اسے ''لسان المیزان'' کے نام سے اہل علم کے سامنے پیش کیا۔

امام ذہبی کی اس کتاب کا جونسخہ ہمارے سامنے ہے اس کی تحقیق اور تعلیق نگاری کی خدمت شیخ علی محمد معوض اور شیخ احمد عبدالموجود نے سرانجام دی ہے اوراس تحقیق میں استاذ ڈاکٹر عبدالفتاح ابوسنہ نے بھی حصہ لیا ہے۔کتاب کا عربی متن مکتبہ رحمانیہ لاہور کی طرف سے شائع ہو چکا ہے اوراب اس کا ترجمہ آپ کے ہاتھوں میں ہے۔

ائمہ جرح وتعدیل

اللہ تعالیٰ نے' حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کو تمام بنی نوع انسان کے لیے ہادی اور رہنما بنا کر بھیجا' تو آپ کو بہت سے معجزات بھی عطا کیے' جو آپ کی نبوت پر روشن دلیل کی حیثیت رکھتے ہیں' آپ ﷺ کا سب سے بڑا معجزہ قرآن مجید ہے' جس کی حفاظت کا اللہ تعالیٰ نے خود وعدہ کیا ہے' اور جو ہر قسم کے تغیر اور تبدیلی سے محفوظ ہے' لیکن کیونکہ قرآنی احکام کی تعبیر وتشریح کی ذمہ داری نبی اکرم ﷺ کی تھی' اس لیے بالواسطہ طور پر حکمت الٰہیہ میں یہ بات بھی طے تھی کہ آپ ﷺ کی تعلیمات بھی مستند طور پر آپ ﷺ کے ماننے والوں تک منتقل ہوں' اسی لیے ایسے اسباب ووسائل پیدا ہوتے چلے گئے کہ سنت رسول اور حدیث نبوی مستند طور پر امت تک منتقل ہوئے' اس وقت روئے زمین پر موجود تمام مذاہب کی تحقیق کر لیں' کسی بھی مذہب کے ماننے والے یہ دعویٰ نہیں کر سکتے ہیں کہ ''بانی مذہب'' کی تعلیمات مستند طور ان لوگوں تک پہنچ پائی ہیں' صرف محمد عربی ﷺ کے ماننے والوں کو یہ اعزاز اور شرف حاصل ہے کہ وہ بڑے فخر سے سر اٹھا کر یہ کہہ سکتے ہیں کہ جی ہاں! ہماری نبی ﷺ کی تعلیمات' صحیح طور پر ہم تک پہنچی ہیں۔

یہ ایک فطری حقیقت ہے کہ کسی بھی مذہب یا نظریہ کے بانی کے ابتدائی پیروکار اپنے پیشوا کے ساتھ غیر معمولی والہانہ ذہنی اور قلبی وابستگی رکھتے ہیں' لیکن وقت گزرنے کے ساتھ زیب داستاں کے لیے بہت سی خلاف حقیقت باتیں بھی اصل تعلیمات کے ساتھ شامل کر دی جاتی ہیں' پیغمبر اسلام کے ابتدائی پیروکاروں نے اس بات کی بھرپور کوشش کی' کہ وہ کوئی غلط بات پیغمبر اسلام کی طرف منسوب نہ کر دیں' یہی وجہ ہے کہ جلیل القدر صحابہ کرام احادیث روایت کرتے ہوئے غیر معمولی احتیاط سے کام لیا کرتے تھے' اور انہوں نے اپنے مسترشدین' مستفیدین کو بھی یہی درس دیا کہ پیغمبر اسلام کی طرف کوئی جھوٹی بات منسوب کرنا اسلام کی نظر میں بہت بڑا جرم اور گناہ ہے' جس کا اندازہ محض اسی بات سے لگایا جا سکتا ہے' کہ خود پیغمبر اسلام ﷺ نے یہ ارشاد فرمایا ہے:

''جو شخص جان بوجھ کر میری طرف کوئی جھوٹی بات منسوب کرتا ہے' وہ اپنا ٹھکانہ جہنم میں بنا لے''

لیکن یہ بھی ایک فطری حقیقت ہے کہ دنیا میں ہر قسم کے لوگ پائے جاتے ہیں' کچھ نیک سیرت اور پاک باطن ہوتے ہیں' تو کچھ کمینہ خصلت اور بد باطن بھی ہوتے ہیں' جب اسلام کی تعلیمات' اور اس کے ساتھ اسلامی ریاست کی حدود پھیلنا شروع ہوئیں' تو کچھ افراد نے اپنی باطنی خرابی' کسی دنیاوی لالچ' یا کسی بھی اور منفی جذبہ کے تحت' اپنی طرف سے کچھ باتیں ایجاد کیں اور انہیں پیغمبر اسلام کی طرف منسوب کر کے بیان کرنا شروع کر دیا' کچھ لوگوں نے اپنی لاعلمی کی وجہ سے اس نوعیت کی روایات کو آگے بیان کیا' جس کا نتیجہ یہ نکلا کہ احادیث کے ذخیرہ میں کچھ ایسی باتیں بھی شامل ہو گئیں' جن کی نبی اکرم ﷺ کی طرف نسبت غلط تھی' اسی صورت حال کو پیش نظر رکھتے ہوئے علم حدیث کے ماہرین نے ''مستند'' اور ''غیر مستند'' روایات کے درمیان امتیاز قائم کرنے کے لیے' مختلف قواعد وضوابط مقرر

کیے ان میں سے کچھ اصولوں کا تعلق روایت کے متن سے ہے تو کچھ قواعد راویوں سے متعلق بھی ہیں اصول حدیث سے متعلق کتب میں اس سے متعلق اصول تفصیل سے بیان کیے گئے ہیں۔

تاہم یہ بات ذہن نشین رہنی چاہیے: راویان حدیث کے تین طبقات ہیں:

پہلا طبقہ: صحابہ کرام

یہ وہ مقدس گروہ ہے جنہیں پیغمبر اسلام کی صحبت نصیب ہوئی اس طبقے کے افراد کے بارے میں امت کا اتفاق ہے کہ یہ سب عادل ہیں ان میں سے کسی نے بھی نبی اکرم ﷺ کی طرف کوئی غلط بات منسوب نہیں کی ہوگی اگر کسی صحابی کے حوالے سے کوئی غلط بات نبی اکرم ﷺ کی طرف سے منسوب کر کے بیان کی بھی گئی ہوگی تو اس میں اس بات کا قوی امکان موجود ہوگا کہ کسی کذاب نے اس صحابی ہی کی طرف نسبت کرتے ہوئے غلط بیانی سے کام لیا ہوگا۔

دوسرا طبقہ: تابعین عظام

یہ طبقہ دو قسم کے حضرات پر مشتمل ہے کچھ وہ لوگ ہیں جن کی عظمت شان اور جلالت علمی پر اتفاق پایا جاتا ہے اور کچھ ایسے لوگ ہیں جو غیر معروف حیثیت رکھتے ہیں عام طور پر اس طبقے کے افراد نبی اکرم ﷺ کی طرف جان بوجھ کر کوئی جھوٹی بات منسوب نہیں کرتے ہیں البتہ بشری تقاضوں کے تحت کسی بھول چوک کمی کوتاہی حافظے میں تغیر وغیرہ کا معاملہ مختلف ہوگا۔

تیسرا طبقہ: تابعین کے بعد کے راویان

یہ طبقہ تابعین کے تلامذہ سے شروع ہوتا ہے اور کتب احادیث کے مرتبین کے دور تک جاتا ہے اس میں مختلف علاقوں قومیتوں مسلکی نظریات رکھنے والوں کی کثرت پائی جاتی ہے اور زیادہ تر ضعیف اور کذاب راویوں کا تعلق اسی طبقے سے ہے۔

جرح وتعدیل

یہ وہ فن ہے جس میں حدیث روایت کرنے والے افراد کی ''استنادی حیثیت'' پر بحث کی جاتی ہے کیونکہ ابتدائی ادوار میں کتب حدیث مرتب نہیں ہوئی تھیں اور لوگ اپنے اساتذہ سے سماع کر کے روایات آگے نقل کر دیتے تھے اس لیے اس فن میں مرکزی حیثیت ''افراد'' کو حاصل رہی اور اس کا تمام تر موضوع بحث بھی ''افراد'' یعنی راویان حدیث ہی رہے ہیں۔

جرح وتعدیل کی باقاعدہ روایت کا آغاز دوسری صدی ہجری سے ہوتا ہے اور اس حوالے سے پہلا نام یحییٰ بن سعید القطان کا آتا ہے اس دور کے دوسرے بڑے ناقد عبدالرحمان بن مہدی ہیں اس فن میں دوسرے طبقہ کے نمایاں افراد میں ابوداؤد طیالسی امام عبد الرزاق یزید بن ہارون اور ابوعاصم نبیل شامل ہیں۔

ذیل میں ہم فن جرح وتعدیل کے چند اکابر ماہرین کا مختصر تعارف پیش کرتے ہیں:

امام یحییٰ بن سعید القطان

آپ کا نام یحییٰ بن سعید بن فروخ القطان ہے آپ کی کنیت ابوسعید ہے آپ بصرہ کے رہنے والے ہیں آپ 120 ہجری میں

پیدا ہوئے تھے' سید الحفاظ شمار ہوتے ہیں۔

انہوں نے ہشام بن عروہ' اعمش' حمید طویل اوران کے طبقے کے افراد سے روایات نقل کی ہیں' جبکہ ان سے روایات نقل کرنے والوں میں عبدالرحمان بن مہدی' علی بن مدینی' احمد بن حنبل' اسحاق بن راہو یہ اور یحییٰ بن معین کے اسماء قابل ذکر ہیں۔

امام احمد بن حنبل فرماتے ہیں: میری آنکھوں نے یحییٰ بن سعید جیسا کوئی شخص نہیں دیکھا ہے' علی بن مدینی کہتے ہیں: میں یحییٰ بن سعید سے زیادہ رجال کی معرفت رکھنے والا کوئی شخص نہیں دیکھا ہے' امام نسائی فرماتے ہیں: حدیث رسول کے بارے میں اللہ تعالیٰ کے مقرر کردہ امین افراد مالک' شعبہ اور یحییٰ القطان ہیں۔

صفر المظفر 198 ہجری میں' یحییٰ القطان کا انتقال ہو گیا۔

امام عبدالرحمٰن بن مہدی

یہ عبدالرحمٰن بن مہدی بن حسان بصری ہیں' ان کی '' نسبت ولاء '' یا تو '' ازد قبیلے '' کے ساتھ ہے' یا پھر '' بنو عنبر '' کے ساتھ ہے' یہ 135 ہجری میں پیدا ہوئے تھے۔

انہوں نے ایمن بن نابل' ہشام دستوائی' معاویہ بن صالح' شعبہ بن حجاج اور سفیان ثوری جیسے اکابرین سے سماع کیا ہے' جبکہ ان سے روایات نقل کرنے والوں کی صف میں عبداللہ بن مبارک' احمد بن حنبل' اسحاق بن راہو یہ' علی بن مدینی اوران کے علاوہ دیگر بہت سے افراد شامل ہیں' یعنی ان کے مستفیدین کی صف میں زیادہ تر امام بخاری اور امام مسلم کے اساتذہ کے طبقے کے افراد ہیں۔

امام احمد فرماتے ہیں: یہ یحییٰ القطان سے بڑے فقیہ ہیں' اور وکیع سے زیادہ ثبت ہیں' ابن مدینی کہتے ہیں: حدیث کے سب سے بڑے عالم عبدالرحمٰن بن مہدی ہیں' نعیم بن حماد کہتے ہیں: میں نے عبدالرحمٰن بن مہدی سے دریافت کیا: آپ جھوٹے راوی کو کیسے پہچان لیتے ہیں؟ انہوں نے جواب دیا: جس طرح کوئی طبیب' پاگل شخص کو پہچان لیتا ہے۔

عبدالرحمٰن بن مہدی کا انتقال جمادی الثانی 198 ہجری میں ہوا۔

امام عبدالرزاق

آپ کا نام عبدالرزاق بن ہمام بن نافع حمیری صنعانی ہے' ان کی کنیت ابوبکر ہے' انہوں نے ابن جریج' معمر' ثوری' اوزاعی اور خلق کثیر سے استفادہ کیا ہے' جبکہ ان سے روایت کرنے والوں میں یحییٰ بن معین' احمد بن حنبل' اسحاق بن راہو یہ' ذہلی' دبری جیسے اکابرین شامل ہیں' ان کی مرتب کردہ کتاب '' مصنف عبدالرزاق '' کا شمار احادیث وآثار کے ضخیم مجموعہ جات میں ہوتا ہے۔

امام عبدالرزاق کا انتقال 15 شوال 211 ہجری میں' 85 برس کی عمر میں ہوا۔

امام ابوداؤد طیالسی

آپ کا نام سلیمان بن داؤد بن جارود ہے' اور کنیت ابوداؤد ہے' آپ فارسی الاصل ہیں۔

انہوں نے ابن عون' ایمن بن نابل' دستوائی' شعبہ اوران کے طبقے کے افراد سے سماع کیا ہے' جبکہ ان سے روایات نقل کرنے والوں میں امام احمد' بندار' فلاس اوران کے طبقے کے افراد شامل ہیں۔

فلاس اور ابن مدینی کہتے ہیں: میں نے ان سے بڑا حافظ نہیں دیکھا' ان کے رفیق ابن مہدی کہتے ہیں: یہ سب سے زیادہ سچے تھے۔
ان کا انتقال 204 ہجری میں' 80 برس کے لگ بھگ عمر میں ہوا۔

امام یزید بن ہارون

آپ کا نام یزید بن ہارون بن زاذی ہے' کنیت ابو خالد' اور اسم منسوب ''سلمی'' اور ''واسطی'' ہے' آپ 118 ہجری میں پیدا ہوئے۔
انہوں نے عاصم احول' یحییٰ بن سعید' جریری' سلیمان تیمی' داؤد بن ابو ہند' ابن عون اور خلق کثیر سے استفادہ کیا' ان سے امام ابن ابوشیبہ' امام احمد بن حنبل' علی بن مدینی' ابوخیثمہ' عبد بن حمید اور ان کے علاوہ دیگر بہت سے افراد نے روایات نقل کی ہیں' امام احمد فرماتے ہیں: یزید حافظ اور متقن تھے' فقہی بصیرت کے مالک تھے' بہت سمجھدار اور ذہین فطین تھے' ان کا انتقال ربیع الثانی 206 ہجری میں واسط میں ہوا۔

امام یحییٰ بن معین

ان کا نام یحییٰ بن معین بن عون ہے' ان کی کنیت ابوزکریا ہے' یہ بغداد کے رہنے والے ہیں' ان کی پیدائش 158 ہجری میں ہوئی۔
انہوں نے عبداللہ بن مبارک' ہشیم' اسماعیل بن مجالد' یحییٰ بن ابوزائدہ' معتمر بن سلیمان اور ان کے طبقے کے افراد سے روایات نقل کی ہیں' جبکہ ان سے روایت کرنے والے افراد میں امام احمد' امام بخاری' امام مسلم' امام ابوداؤد' امام ابوزرعہ رازی اور بہت سے افراد شامل ہیں۔
امام ذہبی نے انہیں ''سید الحفاظ'' اور علامہ ابن حجر عسقلانی نے ان کو ''امام الجرح والتعدیل'' قرار دیا ہے۔
ذیقعدہ 233 ہجری میں' مدینہ منورہ میں ان کا انتقال ہوا۔

امام علی بن مدینی

آپ کا نام علی بن عبداللہ بن جعفر بن نجیح ہے' آپ علی بن مدینی کے نام سے زیادہ معروف ہیں' آپ 161 ہجری میں پیدا ہوئے تھے۔
آپ نے اپنے والد' ہشیم' حماد بن زید' سفیان بن عیینہ اور ان کے طبقے کے افراد سے سماع کیا ہے' جبکہ ان سے ذہلی' بخاری' ابوداؤد اور دیگر بہت سے افراد نے روایات نقل کی ہیں۔
ابوحاتم کہتے ہیں: حدیث اور اس کی علل کی معرفت کے حوالے سے علی بن مدینی نمایاں حیثیت رکھتے ہیں' میں نے امام احمد کو کبھی ان کا نام لیتے ہوئے نہیں سنا ہے وہ ہمیشہ ان کی تعظیم کے پیش نظر ان کی کنیت سے انہیں مخاطب کرتے تھے۔
یحییٰ بن سعید القطان کہتے ہیں: علی بن مدینی نے مجھ سے جتنا استفادہ کیا ہے' میں نے اُن سے اس سے زیادہ استفادہ کیا ہے۔
امام ابوداؤد فرماتے ہیں: ''اختلاف الحدیث'' کے بارے میں یہ امام احمد بن حنبل سے زیادہ بڑے عالم تھے۔
ان کا انتقال ذیقعدہ 234 ہجری میں ''سامرا'' میں ہوا۔

امام احمد بن حنبل

آپ کا نام احمد بن محمد بن حنبل ہے' آپ کی کنیت ''ابوعبداللہ'' اور اسم منسوب ''شیبانی'' ہے' آپ 164 ہجری میں پیدا ہوئے۔
علم حدیث کا مشہور و معروف ذخیرہ ''مسند احمد'' آپ ہی نے مرتب کیا ہے' آپ کے فضائل و مناقب بے شمار ہیں' صحاح ستہ کے بھی

مؤلفین آپ کے تلامذہ کی صف میں شامل ہیں' فتنہ خلق قرآن کے حوالے سے آزمائش میں مبتلا ہونے کے بعد آپ محدثین کے سرخیل کی حیثیت اختیار کر گئے تھے' اہل سنت کا چوتھا فقہی دبستان فکر آپ ہی کی طرف منسوب ہے۔

عمرو بن فلاس

یہ عمرو بن علی بن بحر الفلاس ہیں' یہ اصل میں بصرہ کے رہنے والے تھے' بعد میں بغداد میں رہائش اختیار کی' حافظان حدیث اور ثقہ راویوں میں شمار ہوتے ہیں' بعض محدثین تو انہیں علی بن مدینی پر بھی فوقیت دیتے ہیں' ان کے حوالے سے ''المسند''۔''العلل''۔''التاریخ'' اور ایک تفسیر منقول ہیں' ان کا انتقال 249 ہجری میں' سر من رائے کے مقام پر ہوا۔

ابوخیثمہ

یہ احمد بن زہیر بن حرب بن شداد بغدادی ہیں' ان کی پیدائش 185 ہجری میں' بغداد میں ہوئی' یہ حافظ الحدیث تھے' تاریخ کے بڑے عالم تھے' ادبیات میں بھی مہارت رکھتے تھے' ان کے بارے میں ایک روایت یہ بھی ہے کہ یہ قدریہ فرقے کی طرف رجحان رکھتے تھے' ان کی تصانیف میں سے ایک ''التاریخ الکبیر'' ہے' جس کے بارے میں امام دارقطنی نے یہ کہا ہے: میرے علم کے مطابق ان کی تاریخ سے زیادہ عمدہ معلومات اور کہیں سے حاصل نہیں ہوسکتی ہیں' ان کا انتقال 279 ہجری میں بغداد میں ہوا۔

ابوزرعہ رازی

ان کا نام عبیداللہ بن عبدالکریم بن یزید بن فروخ ہے' ان کی کنیت ابوزرعہ ہے' اور اسم منسوب ''رازی'' ہے' انہوں نے حرمین' عراق' شام' جزیرہ' مصر اور خراسان میں بہت سے افراد سے اخذ واستفادہ کیا ہے' جبکہ ان سے روایت کرنے والے افراد میں' امام بخاری کے علاوہ صحاح ستہ کے سبھی مؤلفین شامل ہیں اور ان کے علاوہ بھی بہت سے افراد ہیں۔

امام ذہبی کہتے ہیں: حفظ' دینداری' ذہانت' اخلاص' علم اور عمل کے حوالے سے اپنے عہد کی نادر روزگار شخصیت ہیں۔

ان کا انتقال 264 ہجری کے آخری دن ہوا تھا۔

ابوحاتم رازی

ان کا نام محمد بن ادریس بن منذر حنظلی ہے' جلیل القدر اہل علم میں سے ایک ہیں' یہ 195 ہجری میں پیدا ہوئے' یہ فرماتے ہیں: میں نے 209 ہجری میں احادیث نوٹ کرنا شروع کر دی تھیں' انہوں نے بہت سے مشائخ سے روایات نقل کی ہیں' ان سے روایات نقل کرنے والوں میں' صحاح ستہ کے مؤلفین میں سے امام ابوداؤد اور امام نسائی شامل ہیں' ان کے علاوہ حافظ ابوعوانہ اسفرائینی' اور دیگر بہت سے افراد نے بھی ان سے روایات نقل کی ہیں۔

امام ابوحاتم کا انتقال شعبان کے مہینے میں' 277 ہجری میں' 82 برس کی عمر میں ہوا۔

ابواسحاق جوزجانی

ان کا نام ابراہیم بن یعقوب بن اسحاق ہے' ان کا اسم منسوب ''جوزجانی'' اور ''سعدی'' ہے' یہ شام کے جلیل القدر محدث ہیں' یہ

خراسان کے علاقے ''جوز جان'' کے رہنے والے تھے' وہیں پیدا ہوئے' پھر پہلے مکہ' پھر بصرہ' پھر رملہ منتقل ہوئے آخر میں دمشق آ گئے اور مرتے دم تک وہیں سکونت پذیر رہے۔

ان کی تصانیف میں سے ''الجرح والتعدیل'' اور ''الضعفاء'' معروف ہیں' ان کا انتقال 259 ہجری میں ہوا۔

ابن حبان

یہ محمد بن حبان' ابو حاتم بستی ہیں' جو حدیث کی معروف کتاب ''صحیح ابن حبان'' کے مؤلف ہیں' انہوں نے اور بھی کئی کتب یادگار چھوڑی ہیں' لیکن رجال الحدیث کے بارے میں ان کی معروف تصنیف ''الثقات'' ہے۔

انہوں نے علم حدیث کی طلب میں' خراسان' شام' مصر' عراق اور جزیرہ کے مختلف علاقوں کا سفر کیا' اور بہت سے مشائخ سے استفادہ کیا' ان کے سب سے مشہور شیخ امام ابن خزیمہ ہیں' امام ابن حبان کا انتقال 354 ہجری میں ہوا۔

عقیلی

ان کا نام محمد بن عمرو بن موسیٰ بن حماد ہے' ان کی کنیت ''ابو جعفر'' ہے' اور اسم منسوب ''عقیلی'' اور ''مکی'' ہے' ذہبی کہتے ہیں: ضعیف راویوں کی معرفت کے بارے میں عقیلی کی ایک مفید تصنیف ہے' یہ حرمین میں مقیم رہے تھے' ان کا انتقال 322 ہجری میں' مکہ مکرمہ میں ہوا۔

ذیل میں ہم جرح وتعدیل کے موضوع پر لکھی جانے والی چند اہم کتب اور ان کے مؤلفین کے نام تحریر کرتے ہیں:

(1) التاریخ الصغیر (یا التاریخ الاوسط) -- التاریخ الکبیر -- الضعفاء الصغیر (یہ تینوں) تصنیف: امام ابو عبداللہ محمد بن اسماعیل بخاری

(2) تاریخ الثقات -- تصنیف: ابو الحسن احمد بن عبداللہ بن صالح عجلی کوفی (متوفی: 261 ہجری)

(3) الضعفاء والمتروکون -- الطبقات -- تسمیۃ من لم یروعنہ غیر واحد -- ذکر المدلسین -- (یہ چاروں) تصنیف: امام نسائی

(4) الجرح والتعدیل -- تصنیف: ابو محمد عبدالرحمٰن بن محمد تمیمی حنظلی رازی -- المعروف بہ ''ابن ابی حاتم'' (متوفی: 327 ہجری)

(5) الثقات -- المجروحین -- (یہ دونوں) تصنیف: امام ابو حاتم محمد بن حبان بن احمد بستی (متوفی: 354 ہجری)

(6) الکامل فی ضعفاء الرجال -- تصنیف: ابو احمد عبداللہ بن عدی جرجانی (متوفی: 365 ہجری)

(7) تاریخ اسماء الثقات -- تاریخ اسماء الضعفاء والکذابین -- (یہ دونوں) تصنیف: ابو حفص عمر بن احمد المعروف بہ ''ابن شاہین''

(8) الضعفاء والمتروکون -- تصنیف: ابو الحسن علی بن عمر دارقطنی (متوفی: 385 ہجری)

(9) تہذیب الکمال فی اسماء الرجال -- ابو الحجاج یوسف بن عبدالرحمٰن جمال الدین المزی (متوفی: 742 ہجری)

(10) تہذیب التہذیب -- ابو الفضل احمد بن علی بن محمد بن احمد بن حجر عسقلانی (متوفی: 852 ہجری)

مقدمہ

﴿از: امام ذہبی﴾

شیخ، امام، عالم، عامل، شمس الدین ابوعبداللہ محمد بن احمد بن عثمان ذہبی فرماتے ہیں:

ہرطرح کی حمد اس اللہ کے لئے مخصوص ہے جو حاکم ہے، عادل ہے، بلند و برتر ہے، لطیف وخبیر ہے، بزرگی والا اور بصیر ہے، جس نے ہر چیز کو پیدا کیا ہے اور بہترین طریقے سے پیدا کیا ہے اور جس نے مخلوق (کے نظام) کو ترتیب دیا ہے اور کامل ترین طریقے سے ترتیب دیا ہے، اس نے اپنے بندوں کے بارے میں اپنی حکمت کے تحت سعادت مندی اور بدبختی مقرر کی ہیں تو ایک گروہ جنت میں جائے گا اور ایک گروہ جہنم میں ہوگا۔ اس نے سب سے زیادہ سچے کلام اور سب سے زیادہ واضح تحریر کے ہمراہ اپنے معزز رسولوں کو بھیجا اور سیّد ابوالقاسم جو خوشخبری سنانے والے، ڈرانے والے، روشن چراغ ہیں ان کے ذریعے (انبیاء کی بعثت کے سلسلے) کو ختم کر دیا۔ اس نے انہیں جہنم کی آگ سے بچنے کے لئے تمام جہانوں کے لئے رحمت بنا کر بھیجا اور اس نے ان کی لائی ہوئی شریعت کو تبدیلی اور تغیر سے محفوظ کر دیا، اس نے ان کی امت کو سب سے بہترین امت بنایا، جسے لوگوں کے لئے بھیجا گیا ہے، تو کیا خوب بنایا ہے، اس امت میں اس نے ائمہ اور ناقدین بنائے ہیں جو کھرے اور کھوٹے میں تمیز کر سکتے ہیں۔ اور نبی اکرم ﷺ کے آثار کو محفوظ رکھنے کے حوالے سے مکمل ترین بصیرت رکھتے ہیں۔ وہ نفسانی خواہشات کی پیروی اور کوتاہیوں سے اللہ کی پناہ مانگتے ہیں اور لوگوں کے مراتب، سچائی، جھوٹ، قوی ہونے، ضعیف ہونے کے حوالے سے لوگوں کے بارے میں کلام کرتے ہیں جو بہترین ہوتا ہے۔

میں اس بات کی گواہی دیتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ کے علاوہ کوئی معبود نہیں ہے۔ وہی ایک معبود ہے، اس کا کوئی شریک نہیں ہے۔ یہ ایک ایسی گواہی ہے جسے میں منکر نکیر کے سوال (کا جواب دینے) کے لئے سنبھال کے رکھوں گا اور اس کے ساتھ ہی میں یہ گواہی بھی دیتا ہوں کہ حضرت محمد ﷺ اس کے بندے اور اس کے رسول ہیں، جو سب سے بہتر نبی ہیں اور سب سے زیادہ سچے ڈرانے والے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان پر اور ان کی آل پر درود وسلام نازل کرے۔

امابعد! اللہ تعالیٰ نے ہمیں ہدایت نصیب کی، ہمیں سیدھا راستہ دکھایا کہ ہمیں اپنی اطاعت کرنے کی توفیق عطا کی، یہ ایک جلیل القدر کتاب ہے، جو تفصیل کے ساتھ لکھی گئی ہے۔ جو علم نبوی کے ناقلین اور آثار کے حاملین کی وضاحت کے بارے میں ہے، اسے میں نے اپنی کتاب جس کا نام ''المغنی'' ہے، اس کے بعد تحریر کیا ہے۔ میں نے اس میں عبارت کو طول دیا ہے اور متعدد ایسے راویوں کے نام زائد طور پر نقل کیے ہیں جو ''مغنی'' میں نہیں ہیں۔ میں نے اس کتاب کا زیادہ تر مواد ''الکامل لابن عدی'' سے لیا ہے، جو اپنے موضوع پر لاجواب کتاب ہے۔ جس کے ساتھ ''ذیل'' بھی تحریر ہے۔

حافظانِ حدیث نے جرح وتعدیل کے بارے میں مختصر اور طویل ہر قسم کی تصنیفات مرتب کی ہیں۔اس بارے میں جن صاحب کا کلام سب سے پہلے جمع کیا گیا وہ (یحیٰی بن سعید قطان) ہیں جن کے بارے میں امام احمد بن حنبلؒ نے کہا ہے: میں نے اپنی آنکھوں کے ذریعے یحیٰی بن سعید القطان جیسا کوئی شخص نہیں دیکھا۔

اس کے بعد اس حوالے سے ان کے شاگردوں نے کلام کیا' جیسے یحیٰی بن معین' علی بن مدینی' احمد بن حنبل' عمرو بن علی فلاس' ابوخیثمہ (رحمۃ اللہ علیہم)۔

اس کے بعد ان حضرات کے شاگردوں نے کلام کیا' جیسے: ابوزرعہ رازی' ابوحاتم رازی' امام بخاری' امام مسلم' ابواسحاق جوزجانی سعدی (رحمۃ اللہ علیہم)۔

ان کے بعد بہت سے لوگوں نے (اس حوالے سے کتابیں مرتب کی ہیں) جیسے: امام نسائی' امام ابن خزیمہ' امام ترمذی' دولابی' عقیلی' (رحمۃ اللہ علیہ) جن کی ضعیف راویوں کی معرفت کے بارے میں ایک مفید تصنیف ہے۔اس کے علاوہ امام ابوحاتم بن حبان جن کی بڑی کتاب میرے پاس موجود ہے۔ایک کتاب شیخ ابواحمد بن عدی کی بھی ہے جس کا نام ''الکامل'' ہے' جو اس موضوع پر سب سے زیادہ مکمل اور سب سے زیادہ جلیل القدر کتاب ہے۔اس کے علاوہ شیخ ابوالفتح ازدی کی کتاب ہے۔شیخ ابومحمد بن ابوحاتم کی کتاب ہے جو جرح و تعدیل کے بارے میں ہے۔ضعیف راویوں کے بارے میں امام دارقطنی کی کتاب ہے۔ضعیف راویوں کے بارے میں امام حاکم کی کتاب ہے اور اس کے علاوہ کتابیں بھی ہیں۔

حافظ ابن طاہر مقدسی نے ''الکامل لابن عدی'' پر ایک ''ذیل'' تحریر کیا ہے جو میں نے نہیں دیکھا۔اسی طرح حافظ ابن جوزی نے اس بارے میں ایک بڑی کتاب تحریر کی ہے جس کا میں نے پہلے اختصار کیا اور پھر اس پر ایک کے بعد دوسرا ''ذیل'' تحریر کیا۔

اب میں نے اس تصنیف کے بارے میں اللہ تعالیٰ سے استخارہ کیا اور اس کو حروفِ تہجی کی ترتیب کے حوالے سے مرتب کیا ہے' یہاں تک کہ راویوں کے آباؤاجداد کے نام بھی حروفِ تہجی کی ترتیب کے مطابق ہیں تاکہ اس سے استفادہ آسان ہو۔میں نے اس میں اگر کسی ایسے راوی کا ذکر کیا ہو جس کے حوالے سے ''صحاح ستہ'' کے مصنفین' یعنی امام بخاری' امام مسلم' امام ابوداؤد' امام نسائی' امام ترمذی' امام ابن ماجہ (رحمۃ اللہ علیہم) میں سے کسی نے حدیث نقل کی ہو تو میں نے اس کے لیے الگ سے رموز قائم کیے ہیں اور اگر کسی ایک راوی سے ان سب نے روایت نقل کی ہو تو اس کے لیے ''ع'' کا اشارہ ہے۔اور اگر اس راوی پر سنن اربعہ کے مؤلفین متفق ہوں تو اس کے لیے ''عو'' کا رمز ہے۔

جن حضرات کی ثقاہت اور جلالت کے باوجود' ان میں موجود معمولی کمزوری یا تھوڑی سی جرح کی وجہ سے' اس کتاب میں ان کا ذکر کیا گیا ہے' تو اگر ابن عدی یا جرح سے متعلق دیگر کتابوں کے مؤلفین نے اس شخصیت کا ذکر نہ کیا ہوتا تو اس کی ثقاہت کی وجہ سے میں اس کا ذکر نہ کرتا' لیکن میں نے یہ بھی مناسب نہیں سمجھا کہ میں ایسے کسی شخص کا نام حذف کردوں جس کا تذکرہ مذکورہ بالا ائمہ کی کتابوں میں کمزوری کے حوالے سے ہوا ہو' کیونکہ اس طرح مجھ پر تنقید کی جائے گی لیکن میں نے ان حضرات کا تذکرہ اس وجہ سے نہیں کیا کہ میرے نزدیک بھی یہ کمزور ہیں البتہ میں نے ان صحابہ کرام کا ذکر نہیں کیا جن کا ذکر امام بخاری یا ابن عدی یا کسی اور مصنف کی کتاب میں ہے اور ایسا صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی عظمت شان کی وجہ سے کیا ہے۔میں نے اس تصنیف میں ان کا ذکر اس لئے نہیں کیا کیونکہ وہ ضعف ان تک پہنچنے

والی سند کے کسی اور راوی کے حوالے سے ہوگا۔

اسی طرح میں نے اپنی اس کتاب میں' فروع (فقہی مسائل) کے حوالے سے ائمہ متبوعین میں سے کسی کا ذکر نہیں کیا' کیونکہ اسلام میں انہیں بلند مرتبہ حاصل ہے اور لوگ ان کی تعظیم کرتے ہیں' جیسے: امام ابوحنیفہ' امام شافعی اور امام بخاری (رحمۃ اللہ علیہم) ہیں۔ اگر میں ان میں سے کسی کا ذکر کر دیتا تو انصاف کے مطابق کرتا اور یہ چیز نہ تو اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں اور نہ ہی لوگوں کے نزدیک اس (امام) کے لئے کسی ضرر کا باعث ہوتی۔ کیونکہ انسان کو نقصان جھوٹ پہنچاتا ہے یا بکثرت غلطیوں پر اصرار پہنچاتا ہے یا باطل کو خلط ملط کر دینا پہنچاتا ہے' کیونکہ یہ چیز خیانت بھی ہے اور جرم بھی ہے اور مسلمان شخص خیانت اور جھوٹ سے پاک ہوتا ہے۔

میری یہ کتاب ''جان بوجھ کر جھوٹ بولنے اور احادیث ایجاد کرنے والوں'' کے بارے میں ہے۔ اللہ تعالیٰ انہیں برباد کرے یا ان جھوٹوں کے بارے میں ہے' جنہوں نے یہ کہا کہ انہوں نے سماع کیا ہے' حالانکہ انہوں نے سماع نہیں کیا' یا پھر ان لوگوں کا ذکر ہے جن پر حدیث ایجاد کرنے یا فریب دینے کا الزام عائد کیا گیا ہے یا پھر ان لوگوں کے بارے میں جو اپنی عام بات چیت میں جھوٹ بولتے تھے' حدیث نبوی ﷺ کے حوالے سے جھوٹ نہیں بولتے تھے یا پھر ہلاکت کے شکار ہونے والے ان متروک راویوں کے بارے میں ہے جن کی غلطیاں زیادہ ہوگئیں تو ان کی روایات کو متروک قرار دے دیا گیا اور ان کی روایت پر اعتماد نہیں کیا گیا۔ پھر ان حافظانِ حدیث کے بارے میں ہے جو دین کے حوالے سے کمزور حیثیت رکھتے تھے' ان کی عدالت کمزور تھی پھر ان محدثین کے بارے میں ہے' جنہیں ان کے حافظے کے حوالے سے ضعیف قرار دیا گیا کیونکہ وہ غلطیاں کرتے تھے اور انہیں وہم لاحق ہوتے تھے' لیکن ان کی حدیث کو (مکمل طور پر) متروک قرار نہیں دیا گیا۔ اصول' حلال یا حرام کے بارے میں ان کی روایت کو قبول نہیں کیا جاتا' البتہ شواہد یا اعتبار کے طور پر ان کی روایات کو پیش کیا جاسکتا ہے۔ پھر ان سچے محدثین یا مستورالحال مشائخ کا بھی ذکر ہے' جن میں کمزوری پائی جاتی تھی اور یہ لوگ ثبت اور متقن راویوں کے مرتبے تک نہیں پہنچ پائے' اس کے علاوہ مجہول راوی بھی ہیں' جن کے بارے میں ابوحاتم رازی نے یہ تصریح کی ہے' کہ یہ مجہول ہے یا دوسرے کسی محدث نے یہ کہا ہے کہ اس کی شناخت نہیں ہوسکی یا اس میں مجہول ہونا پایا جاتا ہے' یا یہ مجہول ہے یا اس طرح کی دیگر عبارات ہیں جو اس بات پر دلالت کرتی ہیں کہ یہ راوی سچ کے حوالے سے شہرت نہیں رکھتا ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ مجہول راوی سے استدلال نہیں کیا جاسکتا' اس کے علاوہ ایسے ثقہ اور ثبت راویوں کا بھی ذکر کیا گیا ہے جن میں بدعتی نظریات پائے جاتے تھے یا ایسے ثقہ راوی جن کے ثقہ ہونے کے کلام کی طرف توجہ نہیں کی گئی کیونکہ اس میں خرابی پائی جاتی تھی تو تنقید کرنے والوں میں سے اکثریت نے (ان کے ثقہ ہونے) کی مخالفت کی۔ انبیاء کے علاوہ اجتہاد میں کسی سہو یا خطا سے محفوظ ہونے کے حوالے سے ہم کسی کے بارے میں دعویٰ نہیں کر سکتے ہیں۔

بدعت کی دو قسمیں ہیں: کبریٰ اور صغریٰ۔ عاصم احول نے ابن سیرین کا یہ بیان نقل کیا ہے: پہلے لوگ سند کی تحقیق نہیں کرتے تھے جہاں تک کہ جب فتنے آنے لگے تو لوگ اس بات کا جائزہ لینے لگے کہ جو اہلِ سنت ہے اس کی حدیث کو اختیار کر لیتے تھے اور جو بدعتی ہوتا تھا اس کی حدیث کو ترک کر دیتے تھے۔

ہشام نے حسن بصری کا یہ بیان نقل کیا ہے: تم اہلِ ہواء کے لئے گنجائش پیدا نہ کرو اور ان سے سماع نہ کرو۔

بدعت کے حوالے سے پیدا ہونے والی کمزوری ایک ایسا موضوع ہے جس کے حوالے سے علماء کے درمیان اختلاف پایا جاتا ہے'

جس کی وضاحت کا یہ موقع ومحل نہیں ہے۔

جس شخص کے بارے میں یہ کہا گیا ہو کہ اس کا محل صدق ہے اس کا میں نے ذکر نہیں کیا' اسی طرح اس کا بھی ذکر نہیں کیا جس کے بارے میں یہ کہا گیا ہو کہ اس میں کوئی حرج نہیں ہے' اس کا بھی ذکر نہیں کیا گیا' جس کے بارے میں یہ کہا گیا ہو یہ صالح الحدیث ہے یا اس کی حدیث کو نوٹ کیا جائے گا یا یہ شیخ ہے' کیونکہ اس طرح کے الفاظ اس بات پر دلالت کرتے ہیں کہ اس راوی میں مطلق ضعف نہیں پایا جاتا ہے۔

مقبول راویوں کے بارے میں یہ الفاظ استعمال کیے جاتے ہیں:

''ثبت حجت- ثبت حافظ- ثقہ متقن- ثقہ ثقہ- (صرف) ثقہ- مقبول- صدوق- اس میں کوئی حرج نہیں ہے- اس میں حرج کوئی نہیں- اس کا محل صدق ہے- یہ جید الحدیث ہے- یہ صالح الحدیث ہے- یہ درمیانے درجے کا شیخ ہے- یہ حسن الحدیث شیخ ہے- یہ ان شاء اللہ صدوق ہے- یہ کم درجے کا صالح ہے اور اس کی مانند دیگر الفاظ ہیں''۔

جرح کے بارے میں یہ الفاظ استعمال کیے جاتے ہیں:

''دجال کذاب- وضاع جو حدیث ایجاد کرتا ہے- متہم بالکذب-- جس کے متروک ہونے پر اتفاق ہو- جو متروک ہے ثقہ نہیں ہے- انہوں نے اس کے بارے میں خاموشی اختیار کی ہے- یہ ذاہب الحدیث ہے- اس میں غور وفکر کی گنجائش ہے- یہ ہلاکت کا شکار ہونے والا ہے- یہ ساقط ہے- یہ ایک مرتبہ واہی ہے- یہ کوئی چیز نہیں ہے- یہ انتہائی ضعیف ہے- انہوں نے اسے ضعیف قرار دیا ہے- یہ ضعیف اور واہی ہے- یہ منکر الحدیث ہے یا اس کی مانند الفاظ ہیں- اسے ضعیف قرار دیا گیا ہے- اس میں ضعف پایا جاتا ہے- یہ ضعیف ہے- یہ قوی نہیں ہے- یہ حجت نہیں ہے- یہ اتنے پائے کا نہیں ہے- یہ کچھ معروف اور کچھ منکر ہے- اس کے بارے میں بات کہی گئی ہے- اس کے بارے میں کلام کیا گیا ہے- کمزور ہے- برے حافظے والا ہے- اس سے استدلال نہیں کیا جاتا- اس کے بارے میں اختلاف کیا گیا ہے- یہ صدوق لیکن بدعتی ہے- یہ اور اس کے جیسے الفاظ ہیں جو اس بات پر دلالت کرتے ہیں کہ یہ راوی حدیث ایجاد کرتا ہے یا یہ کمزور ہے یا اس کے بارے میں توقف کیا جائے گا یا اس میں موجود کمزوری کے باوجود اس سے استدلال کیا جائے گا۔

جی ہاں! متاخرین نے جس راوی کے بارے میں کلام کیا ہے' میں نے اس کا ذکر نہیں کیا ماسوائے اس صورت کے کہ اس کا ضعف واضح ہو جائے اور اس کا معاملہ وضاحت والا ہو جائے کیونکہ ہمارے زمانے میں راویوں پر اعتماد نہیں کیا جاتا بلکہ محدثین ومرتبین پر اعتماد کیا جاتا ہے یا ان لوگوں پر اعتماد کیا جاتا ہے کہ سماع کرنے والوں کے اسماء کو ضبط کرنے کے حوالے سے ان کی عدالت اور سچائی معروف ہو۔

یہ بات طے شدہ ہے کہ راوی کا بچنا اور محفوظ ہونا ضروری ہے تو متقدمین اور متاخرین کے درمیان حدِ فاصل تیسری صدی ہجری ہے۔ اگر میں اس حوالے سے لوگوں کو کمزور قرار دینے کا موضوع چھیڑ دوں تو پھر بہت تھوڑے سے لوگ باقی بچیں گے کیونکہ زیادہ تر لوگوں کو یہ پتہ ہی نہیں ہے کہ وہ کیا روایت کر رہے ہیں اور انہیں اس فن کی شناخت بھی نہیں ہے۔ انہیں کمسنی میں احادیث سنا دی گئی تھیں اور بڑی عمر میں انہیں سند کے عالی ہونے کی ضرورت پیش آئی تو اب اعتماد اس شخص پر ہوگا جس نے ان کے سامنے حدیث کو پڑھا تھا یا جس نے ان کے سامنے سماع کا ماحول قائم کیا تھا جیسا کہ علوم الحدیث میں تفصیل کے ساتھ یہ بات تحریر کی گئی ہے باقی اللہ تعالیٰ ہی توفیق عطا کرنے والا ہے' اسی سے مدد مانگی جاتی ہے اور اس کی مدد کے بغیر کچھ بھی نہیں ہوسکتا۔

﴿حرف الف﴾

(''الف'' سے شروع ہونے والے نام)

۱-ابان بن اسحاق (ت) مدنی

انہوں نے صباح بن محمد سے اور ان سے یعلیٰ بن عبید نے روایات نقل کی ہیں۔

یحییٰ بن معین رحمۃ اللہ علیہ اور دیگر حضرات کا کہنا ہے: اس میں کوئی حرج نہیں ہے۔

شیخ ابوالفتح ازدی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ راوی ''متروک'' ہے۔

(امام ذہبی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:) میرے خیال میں: اسے متروک قرار نہیں دیا جاسکتا: اس لیے کہ امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ اور عجلی نے اسے ''ثقہ'' قرار دیا ہے۔

شیخ ابوالفتح ازدی رحمۃ اللہ علیہ جرح کرنے میں زیادتی کر جاتے ہیں۔ مجروح راویوں کے بارے میں ان کی ایک بڑی تصنیف ہے، جس میں انہوں نے ان راویوں کے حالات جمع کیے ہیں، جن میں سے بہت سوں پر انہوں نے جرح کی ہے، جب کہ ان سے پہلے کسی بھی عالم نے ان کے بارے میں کلام نہیں کیا۔ ایسے راویوں کا تذکرہ، ہم محمد نامی راویوں کے حالات میں کریں گے۔ ان شاء اللہ تعالیٰ۔

انہوں نے اپنی سند کے ساتھ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے حوالے سے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان نقل کیا ہے:

استحیوا من اللہ حق الحیاء .... الحدیث

''اللہ تعالیٰ سے اس طرح حیا کرو جیسے حیا کرنے کا حق ہے''۔

اس روایت کو امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے روایت کیا ہے۔

صباح یہ ''واہی الحدیث'' تھے۔

۲-ابان بن تغلب (م،عو) کوفی

یہ شیعہ مسلک سے تعلق رکھتا تھا' اور انتہا پسند تھا' لیکن یہ ''صدوق'' (یعنی روایات نقل کرنے میں سچا) تھا۔ ہم اس کی سچائی لے لیں گے اور بدعت اس کے ذمے ہوگی۔

احمد بن حنبل، ابن معین اور ابوحاتم نے اسے ثقہ قرار دیا ہے۔

ابن عدی نے اس کا تذکرہ کرتے ہوئے کہا ہے: یہ ''غالی شیعہ'' تھا۔

سعدی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ کھلا گمراہ تھا۔

کوئی شخص یہ کہہ سکتا ہے کہ کسی بدعتی کو ثقہ کیسے قرار دیا جاسکتا ہے جب کہ ثقہ ہونے کے لیے ضروری ہے کہ ایسے راوی میں عدالت

اور اتقان بھی ہونا چاہئے' لہٰذا جو شخص بدعتی ہو وہ عادل کیسے ہوسکتا ہے؟ اس کا جواب یہ ہے: بدعت کی دو قسمیں ہیں۔ ایک بدعت ہے' جیسے تشیع میں غلو اختیار کرنا یا ایسا تشیع جس میں غلو اور تحریف نہ ہو یہ چیز بہت سے تابعین اور تبع تابعین میں پائی جاتی تھی' حالانکہ وہ دین دار' پرہیز گار اور سچے تھے' لہٰذا اگر ان لوگوں کی روایت کو محض اس وجہ سے مسترد کر دیا جائے تو بہت سی احادیث رخصت ہو جائیں گی اور یہ بڑا نقصان ہے۔

پھر دوسری بڑی بدعت ہے۔ جیسے کامل رفض اور اس میں غلو اختیار کرنا یا حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی شان میں گستاخی کرنا یا اس کی طرف دعوت دینا یہ ایسی قسم ہے کہ اس طرح کے راویوں کو نہ دلیل کے طور پر پیش کیا جا سکتا ہے اور نہ ہی انہیں کوئی بزرگی حاصل ہوتی ہے۔

اس وقت میرے ذہن میں مثال بیان کرنے کے لیے کسی شخص کا خیال نہیں آ رہا جو سچا ہو یا مامون ہو۔ حاصل ایسے لوگوں کا شعار جھوٹ بولنا اور تقیہ کرنا ہوتا ہے اور منافقت ان کا اوڑھنا بچھونا ہوتا ہے' جس شخص کی یہ حالت ہو اس کی نقل کردہ روایت کو ہرگز قبول نہیں کیا جاسکتا۔

اسلاف کے زمانے میں عموماً ''غالی شیعہ'' اس شخص کو کہا جاتا تھا جو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ' حضرت زبیر رضی اللہ عنہ' حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ اور حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ اور ان حضرات کے بارے میں کلام کرتا تھا جنہوں نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ساتھ جنگ کی تھی یا جو حضرت علی رضی اللہ عنہ پر تنقید کیا کرتے تھے۔

لیکن ہمارے زمانے میں غالی شیعہ اس کو کہا جاتا ہے جو ان مذکورہ اکابرین کی تکفیر کرتا ہے اور شیخین سے براءت کا اظہار کرتا ہے' ایسا شخص گمراہ ہے۔ تاہم ابان بن تغلق شیخین کی شان میں کوئی گستاخی نہیں کرتے تھے' البتہ اس کا عقیدہ تھا کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ ان دونوں حضرات سے افضل ہیں۔

۳- ابان بن جبلۃ کوفی:

ان کی کنیت ابوعبدالرحمٰن ہے۔

نہوں نے ابواسحاق سبیعی سے روایات نقل کی ہیں۔

امام دارقطنی رحمۃ اللہ علیہ اور دیگر حضرات نے انہیں ''ضعیف'' قرار دیا ہے۔

امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ ''منکر الحدیث'' ہے۔

ابن قطان نے نقل کیا ہے کہ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: ہر وہ شخص جس کے متعلق میں یہ کہہ دوں کہ یہ ''منکر الحدیث'' ہے تو اس سے روایت کرنا جائز نہیں ہے۔

۴- ابان بن حاتم املوکی:

یہ شیخ ابوتقی یزنی کے مشائخ میں سے ہیں۔

انہوں نے عمر بن مغیرہ سے روایات نقل کی ہیں جو''مجہول'' راوی ہیں۔

(امام ذہبی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:) یہ بات جان لیں کہ جس شخص کے بارے میں' میں کہہ دوں کہ یہ راوی ''مجہول'' ہے اور میں اس جملے کی نسبت کسی قائل کی طرف نہ کروں تو یہ شیخ ابوحاتم کا قول ہوگا اور اس حوالے سے بہت سے ایسے راوی آئیں گے تو آپ کو یہ بخوبی معلوم ہو جائے گا۔ لیکن اگر میں اس جملے کی نسبت قائل کی طرف کر دوں جیسے ابن مدینی یا یحییٰ بن معین رحمۃ اللہ کی طرف تو یہ واضح بات ہے۔

اگر میں یہ کہوں کہ اس راوی میں جہالت یا منکر ہونا پایا جاتا ہے یا اسے مجہول قرار دیا گیا ہے یا یہ معروف نہیں ہے یا اس طرح کے الفاظ استعمال کروں اور اس کی نسبت قائل کی طرف نہ کروں تو یہ میرے اپنے الفاظ ہوں گے۔ اسی طرح اگر میں یہ کہوں کہ یہ ''ثقہ'' ہے' یا صدوق یا صالح ہے یا لین ہے یا اسی طرح کوئی اور لفظ استعمال کروں اور اس کی نسبت کسی سابقہ عالم کی طرف نہ کروں تو اس کا یہی مفہوم ہوگا۔

۵-ابان بن خالد حنفی:

یہ عبدالمؤمن بن خالد کے بھائی ہیں۔

شیخ ابوالفتح ازدی رحمۃ اللہ علیہ نے انہیں ''لین'' قرار دیا ہے۔

ان کے حوالے سے سند کے ساتھ یہ حدیث مرفوعاً منقول ہے:

لا تقوم الساعة حتى لا يعبد الله في الارض مائة عام

''قیامت اس وقت تک قائم نہیں ہوگی جب تک روئے زمین پر ایک سو برس تک اللہ تعالیٰ کی عبادت نہیں کی جائے گی''۔

یہ روایت ''منکر'' ہے۔

۶-ابان بن سفیان موصلی:

یہ بصرہ کے رہنے والے تھے۔

انہوں نے ابو ہلال محمد بن سلیم سے روایات نقل کی ہیں۔

امام دارقطنی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: جزری متروک ہے۔

(امام ذہبی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:) میں کہتا ہوں: جب یہ کہا جائے کہ فلاں شخص جزری ہے تو عام طور پر اس کی نسبت جزیرہ نامی صوبے کی طرف کی جاتی ہے' جو جزیرہ ابن عمر ہے۔ اس کے شہروں میں سے ایک شہر بلکہ اس کا سب سے بڑا شہر موصل ہے۔

۷-ابان بن سفیان مقدسی

انہوں نے فضیل بن عیاض اور ثقہ راویوں سے روایات نقل کی ہیں۔

امام ابوحاتم رحمۃ اللہ علیہ محمد بن حبان بستی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: اس نے موضوع روایات نقل کی ہیں۔

ان سے محمد بن غالب انطا کی نے یہ دو روایات نقل کی ہیں:

پہلی روایت یہ ہے:

عن عبد الله بن عبد الله بن أبي أنه أصيبت ثنيته يوم أحد، فأمره رسول الله صلى الله عليه وسلم أن يتخذ ثنية من ذهب.

''حضرت عبداللہ بن عبداللہ بیان کرتے ہیں: غزوۂ احد کے موقع پر ان کے سامنے کے دانت شہید ہو گئے تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں ہدایت کی کہ وہ سونے کے بنے ہوئے دانت لگوالیں''۔

دوسری روایت یہ ہے:

عن ابن عمر: نهى رسول الله صلى الله عليه وسلم أن نصلي إلى نائم أو متحدث

''حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس بات سے منع کیا ہے کہ ہم کسی سوئے ہوئے یا بات چیت کرتے ہوئے شخص کی طرف رخ کر کے نماز ادا کریں''۔

امام ابن حبان رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ دونوں روایات موضوع ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سونے کے دانت لگوانے کی ہدایت کیسے کر سکتے ہیں' جب کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے: ''بے شک سونا اور ریشم میری امت کے مردوں کے لیے حرام قرار دیا گیا ہے''۔

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سوئے ہوئے شخص کی طرف رخ کر کے نماز ادا کرنے سے کیسے منع کر سکتے ہیں' حالانکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم خود نماز ادا کر رہے ہوتے تھے اور سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا اس وقت آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اور قبلہ کے درمیان چوڑائی میں لیٹی ہوتی تھیں۔

(ابن حبان رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں:) اس شیخ کی نقل کردہ روایت کو دلیل کے طور پر پیش کرنا جائز نہیں ہے اور نہ ہی اس سے روایت کرنا جائز ہے۔ البتہ ثانوی حوالے کے طور پر اسے نقل کیا جا سکتا ہے۔

(امام ذہبی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:) میں یہ کہتا ہوں: آپ نے (یعنی ابن حبان رحمۃ اللہ علیہ نے) ان دونوں روایات پر موضوع ہونے کا جو حکم لگایا ہے اس کی وجہ وہ ہے جو صورت آپ کے سامنے آئی ہے۔ یہ حکم محل نظر ہے۔ خاص طور پر دانت لگوانے والی روایت کے بارے میں (آپ کا موقف درست نہیں ہے)۔ بظاہر یہ لگتا ہے کہ یہاں ابان سے مراد پہلے والا ابان ہے جو بصری' موصلی یا مقدسی ہوگا۔

جہاں تک ابن عدی کا تعلق ہے تو انہوں نے ان دونوں کا اس طرح ذکر نہیں کیا بلکہ انہوں نے ان کا نام ایمن بن سفیان نقل کیا ہے اور فرمایا کہ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: ان کی نقل کردہ احادیث تحریر نہیں کی جائیں گی۔

اور دیگر حضرات نے بھی کہا ہے: اس کا نام ایمن بن سفیان مقدسی ہے۔

شیخ ابن عدی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: شیخ ابوحازم نے اللہ تعالیٰ کے فرمان: ''اور اس کے نیچے ان دونوں کا خزانہ تھا'' کے بارے میں فرمایا ہے کہ اس میں سونے کی بنی ہوئی ایک لوح رکھی ہوئی تھی جس میں یہ تحریر تھا:

''اس شخص پر حیرت ہوتی ہے جو موت کے بارے میں جان لیتا ہے اور پھر بھی خوش رہتا ہے''۔

اس نے اپنی سند کے ساتھ حضرت ابودرداء رضی اللہ عنہ' حضرت واثلہ بن اسقع رضی اللہ عنہ اور حضرت انس رضی اللہ عنہ کا یہ بیان نقل کیا ہے:

قالوا: خرج علينا رسول الله صلى الله عليه وسلم ونحن نتمارى في شيء من امر الدين
''حضرت ابودرداء رضی اللہ عنہ' حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ' حضرت واثلہ بن اسقع رضی اللہ عنہ اور حضرت انس رضی اللہ عنہ نے بیان فرمایا ہے کہ ایک مرتبہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے پاس تشریف لائے۔ہم اس وقت کسی دینی معاملے میں بحث کررہے تھے''۔
اس کے بعد راوی نے طویل روایت نقل کی ہے جو''منکر'' ہے۔
ان کے حوالے سے سند کے ساتھ یہ حدیث مرفوعاً منقول ہے۔
من خرج يطلب بابا من العلم لينتفع به ويعلمه غيره كتب الله له بكل خطوة عبادة الف سنة
الحديث
نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے: جو شخص علم کے کسی حصے کی طلب میں نکلتا ہے تا کہ اس علم کے ذریعے خود نفع حاصل کرے یا اس کی کسی دوسرے کو تعلیم دے تو اللہ تعالیٰ اس کے ہر ایک قدم کے عوض اسے ایک ہزار سال کی عبادت کا ثواب عطا کرتا ہے۔

۸-ابان بن صمعه (م،س،ق)

یہ''صدوق''بزرگ ہیں اور''بصرہ'' کے رہنے والے ہیں۔ایک قول کے مطابق یہ عتبہ غلام کے والد ہیں اور عابد وزاہد شخص تھے۔
انہوں نے عکرمہ اور محدثین کی ایک جماعت سے احادیث کا سماع کیا ہے اور اپنی والدہ کے حوالے سے سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت نقل کی ہے۔
ان سے یحییٰ بن سعید قطان اور ابو عاصم نے روایات نقل کی ہیں۔
یحییٰ بن معین رحمۃ اللہ علیہ اور دیگر حضرات نے انہیں''ثقہ'' قرار دیا ہے۔یحییٰ بن سعید قطان فرماتے ہیں: آخری عمر میں ان کا حافظہ بدل گیا تھا۔
عبدالرحمٰن بن مہدی فرماتے ہیں: میری ان سے ملاقات ہوئی ہے۔ان کے انتقال سے کچھ عرصہ پہلے یہ التباس ذہنی کا شکار ہو گئے تھے۔
امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ''صالح حدیث'' ہے۔ان کے صاحبزادے عبداللہ بن احمد نے ان سے پوچھا:
کیا آخری عمر میں (ان کا حافظہ) متغیر نہیں ہو گیا تھا؟ تو امام احمد نے جواب دیا: جی ہاں۔
شیخ ابن عدی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: ان صاحب کی خامی بیان کی گئی ہے کہ جب یہ عمر رسیدہ ہو گئے تھے تو ان میں اختلاط آ گیا تھا۔البتہ ان کی طرف ضعف کی نسبت نہیں کی گئی۔انہوں نے جو روایات نقل کی ہیں وہ درست ہیں۔پھر ابن عدی نے ان کے حوالے سے ایک روایت نقل کی ہے جو حضرت ابو برزہ اسلمی کے حوالے سے منقول ہے:
ان النبي صلى الله عليه وسلم قال له: اعزل الاذى عن طريق المسلمين.
نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے فرمایا:''مسلمانوں کے راستے سے تکلیف دہ چیز کو دور کر دو''۔

(امام ذہبی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:) میں یہ کہتا ہوں: یہ سہل کے تفردات میں سے ہے۔
ان کا انتقال 153 ہجری میں ہوا۔ امام مسلم رحمۃ اللہ علیہ اور امام نسائی رحمۃ اللہ علیہ نے ان کے حوالے سے روایات نقل کی ہیں۔

۹-ابان بن طارق (د)

وہی ہیں جنہوں نے نافع سے یہ روایت نقل کی ہے۔

من دخل من غير دعوة دخل سارقا وخرج مغيرا

''جو شخص بن بلائے (کسی کے گھر میں آ جائے) وہ چور بن کر داخل ہوتا ہے اور غارت گر بن کر نکلتا ہے''۔

شیخ ابن عدی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ روایت ''منکر'' ہے اور صرف اسی راوی سے منقول ہے۔

امام ابوزرعہ فرماتے ہیں: یہ ''مجہول'' ہے۔

محمد بن جابر نامی راوی جس کے بارے میں مجھے یقینی طور پر معلوم نہیں کہ یہ کون ہے؟ اس نے ابان ابن طارق کی سند سے حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے مروی یہ حدیث نقل کی ہے حضرت جابر رضی اللہ عنہ کے حوالے سے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان نقل کیا ہے۔

من ادرك ركعة فقد ادرك فضل الجماعة

''جو شخص ایک رکعت کو پالیتا ہے وہ جماعت کی فضیلت کو پالیتا ہے''۔

۱۰-ابان بن عبداللہ (عو):

یہ ابان بن ابی حازم بجلی کوفی ہیں اور ''حسن الحدیث'' ہیں۔

یحییٰ بن معین رحمۃ اللہ علیہ نے انہیں ''ثقہ'' قرار دیا ہے۔

شیخ ابن عدی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: (ان کا نام و نسب یہ ہے) ابان بن عبداللہ بن ابی حازم صخر بن العیلۃ بجلی

شیخ فلاس فرماتے ہیں: میں نے یحییٰ قطان کو کبھی ان کے حوالے سے حدیث نقل کرتے ہوئے نہیں سنا۔

امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ صدوق اور ''صالح الحدیث'' ہیں۔

شیخ ابن عدی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: امید یہی ہے کہ یہ راوی مشکوک نہیں ہیں۔

انہوں نے عمرو بن شعیب اور دیگر حضرات سے احادیث نقل کی ہیں۔

اور ان کی منکر روایات میں سے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے مروی یہ ''مرفوع'' حدیث ہے۔

جرير منا اهل البيت ظهرا لبطن ظهرا لبطن.

(نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:) جریر ہمارے اہل بیت میں سے ہے اور ہمارے رازوں کے امین ہیں۔

۱۱-ابان بن عبداللہ، شامی:

انہوں نے عاصم بن محمد العمری سے روایات نقل کی ہیں۔

شیخ ابوالفتح ازدی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: محدثین نے انہیں "متروک" قرار دیا ہے۔
انہوں نے اپنی سند کے ساتھ حضرت معاذ بن جبل رحمۃ اللہ علیہ سے یہ روایت نقل کی ہے:

اطلبوا العلم ولو انضیتم الرکاب، فأن العلم یجلو البصر

"تم لوگ علم حاصل کرو۔ اگرچہ تم رکاب کو بوسیدہ کردو' کیوں کہ علم بینائی کو جلا بخشتا ہے"۔

۱۲-ابان بن عبداللہ:

یہ یزید الرقاشی کے والد ہیں۔
یحییٰ بن معین رحمۃ اللہ علیہ اور دار قطنی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں: یہ "ضعیف" ہیں۔
اس کے بیٹے کے پاس اس سے منقول ایک ہی روایت ہے۔
شیخ ابن عدی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: اس کے بیٹے نے اس سے جو روایات نقل کی ہیں ان کا ماخذ ظلمت کے سوا کچھ نہیں اور اس نے ابوموسیٰ سے بھی روایت نقل کی ہے۔
اس کے حوالے سے حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے حدیث منقول ہے۔

۱۳-ابان بن عثمان الاحمر:

انہوں نے ابان بن تغلب سے روایات نقل کی ہیں۔
ان کے بارے میں چونکہ کلام کیا گیا ہے۔ اس وجہ سے انہیں بالکلیہ ترک نہیں کیا جاسکتا۔
جہاں تک عقیلی کا تعلق ہے تو انہوں نیان کو متہم قرار دیا۔

۱۴-ابان بن عمر-الوالبی سا

امام ابوحاتم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ "مجہول" ہے۔ ابن ابی حاتم نے اس کا تذکرہ کیا ہے۔

۱۵-ابان بن ابی عیاش (د) فیروز

(اور یہ بھی کہا گیا ہے): دینار الزاہد ابواسماعیل بصری۔
یہ ضعیف راویوں میں سے ہے اور کم سن تابعی ہے۔ اس نے حضرت انس رضی اللہ عنہ اور دیگر راویوں کے حوالے سے احادیث روایت کی ہے۔ یہ عبدالقیس قبیلے کے آزاد کردہ غلاموں میں سے ہے۔
شعبہ کہتے ہیں: میں سیر ہوکر گدھے کا پیشاب پی لوں۔ یہ مجھے اس سے زیادہ پسندیدہ ہے کہ میں یہ کہوں کہ ابان بن ابوعیاش نے مجھے یہ حدیث بیان کی ہے۔
ایک روایت کے مطابق شعبہ نے یہ کہا ہے: آدمی کا زنا کر لینا اس سے زیادہ بہتر ہے کہ وہ ابان کے حوالے سے کوئی روایت نقل کرے۔

حماد بن زید کہتے ہیں: سلم علوی نے مجھ سے فرمایا: ایک مرتبہ میں نے ابان بن ابوعیاش کو دیکھا کہ وہ ''سبرجہ'' میں چراغ کے پاس بیٹھ کر حضرت انس رضی اللہ عنہ کے حوالے سے احادیث نوٹ کر رہا تھا۔ حماد کہتے ہیں: پھر سلم علوی نے مجھ سے فرمایا: اے میرے بیٹے! تم ابان سے استفادہ کرنا۔ حماد کہتے ہیں: میں نے اس روایت کا تذکرہ ایوب سختیانی سے کیا تو وہ بولے ہم تو شروع سے ہی انہیں بھلائی کے حوالے سے ہی جانتے ہیں۔

ابن ادریس کہتے ہیں: میں نے شعبہ سے کہا مہدی بن مامون نے سلم علوی کا یہ بیان مجھے بتایا ہے وہ کہتے ہیں: میں نے ابان بن ابو عیاش کو دیکھا کہ وہ رات کے وقت حضرت انس رضی اللہ عنہ کے حوالے سے احادیث نوٹ کر رہا تھا تو شعبہ نے کہا سلم علوی تو وہ شخص ہے' جو لوگوں سے دو دن پہلے ہی پہلی کا چاند دیکھ لیتا ہے۔

امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ کا کہنا ہے: عباس کہتے ہیں: میں اور حماد بن یزید شعبہ کے پاس آئے ہم نے اِن سے گزارش کی کہ وہ ابان بن ابوعیاش پر تنقید نہ کریں۔ عباس کہتے ہیں: پھر شعبہ کی ملاقات ان حضرات سے ہوئی تو وہ بولے۔ میں یہ سمجھتا ہوں کہ میں اس کے حوالے سے خاموش نہیں رہ سکتا۔

امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ ''متروک الحدیث'' ہے۔ وکیع جب اس کے حوالے سے کوئی روایت نقل کرتے تھے تو یہ کہا کرتے تھے: ایک شخص نے یہ بات بیان کی ہے وہ اس کا نام نہیں لیتے تھے وہ اسے ضعیف سمجھنے کی وجہ سے ایسا کرتے تھے۔

یحییٰ بن معین رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ راوی ''متروک'' ہے۔

ایک مرتبہ انہوں نے یہ کہا ہے: یہ ''ضعیف'' ہے۔

ابوعوانہ کہتے ہیں: میں نے بصرہ میں جو بھی روایت سنی میں جب وہ لے کر ابان کے پاس آیا تو اس نے وہی روایت حسن بصری کے حوالے سے مجھے سنا دی۔ یہاں تک کہ میں نے ابان کے حوالے سے پورا ایک رجسٹر تیار کر لیا' لیکن میں اس کے حوالے سے کوئی روایت نقل کرنا جائز نہیں سمجھتا۔

ابواسحاق جوزجانی کہتے ہیں: یہ ساقط الاعتبار ہے۔

امام نسائی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا ہے: یہ راوی ''متروک'' ہے۔ پھر ابن عدی نے ابان کے حوالے سے منقول تمام منکر روایات نقل کی ہیں۔

یزید بن ہارون نے کہا: شعبہ یہ کہتے ہیں۔ اگر ابان بن ابوعیاش حدیث بیان کرتے ہوئے جھوٹ نہ بولے تو میں اپنا گھر اور گدھا غریبوں کے لیے صدقہ کرتا ہوں تو میں نے ان سے کہا تو پھر آپ نے اس سے حدیث کا سماع کیوں کیا ہے تو انہوں نے فرمایا: اس روایت کے بغری گذارا کیسے ممکن ہے جو اس نے اپنی سند کے ساتھ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے حوالے سے ان کی والدہ کا یہ بیان نقل کیا ہے وہ فرماتی ہیں۔

رأیت رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم قنت فی الوتر قبل الرکوع

میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ آپ نے وتر کی نماز میں رکوع میں جانے سے پہلے دعائے قنوت پڑھی تھی۔

یہ روایت خلاد بن یحییٰ نے ثوری کے حوالے سے ابان سے نقل کی ہے۔

عبدان نے اپنے والد کے حوالے سے شعبہ کا یہ قول نقل کیا ہے۔ اگر لوگوں سے حیانہ ہوتی تو میں ابان کی نماز جنازہ ادا نہ کرتا
یزید بن زریع کہتے ہیں: میں نے ابان کو ترک کر دیا تھا کیوں کہ اس نے ایک روایت حضرت انس رضی اللہ عنہ کے حوالے سے نقل کر دی تھی تو میں نے کہا: کیا یہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے منقول ہے؟ تو اس نے جواب دیا: کیا حضرت انس رضی اللہ عنہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے بھی نقل کرتے ہیں؟
معاذ بن معاذ کہتے ہیں: میں نے شعبہ سے کہا کہ ابان جو آپ کے نزدیک اتنا بے وقعت ہے اس کی کوئی یقینی وجہ ہے یا محض شبہ کی بنیاد پر آپ ایسا کرتے ہیں تو انہوں نے فرمایا کہ غالب گمان کی وجہ سے ایسا کرتا ہوں جو یقین کے درجے میں ہے۔
شیخ عبداللہ بن احمد نے ابورجاء کے حوالے سے حماد بن زید کا یہ قول نقل کیا ہے: ہم نے شعبہ سے یہ گزارش کی کہ وہ ابان بن ابوعیاش کی عمر اور اس کے گھرانے کا لحاظ کرتے ہوئے اس پر تنقید نہ کریں تو انہوں نے وعدہ کیا کہ وہ ایسا نہیں کریں گے پھر ہماری ملاقات ایک جنازے میں ہوئی تو انہوں نے دور سے بلند آواز میں (مجھے مخاطب کر کے کہا:) اے ابواسماعیل! میں نے اس بات سے رجوع کر لیا ہے۔ اس شخص کے حوالے سے خاموش رہنا جائز نہیں ہے کیوں کہ دین کا معاملہ ہے۔
مروی ہے کہ ان سے پوچھا گیا: کیا وجہ ہے کہ آپ ابان سے بہت کم روایات نقل کرتے ہیں تو انہوں نے جواب دیا: وہ حدیث کو بھول جایا کرتے تھے۔
امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ عفان کے حوالے سے نقل کرتے ہیں کہ: ابان بن ابوعیاش کو سب سے پہلے ابوعوانہ نے خراب کیا۔ اس نے حسن کی احادیث اکٹھی کی اور انہیں لے کر ابان کے پاس آیا اور اس کے سامنے پڑھ کر سنا دیں۔ محمد بن مثنیٰ کہتے ہیں: میں نے یحییٰ اور عبدالرحمٰن کو کبھی ابان بن ابوعیاش کے حوالے سے کوئی روایت نقل کرتے ہوئے نہیں سنا۔
علی بن مسہر کہتے ہیں: میں اور حمزہ زیات نے ابان بن ابوعیاش کے حوالے سے پانچ سو کے قریب احادیث نوٹ کیں پھر میری ملاقات حمزہ سے ہوئی تو انہوں نے مجھے بتایا کہ مجھے خواب میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت ہوئی' میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے وہ احادیث پیش کیں تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان میں سے چند روایات یعنی صرف پانچ یا چھ احادیث کی تصدیق کی۔
احمد بن علی نے عقیلی کا یہ بیان نقل کیا ہے مجھے خواب میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت ہوئی۔ میں نے عرض کیا: یارسول اللہ! کیا آپ ابان بن ابوعیاش سے راضی ہیں؟ تو آپ نے فرمایا: ''نہیں''۔ ابن حبان رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں: ابان ان عبادت گزار لوگوں میں سے ایک تھا۔ جو رات بھر نوافل ادا کرتے رہتے تھے اور دن بھر نفلی روزہ رکھا کرتے تھے۔ اس نے حضرت انس رضی اللہ عنہ کے حوالے سے کچھ احادیث سنی ہیں۔ یہ حسن بصری کی خدمت میں بھی حاضر رہا ہے اور ان کا کلام سنتا یاد بھی کرتا رہا ہے' لیکن روایت کرنے میں تو بعض اوقات حسن بصری کی کسی بات کو حضرت انس رضی اللہ عنہ کے حوالے سے منقول' مرفوع روایت کے طور پر بیان کر دیتا ہے اور اسے اس بات کا پتا نہیں چلتا۔
اس نے شاید حضرت انس رضی اللہ عنہ کے حوالے سے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے پندرہ سو سے زیادہ ایسی روایات نقل کی ہیں جن میں سے اکثریت کی کوئی حقیقت نہیں ہے۔
حماد بن زید بیان کرتے ہیں: ابان بن ابوعیاش میرے پاس آیا اور بولا میں یہ چاہتا ہوں کہ تم شعبہ سے یہ بات کرو کہ وہ مجھ پر تنقید نہ کیا کرے۔ حماد کہتے ہیں: میں نے شعبہ سے بات کی تو شعبہ کچھ دن تک اس پر تنقید سے باز رہے۔ پھر ایک دن وہ رات کے وقت

میرے پاس آئے اور بولے: ایسے شخص پر تنقید سے باز رہنا جائز نہیں ہے' کیوں کہ یہ نبی اکرم ﷺ کے حوالے سے جھوٹی باتیں بیان کرتا ہے۔ ابن حبان رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں: وہ باتیں جو اس نے حسن بصری سے سنی تھیں اور پھر انہیں حضرت انس رضی اللہ عنہ سے یہ کہہ کر نقل کر دیا کہ حضرت انس رضی اللہ عنہ نے نبی اکرم ﷺ سے یہ روایت نقل کی ہے اس میں ایک یہ بات بھی ہے۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

خطبنا رسول الله صلى الله عليه وسلم على ناقة جدعاء، فقال: ايها الناس، كأن الحق فيها على غيرنا وجب، وكأن الموت فيها على غيرنا كتب......... الحديث

ایک مرتبہ نبی اکرم ﷺ نے اپنی اونٹنی "جدعاء" پر سوار ہو کر ہمیں خطبہ دیتے ہوئے ارشاد فرمایا:

"اے لوگو! گویا کہ اس میں ہمارے علاوہ دوسروں پر حق لازم ہو گیا ہے اور گویا کہ اس میں ہمارے علاوہ دوسروں کے نصیب میں موت لکھ دی گئی ہے"۔

ابن ابی سری عسقلانی نے اپنی سند کے ساتھ یہ روایت نقل کی ہے۔

نیز ابان نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً یہ روایت بھی نقل کی ہے۔

اسم الله الاعظم قول العبد: اللهم انی اسألك بأن لك الحمد، لا اله الا انت، بديع السموات والارض، ذوالجلال والاكرام

اللہ تعالیٰ کا اسم اعظم بندے کے یہ الفاظ ہیں۔

"اے اللہ میں تجھ سے سوال کرتا ہوں یہ جانتے ہوئے کہ تمام تعریفیں تیرے لیے ہی ہیں' تیرے علاوہ اور کوئی معبود نہیں ہے' تو کسی سابقہ مثال کے بغیر آسمان وزمین کو پیدا کرنے والا ہے' تو بزرگی اور اکرام والا ہے"۔

اسی طرح ابان نے اپنی سند کے ساتھ سیّدہ اُمّ سلمہ سے یہ روایت نقل کی ہے:

كان جبرائيل عند النبی صلى الله عليه وسلم والحسين معی فبكی، فتركته، فدنا من النبی صلى الله عليه وسلم، فقال جبرائيل: اتحبه يامحمد ؟ قال: نعم قال: ان امتك ستقتله وان شئت اريتك من تربة الارض التی يقتل بها فاراه فاذا الارض يقال لها كربلاء

"ایک مرتبہ حضرت جبرئیل علیہ السلام نبی اکرم ﷺ کے پاس موجود تھے۔ حسین رضی اللہ عنہ اس وقت میرے پاس تھے انہوں نے رونا شروع کر دیا' میں نے انہیں چھوڑا تو وہ نبی اکرم ﷺ کے پاس چلے گئے۔ حضرت جبریل علیہ السلام نے دریافت کیا: اے محمد ﷺ ! کیا آپ اس سے محبت رکھتے ہیں۔ نبی اکرم ﷺ نے جواب دیا: "جی ہاں" تو جبرئیل نے عرض کیا: آپ کی امت کے لوگ عنقریب اسے قتل کر دیں گے۔ اگر آپ چاہیں تو میں آپ کو اس سرزمین کی مٹی دکھا سکتا ہوں جہاں اسے قتل کیا جائے گا (سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں) حضرت جبرئیل نے نبی اکرم ﷺ کو وہ مٹی دکھائی تو یہ اس زمین کی مٹی تھی جس کا نام کربلا تھا"۔

شیخ ابن عدی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: انہوں نے اپنی سند کے ساتھ حضرت انس رحمۃ اللہ علیہ سے یہ روایت نقل کی ہے:

قال رسول الله صلى الله عليه وسلم لابي بكر: ما اطيب ما لك ! منه بلال، مؤذني، وناقتي التي هاجرت عليها، وزوجتي ابنتك، وواسيتني بنفسك ومالك، كأني انظر اليك على باب الجنة تشفع لامتي

''نبی اکرم ﷺ نے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ سے فرمایا: تمہارا مال کتنا پاکیزہ ہے اس میں بلال بھی شامل ہے' جو میرا مؤذن ہے میری اونٹنی بھی شامل ہے' جس پر سوار ہو کر میں نے ہجرت کی۔ میری بیوی تمہاری بیٹی ہے تم نے اپنی جان و مال کے ذریعے میرے ساتھ غمخواری کی ہے۔ میں گویا اس وقت بھی تمہیں جنت کے دروازے پر دیکھ رہا ہوں کہ تم میری امت کی شفاعت کر رہے ہو گے''۔

نیز فضل بن مختار نے ابن کی سند سے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے یہ روایت ''مرفوع'' حدیث کے طور پر نقل کی ہے''۔

الجفاء والبغي بالشام

''بے وفائی اور بغاوت شام میں ہے''۔

(امام ذہبی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:) میں یہ کہتا ہوں: فضل نامی یہ راوی ''غیر ثقہ'' ہیں۔

شیخ ابن عدی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں انہوں نے اپنی سند کے ساتھ یہ روایت ''مرفوع'' حدیث کے طور پر نقل کی ہے۔

قال رجل: يارسول الله، اوصني قال: خذ الامر بالتدبير، فان رأيت في عاقبته خيرا فامض، وان خفت غيا فامسك

''ایک شخص نے عرض کی: یارسول اللہ! آپ مجھے کوئی نصیحت کیجئے۔ تو آپ نے ارشاد فرمایا: خوب غور و فکر کے ساتھ درپیش کام کا آغاز کر دو۔ اگر اس کا انجام بہتر ہو' تو اسے جاری رکھو اور اگر تمہیں خرابی کا اندیشہ ہو' تو اس سے باز آ جاؤ''۔

انہوں نے اپنی سند کے ساتھ یہ روایت ''مرفوع'' حدیث کے طور پر نقل کی ہے۔

من اغتيب عنده اخوه المسلم فاستطاع نصره فنصره، نصره الله في الدنيا الآخرة، فان لم ينصره ادركه الله به في الدنيا والآخرة

''جس شخص کے پاس اس کے کسی مسلمان بھائی کی غیبت کی جائے تو اگر وہ اس بھائی کی مدد کر سکتا ہو' تو وہ اس کی مدد کرے تو اللہ تعالیٰ دنیا اور آخرت میں اس شخص کی مدد کرے گا اور اگر وہ اس شخص کی مدد نہ کر سکے تو اس عمل کی وجہ سے اللہ تعالیٰ دنیا اور آخرت میں اس پر گرفت کرے گا''۔

عن انس، قال رسول الله صلى الله عليه وسلم في قوله " وآتيتم احداهن قنطارا " قال: الف دينار

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں نبی اکرم ﷺ اللہ تعالیٰ کے اس فرمان

''اور تم ان میں سے کسی ایک کو ایک قنطار دے دو''

نبی اکرم ﷺ فرماتے ہیں: اس سے مراد ایک ہزار دینار ہیں۔

(امام ذہبی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:) میں یہ کہتا ہوں: یہ زہیر بن محمد کی نقل کردہ منکر روایات میں سے ایک ہے۔

شیخ ابن عدی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: مجھے امید ہے کہ اس نے جان بوجھ کر جھوٹ نہیں بولا ہوگا عام طور پر اس سے جو روایات منقول ہیں اس میں ضعف رواۃ کی وجہ سے ہے۔

(امام ذہبی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:) میں یہ کہتا ہوں: یہ 140 ہجری کے بعد بھی زندہ تھا۔ یزید بن ہارون اور سعید بن عامر نے اس سے احادیث کا سماع کیا ہے۔

جہاں تک ابوموسیٰ مدینی کا تعلق ہے تو انہوں نے یہ ذکر کیا ہے۔ ان کا انتقال 127 یا 128 ہجری میں ہوا۔

احمد بن عاصم انطاکی کہتے ہیں: مخلد بن حسین نے یہ بات بیان کی ہے ایک مرتبہ مالک بن دینار اور ابان بن ابوعیاش سے ملاقات ہوئی۔ ابان نے عمدہ لباس پہنا ہوا تھا جب کہ مالک نے معمولی لباس پہنا ہوا تھا جب مالک بن دینار نے ابان کو دیکھا تو بولے: اے طاؤس العلماء! کیا تمہاری شہوت میں سے کوئی ایسی چیز باقی رہ گئی ہے؟ جو تمہیں حاصل نہ ہو سکی ہو تو میں اپنی یہ چادر فروخت کر کے اسے پورا کر دیتا ہوں۔ تمہاری پسندیدہ چیز خرید لیتا ہوں تو ابان نے ان سے کہا تم نے الزام لگاتے ہوئے زیادتی کی ہے۔

اے مالک! میں تمہیں اللہ کے نام کی قسم دے کر یہ دریافت کرتا ہوں۔ جب تم نے مجھے دور سے دیکھا تو کیا تمہیں محسوس ہوا کہ مجھے کسی حوالے سے تم پر فضیلت حاصل ہے۔ مالک نے جواب دیا: جی نہیں تو ابان بولے۔ لیکن میں نے جب تمہیں دور سے دیکھا تھا تو میں نے یہ محسوس کیا کہ تمہیں مجھ پر فضیلت حاصل ہے تمہیں اللہ کے نام کی قسم دے کر دریافت کرتا ہوں جب تم اپنی تنہائی میں ہوتے ہو تو کیا تم مجھے یاد کرتے ہو؟ مالک نے جواب دیا: جی نہیں۔ ابان بولے لیکن میں اپنے ستر بھائیوں کے ہمراہ تمہارا نام لے کر تمہیں یاد کرتا ہوں۔ میں تمہیں قسم دے کر دریافت کرتا ہوں کیا میرے ان دو کپڑوں نے تمہارے سامنے میری حیثیت کو کم نہیں کر دیا؟ مالک نے جواب دیا: جی ہاں! تو ابان بولے وہ دو کپڑے کتنے اچھے ہیں جو مجھے لوگوں کے نزدیک کم تر کر دیتے ہیں' لیکن تمہارے ان دو کپڑوں نے (جو دیکھنے میں معمولی نظر آ رہے ہیں) انہوں نے میرے نزدیک اور لوگوں کے نزدیک تمہارا مرتبہ بلند کر دیا ہے تو اب تم خود جائزہ لے لو کہ لوگوں کے اور اللہ تعالیٰ کے درمیان میں تمہاری حالت کیا ہے؟

یہ روایت بھی منقول ہے ایک مرتبہ مالک بن دینار کی ابان سے ملاقات ہوئی تو وہ بولے۔ تم کس حد تک رخصتوں کے بارے میں لوگوں کو بتاتے رہو گے؟ تو اس نے جواب دیا۔ اے ابویحییٰ! میں یہ امید کرتا ہوں کہ تم اللہ تعالیٰ کی ایسی معافی کو دیکھو کہ خوشی کی وجہ سے تم اپنی یہ چادر بھی پھاڑ دو گے۔

یہ بات بھی منقول ہے۔ ابان نے اپنا یہ خواب بیان کیا کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے اپنے سامنے کھڑا کر کیا اور فرمایا: تمہیں اس بات پر کس نے ابھارا کہ تم بکثرت لوگوں کو امید دلاتے رہے تو ابان نے عرض کیا: اے میرے پروردگار! میں یہ چاہتا تھا کہ آپ کی مخلوق کے دلوں میں آپ کی محبت ڈال دوں تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا: میں نے تمہاری مغفرت کر دی ہے۔

۱۶- ابان بن فیروز، ابواسماعیل بصری

امام نسائی رحمۃ اللہ علیہ نے ''کتاب الکنیٰ'' میں کہا ہے: یہ ''ثقہ'' نہیں ہے۔

(امام ذہبی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:) میں یہ کہتا ہوں: یہ ابان بن ابی عیاش ہے، جس کا تذکرہ ابن ابی حاتم اور دیگر حضرات نے کیا ہے۔

۱۷- ابان بن محبر

یہ شیخ متروک ہے۔

اس نے حضرت عبداللہ بن عمر کے حوالے سے یہ ''مرفوع'' روایت نقل کی ہے۔

کم من حوراء عیناء، ما کان مھرھا الا قبضة من حنطة او مثلھا من تمر

''کتنی ہی حور عین ایسی ہیں جن کا مہر صرف ایک مٹھی بھر گندم یا اس کی مانند کھجور ہے''۔

مروان ابن معاویہ نے اس سے روایت کیا ہے۔

اس نے حضرت انس اور حضرت عمر کے حوالے سے یہ ''مرفوع'' روایت نقل کی ہے۔

الاسیر ما کان فی اسارہ فصلاتہ رکعتان حتی یموت او یفك اللہ اسارہ

''قیدی شخص جب تک قید میں ہے اس وقت تک وہ ''دو رکعات'' نماز ادا کرے گا یہاں تک کہ وہ فوت ہو جائے یا اللہ تعالیٰ اسے قید سے رہائی عطا کر دے''۔

یہ دونوں روایات باطل ہیں۔ ابن حبان رحمۃ اللہ علیہ نے یہ بات کہی ہے۔

ابوالفتح ازدی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں: یہ راوی ''متروک الحدیث'' ہے۔

انہوں نے اپنی سند کے ساتھ حضرت رافع بن خدیج رضی اللہ عنہ سے یہ روایت نقل کی ہے:

التمسوا الجار قبل الدار، والرفیق قبل الطریق

''گھر سے پہلے پڑوسی تلاش کرو اور سفر سے پہلے ہم سفر (تلاش کرو)''

ابن ابی حاتم کہتے ہیں: میں نے اپنے والد سے اس کے بارے میں دریافت کیا، تو انہوں نے فرمایا: یہ ''ضعیف'' ہیں۔

۱۸- ابان بن نہشل

انہوں نے اسماعیل بن ابی خالد سے روایات نقل کی ہیں۔ ان سے نصر بن حسین البخاری نے روایات نقل کی ہیں۔

امام ابن حبان رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: اس راوی سے کسی بھی صورت میں روایت کرنا جائز نہیں ہے البتہ اعتبار کے طور پر (یعنی ثانوی حوالے کے طور پر) ایسا کیا جا سکتا ہے۔

انہوں نے اپنی سند کے ساتھ حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ کے حوالے سے یہ روایت مرفوعاً نقل کی ہے۔

ایاکم والزنا، فان فیه ست خصال: ثلاث فی الدنیا: یذھب البھاء، ویقطع الرزق، ویورث الفقر وثلاث فی الآخرۃ: سخط الرب، وسوء الحساب، والخلود فی النار

''تم زناء سے بچو کیوں کہ اس چھ خامیاں ہیں۔ تین کا تعلق دنیا سے ہے۔ یہ نور کو ختم کر دیتا ہے۔ رزق کو منقطع کر دیتا ہے اور

غربت کا باعث ہے جب کہ تین کا تعلق آخرت سے ہے پروردگار کی ناراضگی برا حساب اور ہمیشہ جہنم میں رہنا''۔

۱۹-ابان بن ولید بن ہشام معیطی

انہوں نے ابن شہاب زہری سے روایات نقل کی ہیں۔

امام ابوحاتم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ ''مجہول'' ہے۔

۲۰-ابان بن یزید (صح، خ، م، د) العطار، ابویزید بصری،

یہ حافظ صدوق امام ہیں۔

کدیمی روایت کرتے ہیں۔ یہ راوی قابل اعتماد نہیں ہے میں نے علی بن مدینی کو یحییٰ بن سعید کا یہ بیان نقل کرتے ہوئے سنا ہے: میں ابان عطار کے حوالے سے روایات نقل نہیں کرتا۔

عباس دوری کہتے ہیں: میں نے یحییٰ کو یہ کہتے ہوئے سنا ہے محمود بن عمرو کی اسماء رضی اللہ عنہا کے حوالے سے منقول وہ روایت جسے ابان بن یزید نے اپنی سند کے ساتھ نقل کیا ہے۔ اس کی کوئی حقیقت نہیں ہے یہ محمود نامی راوی حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کے حوالے سے موقوف روایات نقل کرتا ہے۔

شیخ ابن عدی رحمۃ اللہ علیہ ابان کے حالات میں فرماتے ہیں:

انہوں نے اپنی سند کے ساتھ سیدہ اسماء بنت ابوبکر رضی اللہ عنہا سے یہ روایت نقل کی ہے:

قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: من بنى لله مسجدا ولو كمفحص قطاة بنى الله له بيتا فى الجنة

''جو شخص اللہ تعالیٰ کے لیے مسجد بناتا ہے اگرچہ وہ قطاط (کبوتر کی مانند پرندے) کے گھونسلے جتنی ہو تو اللہ تعالیٰ جنت میں اس کے لیے گھر بنا دیتا ہے''۔

اور اس کی چند غیر معروف روایات میں سے حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے منقول یہ روایت ہے:

لعن رسول الله صلى الله عليه وسلم من جلس وسط الحلقة

''اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے اس شخص پر لعنت کی ہے جو حلقے کے درمیان میں بیٹھتا ہے''۔

شعبہ نے اس کی متابعت کی ہے اور امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے اس روایت کو صحیح قرار دیا ہے۔

شیخ ابن عدی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حسن الحدیث مضبوط راوی ہے اس کی نقل کردہ احادیث تحریر کی جائیں گی۔ اس کی نقل کردہ زیادہ تر روایات درست ہیں۔ میں یہ امید کرتا ہوں کہ یہ اہل الصدق میں سے ہے۔

(امام ذہبی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:) میں یہ کہتا ہوں: بلکہ یہ ثقہ اور حجت ہے۔ آپ کے لیے اتنا ہی کافی ہے کہ امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ نے اس کا تذکرہ کیا ہے اور یہ بات بیان کی ہے کہ یہ تمام مشائخ کے نزدیک مستند ہے۔

یحییٰ بن معین رحمۃ اللہ علیہ اور امام نسائی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں: یہ ''ثقہ'' ہیں۔
علامہ ابوالفرج ابن جوزی نے کتاب ''الضعفاء'' میں اس کا تذکرہ کیا ہے لیکن اس کی توثیق کرنے والوں کے اقوال کا تذکرہ نہیں کیا' یہ اس کتاب کی خامیوں میں سے ایک خامی ہے کہ وہ مسلسل جرح نقل کرتے رہتے ہیں اور توثیق کے حوالے سے خاموش رہتے ہیں۔ اگر ابن عدی اور ابن جوزی ابان بن یزید کا تذکرہ نہ کیا ہوتا تو میں یہاں اس کا سرے سے ذکر ہی نہ کرتا۔

۲۱- ابان الرقی

یہ ہلاکت کا شکار ہونے والا ہے۔ ابان بن عبداللہ کے حالات کے ضمن میں اس کا تذکرہ گزر چکا ہے۔

۲۲- ابان بن جعفر، ابوسعید

یہ بصری ہے۔ یہ شخص قابل اعتماد نہیں ہے اور متاخرین میں سے ہیں۔
خطیب بغدادی نے ان کے نام میں ''با'' کو تخفیف کے ساتھ بیان کیا ہے۔
ابن ماکولا کہتے ہیں: ان کا نام ''ابا'' شد اور قصر کے ساتھ ہے۔
امام ابن حبان رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ شخص جمعے کے دن جامع مسجد میں محدث ساجی کے حلقۂ درس کے بالمقابل بیٹھ جاتا تھا اور احادیث بیان کرتا تھا' میں بھی اس کے گھر گیا تا کہ اس کی نقل کردہ روایات کو جانچ سکوں تو اس نے حضرت امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے حوالے سے کچھ روایات نقل کیں ان میں سے ایک روایت یہ بھی تھی جو انہوں نے اپنی سند کے ساتھ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کے حوالے سے مرفوعاً بیان کی ہے۔

الوتر فی اول اللیل مسخطة للشیطان، واکل السحور مرضاة للرحمن،

''رات کے ابتدائی حصے میں وتر کی نماز ادا کرنا شیطان کو غضبناک کر دیتا ہے اور سحری کھانا رحمٰن کی رضامندی کا باعث ہے''۔
(ابن حبان رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں:) میں نے دیکھا کہ اس نے امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے حوالے سے 300 سے زائد ایسی روایات نقل کی ہیں جنہیں امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ نے کبھی بیان نہیں کیا' تو میں نے کہا: اے بڑے میاں! اللہ تعالیٰ سے ڈرو اور جھوٹ نہ بولو' تو اس نے مجھ سے کہا: تم مجھ سے نہیں بچو گے۔ تو میں وہاں سے اُٹھ گیا اور میں نے اسے ترک کر دیا۔
شیخ سہمی فرماتے ہیں: میں نے حسن بن علی القطان کو یہ کہتے ہوئے سنا: اباء بن جعفر نامی راوی نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے حوالے سے جھوٹی باتیں بیان کرتا ہے' اس نے ایک نسخہ روایت کیا ہے' جسے ہم نے اس سے نوٹ کیا تھا اس نے اپنے ایک مجہول شیخ' جس کا نام احمد بن سعید ثقفی مطوعی ہے' کے حوالے سے سفیان بن عیینہ کی روایات نقل کی ہیں' اس نسخے میں ایسے متون ہیں جن کی شناخت نہیں ہو سکی۔

۲۳- ابراہیم بن احمد حرانی ضریر

یہ ابراہیم بن ابی حمید ہے۔
انہوں نے عبدالعظیم بن حبیب سے روایات نقل کی ہیں۔

ابوعروبہ کہتے ہیں: یہ احادیث اپنی طرف سے بنالیتا تھا۔

۲۴-ابراہیم بن احمد میمذی قاضی

انہوں نے ابوخلیفہ اور ابویعلی سے روایات نقل کی ہیں۔ ان سے یحییٰ بن عمار الواعظ نے روایات نقل کی ہیں۔
خطیب بغدادی فرماتے ہیں: یہ ''غیر ثقہ'' ہیں۔

۲۵-ابراہیم بن احمد عجلی

انہوں نے یحییٰ بن ابی طالب اور دیگر حضرات سے روایات نقل کی ہیں۔
یہ احادیث اپنی طرف سے بنالیتا تھا۔ ابن جوزی نے ان کا تذکرہ کیا ہے۔

۲۶-ابراہیم بن احمد بن مروان

امام حاکم نے دارقطنی رحمۃ اللہ علیہ کا یہ قول نقل کیا ہے۔ یہ ''قوی'' نہیں ہے۔
(امام ذہبی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:) میں یہ کہتا ہوں: اس نے ہدبہ اور جبارۃ بن مغلس سے روایات نقل کی ہیں۔
ان کا انتقال 290 ہجری سے پہلے ہوا۔

۲۷-ابراہیم بن ابان

یہ بصری ہیں۔
انہوں نے اپنے والد کے حوالے سے عمرو بن عثمان سے روایات نقل کی ہیں۔
امام دارقطنی رحمۃ اللہ علیہ نے انہیں ''ضعیف'' قرار دیا ہے۔

۲۸-ابراہیم بن اسحاق

انہوں نے طلحہ بن کیسان سے روایات نقل کی ہیں۔
حاتم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ ''مجہول'' ہے۔

۲۹-ابراہیم بن اسحاق

انہوں نے حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ سے روایات نقل کی ہیں۔ یہ معروف راوی نہیں (یعنی اس کی شناخت نہیں ہوسکی) کہ یہ کون ہے؟
یہ بھی ہوسکتا ہے کہ یہ وہ پہلے والا راوی ہو۔

۳۰-ابراہیم بن اسحاق واسطی

انہوں نے ثور بن یزید سے روایات نقل کی ہیں۔

امام ابن حبان رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: اس راوی (کی نقل کردہ روایت) کو دلیل کے طور پر پیش کرنا جائز نہیں ہے۔
ان سے ابو یوسف یعقوب بن مغیرہ غسولی نے روایات نقل کی ہیں۔

۳۱-ابراہیم بن اسحاق صینی

انہوں نے امام مالک رحمۃ اللہ علیہ و دیگر حضرات سے روایات نقل کی ہیں۔
امام دارقطنی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ راوی ''متروک الحدیث'' ہے۔
(امام ذہبی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:) میں یہ کہتا ہوں: انہوں نے اپنی سند کے ساتھ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے حوالے سے یہ روایت منفرد طور پر نقل کی ہے۔

كان رسول الله صلى الله عليه وسلم اذا فاته شيء من رمضان قضاه في عشر ذي الحجة

''نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے جب رمضان کا روزہ رہ جاتا تو آپ اس کی قضا ذوالحجہ کے عشرے میں کرتے تھے''۔
حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے صرف اسی سند کے ساتھ یہ روایت نقل کی گئی ہے۔

۳۲-ابراہیم بن اسحاق بن ابراہیم بن عیسیٰ:

یہ غسیل ملائکہ حضرت حنظلہ رضی اللہ عنہ کی اولاد میں سے ہیں۔
انہوں نے بندار و دیگر حضرات سے روایات نقل کی ہیں۔
یہ حدیث میں سرقہ کا مرتکب ہوتا تھا۔
انہوں نے اپنی سند کے ساتھ ''مرفوع'' حدیث کے طور پر یہ روایت حضرت عوف بن مالک رضی اللہ عنہ کے حوالے سے نقل کی ہے۔

من اراد بر والديه فليعط الشعراء

''جو شخص اپنے والدین کی فرمانبرداری کا کرنا چاہتا ہے اسے شعراء کو کچھ دینا چاہیے''۔
امام ابن حبان رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ روایت جھوٹی ہے۔

۳۳-ابراہیم بن اسحاق ضبی کوفی

شیخ ابوالفتح ازدی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: محدثین نے ان کے بارے میں کلام کیا ہے۔ یہ شخص جانتے بوجھتے ہوئے گمراہ تھا۔

۳۴-ابراہیم بن اسحاق

مجھے نہیں معلوم کہ یہ کون ہے؟ اور اس کی نقل کردہ درج ذیل روایت ''منکر'' ہے۔
امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: انہوں نے اپنی سند کے ساتھ یہ روایت حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے حوالے سے نقل کی ہے۔

ان النبي صلى الله عليه وسلم مر بجدار مائل فاسرع، فقيل له في ذلك، فقال: اني اكره موت الفوات

''نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ایک دیوار کے قریب سے گزرے جو گرنے والی تھی تو آپ تیزی سے گزر گئے۔ آپ سے اس بارے میں

دریافت کیا گیا تو ارشاد فرمایا: میں ایسی موت کو ناپسند کرتا ہوں جو فوات کی صورت میں ہو (یعنی جو دب کے مرنے کی شکل میں ہو یا جس سے میت کا جسم بگڑ جائے)''۔

یہ شخص جانتے بوجھتے ہوئے گمراہ تھا۔

اورابراہیم بن فضل کے نام سے معروف ہے۔

۳۵-ابراہیم بن اسماعیل - بن مجمع انصاری مدنی (ق)

انہوں نے زہری اور سالم بن عبداللہ رحمۃ اللہ علیہ سے روایات نقل کی ہیں اور ان سے وکیع اور ابونعیم رحمۃ اللہ علیہ نے روایات نقل کی ہیں۔

امام نسائی رحمۃ اللہ علیہ نے انہیں ''ضعیف'' قرار دیا ہے۔

یحییٰ بن معین رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں: یہ راوی ''لیس بشی ء'' ہے۔

امام ابوحاتم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ بکثرت وہم کا شکار ہوتا تھا۔ یہ ''قوی'' نہیں ہے۔

امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ بکثرت وہم کا شکار ہوتا ہے۔ تاہم امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی ''صحیح'' میں اس سے استشہاد کیا ہے۔

۳۶-ابراہیم بن اسماعیل بن ابوحبیبہ اشہلی مدنی (ت، ق) ابواسماعیل

انہوں نے داؤد بن الحصین اور دیگر حضرات سے روایات نقل کی ہیں۔

امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: اس سے ''منکر'' روایات منقول ہیں۔

امام نسائی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا ہے: یہ ''ضعیف'' ہے۔

امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ ''ثقہ'' ہیں۔

یحییٰ بن معین رحمۃ اللہ علیہ کا ایک قول ہے کہ: یہ ''صالح الحدیث'' ہے۔

جبکہ دوسرا قول ہے کہ: یہ راوی ''لیس بشی ء'' ہے۔

امام دارقطنی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ ''قوی'' نہیں ہے۔

شیخ ابن عدی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ کہا جاتا ہے کہ اس نے ساٹھ برس تک (نفلی) روزے رکھے۔

انہوں نے اپنی سند کے ساتھ یہ روایت حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کے حوالے سے نقل کی ہے۔

من قال لرجل: يامخنث، فاجلدوه عشرين

جس نے کسی مرد سے یہ کہا: اے ہیجڑے! تو تم اسے بیس کوڑے مارو۔

انہوں نے اپنی سند کے ساتھ یہ روایت حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کے حوالے سے نقل کی ہے۔

ان رجلا طلق امراته ثلاثا، فجاء ت النبي صلى الله عليه وسلم فقال: لا نفقة لك ولا سكنى

ایک شخص نے اپنی بیوی کو تین طلاقیں دے دیں وہ عورت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئی تو آپ نے ارشاد فرمایا:

''تمہیں خرچ اور رہائش کا حق نہیں ملے گا''

ان کا انتقال 165 ہجری میں ہوا۔

۳۷- ابراہیم بن اسماعیل بن بشیر

انہوں نے تمیم بن الجعد کوفی سے روایات نقل کی ہیں۔

شیخ ابوالفتح ازدی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: محدثین نے ان کے بارے میں کلام کیا ہے۔

انہوں نے جعفر بن عون سے اور ان سے ابراہیم ابن ابوبکر بن ابوشیبہ نے روایات نقل کی ہیں۔

امام ابوزرعہ رازی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: مجھے اس سے احادیث کے سماع کا اتفاق نہیں ہو سکا۔ تو میں نے ابوشیبہ کے حوالے سے اس کی روایات سنی ہیں۔

(امام زُرعہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:) میں یہ کہتا ہوں: یہ کوفی ہے۔

۳۸- ابراہیم بن اسماعیل مکی

ان کی شناخت نہیں ہو سکی۔

یحییٰ بن معین رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں: یہ راوی ''لیس بشی ء'' ہے۔

۳۹- ابراہیم بن اسماعیل (ت) بن یحییٰ بن سلمہ بن کہیل

ابوزرعہ رحمۃ اللہ علیہ نے اسے ''لین'' اور ابوحاتم رحمۃ اللہ علیہ نے اسے ''متروک'' قرار دیا ہے۔

اس نے اپنے والد کے حوالے سے روایات نقل کی ہیں اور یہ متاخرین میں سے ہے۔

۴۰- ابراہیم بن اسماعیل (ق) یشکری

یہ بزرگ ہیں۔ امام ابن ماجہ رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے ایک استاد کے حوالے سے ان سے روایات نقل کی ہیں۔

یہ راوی معروف نہیں ہے۔

ان سے ابوکریب و دیگر حضرات نے روایات نقل کی ہیں اور ان کا شمار مشائخ میں ہوتا ہے۔

۴۱- ابراہیم بن اسماعیل (د، ق)،

انہوں نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایات نقل کی ہیں۔

امام ابوحاتم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ ''مجہول'' ہے۔

ان سے حجاج بن عُبید اور عمرو بن دینار نے روایات نقل کی ہیں۔

امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: اس کی نفل نماز کے متعلق نقل کردہ حدیث ثابت نہیں۔

۴۲- ابراہیم بن اسماعیل بن علیۃ:

انہوں نے اپنے والد سے روایات نقل کی ہیں۔
یہ جہمی عقائد کا مالک گمراہ شخص تھا۔
یہ مناظرے کرتا تھا اور قرآن کے مخلوق ہونے کا قائل تھا۔
ان کا انتقال 218 ہجری میں ہوا۔

۴۳- ابراہیم بن اسود:

یہ ابراہیم بن (ابی) عبداللہ ہے۔ یہ راوی محل نظر ہے۔
انہوں نے ابن ابی نجیح سے روایات نقل کی ہیں۔

۴۴- ابراہیم بن اشعث:

یہ فضیل بن عیاض کا خادم ہے۔
امام ابوحاتم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: ہم اس کے بارے میں بھلائی کا گمان رکھتے تھے پھر اس نے اس طرح کی روایات نقل کرنا شروع کر دیں اور ایک ایسی حدیث ذکر کی' جو ساقط الاعتبار تھی۔ سوائے عبدۃ بن عبدالرحیم مروزی کے جو ایک ثقہ راوی ہیں
اس نے یہ روایت اس راوی کے حوالے سے اپنی سند کے ساتھ نقل کی ہے۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے:

من كثر كلامه كثر سقطه، ومن كثر سقطه كثرت ذنوبه، ومن كثرت ذنوبه فالنار اولى به
''جس شخص کا کلام زیادہ ہوتا ہے اس شخص کی فضول گفتگو بھی زیادہ ہوتی ہے اور جس شخص کی غلط فضول گفتگو زیادہ ہوتی ہے اس کے گناہ بھی زیادہ ہو جائیں تو وہ جہنم کا زیادہ حقدار ہوتا ہے''۔

۴۵- ابراہیم بن اعین (ق) شیبانی

یہ بصری ہیں۔ پھر انہوں نے مصر میں سکونت اختیار کی۔
انہوں نے صالح المری سے روایات نقل کی ہیں۔
شیخ ابوحاتم رازی رحمۃ اللہ علیہ نے انہیں ''ضعیف'' قرار دیا ہے۔
ان سے ابوہمام سکونی اور ابراہیم بن محمد بن یوسف فریابی نے روایات نقل کی ہیں۔
یہ راوی ہشام بن عمار کے استاد ابراہیم بن اعین سے مشابہت رکھتا ہے۔ لیکن میرے خیال میں یہ شیبانی ہے۔
اور جہاں تک ابوسعید اشج کے استاد ابراہیم بن اعین کوفی کا تعلق ہے تو ابن ابی حاتم کہتے ہیں: میں نے اشج کو یہ کہتے ہوئے سنا: یہ نیک لوگوں میں سے تھے۔

انہوں نے ثوری سے روایات نقل کی ہیں۔

۴۶-ابراہیم بن ایوب برسانی اصبہانی

انہوں نے ثوری اور فائد الاعمش سے روایات نقل کی ہیں۔
امام ابوحاتم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ ''مجہول'' ہے۔
یہ بات ابن جوزی نے ابوحاتم کے حوالے سے بیان کی ہے۔ لیکن میں نے ابن ابی حاتم کی کتاب میں یہ بات نہیں دیکھی بلکہ اس میں یہ تحریر ہے کہ ان سے نضر بن ہشام، عبدالرزاق ابن بکر اصبہانی نے روایات نقل کی ہیں۔

۴۷-ابراہیم بن باب بصری قصار

انہوں نے ثابت بنانی سے روایات نقل کی ہیں۔
یہ واہی راوی ہے جس کی شناخت صرف ''حدیث طیر'' کے حوالے سے ہے۔

۴۸-ابراہیم بن بدیل بن ورقاء خزاعی

یہ مصری ہیں۔
انہوں نے ابن شہاب زہری سے روایات نقل کی ہیں۔
یحییٰ بن معین رحمۃ اللہ علیہ نے انہیں ''ضعیف اور مقل'' قرار دیا ہے۔

۴۹-ابراہیم بن براء بن نضر بن انس بن مالک انصاری

انہوں نے شعبہ اور دونوں حمادوں سے روایات نقل کی ہیں۔
شیخ ابن عدی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ ''انتہائی ضعیف'' ہے۔
اس نے باطل (جھوٹی) روایات نقل کی ہیں۔
عقیلی فرماتے ہیں: بکر بن سہل نے ان کے حوالے سے ایک روایت نقل کی ہے پھر انہوں نے ایک منکر روایت نقل کی ہے۔
پھر عقیلی فرماتے ہیں: یہ ثقہ راویوں کے حوالے سے جھوٹی روایات نقل کرتا ہے۔
ان سے سلم بن عبدالصمد نے روایات نقل کی ہیں۔
ابن عدی نے اس کے حوالے سے تین جھوٹی روایات نقل کی ہیں۔
امام ابن حبان رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: ابراہیم بن براء، نضر بن انس کی اولاد میں سے ہے۔ یہ ایک بڑی عمر کا شخص تھا جو شام میں گھومتا پھرتا تھا اور ثقہ راویوں کے حوالے سے جھوٹی روایات نقل کرتا تھا۔ اس کا تذکرہ صرف برائی کے ساتھ ہی کیا جا سکتا ہے۔
انہوں نے اپنی سند کے ساتھ حضرت جابر رضی اللہ عنہ کے حوالے سے یہ روایت ''مرفوع'' حدیث کے طور پر نقل کی ہے۔

انکحوا من فتیاتکم اصاغر النساء فانهن اعذب افواها، وانتق ارحاما

''کم سن عورتوں کے ساتھ شادی کرو کیوں کہ ان کے منہ شیریں ہوتے ہیں اوران کے رحم (بچے کی پیدائش کی زیادہ صلاحیت رکھتے ہیں)''۔

امام ابن حبان رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: انہوں نے اپنی سند کے ساتھ ''مرفوع'' حدیث کے طور پر یہ روایت سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے حوالے سے نقل کی ہے۔

من ربی صبیا حتی یتشھد وجبت لہ الجنۃ

''جو شخص کسی بچے کی تربیت کرتا ہے یہاں تک کہ وہ کلمہ شہادت پڑھنے لگتا ہے تو اس شخص کے لیے جنت واجب ہو جاتی ہے''۔

یہ روایت باطل ہے۔

(امام ذہبی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:) میرے خیال میں ابراہیم بن براء نامی یہ راوی شاذ کونی کے حوالے سے جو روایات نقل کرتا ہے یہ کوئی دوسرا راوی ہے جو کم سن ہے جب کہ خطیب بغدادی کا کہنا ہے۔ ابراہیم بن حبان جو حضرت نضر بن انس کی اولاد میں سے ہے اس سے محمد بن سنان شیرزی نے روایات نقل کی ہیں۔ خطیب بغدادی نے اس راوی کا نسب اسی طرح بیان کیا ہے۔ اس کے حوالے سے حسن بن سعید موصلی نے بھی روایات نقل کی ہیں۔ وہ یہ کہتے ہیں: ابراہیم بن حبان نے اپنی سند کے ساتھ اپنے جدامجد حضرت انس رضی اللہ عنہ سے یہ روایت نقل کی ہے۔ اس کے بعد انہوں نے پوری حدیث ذکر کی ہے (ذہبی کہتے ہیں:) میرے خیال میں راوی نے اس سند میں تدلیس کی ہے۔ ابوالفتح ازدی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں۔ ابراہیم بن حیان بن بختری ابوالفتح نے اس کا اسی طرح نام تحریر کیا ہے۔ پھر وہ کہتے ہیں: کہ اس نے شعبہ اور شریک کے حوالے سے روایات نقل کی ہیں اور یہ ساقط الاعتبار ہے۔

میں یہ کہتا ہوں کہ ابراہیم بن براء نے امام مالک رحمۃ اللہ علیہ اور ایک جماعت کے حوالے سے بھی روایات نقل کی ہیں اور یہ شخص موصل میں رہتا تھا۔

بعض حضرات نے اس کی سن وفات 224ھ یا شاید 225ھ بیان کی ہے۔

۵۰-ابراہیم بن براء:

انہوں نے سلیمان شاذ کونی کے حوالے سے یہ جھوٹی روایت نقل کی ہے:

من ربی صبیا حتی یقول لا الٰہ الا اللّٰہ

''اگر کوئی کسی بچے کی تربیت کرے یہاں تک کہ وہ بچہ لا الٰہ الا اللہ پڑھ لے''۔

بظاہر یہ لگتا ہے یہ کوئی دوسرا شخص ہے پہلے والا نہیں ہے جہاں تک شاذ کونی کا تعلق ہے تو وہ ہلاکت کا شکار ہے۔

۵۱-ابراہیم بن بشر کسائی،

یہ بدر بن ہیثم کا استاد ہے۔ یہ راوی معروف نہیں ہے۔

اس نے ایک منکر روایت نقل کی ہے۔

۵۲-ابراہیم بن بشر ازدی

انہوں نے یحییٰ بن معین رحمۃ اللہ علیہ سے اوران سے حسان بن حسان نے روایات نقل کی ہیں۔
البتہ یہ پتہ نہیں چل سکا کہ یہ کون ہے؟ اس کے استاد کی بھی یہی حالت ہے۔
امام ابوحاتم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ دونوں ''مجہول'' ہیں۔

۵۳-ابراہیم بن بشار (د،ت) رمادی

یہ سفیان بن عیینہ کا شاگرد ہے اور جرجرایا سے تعلق رکھتا ہے۔ یہ ''متقن'' نہیں ہے اوراس سے منکر روایات منقول ہیں۔
یحییٰ بن معین رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: میں نے اسے دیکھا کہ وہ کتاب میں دیکھ رہا تھا اور ابن عیینہ قرأت کر رہے تھے اس نے قرأت میں کوئی تبدیلی نہیں کی۔ اس کے پاس کوئی تختی یادداشت نہیں تھی۔
شیخ عبداللہ بن احمد فرماتے ہیں: میں نے اپنے والد سے اس کے بارے میں دریافت کیا تو انہیں یہ پسند نہیں تھا۔ انہوں نے فرمایا: یہ پہلے سفیان کے پاس ہوتا تھا۔ پھر یہ وہاں سے اٹھ گیا اس کے پاس خراسان کے رہنے والے لوگ آئے تو اس نے سفیان کے حوالے سے انہیں وہ روایات لکھوائیں جو سفیان نے بیان نہیں کی تھیں۔
تو میں نے اس سے کہا: کیا تم اللہ تعالیٰ سے ڈرتے نہیں ہو؟ اور کیا تمہیں اللہ تعالیٰ کی نگہبانی کا خوف نہیں ہے؟
شیخ ابن عدی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: میں نے محمد بن احمد زریقی سے بصرہ میں ابراہیم بن بشار رمادی کے بارے میں دریافت کیا تو انہوں نے فرمایا: اللہ کی قسم! وہ اپنے زمانے کے زاہد (یعنی دنیا سے بے رغبت شخص) تھے۔
امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: ابراہیم رمادی نے اپنی سند کے ساتھ مجھے یہ حدیث سنائی ہے:

كلكم راع ومسئول عن رعيته

''تم میں سے ہر ایک نگران ہے اوراس سے اس کی نگرانی کے بارے میں حساب لیا جائے گا''۔
یہ وہم ہے۔ ابن عیینہ نے اسے مرسل روایت کے طور پر نقل کیا ہے۔
شیخ ابن عدی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: میرے علم کے مطابق ابراہیم کی صرف اسی ایک روایت کو منکر قرار دیا گیا ہے۔ اس کے علاوہ اس نے ابنِ عیینہ کے حوالے سے جو روایات نقل کی ہیں وہ درست ہیں اور وہ ہمارے نزدیک ''اہلِ صدق'' میں سے ہے۔
امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ یکے بعد دیگرے مختلف طرح کے وہم کا شکار ہوجاتا ہے ویسے یہ ''صدوق'' ہے۔
شیخ عبداللہ بن احمد رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: میں نے اپنے والد سے سنا کہ یہ سفیان جس سے ابراہیم بن بشار نے روایات نقل کی ہیں: یہ سفیان بن عیینہ نہیں ہے۔ یعنی اس نے جو غریب روایات نقل کی ہیں۔ اس نے اس کے حوالے سے بکثرت روایات نقل کی ہیں۔
امام ابن حبان رحمۃ اللہ علیہ کتاب ''الثقات'' میں فرماتے ہیں: یہ ''متقن'' اور ''ضابط'' تھا۔ یہ ایک طویل عرصے تک سفیان کی خدمت میں رہا۔ اس نے یہ بات بیان کی ہے سفیان نے مکہ میں اور عبادان میں ہمیں یہ حدیث سنائی تو ان دونوں مقامات کے سماع کے درمیان

چالیس برس کا فرق ہے۔

امام نسائی رحمۃ اللہ علیہ اور دیگر حضرات فرماتے ہیں: یہ ''قوی'' نہیں ہے۔

(امام ذہبی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:) میں یہ کہتا ہوں: فضل بن حباب جمحی وہ آخری شخص ہے جس نے اس سے روایات نقل کی ہیں۔

ان کا انتقال 220 ہجری کے آس پاس ہوا اور جہاں تک اس کے ہم نام شخص کا تعلق ہے تو وہ ابراہیم بن ادہم کا شاگرد تھا۔

۵۴- ابراہیم بن بشار خراسانی الزاہد

یہ ''صدوق'' ہیں، ان کے بارے میں کسی نے کلام نہیں کیا۔

انہوں نے ابراہیم بن ادہم اور حماد بن زید سے روایات نقل کی ہیں۔

۵۵- ابراہیم بن بشیر مکی

انہوں نے مالک بن انس رحمۃ اللہ علیہ سے روایات نقل کی ہیں۔

امام دارقطنی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ ''ضعیف'' ہے۔

۵٦- ابراہیم بن بکر شیبانی الاعور

یہ کوفی ہے۔ (اور ایک قول کے مطابق): واسطی ہے۔ یہ بغداد میں بھی رہا ہے۔

انہوں نے جعفر بن زبیر، شعبہ اور ابن ابی رواد سے اور ان سے محمد بن الحسین البرجلانی اور یحییٰ بن ابی طالب نے روایات نقل کی ہیں۔

امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: میں نے اس کا جائزہ لیا ہے، اس کی نقل کردہ روایات موضوع ہیں۔

امام دارقطنی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ راوی ''متروک'' ہے۔

شیخ ابن عدی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث میں سرقہ کیا کرتا تھا۔

شیخ ابوالفتح ازدی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: محدثین نے انہیں ''متروک'' قرار دیا ہے۔

ابن جوزی کہتے ہیں: ابراہیم بن بکر نامی راوی 6 ہیں۔ ہمارے علم کے مطابق ان میں سے اس کے علاوہ اور کوئی بھی ضعیف نہیں ہے۔

(امام ذہبی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:) میں یہ کہتا ہوں: اگر وہ ان سب کے نام بھی بتا دیتے تو ہمیں فائدہ ہوتا۔ ابن ابی حاتم نے بھی ان میں سے کسی ایک کا ذکر نہیں کیا۔

۵۷- ابراہیم بن ابوبکر بن منکدر:

انہوں نے اپنے چچا سے روایات نقل کی ہیں۔

امام دارقطنی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ ''ضعیف'' ہے۔

(امام ذہبی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:) میں یہ کہتا ہوں: ان سے حمیدی، ابراہیم بن موسیٰ اور ایک جماعت نے روایات نقل کی ہیں۔
ابن ابی حاتم نے ان کا تذکرہ کیا ہے' لیکن ان سے تعرض نہیں کیا۔

۵۸-ابراہیم بن بیطار خوارزمی قاضی

انہوں نے عاصم الاحول سے روایات نقل کی ہیں۔
عاصم کہتے ہیں: میں نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے دریافت کیا: کیا روزہ دار شخص تر مسواک کر سکتا ہے؟ انہوں نے جواب دیا: جی ہاں۔ میں نے کہا دن کے ابتدائی اور آخری حصے میں بھی۔ انہوں نے جواب دیا: جی ہاں۔ میں نے کہا آپ یہ کس حوالے سے کہہ رہے ہیں۔ انہوں نے فرمایا: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے حوالے سے۔
یہ روایت فضل بن موسیٰ اور ابراہیم بن یوسف نے اپنی سند کے ساتھ نقل کی ہے اور اس کی کوئی حقیقت حدیث کے طور پر نہیں ہے۔
امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ اپنی ''سنن'' میں یہ روایت نقل کر کے فرماتے ہیں: ایک قول کے مطابق: اس کا نام ابراہیم بن عبدالرحمٰن ہے۔ پھر امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے اس کی روایت کو ضعیف قرار دیا ہے۔

۵۹-ابراہیم بن ثابت قصار

انہوں نے ثابت کے حوالے سے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے ''حدیث طیر'' روایت کی ہے۔ ان سے عبدالرحمٰن بن دبیس اور عبداللہ بن عمر بن ابان مشکدانہ نے روایات نقل کی ہیں۔
یہ عمدہ نہیں ہے اور میرے علم کے مطابق اس کی حالت بھی اچھی نہیں ہے۔

٦٠-ابراہیم بن جریج رہاوی

انہوں نے اپنی سند کے ساتھ ''مرفوع'' حدیث کے طور پر یہ روایت حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے حوالے سے نقل کی ہے۔

المعدة حوض البدن، والعروق اليها واردة

''معدہ' جسم کا حوض ہے اور رگیں اسی پر وارد ہوتی ہیں (یعنی اس سے سیراب ہوتی ہیں)
یہ روایت اس کے حوالے سے یحییٰ البابلتی نے نقل کی ہے۔
یہ روایت ''منکر'' ہے اور ابراہیم (نامی یہ راوی) عمدہ نہیں ہے۔

٦١-ابراہیم بن جریر (د،س) بن عبداللہ بجلی

انہوں نے اپنے والد سے روایات نقل کی ہیں۔ یہ ''صدوق'' ہیں۔
یحییٰ بن معین رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: انہوں نے اپنے والد سے (احادیث کا) سماع نہیں کیا۔
(امام ذہبی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:) میں یہ کہتا ہوں: ان کی حدیث کو منقطع ہونے کے حوالے سے ''ضعیف'' قرار دیا گیا ہے۔ ان کے حافظے کے حوالے سے ''ضعیف'' قرار نہیں دیا گیا۔

۶۲ - ابراہیم بن جعد

انہوں نے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایات نقل کی ہیں۔
امام ابوحاتم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ "ضعیف" ہے۔ان سے خالد الطحان نے روایات نقل کی ہیں۔

۶۳ - ابراہیم بن حیان

(اس کا ذکر پہلے ہو چکا ہے۔)

۶۴ - ابراہیم بن حجر

انہوں نے محمد بن ابی کریمہ سے روایات نقل کی ہیں۔
یہ "مجہول" ہے، یہ بات ابوحاتم رازی رحمۃ اللہ علیہ نے کہی ہے۔
معاویہ بن صالح نے زید بن بکر کے حوالے سے اس سے روایات نقل کی ہیں۔

۶۵ - ابراہیم بن حجاج

انہوں نے عبدالرزاق سے اور ان سے محمود بن غیلان نے روایات نقل کی ہیں۔
یہ راوی "منکر" ہے، معروف نہیں (یعنی اس کی شناخت نہیں ہو سکی)۔
روایت جھوٹی ہے اس کی نقل کردہ کیوں کہ وہ یہ شامی یا نیلی نہیں ہے۔کیوں کہ وہ دونوں تو "صدوق" تھے۔
انہوں نے اپنی سند کے ساتھ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ روایت نقل کی ہے۔

لما زوج النبی صلی اللّٰہ علیہ وسلم فاطمة من علی قالت فاطمة: یارسول اللّٰہ، زوجتنی من رجل فقیر لیس لہ شیئفقال: اما ترضین ان اللّٰہ اختار من اھل الارض رجلین: اباك وزوجك

"جب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کی شادی حضرت علی رضی اللہ عنہ سے کردی تو سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا نے عرض کی: یارسول اللہ! آپ نے ایک غریب شخص کے ساتھ میری شادی کردی ہے جس کے پاس کوئی چیز نہیں ہے۔نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: "کیا تم اس بات سے راضی نہیں ہو کہ اللہ تعالیٰ نے روئے زمین میں سے دو افراد کو منتخب کیا ہے ایک تمہارا والد ہے اور دوسرا تمہارا شوہر"۔
عبدالسلام بن صالح نے عبدالرزاق کے حوالے سے اس کی متابعت کی ہے۔

۶۶ - ابراہیم بن حرب عسقلانی

عقیلی فرماتے ہیں: اس سے منکر روایات منقول ہیں۔ان میں سے ایک درج ذیل ہے:
انہوں نے اپنی سند کے ساتھ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے یہ روایت نقل کی ہے۔

لیبعثن اللہ اقواما یوم القیامة تتلألا وجوھھم، یمرون بالناس کمر الریح، یدخلون الجنة بغیر حساب، الذین ماتوا فی الرباط

''اللہ تعالیٰ قیامت کے دن کچھ ایسے لوگوں کو زندہ کرے گا جن کے چہرے جگمگا رہے ہوں گے وہ لوگوں کے پاس سے یوں گزریں گے جیسے ہوا گزر جاتی ہے اور وہ بغیر کسی حساب کے جنت میں داخل ہو جائیں گے۔ یہ وہ لوگ ہیں جو (سرحدوں پر) پہرہ داری کرتے ہوئے فوت ہوئے تھے''۔

۶۷-ابراہیم بن ابی حرۃ

انہوں نے مجاہد سے روایات نقل کی ہیں۔

علامہ ساجی نے انہیں ''ضعیف'' قرار دیا ہے۔ لیکن یحییٰ بن معین' احمد اور ابوحاتم رحمۃ اللہ علیہ نے انہیں ''ثقہ'' قرار دیا ہے' اور مزید یہ کہا ہے: اس میں کوئی حرج نہیں ہے۔

انہوں نے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کی زیارت کی ہے۔

ان سے معمر اور ابن عیینہ نے روایات نقل کی ہیں۔ یہ جزری تھے' لیکن پھر انہوں نے مکہ میں سکونت اختیار کرلی۔

۶۸-ابراہیم بن حسان

انہوں نے امام محمد باقر رضی اللہ عنہ سے اور ان سے وکیع رحمۃ اللہ علیہ نے روایات نقل کی ہیں۔

یہ راوی ''مجہول'' ہے۔

۶۹-ابراہیم بن حسن

انہوں نے عبداللہ بن عیسیٰ سے روایات نقل کی ہیں۔

ابن مدینی کہتے ہیں: یہ اپنے استاد کی طرح ''مجہول'' ہے۔

۷۰-ابراہیم بن عثمان زہری

انہوں نے عائشہ بنت سعد سے روایات نقل کی ہیں' لیکن یہ پتہ نہیں چل سکا کہ یہ کون ہے۔

۷۱-ابراہیم بن حفص بن جندب

انہوں نے اپنے والد سے اور ان سے حماد بن زید نے روایات نقل کی ہیں۔

یہ راوی ''مجہول'' ہے۔

۷۲-ابراہیم بن حکم (فق) بن ابان:

علما نے انہیں ''متروک'' قرار دیا ہے اور بہت کم لوگوں نے اس کی تائید کی ہے۔

انہوں نے اپنے والد سے مرسل روایات نقل کی ہیں اور انہیں موصول کے طور پر بیان کیا ہے۔
ابن معین رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں: یہ راوی ''لیس بشی ء'' ہے۔
امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: ہم نے اللہ کی راہ میں کچھ درہم خرچ کرنے کے لیے عدن کی طرف ابراہیم بن حکم کو بھیجے۔
امام نسائی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا ہے: یہ راوی ''متروک الحدیث'' ہے۔
شیخ عبداللہ بن احمد فرماتے ہیں: میں نے اپنے والد سے اس کے بارے میں دریافت کیا، تو انہوں نے فرمایا: جب سے میں نے اسے دیکھا ہے اس میں کوئی حرج نہیں ہے۔
امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: محدثین نے ان کے بارے میں سکوت اختیار کیا ہے۔
انہوں نے اپنی سند کے ساتھ ''مرفوع'' حدیث کے طور پر یہ روایت حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کے حوالے سے نقل کی ہے۔

ان النبی صلی اللّٰہ علیه وسلم کان یصلی فی الموضع الذی یجامع فیه

''نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اس جگہ نماز ادا کرلیا کرتے تھے جہاں آپ نے صحبت کی ہوتی تھی''۔
انہوں نے اپنی سند کے ساتھ ''مرفوع'' حدیث کے طور پر یہ روایت حضرت انس رضی اللہ عنہ کے حوالے سے نقل کی ہے۔

من مرض ثلاثة ایام خرج من ذنوبه کیوم ولدته امه

''جو شخص تین دن بیمار رہے۔ وہ اپنے گناہوں سے اس طرح پاک ہو جاتا ہے جیسے اس دن تھا جب اس کی والدہ نے اسے جنم دیا تھا''
شیخ ابن عدی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: انہوں نے جو روایات نقل کی ہیں ان میں سے اکثر کی متابعت نہیں کی گئی۔

۷۳-ابراہیم بن حکم بن ظہیر کوفی

یہ شیعہ مسلک سے تعلق رکھتا تھا' اور انتہا پسند تھا۔
انہوں نے شریک سے روایات نقل کی ہیں۔
امام ابوحاتم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ راوی ''کذاب'' ہے۔
اس نے حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے بارے میں جھوٹی روایات نقل کیں تو ہم نے اس کے حوالے سے نوٹ کی ہوئی روایات مٹا دیں۔
امام دارقطنی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ ''ضعیف'' ہے۔
(امام ذہبی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:) میں یہ کہتا ہوں: رافضیوں سے روایات نقل کرنے میں لوگوں کے درمیان اختلاف ہے۔
اس بارے میں تین اقوال ہیں:
ان میں سے ایک قول یہ ہے کہ ایسا کرنا مطلق طور پر منع ہے۔ دوسرا قول یہ ہے کہ ایسا کرنے میں مطلق طور پر اجازت ہے ماسوائے اس راوی کے جو جھوٹ بولتا ہو اور جھوٹی احادیث گھڑتا ہو۔ تیسرا قول یہ ہے کہ اس میں تفصیل پائی جاتی ہے۔ ایسے رافضی کی روایت کو قبول کیا جائے گا جو سچا ہو اور اس بات کو جانتا ہو' جو حدیث بیان کر رہا ہے اور ایسے راوی کی روایت کو مسترد کر دیا جائے گا جو اپنے مسلک کی

طرف دعوت دیتا ہو اگرچہ وہ سچا ہی کیوں نہ ہو۔

اشعب کہتے ہیں: امام مالک رحمۃ اللہ علیہ سے رافضیوں کے بارے میں دریافت کیا گیا تو انہوں نے فرمایا: تم ان کے ساتھ کلام نہ کرو اور ان کے حوالے سے روایت نقل نہ کرو' کیوں کہ وہ لوگ جھوٹ بولتے ہیں۔

حرملہ کہتے ہیں: میں نے امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے' میں نے رافضیوں سے زیادہ جھوٹی گواہی دینے والا اور کوئی نہیں دیکھا۔

یزید بن ہارون کہتے ہیں: ہر بدعتی کے حوالے سے روایت نوٹ کی جائے گی جب کہ وہ (اپنے مسلک کی طرف) دعوت دینے والا نہ ہو۔ البتہ رافضیوں کا حکم مختلف ہے کیوں کہ وہ جھوٹ بولتے ہیں۔ شریک کہتے ہیں: جس شخص سے بھی تمہاری ملاقات ہو اس سے علم حاصل کرلو۔ ماسوائے رافضیوں کے' کیوں کہ وہ جھوٹی احادیث گھڑتے ہیں اور اسے اپنا دین بنالیتے ہیں۔

۷۴- ابراہیم بن حماد زہری ضریر

انہوں نے امام مالک رحمۃ اللہ علیہ سے روایات نقل کی ہیں۔

امام دارقطنی رحمۃ اللہ علیہ نے انہیں ''ضعیف'' قرار دیا ہے۔

(ذہبی کہتے ہیں:) میں یہ سمجھتا ہوں یہی وہ راوی ہے' جو عمران بن محمد بن سعید کے حوالے سے اس روایت کو نقل کرنے میں منفرد ہے' جو عمران کے حالات میں مذکور ہے۔

۷۵- ابراہیم بن حمید دینوری

انہوں نے ذوالنون مصری کے حوالے سے امام مالک رحمۃ اللہ علیہ سے ایک جھوٹی روایت نقل کی ہے' جس کا متن یہ ہے:

لم يجز الصراط احد الا من كانت معه براءة بولاية علي بن ابي طالب

''پل صراط وہی شخص پار کر سکے گا جس کے ساتھ حضرت علی بن ابی طالب کی ولایت کا برات نامہ ہوگا''۔

ان سے عثمان بن جعفر نے روایت نقل کی ہے۔

۷۶- ابراہیم بن ابوحنیفہ

انہوں نے یزید رقاشی سے روایات نقل کی ہیں۔

شیخ ابوالفتح ازدی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ راوی ''متروک'' ہے۔

اس سے منقول منکر روایات میں سے ایک روایت یہ ہے: جو یزید رقاشی کے حوالے سے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے ''مرفوع'' حدیث کے طور پر منقول ہے۔

كل مسكر حرام، وان كان ماء قراحا

''ہر نشہ آور چیز حرام ہے اگرچہ وہ کنویں کا پہلی مرتبہ نکلنے والا پانی ہو''۔

۷۷-ابراہیم بن حیان بن حکیم بن علقمہ بن سعد بن معاذ اوسی مدنی

انہوں نے دونوں حمادوں سے روایات نقل کی ہیں۔

شیخ ابن عدی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: اس کی نقل کردہ روایات موضوع ہیں۔

اس کے حوالے سے ابن عدی نے دو روایات اپنی سند کے ساتھ نقل کی ہیں اور اس کے باپ کا نام حیان نقل کیا ہے۔

ان میں سے ایک روایت یہ ہے: جو انہوں نے اپنی سند کے ساتھ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کے حوالے سے نقل کی ہے۔

ان رجلا دعا علی بناته بالموت، فقال النبی صلی اللہ علیہ وسلم: لا تدع، فان البرکة فی البنات

''ایک شخص نے اپنی بیٹی کو مرنے کی بددعا دی تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ ارشاد فرمایا: تم یہ دعا نہ کرو کیوں کہ بیٹیوں میں برکت ہوتی ہے''۔

جہاں تک ابراہیم بن حبان کا تعلق ہے تو ابراہیم بن البراء کے حالات میں اس کا ذکر گزر چکا ہے۔

۷۸-ابراہیم بن حیان بن بختری

ازدی رحمۃ اللہ علیہ نے اسی طرح ذکر کیا ہے۔

ابراہیم بن البراء کے حالات میں اس کا ذکر گزر چکا ہے۔

۷۹-ابراہیم بن ابی حیہ یسع بن اشعث، ابواسماعیل مکی

امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ ''منکر الحدیث'' ہے۔

امام نسائی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ ''ضعیف'' ہے۔

امام دارقطنی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ راوی ''متروک'' ہے۔

انہوں نے اپنی سند کے ساتھ ''مرفوع'' حدیث کے طور پر یہ روایت سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے حوالے سے نقل کی ہے۔

امرنی ربی بنفی الطنبور والمزمار

''میرے پروردگار نے مجھے طنبورہ اور آلات موسیقی کی نفی کا حکم دیا ہے''۔

انہوں نے اپنی سند کے ساتھ سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے یہ روایت نقل کی ہے۔

استاذنت النبی صلی اللہ علیہ وسلم ان ابنی کنیفا بمنی فلم یاذن لی

''میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ اجازت لی کہ میں منیٰ میں چھپر (یا عمارت) بنالوں تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے اس کی اجازت نہیں دی''۔

قتیبہ نے اس سے یہ روایت نقل کی ہے:

ان اللہ اخر حد الممالیک واهل الذمة الی یوم القیامة

''بے شک اللہ تعالیٰ نے غلاموں اور ذمیوں کی حد کو قیامت کے دن تک مؤخر کر دیا ہے''۔

انہوں نے اپنی سند کے ساتھ ''مرفوع'' حدیث کے طور پر یہ روایت حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کے حوالے سے نقل کی ہے۔

لا یزال ھذا الدین واصبا ما بقي في قریش عشرون رجلا

''یہ دین اس وقت تک غالب رہے گا جب تک قریش کے بیس افراد بھی باقی ہیں''۔

۸۰-ابراہیم بن خالد (صح، د، ق) ابوثور کلبی

یہ اکابر فقہاء میں سے ایک ہے۔

امام نسائی رحمۃ اللہ علیہ اور دیگر حضرات نے انہیں ''ثقہ'' قرار دیا ہے۔

جہاں تک ابوحاتم کا تعلق ہے تو انہوں نے زیادتی کی اور فرمایا: یہ اپنی رائے سے کلام کرتا ہے اور غلطی بھی کرتا ہے اور درست بھی کہتا ہے۔ اس کا مقام وہ نہیں ہے' جو احادیث کا سماع کرنے والوں کا ہے۔

(ذہبی کہتے ہیں:) یہ ابوحاتم کی انتہا پسندی ہے' اللہ تعالیٰ ان سے درگزر کرے۔

ابوثور نامی اس راوی نے سفیان بن عیینہ سے احادیث کا سماع کیا ہے اور امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ و دیگر حضرات سے علمِ فقہ حاصل کی ہے۔

امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ نے ان سے روایات نقل کی ہیں' وہ فرماتے ہیں: یہ میرے نزدیک سفیان کے پائے کا ہے۔

(امام ذہبی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:) میں یہ کہتا ہوں: ان کا انتقال 240 ہجری میں بغداد میں ہوا۔

۸۱-ابراہیم بن خثیم بن عراک بن مالک غفاری

ابواسحاق جوزجانی کہتے ہیں: یہ محفوظ نہیں ہے۔ آخری عمر میں اختلاط کا شکار ہو گئے۔

امام نسائی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا ہے: یہ راوی ''متروک'' ہے۔

انہوں نے اپنی سند کے ساتھ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کے حوالے سے یہ روایت ''مرفوع'' حدیث کے طور پر نقل کی ہے۔

ان النبي صلی اللہ علیہ وسلم قال: مھلا عن اللہ مھلا، فلولا شباب خشع، وشیوخ رکع، واطفال رضع، وبھائم رتع لصب علیکم العذاب صبا

''اللہ تعالیٰ سے ڈرو۔ اللہ تعالیٰ سے ڈرو۔ اگر خشوع وخضوع والے نوجوان نہ ہوں اور رکوع کرنے والے بوڑھے نہ ہوں اور دودھ پیتے بچے نہ ہوں اور چرنے والے جانور نہ ہوں تو اللہ تعالیٰ تم پر عذاب نازل کر دے''۔

اس روایت کو ابویعلیٰ نے اپنی مسند میں شریح کے حوالے سے نقل کیا ہے۔

۸۲-ابراہیم بن خضر دمشقی

انہوں نے حسن بن عبداللہ کندی سے روایات نقل کی ہیں۔

یہ ''ضعیف'' ہیں۔

۸۳-ابراہیم بن خلف بن منصور غسانی سنہوری

انہوں نے خشوا عی اور ابن سکینہ سے روایات نقل کی ہیں۔

یہ مراکش کا دجال ہے۔ ابوحسن بن قطان نے اس پر مجازفت اور جھوٹ کا الزام لگایا ہے۔

۸۴-ابراہیم بن ابودلیلہ

انہوں نے علی ازدی رحمۃ اللہ علیہ کے حوالے سے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایات نقل کی ہیں۔

یہ راوی معروف نہیں (یعنی اس کی شناخت نہیں ہوسکی)، اور اس کی نقل کردہ روایت درست نہیں ہے۔

۸۵-ابراہیم بن راشد آدمی

یہ محمد بن مخلد کے استاد ہیں۔

خطیب بغدادی نے انہیں ''ثقہ'' قرار دیا ہے اور ابن عدی نے ان پر الزام لگایا ہے۔

۸۶-ابراہیم بن رجاء

انہوں نے امام مالک رحمۃ اللہ علیہ سے روایات نقل کی ہیں۔

یہ راوی معروف نہیں ہے۔ اور اس کی نقل کردہ روایت جھوٹی ہے۔

۸۷ابراہیم بن رستم

انہوں نے حماد بن سلمہ سے روایات نقل کی ہیں۔

شیخ ابن عدی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ ''منکرالحدیث'' ہے۔

امام ابوحاتم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ ارجاء کا عقیدہ رکھتا تھا اور زیادہ مستند نہیں ہے۔ تاہم اس کا مقام ''صدق'' ہے۔ (یعنی یہ ''صدوق'' ہے)

عثمان الدارمی نے ابن معین کا یہ قول نقل کیا ہے: یہ ''ثقہ'' ہیں۔

(امام ذہبی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:) میں یہ کہتا ہوں: اس نے لیث بن سعد اور یعقوب قمی سے اور ان سے حسین بن حسن مروزی بلدیہ اور محمد بن عبدالرحمٰن سعدی نے روایات نقل کی ہیں۔

یہ خراسانی، مروزی ہے اور جلیل القدر ہے۔

۸۸-ابراہیم بن زبرقان

انہوں نے مجالد سے روایات نقل کی ہیں۔

یحییٰ بن معین رحمۃ اللہ علیہ نے انہیں ''ثقہ'' قرار دیا ہے۔

امام ابوحاتم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: اس کی نقل کردہ روایت سے استدلال نہیں کیا جاسکتا۔ (یعنی وہ ضعیف ہوتی ہے)۔
ان سے ابونعیم نے روایات نقل کی ہیں۔

۸۹-ابراہیم بن زرعہ

انہوں نے عمرو بن واقد سے روایات نقل کی ہیں۔
یہ راوی معروف نہیں ہے۔ شاید یہ دمشقی ہے۔
ان سے محمد بن وہب بن عطیہ نے روایات نقل کی ہیں۔

۹۰-ابراہیم بن زکریا، ابواسحاق عجلی بصری ضریر المعلم

انہوں نے ہمام ابن یحییٰ، خالد بن عبداللہ و دیگر حضرات سے روایات نقل کی ہیں۔
یہ عبدسی واسطی ہے۔ عبدس' واسط کی ایک بستی ہے۔
امام ابوحاتم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: ان کی نقل کردہ روایات ''منکر'' ہیں۔ (یعنی انہیں مستند تسلیم نہیں کیا گیا)۔
شیخ ابن عدی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: اس نے باطل (جھوٹی) روایات نقل کی ہیں۔
ان سے محمد بن سنجر جرجانی الحافظ، محمد بن اسماعیل صائغ اور ایک جماعت نے روایات نقل کی ہیں۔
انہوں نے اپنی سند کے ساتھ ''مرفوع'' حدیث کے طور پر یہ روایت حضرت علی رضی اللہ عنہ کے حوالے سے نقل کی ہے۔

اللهم اغفر لمتسرولات امتی

''اے اللہ! میری امت کی کوتاہیوں کی مغفرت کردے''۔

ابن حبان رحمۃ اللہ علیہ نے ابراہیم بن زکریا کا ذکر کرتے ہوئے یہ کہا: انہوں نے مالک اور ابوبکر بن عیاش سے اور ان سے ابراہیم بن راشد، محمد بن عبیداللہ قرشی نے روایات نقل کی ہیں۔
اور یہ کہا ہے: انہوں نے امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کے حوالے سے موضوع روایات نقل کی ہیں۔
انہوں نے ان کا اسم منسوب یہ بیان کیا ہے: ابواحمد بن عدی العبدستائی
(امام ذہبی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:) میں یہ کہتا ہوں: ان کے سب سے قدیم شیخ ''شعبہ'' ہیں۔
انہوں نے اپنی سند کے ساتھ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے یہ روایت نقل کی ہے۔

ان جعفرا اهدی الی النبی صلی اللہ علیه وسلم سفرجلا فاعطی معاوية ثلاثا وقال :القنی بهن فی الجنة

''حضرت جعفر رضی اللہ عنہ نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں تحفے کے طور پر کچھ سفرجل (بہی) پیش کیں تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے تین حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کو دیں اور فرمایا: تم ان کے ہمراہ جنت میں مجھ سے ملنا''۔

۹۱-ابراہیم بن زیاد قرشی

انہوں نے خصیف سے اوران سے محمد بن بکار بن ریان نے روایات نقل کی ہیں۔
امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: اس کی سند صحیح نہیں ہے۔
(امام ذہبی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:) میں یہ کہتا ہوں: یہ راوی معروف نہیں ہے۔ کہ یہ کون تھے۔

۹۲-ابراہیم بن زیاد عجلی

انہوں نے ہشام بن عروۃ اور ابوبکر ابن عیاش سے روایات نقل کی ہیں۔
شیخ ابوالفتح ازدی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ راوی ''متروک الحدیث'' ہے۔
اس سے منقول منکر روایات میں سے ایک روایت یہ ہے:

عن عبدالله، عن النبی صلی الله علیه وسلم قال: من مشی منکم الی طمع فلیمش رویدا

''حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں تم میں سے جو شخص لالچ کی طرف جاتا ہے وہ تھوڑی ہی دور جاتا ہے''۔

۹۳-ابراہیم بن زیاد

انہوں نے ابو عامر کے حوالے سے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایات نقل کی ہیں۔
ان کی نقل کردہ روایات درست نہیں ہیں۔ یہ راوی ''مجہول'' ہے۔

۹۴-ابراہیم بن زید اسلمی تفلیسی:

انہوں نے امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کے حوالے سے ایک جھوٹی روایت نقل کی ہے۔ ابن حبان رحمۃ اللہ علیہ نے انہیں ''واہی'' قرار دیا ہے۔
انہوں نے اپنی سند کے ساتھ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے یہ روایت نقل کی ہے۔

کنا عند رسول الله صلی الله علیه وسلم اذ دخل غلام فدعا بهذه الدعوات، فقال النبی صلی الله علیه وسلم: ما دعا بهن احد الا استجیب له: اللهم انی استغفرك، واسألك التوبة من مظالم کثیرة لعبادك قبلی وذکر الحدیث

''ایک مرتبہ ہم نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس موجود تھے۔ اسی دوران ایک لڑکا وہاں آیا۔ اس نے یہ دعا مانگی تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ ارشاد فرمایا:
جو شخص بھی ان الفاظ کے ذریعے دعا مانگتا ہے اس کی دعا قبول ہوتی ہے (وہ الفاظ یہ تھے)
''اے اللہ! میں تجھ سے مغفرت طلب کرتا ہوں اور میں اپنے سے پہلے تیرے بندوں کی طرف سے ہونیوالے بکثرت مظالم سے تجھ سے توبہ کا سوال کرتا ہوں''۔

اس راوی کے حوالے سے ایک اور حدیث بھی منقول ہے لیکن اس کی سند تاریک ہے۔

۹۵- ابراہیم بن سالم نیشاپوری

ان سے احمد بن حفص بن عبداللہ نے روایات نقل کی ہیں۔

شیخ ابن عدی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: اس سے منکر روایات منقول ہیں۔

انہوں نے اپنی سند کے ساتھ ''مرفوع'' حدیث کے طور پر یہ روایت حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ کے حوالے سے نقل کی ہے۔

ان آدم اهبط بالهند، ومعه السندان والمطرقة والكلبتين، واهبطت حواء بجدة

''حضرت آدم علیہ السلام کو ہند میں اتارا گیا۔ ان کے ساتھ اہرن' ہتھوڑا اور زنبور تھے اور سیدہ حواء کو جدہ میں اتارا گیا''۔

شیخ ابن عدی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: انہوں نے اپنی سند کے ساتھ یہ روایت حضرت انس رضی اللہ عنہ کے حوالے سے نقل کی ہے۔

وقت رسول الله صلى الله عليه وسلم ان يحلق الرجل عانته كل اربعين يوما، وان ينتف ابطيه كلما طلع، ولا يدع شاربيه يطولان، وان يقلم اظفاره من الجمعة الى الجمعة، وان يتعاهد البراجم اذا توضأ وذكر الحديث

''نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ وقت مقرر کیا ہے کہ چالیس دن کے اندر زیر ناف بال صاف کر لیے جائیں۔ بغلوں کے بال جیسے ہی نمودار ہوں انہیں اکھاڑ لیا جائے اور مونچھوں کو لمبی ہونے کے لیے نہ چھوڑا جائے اور ہر جمعہ کے دن ناخن تراش لیے جائیں اور وضو کرتے ہوئے کان کے پاس کے حصے کا خیال رکھا جائے''۔

یہ روایت ''منکر'' ہے۔

ابوحاتم رحمۃ اللہ علیہ سے عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما ان کے بارے میں دریافت کیا گیا تو انہوں نے فرمایا: وہ شیخ ہے۔

۹۶- ابراہیم بن سریع

یہ راوی معروف نہیں ہے۔ کہ یہ کون ہے۔

امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: قاسم نے ابوبکر بن حزم سے دریافت کیا: واقدی نے عبدالرحمٰن بن ابوموالی کے حوالے سے اس سے روایات نقل کی ہیں۔

امام ابوحاتم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ ''مجہول'' ہے۔

۹۷- ابراہیم بن سعد (صح، ع) بن ابراہیم بن عبدالرحمٰن بن عوف، ابواسحاق زہری مدنی۔

جلیل القدر ''ثقہ'' محدثین میں سے ہیں۔

عبداللہ بن احمد کہتے ہیں: میں نے اپنے والد کو یہ کہتے ہوئے سنا: یحییٰ بن سعید کے سامنے عقیل اور ابراہیم بن سعد کا ذکر کیا گیا تو گویا کہ انہوں نے ان دونوں کو ''ضعیف'' قرار دیا ہے۔ عبداللہ نے کہا: عقیل اور ابراہیم کو؟ تو میرے والد نے کہا: جی ہاں یہ ''ثقہ'' راوی ہیں

لیکن یحییٰ کا دھیان ان کی طرف نہیں گیا۔

امام ابوداؤد رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: میں نے امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ کو سنا ان سے اس روایت کے بارے میں دریافت کیا گیا جو انہوں نے اپنی سند کے ساتھ "مرفوع" حدیث کے طور پر حضرت انس رضی اللہ عنہ کے حوالے سے نقل کی ہے۔

الائمة من قريش

"آئمہ قریش میں سے ہوں گے"۔

تو انہوں نے فرمایا: یہ ابراہیم بن سعد کی تحریر میں نہیں ہے'اس کی کوئی حقیقت نہیں ہے۔

اسے ایک سے زیادہ راویوں نے ابراہیم بن سعد کے حوالے سے نقل کیا ہے۔

امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: انہوں نے اپنی سند کے ساتھ حضرت عبداللہ بن مغفل رضی اللہ عنہ کے حوالے سے یہ روایت "مرفوع" حدیث کے طور پر نقل کی ہے۔

من احب اصحابي فبحبي احبهم

"جو شخص میرے اصحاب سے محبت رکھتا ہے تو وہ مجھ سے محبت رکھنے کی وجہ سے ان سے محبت رکھتا ہے"۔

امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ سند معروف نہیں ہے۔

یحییٰ بن معین رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں: ابراہیم بن سعد "ثقہ" اور "حجت" ہیں۔ ابن عدی نے ان کے حوالے سے زہری سے مختلف غریب روایات نقل کی ہیں جن کی سند میں اختلاف کیا گیا ہے۔ ایک تابعی کی جگہ دوسرے تابعی کا ذکر کیا گیا ہے۔

لیث نے اپنی سند کے ساتھ ابراہیم بن سعد کے حوالے سے تقریباً دس روایات نقل کی ہیں۔

لیث نے انہیں ابراہیم سے زہری کے حوالے سے رؤیت کے بارے میں روایت نقل کی ہے' جو طویل ہے۔

انہوں نے اپنی سند کے ساتھ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ روایت نقل کی ہے۔

ان النبي صلى الله عليه وسلم قسم لمائتي فرس يوم حنين سهمين سهمين

"نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے غزوۂ حنین کے دن ہر ایک گھوڑے کو دو دو حصے دیے تھے۔ یہ دو سو گھوڑے تھے"۔

(امام ذہبی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:) میں یہ کہتا ہوں: ابراہیم بن سعد نامی راوی بلاشبہ ثقہ ہیں۔ شعبہ نے اپنی عظمت وجلالت کے باوجود ان سے احادیث نقل کی ہیں۔ ابراہیم نامی راوی بہت خوش الحان تھے۔ ان کی عمر پچھتر سال ہوئی۔ یہ مدینہ منورہ کے قاضی بھی رہے۔

ابراہیم بن حمزہ کہتے ہیں۔ ابراہیم بن سعد نے ابن اسحاق کے حوالے سے سترہ ہزار احادیث احکام کے بارے میں نقل کی ہیں جو سیرت سے متعلق روایات کے علاوہ ہیں۔

(امام ذہبی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:) میں یہ کہتا ہوں: ان کا انتقال 183 ہجری میں ہوا۔ انہوں نے زہری کے حوالے سے احادیث سنی ہیں اور صالح کے حوالے سے ان سے نقل کی ہیں۔

۹۸-ابراہیم بن سعید مدنی (د):

انہوں نے نافع سے روایات نقل کی ہیں

یہ ''منکر الحدیث'' ہے۔ یہ معروف نہیں ہیں:

انہوں نے ابوعبدالحمید سے بھی روایات نقل کی ہیں۔

(امام ذہبی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:) میں یہ کہتا ہوں: ان سے احرام کے بارے میں ایک روایت منقول ہے' جو امام ابوداؤد رحمۃ اللہ علیہ نے نقل کی ہے اور انہوں نے اس کے بارے میں سکوت اختیار کیا ہے لہٰذا یہ ''مقارب الحال'' شمار ہوں گے۔

۹۹-ابراہیم بن سعید الجوہری الحافظ (صح ،م ،عو)، ابواسحاق بغدادی:

یہ اکابرین میں سے ایک ہیں

انہوں نے سفیان بن عیینہ اور ابومعاویہ سے روایات نقل کی ہیں۔ ان سے امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کے علاوہ صحاح ستہ کے تمام مصنفین ابوحاتم' ابن صاعد اور ایک مخلوق نے روایات نقل کی ہیں۔

خطیب کہتے ہیں: یہ ثقہ ہیں' ثبت ہیں' بکثرت روایات نقل کرتے ہیں۔ انہوں نے ایک ''مسند'' بھی مرتب کی ہے یہ مرتے دم تک ''عین زربہ'' میں پہرے داری کرتے رہے۔

امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں: یہ بہت زیادہ لکھنے والے ہیں تم ان کے حوالے سے احادیث نوٹ کرلو۔

امام نسائی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں: یہ ثقہ ہیں۔ انہوں نے اپنی کتاب الخصائص میں زکریا سجزی کے حوالے سے بھی روایات نقل کی ہیں۔

عبداللہ بن جعفر کہتے ہیں: میں نے ابراہیم بن سعید سے مسند ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی ایک حدیث کے بارے میں دریافت کیا تو انہوں نے اپنی کنیز سے فرمایا: مسند ابوبکر کا تیسواں جزو میرے پاس نکال کر لاؤ۔ تو میں نے کہا حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے حوالے سے تو بیس روایات منقول نہیں تو تیس جزو کہاں سے آ گئے؟ تو انہوں نے کہا: اگر کوئی حدیث میرے پاس سو حوالوں سے منقول نہ ہو' تو میں اس کے بارے میں خود کو یتیم سمجھتا ہوں۔

ابراہیم نامی اس راوی کے والد صاحب حیثیت آدمی تھے۔

چناں چہ جعفر فریابی کہتے ہیں: میں نے ابراہیم ہروی کو یہ کہتے ہوئے سنا کہ جب سعید جوہری حج کے لیے گئے تو اپنے ساتھ چار سو دہ آدمی بھی لے کر گئے جو ان کے ذاتی ملازمین کے علاوہ تھے اور ان لوگوں میں اسماعیل بن عیاش اور ہشیم بھی شامل تھے اور میں بھی ان کے ساتھ تھا۔

حجاج بن شاعر کہتے ہیں۔ میں نے ابراہیم بن سعید جوہری کو ابونعیم کے پاس دیکھا وہ پڑھ رہے تھے اور وہ سوئے ہوئے تھے۔ حجاج نے ان پر تنقید کی ہے۔

(امام ذہبی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:) میں یہ کہتا ہوں: اس کا کوئی اعتبار نہیں بلاشبہ ابراہیم حجت ہیں۔

اس کا سنِ وفات ابن قانع نے 47 ہجری یا 49 ہجری یا 44 ہجری بیان کیا ہے۔ تاہم پہلا قول زیادہ مناسب ہے۔
جس نے ان کا سن وفات 253 ہجری بیان کیا ہے اس نے غلطی کی ہے۔

۱۰۰-ابراہیم بن سلم:

انہوں نے یحییٰ قطان سے روایات نقل کی ہیں۔
شیخ ابن عدی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ ''منکر الحدیث'' ہے اور یہ راوی معروف نہیں ہے۔

۱۰۱-ابراہیم بن سلام:

انہوں نے حماد بن ابی سلیمان سے روایات نقل کی ہیں۔
شیخ ابوالفتح ازدی رحمۃ اللہ علیہ نے انہیں ''ضعیف'' قرار دیا ہے۔ یہ بہت کم روایات نقل کرتا ہے بلکہ یہ راوی معروف نہیں ہے۔ ماسوائے ان روایات کے جنہیں امام بزار نے نقل کیا ہے۔
انہوں نے اپنی سند کے ساتھ ''مرفوع'' حدیث کے طور پر یہ روایت حضرت انس رضی اللہ عنہ کے حوالے سے نقل کی ہے۔

طلب العلم فریضة علی کل مسلم

''علم حاصل کرنا ہر مسلمان پر فرض ہے''

امام بزار فرماتے ہیں: اس راوی کے حوالے سے ابوعاصم کے علاوہ کوئی اور روایت کرنے والا ہمارے علم میں نہیں ہے۔

۱۰۲-ابراہیم بن سلام

انہوں نے دراوردی سے اور ان سے ابن صاعد نے روایات نقل کی ہیں۔
ابواحمد حاکم کہتے ہیں: بسا اوقات یہ ایسی روایت نقل کرتا ہے جن کی کوئی حقیقت نہیں ہوتی۔

۱۰۳-ابراہیم بن سلیمان الحذاء

انہوں نے نہشل سے روایات نقل کی ہیں۔
امام دارقطنی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ ''متروک'' ہے۔

۱۰۴-ابراہیم بن سلیمان (ق):

ابواسماعیل المؤدب، یہ اپنی کنیت سے مشہور ہے۔
یحییٰ بن معین رحمۃ اللہ علیہ نے ایک مرتبہ انہیں ''ضعیف'' قرار دیا ہے۔
اور ایک مرتبہ یہ کہا ہے: یہ زیادہ ''مستند'' نہیں ہے۔
اور فرماتے ہیں: اس میں اور احمد میں کوئی حرج نہیں ہے۔
انہوں نے عاصم بن بہدلہ اور اس کی مانند افراد سے روایات نقل کی ہیں۔ امام دارقطنی رحمۃ اللہ علیہ نے انہیں ''ثقہ'' قرار دیا ہے۔

۱۰۵- ابراہیم بن سلیمان بلخی الزیات

انہوں نے سفیان ثوری سے روایات نقل کی ہیں۔
شیخ ابن عدی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ "قوی" نہیں ہے۔

۱۰۶- ابراہیم بن سلیمان مقدسی

ازدی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: اس کی نقل کردہ روایت مستند نہیں ہے۔

۱۰۷- ابراہیم بن سلیمان،

میں یہ سمجھتا ہوں یہ وہی شخص ہے' جس نے اپنی سند کے ساتھ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کے حوالے سے یہ جھوٹی روایت نقل کی ہے۔
''حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ اور حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ نے تعویذ پہنے ہوئے تھے جن میں حضرت جبرائیل کے پر کا بال تھا''۔
اس روایت کو ابن الاعرابی نے اپنی معجم میں اس سند کے ساتھ نقل کیا ہے۔

۱۰۸- ابراہیم بن سوید (م،عو) الصیرفی کوفی

انہوں نے علقمہ، عبدالرحمٰن بن یزید سے اور ان سے زبید الیامی، سلمہ بن کہیل نے روایات نقل کی ہیں۔
ابن معین کہتے ہیں: یہ مشہور ہیں۔
دیگر حضرات نے انہیں "ثقہ" قرار دیا ہے۔
امام ابوعبدالرحمٰن نسائی رحمۃ اللہ علیہ نے انہیں "ضعیف" قرار دیا ہے۔

۱۰۹- ابراہیم بن سوید (خ،د) مدنی:

انہوں نے عن عمرو بن ابی عمرو' ابن عقیل اور ان کے طبقے کے افراد سے روایات نقل کی ہیں' تو یہ ثقہ ہیں۔

۱۱۰- ابراہیم بن شعیب مدنی

ان سے ابن وہب نے روایات نقل کی ہیں۔
ابن معین کہتے ہیں: یہ راوی "لیس بشیء" ہے۔

۱۱۱- ابراہیم بن شکر العثمانی مصری:

یہ بعد کے زمانے کے ہیں: انہوں نے علی بن محمد حنائی سے روایات نقل کی ہیں' کتانی نے انہیں جھوٹا قرار دیا ہے۔

۱۱۲- ابراہیم بن صالح بن درہم باہلی:

انہوں نے اپنے والد سے روایات نقل کی ہیں۔

امام دارقطنی رحمۃ اللہ علیہ نے انہیں ''ضعیف'' قرار دیا ہے۔اس کے حوالے سے شہداء کے بارے میں روایت منقول ہے۔
امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: اس کی متابعت نہیں کی گئی۔

۱۱۳-ابراہیم بن ابی صالح

ابوالحسین کہتے ہیں: یہ ''جہمی'' فرقے سے تعلق رکھتا ہے۔اس کی نقل کردہ احادیث تحریر نہیں کی جائیں گی۔

۱۱۴-ابراہیم بن صبیح الطلحی

انہوں نے ابن جریج سے روایات نقل کی ہیں۔
یہ ''ثقہ'' نہیں ہے۔
یہ جھوٹی روایات نقل کرتا ہے۔یہ وہی شخص ہے، جس کی آفت سابقہ کتاب میں ہے۔

۱۱۵-ابراہیم بن صرمہ انصاری

انہوں نے یحییٰ بن سعید انصاری سے روایات نقل کی ہیں۔
امام دارقطنی رحمۃ اللہ علیہ اور دیگر حضرات نے انہیں ''ضعیف'' قرار دیا ہے۔شیخ ابن عدی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: ان کی نقل کردہ اکثر روایات متن اور سند کے حوالے سے ''منکر'' ہیں۔(یعنی انہیں مستند تسلیم نہیں کیا گیا)۔
(امام ذہبی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:) میں یہ کہتا ہوں: ان سے احمد بن حاتم طویل اور ایک جماعت سے روایات نقل کی ہیں۔
امام ابوحاتم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ عمر رسیدہ شخص ہے۔
یحییٰ بن معین رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں: یہ راوی ''کذاب اور خبیث'' ہے۔

۱۱۶-ابراہیم بن طہمان (صح، ع)۔

یہ ''ثقہ'' ہے اس کا تعلق خراسان کے علماء میں سے ہے۔یہ ابن مبارک سے پہلے کا ہے۔
انہیں صرف شیخ محمد بن عبداللہ موصلی نے ''ضعیف'' قرار دیا ہے اور یہ کہا ہے: یہ ''ضعیف'' ہے اور حدیث نقل کرنے میں اضطراب کا شکار ہو جاتا ہے۔
امام دارقطنی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں یہ ''ثقہ'' ہے، محدثین نے ارجاء کا عقیدہ رکھنے کی وجہ سے اس کے بارے میں کلام کیا ہے۔ابواسحاق جوزجانی کہتے ہیں: یہ فاضل ہے۔اس پر ''ارجاء'' کا عقیدہ رکھنے کا الزام ہے۔
(امام ذہبی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:) میں یہ کہتا ہوں: اس اعتبار سے اسے ضعیف قرار دینے والے کے قول کا اعتبار نہیں کیا جائے گا۔
اسی طرح سلیمانی نے اس کے ''لین'' ہونے کی طرف اشارہ کیا ہے۔وہ کہتے ہیں: محدثین نے اس کی نقل کردہ اس روایت کو منکر قرار دیا ہے، جو اس میں حضرت جابر کے حوالے سے رفع یدین کے بارے میں نقل کی ہے اور اس روایت کو منکر قرار دیا ہے، جو اس نے اپنی سند کے ساتھ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے نقل کی ہے۔(نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں)

رفعت لی سدرة المنتهی، فاذا اربعة انھار

''مجھے سدرۃ المنتہٰی پر اٹھایا گیا تو وہاں چار نہریں تھیں''۔

(امام ذہبی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:) میں یہ کہتا ہوں: یہ روایت منکر نہیں ہے۔

امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: اس کی نقل کردہ روایات درست ہیں۔ ویسے یہ مقارب ہے یہ ارجاء کا عقیدہ رکھتا تھا اور ''جہمیہ فرقے'' کا سخت مخالف تھا۔

سعد بن ابومریم نے یہ بات نقل کی ہے کہ یحییٰ بن معین رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں: اس میں کوئی حرج نہیں ہے۔ ان کی نقل کردہ احادیث تحریر کی جائیں گی۔ جب کہ عباس دوری نے یحییٰ بن معین رحمۃ اللہ علیہ کا یہ قول نقل کیا ہے یہ ''ثقہ'' ہیں۔

۱۱۷- ابراہیم بن عبداللہ بن ابی الاسود الکنانی

(اور ایک قول کے مطابق): ابراہیم بن الاسود

امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ محل نظر ہے۔

شیخ ابوالفتح ازدی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ ضعیف ہے اس کی نقل کردہ روایت سے استدلال نہیں کیا جا سکتا۔

۱۱۸- ابراہیم بن العباس:

(اور ایک قول کے مطابق): ابن ابی العباس السامری

انہوں نے ابی معشر السندی اور شریک سے اور ان سے دوری، الصاغانی اور ایک بڑی تعداد نے روایات نقل کی ہیں۔

امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ ''صالح الحدیث'' ہے۔

جبکہ دوسرے قول کے مطابق: اس میں کوئی حرج نہیں ہے۔

امام دارقطنی رحمۃ اللہ علیہ اور دیگر حضرات فرماتے ہیں: یہ ''ثقہ'' ہیں۔

محمد بن سعد کہتے ہیں: ابراہیم بن العباس عمر کے آخری حصے میں ''اختلاط'' کا شکار ہو گئے تھے، تو ان کے اہلخانہ نے انہیں محجوب قرار دے دیا تھا۔ یہاں تک کہ (اسی حالت میں) ان کا انتقال ہوا۔

(امام ذہبی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:) میں یہ کہتا ہوں: اختلاط کا شکار ہونا انہیں کوئی نقصان نہیں دیتا کیوں کہ اکثر راوی انتقال کے کچھ عرصہ پہلے اختلاط کا شکار ہو گئے تھے۔ کسی بھی بزرگ کو ضعیف قرار دینے والی چیز یہ ہے کہ اس نے اختلاط کے زمانے میں کوئی چیز روایت کی ہو۔

۱۱۹- ابراہیم بن عبداللہ بن زبیر جمحی:

انہوں نے نافع سے روایات نقل کی ہیں۔

شیخ ابوالفتح ازدی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ جھوٹ کی طرف منسوب ہے۔

۱۲۰-ابراہیم بن عبداللہ بن علاء بن زبیر،

انہوں نے اپنے والد اور سعید بن عبدالعزیز سے اور اس سے آئمہ نے احادیث نقل کی ہیں۔
امام نسائی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا ہے: یہ ''ثقہ'' نہیں ہے۔

۱۲۱-ابراہیم بن عبداللہ (صح، ت، ق) ہروی

یہ حافظ الحدیث ہیں اور امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ کے استاد ہیں۔
ان سے ہشیم اور اس کے پائے کے افراد سے روایات منقول ہیں۔
امام ابوداؤد رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ ''ضعیف'' ہے۔
کئی حضرات نے یہ کہا ہے: یہ ''صدوق'' ہے۔
ابراہیم حربی نے کہا ہے: یہ ''متقن'' اور پرہیزگار شخص ہے۔
امام دارقطنی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ ثقہ ثبت اور حافظ الحدیث ہے۔
امام نسائی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا ہے: یہ ''قوی'' نہیں ہے۔

۱۲۲-ابراہیم بن عبداللہ بن قریم (ت):

انہوں نے امام مالک رحمۃ اللہ علیہ سے حکایت کے طور پر نقل کیا ہے۔
مجھے ان کی شناخت نہیں ہوسکی۔ امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے ایک صاحب کے حوالے سے ان سے روایت نقل کی ہے۔

۱۲۳-ابراہیم بن عبداللہ

انہوں نے عبداللہ بن قیس، ابراہیم بن عبداللہ ابن سبرۃ الاسدی اور اپنے والد سے روایات نقل کی ہیں۔ یہ دونوں ''مجہول'' ہیں۔

۱۲۴-ابراہیم بن عبداللہ بن خالد

انہوں نے (عبداللہ بن قیس، ابراہیم) مصیصی کے حوالے سے وکیع سے روایات نقل کی ہیں۔
یہ متروک راویوں میں سے ایک ہے۔
ابن حبان رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں: ابراہیم بن عبداللہ بن خالد حدیث میں سرقہ کا مرتکب ہوتا ہے اور یہ ثقہ راویوں کے حوالے سے وہ روایات نقل کرتا ہے جو ان کی حدیث نہیں ہوتی۔
انہوں نے اپنی سند کے ساتھ ''مرفوع'' حدیث کے طور پر یہ روایت حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کے حوالے سے نقل کی ہے۔
اذا کان یوم القیامة یکون ابوبکر علی احد ارکان الحوض، وعمر علی الرکن الثانی، وعثمان علی الرکن الثالث، وعلی علی الرابع، فمن ابغض واحدا منهم لم یسقه الآخرون

''جب قیامت کا دن ہوگا تو ابوبکر حوض کے ایک کنارے پر' عمر دوسرے' عثمان تیسرے اور علی چوتھے کنارے پر ہوں گے' تو جو شخص ان میں سے کسی ایک سے بغض رکھے گا دوسرے لوگ اسے (حوض کوثر سے پانی) نہیں پلائیں گے''۔

انہوں نے اپنی سند کے ساتھ ''مرفوع'' حدیث کے طور پر یہ روایت حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کے حوالے سے نقل کی ہے۔

اذا كان يوم القيامة نادى مناد تحت العرش: هاتوا اصحاب محمد، فيؤتى بأبي بكر وعمر وعثمان وعلي، فيقال لابي بكر: قف على باب الجنة فادخل فيها من شئت ورد من شئت

وقيل:لعمر: قف عند الميزان فثقل من شئت برحمة الله، وخفف من شئتويعطى عثمان غصن شجرة من الشجر التي غرسها الله بيده، فيقال: ذد بهذا (عن الحوض) من شئتو يعطى علي حلتين فيقال له: خذهما، فاني ادخرتهما لك يوم انشأت خلق السموات والارض

''جب قیامت کا دن ہوگا تو عرش کے نیچے ایک اعلان کرنے والا یہ اعلان کرے گا۔ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب آپ لوگ آ جائیں تو ابوبکر' عمر' عثمان اور علی رضی اللہ عنہم آئیں گے۔ تو ابوبکر رضی اللہ عنہ سے کہا جائے گا تم جنت کے دروازے پر کھڑے ہو جاؤ اور جسے تم چاہو اندر جانے دو اور جسے چاہو اسے واپس کر دو۔ عمر رضی اللہ عنہ سے کہا جائے گا تم میزان کے پاس کھڑے ہو جاؤ۔ اللہ تعالیٰ کی رحمت کے ساتھ جس کا چاہو (نیکیوں کا پلڑا) بھاری کر دو اور جس کا چاہو (نیکیوں کا پلڑا ہلکا کر دو) عثمان رضی اللہ عنہ کو اس درخت کی چھڑی دی جائے گی جوان درختوں میں سے ہے جنہیں اللہ تعالیٰ نے اپنے دست قدرت سے بویا ہے اور اس سے کہا جائے گا اس کے ذریعے (حوض کوثر سے) جسے چاہو پرے کر دو اور علی کو دو عمدہ جوڑے دیے جائیں گے اور کہا جائے گا تم یہ دونوں لے لو۔ میں نے جس دن آسمانوں اور زمین کو پیدا کیا تھا اس دن سے میں نے یہ تمہارے لیے سنبھال کر رکھے ہوئے ہیں''۔

یہ روایت حسین بن عبداللہ نے نقل کی ہے۔

انہوں نے یہ روایت حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے مرفوعاً نقل کی ہے۔

من شرب مسكرا نجس ونجست صلاته اربعين صباحا، فان مات فيهن مات كافرا

''جو شخص نشہ آور چیز پی لے وہ نجس ہو جاتا ہے اور چالیس دن تک اس کی نماز بھی نجس ہو جاتی ہے اگر وہ ان دنوں کے دوران مر جائے تو وہ کافر مرتا ہے''۔

یہ روایت علی بن موسیٰ نے اپنی سند کے ساتھ نقل کی ہے۔

(امام ذہبی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:) میں یہ کہتا ہوں: یہ شخص جھوٹا ہے۔ امام حاکم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: اس کی نقل کردہ روایات موضوع ہیں

۱۲۵-ابراہیم بن عبداللہ بن الحارث بن حاطب بن حارث بن معمر الجمحی (ت)

(اس راوی کے جد امجد) حضرت حارث بن معمر حبشہ کی طرف ہجرت کرنے والوں میں شامل ہیں۔ وہاں ان کے صاحبزادے

حضرت حاطب پیدا ہوئے تھے اور دوسرے صاحبزادے حضرت ابراہیم پیدا ہوئے تھے۔

یہ راوی مدنی ہیں اور ''مقل'' ہیں۔ مجھے اس پر جرح کا علم نہیں ہے۔

ان سے ابوالنضر اور قعنبی نے روایات نقل کی ہیں

انہوں نے یہ روایت حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے مرفوعاً نقل کی ہے۔

لا تكثروا الكلام بغير ذكر الله، فان كثرة الكلام بغير ذكر الله تقسي القلب

''اللہ تعالیٰ کے ذکر کے علاوہ (دوسرا کلام) بکثرت نہ کیا کرو' کیوں کہ بکثرت کلام کرنا جو اللہ تعالیٰ کا ذکر نہ ہو۔ یہ دل کو سخت کر دیتا ہے''۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ روایت ''حسن غریب'' ہے۔

۱۲۶-ابراہیم بن عبداللہ بن محمد بن ایوب مخرمی

انہوں نے قواریری، سعید جمحی اوران دونوں کے طبقے کے افراد سے روایات نقل کی ہیں۔

ان کے بارے میں اسماعیلی نے کہا ہے: یہ ''صدوق'' ہے' لیکن امام دارقطنی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ ''ثقہ'' نہیں ہے۔

یہ ثقہ راویوں سے جھوٹی روایات نقل کرتے ہیں۔

(امام ذہبی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:) میں یہ کہتا ہوں: اس راوی کے متاخرین شاگردوں میں سے ایک ابوحفص بن زیات ہیں۔

خطیب بغدادی نے دو اسناد کے ساتھ اس راوی سے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کے حوالے سے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان نقل کیا ہے۔

ان الله يوحي الى الحفظة لا تكتبوا على الصوام بعد العصر سيئة

''بے شک اللہ تعالیٰ نے (انسان کی) حفاظت پر معمور فرشتوں کی طرف یہ وحی کی کہ تم لوگ عصر کے بعد روزہ داروں کا کوئی گناہ نوٹ نہ کرنا''۔

امام دارقطنی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ جھوٹ ہے۔

انہوں نے اپنی سند کے ساتھ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کا قول نقل کیا ہے۔:

ان عمر كتب الى سعد: اذا اتاك كتابي فادع نضلة ابن معاوية وجهزه في ثلاثمائة وقل له: امض الى حلوان، فاتاها فرزقه الله تعالى، واصابوا متاعا كثيرا واثاثاقال: وارهقهم العصر، فالجئوا الغنيمة الى سفح الجبل، فقام نضله فاذنفقال: الله اكبر، الله اكبرفاجابه مجيب من الجبل: كبرت كبيرا يانضلة الحديث

''حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کو لکھا کہ جب میرا یہ خط تمہارے پاس آئے تو تم نضلہ بن معاویہ رضی اللہ عنہ کو بلانا اور اسے تین سو کا سامان فراہم کرنا (یا تین سو کا لشکر تیار کرنا) اور اسے کہنا کہ حلوان چلے جاؤ۔ جب وہ

وہاں پہنچے تو وہاں اللہ تعالیٰ نے انہیں رزق عطا کیا اور وہاں انہیں بہت سا مال اور اثاثے حاصل ہوئے۔ وہ کہتے ہیں: وہاں انہیں عصر کا وقت ہو گیا تو ان لوگوں نے مال غنیمت کو پہاڑ کے پاس رکھا۔ حضرت نصلہ اٹھے اور انہوں نے اذان دینا شروع کی۔ انہوں نے کہا اللہ اکبر اللہ اکبر۔ تو پہاڑ سے کسی نے جواب دیا: اے نصلہ! تم نے ایک بلند و برتر ذات کی کبریائی بیان کی ہے"۔

ابواسحاق مخرمی کا انتقال تین سو چار ہجری میں ہوا جہاں تک ان کے والد کا تعلق ہے۔ وہ "صدوق" ہیں۔ انہوں نے ابن عیینہ کے حوالے سے روایات نقل کی ہیں

۱۲۷- ابراہیم بن عبداللہ بن ہمام صنعانی

انہوں نے اپنے چچا عبدالرزاق سے روایات نقل کی ہیں۔

امام دارقطنی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ راوی "کذاب" ہے۔

(امام ذہبی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:) میں یہ کہتا ہوں: اس کی نقل کردہ غیر مستند روایات میں یہ روایت بھی ہے' جو اس راوی نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً نقل کی ہے۔

من خاف على نفسه النار فليرابط على الساحل اربعين يوما

"جو شخص اپنی جان کے حوالے سے جہنم کا خوف رکھتا ہو' تو اسے چاہیے کہ وہ چالیس دن تک ساحل پر پہرے داری کے فرائض سرانجام دے"۔

شیخ ابن عدی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: اس راوی نے یہ روایت حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً نقل کی ہے۔

صلاة على كور العمامة يعدل ثوابها عند الله غزوة في سبيل الله

"عمامے کے پیچ پر نماز ادا کرنے کا ثواب اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں جہاد کرنے کے برابر ہے"۔

انہوں نے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کے حوالے سے یہ روایت "مرفوعاً" نقل کی ہے۔

الضيافة على اهل الوبر، وليست على اهل المدر

"ضیافت کرنا خوشحال لوگوں پر لازم ہے۔ غریبوں پر لازم نہیں ہے"۔

تو یہ تمام روایات اس شخص کی ایجاد کردہ ہیں۔

۱۲۸- ابراہیم بن عبداللہ بن سفرقع:

ابوالفتح بن ابوفوارس کہتے ہیں: یہ راوی "کذاب" ہے اور اپنی طرف سے احادیث بنالیتا تھا۔

۱۲۹- ابراہیم بن عبداللہ بن حاتم، ابواسحاق ہروی ثم بغدادی

یہ حافظ الحدیث ثقہ اور علم حدیث کے جلیل القدر ماہرین میں سے ایک ہیں۔

ان کی پیدائش 150 ہجری کے کچھ بعد ہوئی۔ انہوں نے علم حدیث کی طلب میں سفر کیے۔

انہوں نے اسماعیل بن جعفر، ابن ابی الزناد، عبدالعزیز الدراوردی، خلف ابن خلیفۃ، ہشیم، جریر، ابن علیۃ، اوران کے طبقے کے افراد سے احادیث کا سماع کیا۔

امام ترمذی، ابن ماجہ، حارث بن ابی اسامہ، ابن ابی الدنیا نے اپنی تصانیف میں جب کہ (ان کے علاوہ) معمری، موسیٰ بن ہارون، جعفر فریابی، احمد بن فرج مقری، احمد بن الحسین صوفی الصغیر اور ایک مخلوق نے ان سے احادیث روایت کی ہیں۔

اس راوی نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے یہ روایت نقل کی ہے:

لا عدوی ولا ھامۃ ولا نوء ولا صفر نوء من الانواء

''عدویٰ ہامہ نوء (ستارے کی گردش سے کوئی کام ہونا) اور صفر کی کوئی حقیقت نہیں ہے اور نوٗ (یعنی ستارے کی گردش کسی بھی قسم کی ہو)''۔

یہ روایت غریب ہے اور جہاں تک میں سمجھتا ہوں اسے نقل کرنے میں ابراہیم نامی یہ راوی بھی منفرد ہے۔

صالح جزرہ کہتے ہیں: میں نے ابراہیم بن عبداللہ کو یہ کہتے ہوئے سنا ہے کہ شام کے حوالے سے جو بھی روایت منقول ہے میں نے وہ ان سے بیس سے لے کر تیس مرتبہ تک سنی ہوئی ہیں۔ پھر میں ہی اسے روک دیتا تھا اور میں نے ابراہیم کے والد سعید جوہری کو سنا۔ وہ کہتے ہیں: جزرہ ہشیم عمرو بن عون کی نقل کردہ حدیث کے بارے میں سب سے زیادہ علم رکھتے ہیں۔

ابراہیم بن عبداللہ دراصل ہرات کے رہنے والے ہیں ویسے یہ بغداد میں رہے ہیں۔

امام ابوزرعہ دمشقی کہتے ہیں: میں نے ایک شخص کو سنا اس نے یحییٰ بن معین رحمۃ اللہ علیہ سے کہا کہ ہشیم نامی راوی کی نقل کردہ احادیث کون سے راوی کے حوالے سے نقل کی جائیں تو یحییٰ نے جواب دیا۔ ابراہیم اور سریج بن یونس کے حوالے سے۔

شیخ یعقوب بن شیبہ فرماتے ہیں: عبداللہ بن ہبیرہ کہتے ہیں۔ میں نے یحییٰ بن معین رحمۃ اللہ علیہ سے سوال کیا۔ میں نے کہا ہشیم کے شاگردوں میں سے ہم کس پر اعتبار کریں تو انہوں نے جواب دیا۔ ابراہیم ہروی اور محمد بن صباح الدولابی

یحییٰ بن معین رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں: ہروی ان دونوں میں سے زیادہ سمجھدار اور زیادہ ہوش مند ہے۔

امام ابوداؤد رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: ابراہیم ہروی ''ضعیف'' ہیں۔

امام نسائی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا ہے: یہ ''قوی'' نہیں ہے۔

احمد بن محمد بن محرز کہتے ہیں: میں نے یحییٰ بن معین رحمۃ اللہ علیہ سے ابراہیم بن عبداللہ کے بارے میں دریافت کیا تو انہوں نے فرمایا: اس میں کوئی حرج نہیں ہے۔

صالح جزرۃ کہتے ہیں: یہ ''صدوق'' ہے۔

ابراہیم حربی کہتے ہیں: ابراہیم ہروی ہمیشہ نفلی روزے رکھتے تھے۔ البتہ اگر کوئی شخص آ کر انہیں دعوت دے دیتا تو وہ روزہ توڑ دیتے تھے۔

انہوں نے یہ بھی کہا ہے کہ یہ بہت خوش خوراک تھے اور خوراک کا ایک بڑا حصہ اکیلے ہی کھا لیتے تھے۔
امام دارقطنی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ ''ثقہ'' ہیں۔
حارث بن محمد فرماتے ہیں: ان کا انتقال 244 ہجری رمضان میں 'اسامرا'' (نامی جگہ) میں ہوا۔

۱۳۰-ابراہیم بن عبداللہ سعدی نیشاپوری

یہ ''صدوق'' ہیں' انہوں نے یزید بن ہارون اور اس کی مانند افراد سے روایات نقل کی ہیں۔
ابوعبداللہ حاکم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: ''یہ مسلم کو کم تر سمجھتے تھے۔ اس لیے کسی وجہ کے بغیر مسلم نے ان پر تنقید کی ہے۔

۱۳۱-ابراہیم بن عبداللہ

انہوں نے امام مالک رحمۃ اللہ علیہ سے حکایت نقل کی ہے۔
خطیب بغدادی فرماتے ہیں: شیخ یہ راوی ''مجہول'' ہے۔
فضل مکی نے ان سے روایات نقل کی ہیں' اور یہ کہا ہے: اس راوی کی شناخت نہیں ہو سکی)۔
(امام ذہبی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:) میں یہ کہتا ہوں: اس کی نقل کردہ روایت جھوٹی ہے۔
انہوں نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے یہ روایت ''مرفوعا'' نقل کی ہے۔

غمنی جبریل عند سدرة المنتهى في النور، قال: انت من الله ادنى من القاب الى القوس، واتاني الملك فقال: ان الرحمن يسبح نفسه وذكر الحديث

''جبرائیل علیہ السلام نے مجھے سدرۃ المنتہیٰ کے پاس نور میں چھوڑ دیا' اور بولے آپ اللہ تعالیٰ کے اس سے زیادہ قریب ہیں' جتنا کمان کا ایک کنارہ دوسرے کے قریب ہوتا ہے' پھر میرے پاس ایک فرشتہ آیا اور بولا رحمان اپنی تسبیح بیان کر رہا ہے''۔
اس روایت کی اصل خرابی کی وجہ قنطری ہے۔
خطیب بغدادی فرماتے ہیں: اس روایت کے تمام راوی ثقہ ہیں۔ صرف قنطری نہیں ہیں۔

۱۳۲-ابراہیم بن عبداللہ الصاعدی

انہوں نے ذوالنون مصری کے حوالے سے امام مالک رحمۃ اللہ علیہ سے ایک جھوٹی روایت نقل کی ہے' جس کا متن یہ ہے

اذا نصب الصراط لم يجز احد الا من كانت معه براءة بولاية علي

''جب پل صراط کو نصب کیا جائے گا تو اسے وہی شخص عبور کر سکے گا جس کے پاس علی رضی اللہ عنہ کی ولایت کا اجازت نامہ ہوگا''۔
ابن جوزی نے ''الموضوعات'' میں ان کا تذکرہ کیا ہے۔ وہ کہتے ہیں: ابراہیم نامی یہ راوی متروک الحدیث ہیں۔

۱۳۳-ابراہیم بن عبداللہ بن محمد بن عبدالعزیز بن عفیر

یہ حضرت سیف بن ذی یزن کی اولاد میں سے ہے۔ انہوں نے اپنے چچا سے اپنے آباؤ اجداد کے حوالے سے یہ بات نقل کی ہے

کہ حضرت عبدالعزیز بن سیف بن ذی یزن ایک وفد کی شکل میں تحائف لے کر نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے تھے' لیکن یہ سب لوگ کون ہیں؟ یہ بات پتہ نہیں چل سکی۔

اس راوی کے حوالے سے ابن مندہ نے روایات نقل کی ہیں۔

۱۳۴- ابراہیم بن عبدالرحمٰن (ت) بن مہدی

شیخ ابن عدی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: اس نے "ثقہ" راویوں کے حوالے سے "منکر" روایات نقل کی ہیں۔

اس بات کا امکان موجود ہے کہ جس نے اس شخص سے روایات نقل کی ہیں اس نے جعفر بن سلیمان اور دوسرے گروہ سے بھی روایات نقل کی ہوں۔

(امام ذہبی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:) میں یہ کہتا ہوں: ان کا انتقال بڑھاپے سے پہلے ہوا۔

۱۳۵- ابراہیم بن عبدالرحمٰن (خ، د، س) السکسکی

انہوں نے عبداللہ بن ابی اوفی سے روایات نقل کی ہیں۔

یہ کوفہ سے تعلق رکھتے ہیں اور "صدوق" ہیں۔ شعبہ رحمۃ اللہ علیہ اور امام نسائی رحمۃ اللہ علیہ نے انہیں "لین" قرار دیا ہے تاہم انہیں متروک قرار نہیں دیا۔

امام نسائی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا ہے: یہ زیادہ قوی نہیں ہے۔

امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے ان کے حوالے سے روایت نقل کی ہے۔

امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ "ضعیف" ہے۔

شیخ ابن عدی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: مجھے ان کے حوالے سے کوئی ایسی روایت نہیں ملی جس کا متن منکر ہو۔

۱۳۶- ابراہیم بن عبدالرحمٰن خوارزمی

انہوں نے عاصم الاحول اور ابن جریج سے اور ان سے فضل بن موسیٰ السینانی، عیسیٰ غنجار، محمد بن سلام البیکندی نے روایات نقل کی ہیں۔

شیخ ابن عدی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: ان کی نقل کردہ روایات درست نہیں ہے۔

(امام ذہبی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:) میں یہ کہتا ہوں: یہ وہ ابن بیطار ہیں جن کا ذکر پہلے ہو چکا ہے۔

ابن عدی نے یہ بات ذکر کی ہے۔ انہوں نے حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ روایت نقل کی ہے:

ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم عارض جنازۃ عمہ ابی طالب، فقال: وصلتك رحم، وجزیت خیرا یا عم

"نبی اکرم ﷺ اپنے چچا جناب ابوطالب کے جنازے میں شریک ہوئے۔ پھر آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: میں نے آپ کے ساتھ صلہ رحمی کر دی ہے اور اے چچا! میں نے آپ کو بہترین بدلہ دے دیا ہے"۔

یہ روایت ''منکر'' ہے

۱۳۷-ابراہیم بن عبدالرحمٰن العذری:

یہ تابعی ہیں اور ''مقل'' ہیں۔

میرے علم کے مطابق یہ ''واہی'' نہیں ہیں۔انہوں نے یہ روایت مرسل نقل کی ہے۔

یحمل هٰذا العلم من کل خلف عدوله

''اس علم کو ہر بعد والے زمانے کے عادل لوگ اٹھائیں گے۔''

کئی راویوں نے معان بن رفاعہ کے حوالے سے ان سے روایات نقل کی ہیں۔معان نامی راوی عمدہ نہیں ہیں اور وہ خصوصاً جب انہوں نے ایک ہی روایت نقل کی ہو اور یہ بھی پتہ نہ ہو کہ وہ کون ہے۔

۱۳۸-ابراہیم بن عبدالرحمٰن الحبلی:

انہوں نے عاصم احول کے حوالے سے مسواک کے بارے میں منکر روایت نقل کی ہے' لیکن یہ پتہ نہیں چل سکا کہ یہ کون ہیں؟ ہو سکتا ہے کہ یہ خوارزمی ہو۔

۱۳۹-ابراہیم بن عبدالرحمٰن (ت) بن یزید

انہوں نے نافع سے اور ان سے ابوغسان محمد بن مطرف اور سلم بن قتیبہ نے روایات نقل کی ہیں۔

یہ راوی معروف نہیں (یعنی اس کی شناخت نہیں ہو سکی)۔

۱۴۰-ابراہیم بن عبدالسلام (ق) مکی

انہوں نے ابن ابی رواد سے روایات نقل کی ہیں۔

شیخ ابن عدی رحمۃ اللہ علیہ نے انہیں ''ضعیف'' قرار دیا ہے۔

اور فرمایا: میرے نزدیک یہ حدیث میں سرقہ کیا کرتا تھا۔

ان کے حوالے سے عبداللہ بن شابور نے ایک منکر روایت نقل کی ہے۔

ان هذه القلوب تصدأ

''بے شک یہ دل زنگ آلود ہو جاتے ہیں''۔

تاہم یہ روایت ایک اور سند کے ساتھ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کے حوالے سے منقول ہے۔

۱۴۱-ابراہیم بن عبدالسلام الوشاء

انہوں نے ابوکریب سے روایات نقل کی ہیں۔

امام ابوالحسن دارقطنی رحمۃ اللہ علیہ نے انہیں ''ضعیف'' قرار دیا ہے۔
ان سے طبرانی، ابوبکر الشافعی نے روایات نقل کی ہیں۔
انہوں نے مصر میں وفات پائی۔

۱۴۲- ابراہیم بن عبدالصمد بن موسیٰ بن محمد ابواسحاق ہاشمی العباسی امیر الحاج:

انہوں نے شیخ ابومصعب سے موطا امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کا نسخہ نقل کیا ہے۔
ابن ام شیبان کہتے ہیں: میں نے ان کے موطا کے سماع کو دیکھا ہے وہ قدیم اور صحیح ہے۔
شیخ ابوالحسن علی بن لولو الورّاق وراعہ کہتے ہیں: میں سامرہ میں ان کی خدمت میں حاضر ہوا تھا تا کہ ان سے موطا کا سماع کروں لیکن مجھے اس کا نسخہ صحیح نہیں لگا تو میں نے انہیں ترک کر دیا اور وہاں سے آ گیا۔
(امام ذہبی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:) میں یہ کہتا ہوں: ہمیں ان کی احادیث میں بانیاس کا ایک جزء ملا ہے' جو عالی مرتبت ہے۔ اس میں کوئی حرج نہیں ہوگا۔ ان شاء اللہ!
ان کا انتقال 325 ہجری میں ہوا
یہ وہ آخری شخص ہیں جنہوں نے دنیا میں شیخ ابومصعب کے حوالے سے موطا کو نقل کیا۔
ان کے حوالے سے دارقطنی' شیخ ابوجعفر کتانی اور ایک دوسرے گروہ نے روایات نقل کی ہیں۔ ان میں سب سے آخری ابوحسن بن صلت مجبر ہیں۔

۱۴۳- ابراہیم بن عبدالملک (صح، ت، س) ابواسماعیل القناد:

انہوں نے قتادہ سے روایات نقل کی ہیں۔
عقیلی فرماتے ہیں: یہ علم حدیث میں وہم کا شکار ہو جاتے ہیں۔
امام نسائی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا ہے: اس میں کوئی حرج نہیں ہے۔
شیخ زکریا الساجی نے انہیں کسی سند کے بغیر ''ضعیف'' قرار دیا ہے۔

۱۴۴- ابراہیم بن عبدالواحد بکری:

مجھے نہیں معلوم یہ کون ہیں۔
انہوں نے ایک منکر روایت نقل کی ہے' جس کے بارے میں مجھے یہ اندیشہ ہے کہ شاید انہوں نے یہ ایجاد نہیں کی ہوگی۔
زبیر بن عبدالواحد نے ان کے حوالے سے نقل کرتے ہوئے فرماتے ہیں: میں نے جعفر بن محمد طیالسی کو یہ کہتے ہوئے سنا ہے کہ ایک مرتبہ امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ اور یحییٰ بن معین رحمۃ اللہ علیہ نے مسجد ''رصافہ'' میں نماز ادا کی۔ چنانچہ نماز کے بعد ایک قصہ گو کھڑا ہوا اور بولا: احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ اور یحییٰ بن معین رحمۃ اللہ علیہ نے ہمیں یہ حدیث بنائی کی ہے اور وہ فرماتے کہتے ہیں: امام عبدالرزاق نے حضرت انس رضی اللہ عنہ

کے حوالے سے یہ ''مرفوع'' حدیث ہمیں بیان کی ہے۔

من قال لا اله الا الله خلق الله من كل كلمة منها طيرا منقاره من ذهب وريشه مرجان واخذ فی قصة طويلة،

''جو شخص لا الہ الا اللہ پڑھ لیتا ہے تو اللہ تعالیٰ ان میں سے ہر کلمے کے عوض میں ایک پرندہ پیدا کرتا ہے' جس کی چونچ سونے سے بنی ہوئی ہوتی ہے اور اس کے پر مرجان سے بنے ہوئے ہوتے ہیں......'' اس کے بعد اس نے ایک لمبی روایت نقل کی۔

تو امام احمد رحمۃ اللہ علیہ یحییٰ کی طرف اور یحییٰ رحمۃ اللہ علیہ ان کی طرف دیکھنے لگے۔ امام احمد نے دریافت کیا: آپ نے یہ حدیث بیان کی ہے' انہوں نے جواب دیا: نہیں اللہ کی قسم! (میں نے تو یہ روایت بیان نہیں کی)

جب وہ قصہ گو فارغ ہوا اور اپنی جگہ پر آ کر بیٹھا تو یحییٰ رحمۃ اللہ علیہ نے اس سے کہا: ادھر آ ؤ۔ تمہیں یہ حدیث کس نے سنائی ہے؟ میں ابن معین ہوں اور یہ احمد ہیں۔ اگر یہ روایت ایسی ہے تو پھر اس کا جھوٹ ہمارے علاوہ کسی اور کے ذمے ہونا چاہئے' تو وہ شخص بولا: تم یحییٰ بن معین رحمۃ اللہ علیہ ہو؟ انہوں نے جواب دیا: جی ہاں! تو وہ بولا: میں یہی سنتا آ رہا ہوں کہ تم بے وقوف آدمی ہو اور اب مجھے اس بات کا پتہ چل گیا ہے۔ بھئی کیا دنیا میں تم دونوں کے علاوہ اور کوئی یحییٰ بن معین رحمۃ اللہ علیہ اور احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ نہیں ہے؟ میں تو اس کے علاوہ دوسرے 17 احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ نامی راویوں کے حوالے سے یہ احادیث نوٹ کر چکا ہوں' تو امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی آستین اپنے چہرے پر رکھی اور بولے: یہ جو کرتا ہے اسے کرنے دو تو وہ شخص ان دونوں کا مذاق اڑاتے ہوئے اٹھ گیا۔

۱۴۵- ابراہیم بن عثمان (ت، ق) ابوشیبہ العبسی کوفی:

یہ قاضی واسط ہیں، یہ ابوبکر بن ابوشیبہ کے دادا ہیں۔

انہوں نے اپنی والدہ کے (دوسرے شوہر) حکم بن عتیبہ اور دیگر حضرات سے احادیث روایت کی ہیں

شعبہ نے انہیں جھوٹا قرار دیا ہے' کیوں کہ انہوں نے حکم کے حوالے سے ابن ابی لیلیٰ کا یہ بیان نقل کیا ہے کہ جنگ صفین میں غزوۂ بدر میں شرکت کرنیوالوں میں سے ستر افراد شریک ہوئے تھے۔ شعبہ کہتے ہیں: یہ بات جھوٹ ہے۔ میں نے اس بارے میں حکم کے ساتھ بحث بھی کی تو ہمیں یہ پتہ چلا کہ جنگ صفین میں غزوۂ بدر میں شریک ہونے والوں میں سے صرف حضرت خزیمہ رضی اللہ عنہ شامل تھے۔

(امام ذہبی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:) میں یہ کہتا ہوں: سبحان اللہ (یہ بالکل غلط ہے) کیا حضرت علی رضی اللہ عنہ اس میں شریک نہیں ہوئے تھے؟ کیا حضرت عمار رضی اللہ عنہ اس میں شریک نہیں ہوئے تھے (اور ان دونوں حضرات کو غزوۂ بدر میں شرکت حاصل کرنے کا شرف حاصل ہے)

عثمان دارمی نے یحییٰ بن معین رحمۃ اللہ علیہ کا یہ قول نقل کیا ہے: یہ ''ثقہ'' نہیں ہے۔

امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ ''ضعیف'' ہے۔

امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: محدثین نے ان کے بارے میں سکوت اختیار کیا ہے۔

امام نسائی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا ہے: یہ راوی ''متروک الحدیث'' ہے۔

ابوشیبہ کی نقل کردہ منکر روایات میں سے ایک یہ روایت ہے' جو حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کے حوالے سے منقول ہے۔

كان رسول الله صلى الله عليه وسلم يصلي في شهر رمضان في غير جماعة بعشرين ركعة والوتر

''نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم رمضان کے مہینے میں جماعت کے علاوہ (یعنی تنہا) بیس رکعات (تراویح) اور وتر ادا کرتے تھے۔

انہوں نے حکم کے حوالے سے کئی روایات نقل کی ہیں۔

جب کہ عبدالرحمٰن بن معاویہ نے اپنی سند کے ساتھ ابوشیبہ کا یہ قول نقل کیا ہے۔ میں نے حکم سے صرف ایک حدیث سنی ہے۔

ابوشیبہ نے آدم بن علی کے حوالے سے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کا یہ بیان نقل کیا ہے۔

"ما اهلكت امة الا في آذار، ولا تقوم الساعة الا في آذار" لم يصح هذا

'ہر امت آذار میں ہلاکت کا شکار ہوئی اور قیامت بھی آذار میں قائم ہوگی'۔ یہ روایت درست نہیں۔

(اس کے حاشیہ نگار نے امام طبرانی رحمۃ اللہ علیہ کا یہ قول نقل کیا ہے: حقیقت اللہ بہتر جانتا ہے' لیکن میرے خیال میں اس سے مراد فجر کی اذان کا وقت ہے'')

امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ روایت ''جو شخص مجھے آذار کے نکلنے کی خوشخبری دے میں اسے جنت کی خوشخبری دیتا ہوں''۔ اس کی کوئی حقیقت نہیں ہے۔

(امام ذہبی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:) میں یہ کہتا ہوں: ان کا انتقال 260 ہجری کے بعد ہوا۔

۱۴۶- ابراہیم بن عثمان ابواسحاق الکاشغری

علماء نے ان کے حوالے سے احادیث ہمیں بیان کی ہیں۔ یہ اپنے زمانے میں غالی ہونے کے حوالے سے منفرد تھے ان میں تشیع پایا جاتا تھا اور ان میں دینی اعتبار سے کمزوری پائی جاتی تھی۔ واللہ المستعان

ان کا انتقال 645 ہجری میں ہوا۔

۱۴۷- ابراہیم بن عصمۃ العدل نیشاپوری:

انہوں نے سری بن خزیمۃ سے روایات نقل کی ہیں۔

لوگوں نے ان کی کتابوں میں احادیث داخل کردی ہیں۔ ویسے ذاتی طور پر یہ سچے ہیں۔

۱۴۸- ابراہیم بن عطیۃ ثقفی:

انہوں نے یونس بن خباب اور دیگر حضرات سے روایات نقل کی ہیں۔

امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: اس سے ''منکر'' روایات منقول ہیں۔

امام نسائی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا ہے: یہ راوی ''متروک'' ہے۔

امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: ان کی نقل کردہ احادیث تحریر نہیں کی جائیں گی۔

یحییٰ بن معین رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں: یہ کسی چیز کے برابر نہیں ہے۔
یہ بات بھی بیان کی گئی ہے (ان کی نقل کردہ احادیث دس سے کم ہیں) جن میں ایک درج ذیل ہے۔
اس راوی نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ کے حوالے سے یہ بات نقل کی ہے۔

ابن عمر، عن النبي صلى الله عليه وسلم في قوله تعالى: (من ذا الذي يقرض الله قرضا حسنا فيضاعفه له اضعافا كثيرة) قال: الف الف ضعف

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:
''جو شخص اللہ تعالیٰ کو قرض حسنہ دے گا تو اللہ تعالیٰ اسے کئی گنا زیادہ کر دے گا''۔
نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے: ''یہ ہزار ضرب ہزار گنا ہو جائے گا''۔
امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ سواد کے مرتبے کے ہیں اور ہم نے ان کے حوالے سے احادیث نوٹ کی ہیں۔ وہ فرماتے ہیں تاہم ان کے حوالے سے احادیث روایت نہیں کرنی چاہئے۔
امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: ان کا انتقال 181 ہجری میں ہوا۔

۱۴۹- ابراہیم بن عقبۃ

انہوں نے کبشہ بنت کعب سے اور ان سے حماد بن زید نے روایات نقل کی ہیں۔
یہ راوی معروف نہیں ہیں۔
امام ابوحاتم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ ''مجہول'' ہے۔

۱۵۰- ابراہیم بن عقیل بن حبیش قرشی النحوی

یہ ابن کبریٰ کے نام سے معروف ہیں۔
ان سے ابوبکر خطیب نے روایات نقل کی ہیں۔
ہبۃ اللہ بن الاکفانی کہتے ہیں: یہ اسناد کو مرکب کر دیتے تھے (یعنی انہیں ایک دوسرے میں ملا دیتے تھے)

۱۵۱- ابراہیم بن عکاشۃ

انہوں نے ثوری سے روایات نقل کی ہیں۔
یہ راوی معروف نہیں اور ان کی نقل کردہ روایت منکر ہیں۔
ان سے کاتب اللیث نے روایات نقل کی ہیں۔

۱۵۲- ابراہیم بن علاء ابوہارون غنوی

انہوں نے حطان رقاشی سے روایات نقل کی ہیں۔

(اہل علم کی) ایک جماعت نے انہیں ''ثقہ'' قرار دیا ہے۔
جیسا کہ یہ بات بیان کی گئی ہے کہ شعبہ نے انہیں واہی قرار دیا ہے' لیکن یہ بات درست نہیں ہے بلکہ صحیح بات یہ ہے کہ شعبہ نے ان کے حوالے سے احادیث روایت کی ہیں۔
یحییٰ بن معین رحمۃ اللہ علیہ نے انہیں ''ثقہ'' قرار دیا ہے۔
یہ بصرہ کے رہنے والے ہیں اور ''صدوق'' ہیں۔
شیخ ابن عدی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ سچائی کے قریب ہیں۔ تاہم یحییٰ بن سعید قطان اور ابن مہدی نے ان کے حوالے سے احادیث روایت نہیں کی ہیں۔
شیخ ابن عدی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ ''متماسک'' ہے۔

۱۵۳- ابراہیم بن علاء

انہوں نے زہری سے روایات نقل کی ہیں۔
یہ پتہ نہیں چل سکا کہ یہ کون ہے؟ اور ان کی نقل کردہ روایت ''منکر'' ہے۔

۱۵۴- ابراہیم بن علی (ق) الرافعی

انہوں نے اپنے چچا ایوب بن عیسیٰ سے روایات نقل کی ہیں۔
امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: ان میں غور وفکر کی گنجائش ہے۔ امام دارقطنی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ ''ضعیف'' ہے۔
ان سے ابراہیم بن منذر حزامی اور احمد دورقی نے روایات نقل کی ہیں۔
عثمان دارمی نے یحییٰ بن معین رحمۃ اللہ علیہ کا یہ قول نقل کیا ہے کہ ان میں اور ان کے چچا میں کوئی حرج نہیں ہے۔

۱۵۵- ابراہیم بن علی الغزی او المعتز لی:

انہوں نے امام مالک رحمۃ اللہ علیہ سے روایات نقل کی ہیں۔
اور کوفہ میں احادیث بیان کی ہیں۔
امام دارقطنی رحمۃ اللہ علیہ نے انہیں ''ضعیف'' قرار دیا ہے۔
انہوں نے اپنی سند کے ساتھ حضرت حضرت انس رضی اللہ عنہ سے یہ روایت نقل کی ہے:

كان ابن خطل يهجو رسول الله صلى الله عليه وسلم بالشعر

''ابن خطل شاعری میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ہجو کیا کرتا تھا''۔

۱۵۶- ابراہیم بن علی ابو الفتح بن بخت

انہوں نے امام بغوی سے روایات نقل کی ہیں اور طبعی عمر پائی۔

خطیب بغدادی فرماتے ہیں: روایت میں ان کی حالت بری ہے۔
ایک مرتبہ انہوں نے یہ کہا ہے: روایت کے اعتبار سے یہ ساقط الاعتبار ہیں۔
میرا یہ خیال ہے ان کے استاد موسیٰ بن نصر ایک ایسے آدمی ہیں جو اپنی طرف سے روایات بنالیتے تھے۔
انہوں نے مصر میں سکونت اختیار کی وہاں ان سے ابوالفتح: عبدالملک بن عمر اور دیگر حضرات نے احادیث روایت کی ہیں۔
ان کا انتقال 394 ہجری میں ہوا۔

۱۵۷- ابراہیم بن علی الطائفی:

انہوں نے بکر بن سہل دمیاطی سے روایات نقل کی ہیں۔
یہ ''ثقہ'' نہیں ہے۔
انہوں نے ''موضوع'' روایات نقل کی ہیں۔

۱۵۸- ابراہیم بن علی الرافقی:

(ان کا اسم منسوب) ق کے ساتھ ہے۔ یہ رافعی نہیں ہیں جن کا ذکر ہو چکا ہے۔
انہیں بھی ضعیف قرار دیا گیا ہے۔ تاہم مجھے ان کی شناخت نہیں ہو سکی۔

۱۵۹- ابراہیم بن علی الآمدی ابن الفراء:

یہ فقیہ ہیں اور انہوں نے ابن حسن اور فراوی سے روایات نقل کی ہیں۔ یہ اپنے بیان کردہ واقعات پر جھوٹ بولتے ہیں۔ یہ بات ابن دبیثی نے بیان کی ہے اور خود انہوں نے بھی جھوٹی حکایات ایجاد کرنے کا اعتراف کیا ہے۔
ان کا انتقال 575 ہجری میں ہوا۔

۱۶۰- ابراہیم بن عمر بن ابان

یہ بصری ہیں۔
انہوں نے اپنے والد سے احادیث کا سماع کیا ہے۔
ان سے ابومعشر البراء نے روایات نقل کی ہیں۔
امام دارقطنی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: انہوں نے امام زہری کے حوالے سے ایک روایت نقل کی ہے، جس کی متابعت نہیں کی گئی ہے۔
امام ابوحاتم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ ''ضعیف الحدیث'' ہے۔
امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: اس کی نقل کردہ روایات میں کچھ منکر روایات ہیں۔

۱۶۱- ابراہیم بن عمر (د، ت) بن سفینہ

ان کا نام بریہ بھی بیان کیا گیا ہے۔

ان سے ابن ابی فدیک نے روایات نقل کی ہیں۔

امام دار قطنی رحمۃ اللہ علیہ نے انہیں ''ضعیف'' قرار دیا ہے۔

امام ابن حبان رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: ان (کی نقل کردہ روایت) سے استدلال کرنا کسی بھی حالت میں جائز نہیں ہے۔

عنقریب ان کا تذکرہ بریہ نامی راویوں میں آئے گا۔

۱۶۲-ابراہیم بن عمر بن بکر السکسکی

امام دار قطنی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ راوی ''متروک'' ہے۔

امام ابن حبان رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: اس نے اپنے والد کے حوالے سے موضوع روایات نقل کی ہیں اور اس کے والد کی بھی کوئی حیثیت نہیں ہے۔

اس راوی نے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے یہ روایت ''مرفوع'' حدیث کے طور پر نقل کی ہے۔

الناس علی ثلاث منازل، فمن طلب ما عند اللّٰه کانت السماء ظلاله والارض فراشه لم یهتم بشیء من امر الدنیا، فرغ نفسه للّٰه، فهو لا یزرع الزرع ویاکل الخبز، ولا یغرس الشجر ویاکل الثمر، لا یهتم بشیء من امر الدنیا توکلا علی اللّٰه الحدیث بطوله

''لوگ تین طرح کے مرتبوں پر ہیں: جو شخص اس چیز کو طلب کرتا ہے' جو اللہ تعالیٰ کے پاس ہے تو آسمان اس کی چھت ہوتا ہے اور زمین اس کا بچھونا ہوتی ہے اور دنیا کے کسی معاملے کی کوئی پرواہ نہیں ہوتی وہ اپنے آپ کو اللہ تعالیٰ کے لیے فارغ کر لیتا ہے۔ وہ کھیتی باڑی نہیں کرتا' لیکن روٹی کھالیتا ہے وہ درخت نہیں بوتا' لیکن پھل کھالیتا ہے۔ وہ دنیا کے کسی بھی معاملے کی پرواہ نہیں کرتا اور اللہ تعالیٰ پر توکل رکھتا ہے۔ (آگے طویل حدیث ہے)

۱۶۳-ابراہیم بن عیسیٰ قنطری

انہوں نے احمد بن ابی حواری سے روایات نقل کی ہیں۔

خطیب بغدادی فرماتے ہیں: یہ ''مجہول'' ہے۔

(امام ذہبی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:) میں یہ کہتا ہوں: اس کی نقل کردہ روایات جھوٹی ہیں۔ انہوں نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے یہ روایت ''مرفوع'' حدیث کے طور پر نقل کی ہے۔

غسنی جبریل عند سدرة المنتهی فی النور، وقال انت من اللّٰه ادنی من القاب الی القوس، واتانی الملك فقال: ان الرحمن یسبح نفسه وذکر الحدیث،

''جبرائیل علیہ السلام نے مجھے سدرۃ المنتہیٰ کے پاس نور میں چھوڑ دیا اور یہ بولے آپ صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ کے اس سے زیادہ قریب ہیں جس طرح کمان کے دو کنارے ایک دوسرے کے قریب ہوتے ہیں۔ پھر ایک فرشتہ میرے پاس آیا اور بولا: رحمٰن اپنی

ذات کی پاکی بیان کررہا ہے''۔
اس روایت میں خرابی کی بنیاد قنطری ہے۔
خطیب بغدادی فرماتے ہیں: قنطری کے علاوہ اس کے تمام راوی ثقہ ہیں۔

۱۶۴-ابراہیم بن عیینہ (د،س،ق) ہلالی

یہ سفیان بن عیینہ کا بھائی ہے۔
امام ابوحاتم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ منکر روایات نقل کرتا ہے۔
امام نسائی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا ہے: یہ ''قوی'' نہیں ہے۔
(امام ذہبی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:) میں یہ کہتا ہوں: اس نے ابوحیان تیمی اور مسعر سے روایات نقل کی ہیں۔
جب کہ اس سے یحییٰ بن معین رحمۃ اللہ علیہ اور ایک جماعت نے روایات نقل کی ہیں۔
ان کا انتقال اپنے بھائی سے ایک سال پہلے ہوا تھا اور ان کی نقل کردہ روایت ''صالح'' ہے۔
یحییٰ بن معین رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ مسلمان تھے اور سچے تھے تاہم علم حدیث کے ماہرین میں سے نہیں تھے۔
(امام ذہبی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:) میں یہ کہتا ہوں: ان کا انتقال 199 ہجری میں ہوا۔

۱۶۵-ابراہیم بن فضل (ت،ق) مخزومی

انہوں نے سعید مقبری سے روایات نقل کی ہیں۔
یہ عمر رسیدہ شخص ہے اور مدنی ہے۔ یہ ''ضعیف'' ہیں۔
ابن ابی فدیک نے اس سے روایات نقل کی ہیں۔
ابن معین کہتے ہیں: یہ ضعیف ہے۔ ان کی نقل کردہ احادیث تحریر نہیں کی جائیں گی۔
ایک مرتبہ انہوں نے یہ کہا ہے: یہ راوی ''لیس بشیء'' ہے۔
امام نسائی رحمۃ اللہ علیہ اور ایک جماعت نے کہا ہے: یہ راوی ''متروک'' ہے۔
اسرائیل کی نقل کردہ منکر روایات میں سے ایک یہ روایت ہے' جو حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کے حوالے سے منقول ہے۔

قال: مر رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم بحائط مائل، فاسرع، فقیل له، فقال: انی اکره موت الفوات

انہوں نے اپنی سند کے ساتھ یہ روایت ''مرفوع'' حدیث کے طور پر نقل کی ہے۔

احب الاسماء الی اللّٰه ما سمی به له، والحارث، وهمام، واکذبها خالد ومالك، وابغضها الی اللّٰه ما سمی به لغیره الحدیث

''اللہ تعالیٰ کے نزدیک پسندیدہ نام وہ ہے' جواس نے اپنے لیے تجویز کیے ہیں (ان کے علاوہ) حارث اور ہمام (پسندیدہ نام ہیں) اور سب سے جھوٹا نام خالد اور مالک ہے اور اللہ تعالیٰ کے نزدیک سب سے زیادہ ناپسندیدہ نام وہ ہے' جواس پر دوسروں کا نام رکھتا ہے''۔

امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ اور ابوزرعہ فرماتے ہیں: یہ ''ضعیف'' ہے۔

۱۶۶- ابراہیم بن فضل بن سلیمان:

امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: روایت حدیث میں یہ ''قوی'' نہیں ہے: یحییٰ بن معین رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں: یہ راوی ''لیس بشیء'' ہے۔

(امام ذہبی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:) میں یہ کہتا ہوں: یہ سابقہ راوی ہے۔

ابن ابی حاتم کہتے ہیں: (اس کا نام ونسب یہ ہے) ابراہیم بن فضل بن سلیمان مخزومی مدینی

۱۶۷- ابراہیم بن فضل اصبہانی الحافظ، ابونصر البار:

اس کے حوالے سے ایک جزو مروی ہے۔

ابن طاہر کہتے ہیں: یہ راوی ''کذاب'' ہے۔

ابن سمعانی کہتے ہیں: ابوالقاسم تیمی نے مجھ سے کہا تم اللہ کا شکر ادا کرو کہ تم (ابونصر البار) تک نہیں پہنچ پائے

ابن سمعانی کہتے ہیں: اس نے (علم حدیث کی طلب میں) سفر بھی کیا۔ یہ اصبہان کے بازار میں کھڑا ہو جاتا تھا اور اپنے حافظے سے اپنی سند کے ساتھ روایات نقل کرتا تھا۔ میں نے تو سنا ہے کہ یہ ہر حال میں جھوٹی روایات بیان کرتا تھا۔

اس نے ابوالحسین بن النقور اور عبدالرحمٰن بن مندہ سے احادیث کا سماع کیا ہے۔

سلفی کہتے ہیں: ہم نے قرأت کے طور پر اس سے بہت سی روایات سنی ہیں۔ تاہم اس کی بجائے دوسرے راوی زیادہ پسندیدہ ہیں۔

معمر بن مفاخر کہتے ہیں: میں نے اسے بازار میں دیکھا اس نے صحیح سند کے ساتھ منکر روایات نقل کیں۔ میں اس کے بارے میں کافی دیر غور وفکر کرتا رہا اور پھر میں نے یہی سمجھا کہ شیطان اس کی شکل میں ظاہر ہو گیا ہے۔

(امام ذہبی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:) میں یہ کہتا ہوں: ان کا انتقال 530 ہجری میں ہوا۔

۱۶۸- ابراہیم بن فضل بن ابی سوید

انہوں نے حماد بن سلمہ سے روایات نقل کی ہیں۔

یہ ''صدوق'' ہے۔

یہ بات بیان کی گئی ہے یہ بکثرت تصحیف کیا کرتا تھا

جہاں تک ابوحاتم کا تعلق ہے تو وہ فرماتے ہیں: یہ ثقہ مسلمانوں میں سے ایک ہے، جو پسندیدہ ہوتے ہیں۔

۱۶۹-ابراہیم بن فہد بن حکیم بصری:

انہوں نے قرۃ بن حبیب اور دیگر حضرات سے روایات نقل کی ہیں۔

شیخ ابن عدی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: اس کی نقل کردہ تمام روایات منکر ہیں اور اس کا معاملہ تاریکی کا ہے۔ ابن صاعد جب اس کے حوالے سے ہمیں کوئی حدیث سناتے تھے تو وہ اس کی نسبت اس کے دادا کی طرف کرتے تھے' کیوں کہ یہ ضعیف ہے

اس راوی نے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے یہ روایت ''مرفوع'' حدیث کے طور پر نقل کی ہے۔

من زارنی فی المدینة فمات بها کنت له شهیدا او شفیعا یوم القیامة

''جو شخص مدینہ میں میری زیارت کرے اور پھر وہاں انتقال کر جائے تو قیامت کے دن میں اس کا گواہ ہوں گا''۔ (راوی کو شک ہے شاید یہ الفاظ ہیں) اس کا شفاعت کرنے والا ہوں گا''۔

اس روایت کو امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے ایوب نامی راوی کے حوالے سے روایت کیا ہے اور لفظ ''زارنی'' کے علاوہ باقی الفاظ کو صحیح قرار دیا ہے۔

۱۷۰-ابراہیم بن الفیاض مصری:

ابوسعید بن یونس کہتے ہیں: اس راوی نے اشہب کے حوالے سے منکر روایات نقل کی ہیں۔

۱۷۱-ابراہیم بن قدامۃ جمحی، مدنی

یہ راوی معروف نہیں (یعنی اس کی شناخت نہیں ہوسکی)۔

اس راوی نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے یہ روایت ''مرفوعاً'' نقل کی ہے۔

کان یقلم اظفاره، ویقص شاربه قبل ان یخرج الی الجمعة

''نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم جمعہ کے لیے جانے سے پہلے اپنے ناخن تراش لیتے تھے اور مونچھیں چھوٹی کر لیتے تھے''۔

بزار نے اس روایت کو عتیق بن یعقوب کے حوالے سے نقل کیا ہے اور یہ روایت ''منکر'' ہے۔

امام بزار فرماتے ہیں: ابراہیم نامی یہ راوی حجت نہیں ہے۔

۱۷۲-ابراہیم بن قعیس

انہوں نے نافع سے روایات نقل کی ہیں اور یہ مدنی ہے۔

امام ابوحاتم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ ضعیف الحدیث ہیں

۱۷۳-ابراہیم بن ابی اللیث

انہوں نے عبیداللہ اشجعی کے حوالے سے احادیث روایت کی ہیں۔

یہ ''متروک الحدیث'' ہے۔

صالح جزرہ کہتے ہیں: یہ بیس سال تک جھوٹی روایات بیان کرتا رہا اور امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ اور علی بن مدینی رحمۃ اللہ علیہ اس کے حوالے تردد کا شکار رہے۔ یہاں تک کہ بعد میں اس کا (جھوٹا ہونا) ظاہر ہوگیا۔

امام ابوحاتم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یحییٰ بن معین رحمۃ اللہ علیہ اس پر تنقید کرتے تھے اور اس کے مقابلے میں قواریری میرے نزدیک اس سے زیادہ پسندیدہ ہے۔

یحییٰ بن معین رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں: یہ ''ثقہ'' ہے، لیکن احمق ہے۔

زکریا ساجی کہتے ہیں: یہ راوی ''متروک'' ہے۔

(امام ذہبی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:) میں یہ کہتا ہوں: اس کا انتقال 234ھ میں ہوا۔

۱۷۴- ابراہیم بن مالک انصاری بصری:

انہوں نے حماد بن سلمہ اور دیگر حضرات سے روایات نقل کی ہیں۔

شیخ ابن عدی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: اس کی نقل کردہ روایات جھوٹی ہیں۔

اس راوی نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے یہ روایت ''مرفوعاً'' نقل کی ہے۔

هذا جبرائيل يخبرني عن الله: ما احب ابا بكر وعمر الا مؤمن تقي، ولا ابغضهما الا منافق شقي

''یہ جبرائیل علیہ السلام نے (ابھی) مجھے اللہ تعالیٰ کے حوالے سے یہ بات بتائی ہے (اللہ تعالیٰ فرماتا ہے) ابوبکر اور عمر سے صرف پرہیزگار مومن ہی محبت کرے گا اور بدبخت منافق ہی ان سے بغض رکھے گا''۔

پھر اس نے اسی قسم کی دو روایات اس راوی کے حوالے سے نقل کی ہیں۔

میرے خیال میں ابراہیم نامی یہ راوی ابن البراء ہے، جس کا ذکر پہلے ہو چکا ہے۔ مورخین نے تدلیس کرتے ہوئے اس کی نسبت اس کے دادا کی طرف کردی ہے۔

۱۷۵- ابراہیم بن محمد بن اسماعیل مسمعی بصری:

انہوں نے ابوالولید اور مسلم سے اور ان سے ابوبکر شافعی نے روایات نقل کی ہیں۔

امام دارقطنی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ ''ضعیف'' ہے۔

۱۷۶- ابراہیم بن مالک

اس راوی نے حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے یہ روایت ''مرفوعاً'' نقل کی ہے۔

اتاني جبرائيل بمرآة الحديث بطوله

''جبرائیل علیہ السلام میرے پاس ایک آئینہ لے کر آئے'' اس کے بعد طویل حدیث ہے۔

یہ پتہ نہیں چل سکا کہ یہ کون ہے۔

۱۷۷-ابراہیم بن مبشر بغدادی

اس راوی سے بہت سی ایسی روایات منقول ہیں جو سند کے اعتبار سے منکر ہیں' جن میں سے ایک روایت حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے ''مرفوعاً'' نقل کی ہے۔

الرهن محلوب ومركوب

''رہن رکھے ہوئے (جانور) کا دودھ بھی دوہا جائے گا اور اس پر سواری بھی کی جائے گی''۔

اس روایت کو مرفوعاً نقل کرنے میں یہ راوی منفرد ہے۔

انہوں نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ روایت نقل کی ہے۔

الختان سنة للرجال، مكرمة للنساء

''ختنہ کرنا مردوں کے لیے سنت ہے اور خواتین کے لیے عزت افزائی کا باعث ہے''۔

ابن عدی نے ان کا تذکرہ کیا ہے' ویسے یہ ذاتی طور پر کچھ نیک آدمی تھا۔

۱۷۸-ابراہیم بن محمد بن ابراہیم بن حارث تیمی

انہوں نے اپنے والد سے اور ان سے موسیٰ ابن عبیدہ نے روایات نقل کی ہیں۔

امام ابوحاتم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ ''منکر الحدیث'' ہے۔

امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: اس کی نقل کردہ حدیث ثابت نہیں۔

امام دارقطنی رحمۃ اللہ علیہ اور دیگر حضرات فرماتے ہیں: یہ ''ضعیف'' ہیں۔

۱۷۹-ابراہیم بن محمد بن ابان

ان سے ابومعشر یوسف بن زید نے روایات نقل کی ہیں۔

شیخ ابوالفتح ازدی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ ''منکر الحدیث'' ہے۔

۱۸۰-ابراہیم بن محمد بن ابراہیم بزار بغدادی

انہوں نے یعقوب دورقی سے روایات نقل کی ہیں۔

حسن بن علی زہری کہتے ہیں: یہ پسندیدہ شخصیت نہیں ہے۔

۱۸۱-ابراہیم بن محمد بن عاصم

یہ راوی معروف نہیں (یعنی اس کی شناخت نہیں ہوسکی)۔

اس کے حوالے سے قریب المرگ شخص کو لا الٰہ الا اللہ کی تلقین کرنے کے بارے میں روایت منقول ہے۔
انہوں نے اپنے والد کے حوالے سے حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے روایات نقل کی ہیں۔
انہوں نے حذیفہ سے اور ان سے عبدالرحمٰن بن ولید نے روایات نقل کی ہیں۔
یہ راوی معروف نہیں ہے۔

۱۸۲-ابراہیم بن محمد بن مروان

یہ ''عتیق'' کے نام سے معروف ہے۔
انہوں نے یعلی بن عبید اور اس کے طبقے کے افراد سے اور ان سے ابن صاعد محمد بن مخلد نے روایات نقل کی ہیں۔
برقانی کہتے ہیں: میں نے امام دارقطنی رحمۃ اللہ علیہ کو یہ کہتے ہوئے سنا ہے کہ لوگوں نے ان پر تنقید کی ہے۔ (امام ذہبی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:) میں یہ کہتا ہوں: ان کا انتقال 263ھ میں ہوا۔

۱۸۳-ابراہیم بن محمد بن اسماعیل بن ابی عبادۃ

انہوں نے مسلم بن ابراہیم سے روایات نقل کی ہیں۔
امام دارقطنی رحمۃ اللہ علیہ نے انہیں ''ضعیف'' قرار دیا ہے۔
(امام ذہبی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں:) میرے خیال میں یہ سابقہ راوی ہے

۱۸۴-ابراہیم بن محمد بن صدقۃ عامری

انہوں نے مروان بن معاویہ سے روایات نقل کی ہیں۔
امام دارقطنی رحمۃ اللہ علیہ نے انہیں ''ضعیف'' قرار دیا ہے۔

۱۸۵-ابراہیم بن محمد بن عبدالعزیز زہری مدنی

انہوں نے اپنے والد سے روایات نقل کی ہیں۔
یہ ''واہی الحدیث'' تھے۔
شیخ ابن عدی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: اس کی نقل کردہ زیادہ تر روایات منکر ہیں۔
امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: محدثین نے ان کے بارے میں خاموشی اختیار کی ہے۔ انہی کے مشورے پر امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کو کوڑے لگائے گئے تھے ابراہیم بن منذر نے ان کے حوالے سے ہمیں احادیث بیان کی ہیں۔
انہوں نے اپنی سند کے ساتھ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے یہ روایت نقل کی ہے:

دثر مکان البیت فلم یحجه هود ولا صالح، حتی بواه الله تعالی لابراهیم

''خانۂ کعبہ کی جگہ پوشیدہ ہوگئی اسی لیے حضرت ہود اور حضرت صالح اس کا حج نہیں کر سکے تھے۔ یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے

حضرت ابراہیم علیہ السلام کا ٹھکانہ اسے بنادیا''۔

انہوں نے اپنی سند کے ساتھ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے یہ روایت نقل کی ہے:

اذا وجد احدکم لاخیه نصحا فی نفسه فلیذکره له

(نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے) ''جب کوئی شخص اپنے دل میں اپنے کسی بھائی کے لیے کوئی خیر خواہی پائے تو اس کے سامنے اس کا تذکرہ کردے''۔

۱۸۶-ابراہیم بن محمد بن ثابت انصاری:

یہ عمرو بن ابوسلمہ تنیسی کا استاد ہے۔

یہ منکر روایات نقل کرنے والا شخص ہے۔

۱۸۷-ابراہیم بن محمد بن عرعرۃ بن برند سامی الحافظ، ابواسحاق (صح، م)۔

یہ بصرہ کا رہنے والا تھا بعد میں اس نے بغداد میں پڑاؤ کیا۔

انہوں نے غندر، قطان اور معمر اور ان کے طبقے کے افراد سے روایات نقل کی ہیں۔ان سے مسلم، وابوزرعہ وابویعلی اور ایک مخلوق نے روایات نقل کی ہیں۔

یہ ''ثقہ'' ہیں۔

محمد بن عبیداللہ کہتے ہیں۔ میں امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ کے پاس موجود تھا۔ان کے سامنے اس بات کا تذکرہ کیا گیا۔ابن عرعرہ حدیث بیان کرتے ہیں تو وہ بولے۔افسوس ہے لوگ اس چیز کی پرواہ بھی نہیں کرتے کہ وہ کس کے حوالے سے احادیث نوٹ کررہے ہیں۔

اثرم کہتے ہیں: میں نے ابوعبداللہ سے کہا کہ آپ کو حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کے حوالے سے منقول اس روایت کا علم ہے؟

ان النبی صلی اللّٰه علیه وسلم کان یزور البیت کل لیلة

''نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم روزانہ رات کے وقت بیت اللہ کی زیارت کیا کرتے تھے''۔

تو انہوں نے فرمایا: محدثین نے معاذ نامی راوی کی کتاب میں سے یہ حدیث نوٹ کی ہے' لیکن انہوں نے اسے اس راوی سے سنا نہیں ہے تو میں نے کہا ابراہیم بن محمد نامی راوی تو یہ کہتا ہے کہ اس نے یہ روایت سن رکھی ہے تو امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ کے چہرے کا رنگ تبدیل ہوگیا۔انہوں نے اپنے ہاتھ جھاڑتے ہوئے فرمایا: اس نے جھوٹ بولا ہے اور غلط بیانی کی ہے۔محدثین نے اس سے یہ روایت نہیں سنی ہے۔امام احمد نے اس بات کو بڑا (جھوٹ) قرار دیا۔

ابن مدینی کہتے ہیں: قتادہ نے اپنی سند کے ساتھ ایک غریب روایت نقل کی ہے۔جسے نقل کرنے میں وہ منفرد ہیں حضرت عبداللہ بن عباس کے حوالے سے منقول ہے۔

ان رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم کان یزور البیت کل لیلة ما اقام،

''نبی اکرم ﷺ روزانہ رات کے وقت خانہ کعبہ کی زیارت کیا کرتے تھے جب تک آپ ﷺ (مکہ میں) مقیم رہے''۔

علی بن مدینی کہتے ہیں: میں نے معاذ کی کتاب سے اس روایت کونقل کیا وہ اس وقت وہاں موجود تھے اور میں نے یہ روایت ان کی زبانی نہیں سنی تھی۔ تو معاذ نے مجھ سے کہا تم آ گے آ ؤ میں اس کو تمہارے سامنے پڑھ کر سنا دیتا ہوں تو میں نے کہا آج آپ رہنے دیں۔

خطیب بغدادی فرماتے ہیں: تو پھر کون اس بات سے انکار کرسکتا ہے کہ ابن عرعرہ نے یہ روایت معاذ سے سنی ہوگی۔

امام ابوحاتم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ ''صدوق'' ہے۔

یحییٰ بن معین رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں: یہ طلب حدیث کے حوالے سے مشہور ہے' لیکن اس نے اپنے آپ کو خراب کرلیا ہے کیوں کہ یہ ہر چیز میں داخل ہو جاتا ہے۔

قاسم بن صفوان کہتے ہیں: عثمان بن خرزاذ نے اس سے کہا میں نے جن لوگوں کو بھی دیکھا ہے' ان میں سب سے زیادہ بڑے حافظ چار لوگ ہیں' جن میں ابراہیم بن عرعرہ کا بھی ذکر کیا۔

(امام ذہبی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:) میں یہ کہتا ہوں: اس کا انتقال 231ھ میں ہوا۔

۱۸۸-ابراہیم بن ابی یحییٰ (ق):

یہ ابواسحاق ابراہیم بن محمد بن ابی یحییٰ اسلمی مدنی ہے۔

یہ ان لوگوں میں سے ایک ہے' جو اہل علم تھے' لیکن ضعیف تھے۔

ابراہیم بن عرعرہ کہتے ہیں: میں نے یحییٰ بن سعید کو یہ کہتے ہوئے سنا ہے۔ میں نے امام مالک رحمۃ اللہ علیہ سے اس کے بارے میں دریافت کیا کہ کیا حدیث میں یہ ثقہ ہیں؟ تو انہوں نے جواب دیا: جی نہیں۔ یہ تو اپنے دین میں بھی ثقہ نہیں ہیں۔

یحییٰ بن معین رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: میں نے قطان کو یہ کہتے ہوئے سنا ہے کہ ابراہیم بن ابو یحییٰ کذاب ہے۔

ابو طالب نے امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ کا یہ قول نقل کیا ہے محدثین نے اسے ترک کر دیا تھا۔

یہ ''قدریہ'' فرقے سے تعلق رکھتا تھا اور معتزلی تھا۔

یہ ایسی احادیث روایت کرتا ہے' جن کی کوئی حقیقت نہیں ہوتی۔

امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: عبداللہ بن مبارک اور دیگر حضرات نے اسے متروک قرار دیا ہے۔

امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ قدریہ کا سا عقیدہ رکھتا تھا اور یہ ''جہمی'' تھا۔

عبداللہ بن احمد نے اپنے والد کا یہ بیان نقل کیا ہے کہ یہ قدریہ فرقے سے تعلق رکھتا تھا اور جہمی تھا اس میں ہر خرابی موجود تھی لوگوں نے اس کی احادیث کو ترک کر دیا ہے۔

عباس دوری نے یحییٰ بن معین رحمۃ اللہ علیہ کا یہ قول نقل کیا ہے: یہ راوی ''کذاب'' (بہت زیادہ جھوٹ بولنے والا) ہے اور رافضی ہے۔

محمد بن عثمان کہتے ہیں: میں نے علی بن مدینی کو یہ کہتے ہوئے سنا ہے۔ ابراہیم بن ابو یحییٰ کذاب تھا اور یہ قدریہ عقیدے کا مالک

تھا۔

جہاں تک اس کے بھائی انیس کا تعلق ہے تو وہ ثقہ ہیں۔

امام نسائی رحمۃ اللہ علیہ' امام دار قطنی رحمۃ اللہ علیہ اور دیگر حضرات نے کہا ہے: یہ راوی ''متروک'' ہے۔

ربیع کہتے ہیں: میں نے امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کو یہ کہتے ہوئے سنا ہے کہ یہ راوی قدر یہ عقیدے کا مالک تھا۔

یحییٰ بن زکریا ابن حیویہ کہتے ہیں: میں نے ربیع سے پوچھا کہ پھر امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے اس کے حوالے سے روایت کیوں نقل کی؟ تو انہوں نے جواب دیا۔ امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ہے: آسمان سے (یا بلندی سے) گر جانا اس کے نزدیک اس سے زیادہ پسندیدہ تھا کہ یہ جھوٹ بولے تو حدیث (بیان کرنے میں) یہ ثقہ ہیں۔

سعید بن ابی مریم کہتے ہیں: ابراہیم بن ابو یحییٰ نے مجھ سے کہا: میں نے عطاء سے سات ہزار مسائل سنے ہیں۔

امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یمن میں میرے ذمے کوئی کام سونپا گیا میں نے اس میں بھرپور کوشش کی۔ پھر میں وہاں سے آیا تو میری ملاقات ابن ابو یحییٰ سے ہوئی۔ اس نے مجھ سے کہا تم لوگ ہمارے ساتھ بیٹھے رہے اور وقت ضائع کرتے رہے تو جب تم میں سے کسی کے لیے کوئی چیز شروع ہو' تو وہ اس کے اندر داخل ہو جاتا ہے' تو انہوں نے اس حوالے سے مجھے سرزنش کیا۔

پھر میری ملاقات سفیان بن عیینہ سے ہوئی وہ بولے ہمیں تمہارے فلاں کام کا نگران بننے کا پتہ چلا ہے جو چیز تمہارے حوالے سے پھیلی ہے وہ کتنی اچھی ہے اور تم نے اپنی ذمہ داریوں کو کتنے اچھے طریقے سے ادا کیا ہے۔ اس لیے تم دوبارہ ایسا نہ کرنا تو ابن عیینہ کا وعظ و نصیحت کرنا' ابن ابو یحییٰ کے طرز عمل سے زیادہ بلیغ تھا۔

ربیع کہتے ہیں: امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ جب یہ کہتے ہیں: اس شخص نے مجھے یہ حدیث سنائی ہے' جس پر میں تہمت عائد نہیں کرتا تو اس سے مراد ابراہیم بن یحییٰ ہوتے ہیں۔

ابن عقدہ کہتے ہیں: میں نے ابراہیم بن ابو یحییٰ کی نقل کردہ احادیث کا جائزہ لیا ہے تو یہ منکر الحدیث نہیں ہے۔

ابن عدی کہتے ہیں: یہ اسی طرح ہے جیسے ابن عقدہ نے کیا ہے۔ میں نے اس کی بکثرت روایات کا جائزہ لیا ہے تو مجھے ان میں کوئی بھی منکر روایات نہیں ملی۔ صرف وہ روایات مشکوک ہیں جو اس نے ایسے مشائخ کے حوالے سے روایت کی ہیں جن میں احتمال پایا جاتا ہے۔

اس کے حوالے سے سفیان ثوری' ابن جریج اور دیگر اکابرین نے احادیث نقل کی ہیں۔

اس کے بعد ابن عدی نے یہ بات بیان کی ہے۔

انہوں نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے یہ روایت نقل کی ہے:

من مات مريضا مات شهيدا

''جو شخص بیماری کی حالت میں مرتا ہے وہ شہادت کی موت مرتا ہے''۔

یہی روایت بعض دیگر اسناد کے حوالے سے بھی منقول ہے اور ایک سند کے ساتھ اس روایت میں ان الفاظ کا اضافہ ہے۔

ووقي فتان القبر

''وہ قبر کی آزمائش سے محفوظ ہو جاتا ہے''۔

امام عبدالرزاق نے یہی روایت ایک اور سند کے ساتھ نقل کی ہے' جس میں یہ الفاظ زائد ہیں۔

وغدی علیه وریح برزقه من الجنة

''صبح وشام اسے جنت کا رزق دیا جاتا ہے''۔

اس راوی نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے یہ روایت ''مرفوعاً'' نقل کی ہے۔

اول من اختتن ابراهيم

''سب سے پہلے حضرت ابراہیم علیہ السلام نے ختنہ کیا تھا''۔

انہوں نے اپنی سند کے ساتھ حضرت وابصہ رضی اللہ عنہ سے یہ روایت نقل کی ہے:

صليت خلف الصف مع رسول الله صلى الله عليه وسلم، فلما انصرف قال: اعد صلاتك

''میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی اقتداء میں ایک صف کے پیچھے (اکیلے کھڑے ہو کر) نماز ادا کی۔ جب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز مکمل کی تو ارشاد فرمایا: ''تم اپنی نماز کو دہرا لو''۔

(امام ذہبی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:) میں یہ کہتا ہوں: عباد ''ضعیف'' ہیں۔

ابن عدی نے ابراہیم کے حالات طویل نقل کیے ہیں یہاں تک کہ انہوں نے فرمایا: اس نے بھی الموطا نامی ایک کتاب تحریر کی ہے' جو موطا امام مالک رحمۃ اللہ علیہ سے کئی گنا بڑی ہے اور اس کے نسخے بہت زیادہ ہیں۔

امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ اور ابن اصبہانی نے انہیں ''ثقہ'' قرار دیا ہے۔

(امام ذہبی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:) میں یہ کہتا ہوں: جرح مقدم شمار ہوگی۔

امام ابن حبان رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ قدریہ کا سا عقیدہ رکھتا تھا اور جہم (جو جہمیہ فرقے کا بانی ہے) کے کلام کی طرف راغب تھا اس کے ساتھ یہ حدیث بیان کرتے ہوئے جھوٹ بولتا تھا۔

پھر فرماتے ہیں: جہاں تک امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کا تعلق ہے تو وہ ابتدائی عمر میں ابراہیم کی محفل میں شریک ہوئے ہیں اور بچپن میں انہوں نے ابراہیم کی نقل کردہ روایات یاد کی تھیں۔ بچپن میں یاد کی ہوئی چیز پتھر پر بنے ہوئے نقش کی مانند ہوتی ہے۔ جب وہ آخری عمر میں مصر تشریف لے آئے اور وہاں انہوں نے بڑی بڑی کتابیں تصنیف کیں تو اب انہیں احادیث و آثار کی ضرورت پیش آئی' لیکن ان کی کتابیں چونکہ ان کے ساتھ نہیں تھیں اس لیے انہوں نے اپنی ان تصانیف میں زیادہ تر اپنی یادداشت کی بنیاد پر روایات نقل کی ہیں تو وہ بعض اوقات ابراہیم کی کنیت ذکر کر دیتے ہیں۔ اس کا نام اپنی کتابوں میں ذکر نہیں کرتے یہاں تک کہ انہوں نے ابراہیم کے حوالے سے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے حوالے سے یہ روایت نقل کی ہے۔

المرء على دين خليله، فلينظر احدكم من يخالل

''آدمی اپنے دوست کے دین کے مطابق ہوتا ہے تو تم میں سے ہر ایک کو اس بات کا جائزہ لینا چاہئے کہ وہ کس کے ساتھ دوستی رکھے ہوئے ہے''۔

أخبرناه ابراهيم بن علي بالموصل، حدثنا بسطام بن جعفر موصلي، حدثنا ابراهيم، فذكره

عقیلی نے اس کا تذکرہ کتاب ''الضعفاء'' میں کیا ہے۔

اس میں یہ بات بھی مذکور ہے کہ ہارون بن عبداللہ کہتے ہیں:

ابراہیم بن سعد نے ہمیں یہ حدیث سنائی۔ وہ کہتے ہیں: ہم ابراہیم بن ابویحییٰ اس کا نام لیتے تھے اور ہم خرافہ سے متعلق حدیث تلاش کررہے تھے۔

ابوہمام کہتے ہیں: ابراہیم بن ابویحییٰ بعض اسلاف کو برا کہتا تھا۔

احمد بن علی الابار کہتے ہیں: یحییٰ اسدی نے فرمایا کہ میں نے ابراہیم بن ابویحییٰ کو سنا۔ وہ ایک اجنبی شخص کو ایک روایت املاء کروارہا تھا تو اس نے اپنی سند کے ساتھ نافع بن جبیر کے حوالے سے تیس روایات اس شخص کو املاء کروائیں تو اس نے بہترین اور عمدہ روایات املا کروائیں۔ پھر ابراہیم نے اس اجنبی شخص سے کہا میں نے تمہیں تیس روایات املاء کروائی ہیں۔ اگر تم اس گدھے کی طرف جاؤ اور وہ بھی تمہیں تیس احادیث بیان کردے تو تمہیں اس سے خوشی ہوگی۔ اس کا اشارہ امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کی طرف تھا۔

ابومحمد دارمی کہتے ہیں: میں نے یزید بن ہارون کو ابراہیم بن ابویحییٰ کو جھوٹا قرار دیتے ہوئے سنا ہے۔

(امام ذہبی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں:) میں یہ کہتا ہوں ابویحییٰ سمعان اس کا دادا تھا۔ ابراہیم نے اکابرین کے حوالے سے روایات نقل کی ہیں جن میں زہری، ابن منکدر اور صالح شامل ہیں۔

اس سے روایت کرنے والے آخری شخص حسن بن عرفہ ہیں۔

نعیم بن حماد کہتے ہیں: میں نے ابراہیم کی کتابوں پر پانچ دینار خرچ کیے۔ پھر اس نے ایک دن ہمارے سامنے ایک تحریر نکالی جس میں تقدیر کے مسئلے کے بارے میں کچھ تحریر تھا اور ایک کتاب نکالی جس میں (جہمیہ فرقے کے بانی) جہم کے نظریات تحریر تھے۔ میں نے جب اس کا مطالعہ کیا تو مجھے اس کی شناخت ہوگئی۔ میں نے کہا: کیا یہ تمہاری رائے ہے؟ اس نے جواب دیا: ''جی ہاں''! تو میں نے اس کے حوالے سے نوٹ کی ہوئی تحریرات جلادیں اور انہیں پھینک دیا۔

ایک اور سند کے ساتھ ابراہیم کے حوالے حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے حوالے سے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان منقول ہے:

افضل الصيام صيام داؤد، ومن صام الدهر كله فقد وهب نفسه لله

''سب سے افضل روزہ حضرت داؤد کا روزہ ہے اور جو شخص ہمیشہ روزے رکھتا ہے وہ اپنے آپ کو اللہ تعالیٰ کو ہبہ کردیتا ہے''۔

(امام ذہبی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:) میں یہ کہتا ہوں: امام ابن ماجہ نے اس کے حوالے سے صرف ایک ہی روایت نقل کی ہے جو پہلے گزرچکی ہے۔

من مات مريضا مات شهيدًا

''جو شخص بیماری کی حالت میں فوت ہو جائے' وہ شہادت کی موت مرا''۔

اس کا انتقال 184 ھ میں ہوا۔

۱۸۹-ابراہیم بن محمد بن یوسف بن سرج ابواسحاق فریابی، ثم مقدسی (صح):

یہ ثوری کے شاگرد کا بیٹا نہیں ہے۔

انہوں نے ضمرۃ، ولید بن مسلم، محمد بن یوسف بن واقد فریابی اور ایک مخلوق سے روایات نقل کی ہیں۔ان سے ابن قتیبہ ،جعفر فریابی اور ایک بڑی تعداد نے روایات نقل کی ہیں۔

امام ابوحاتم رحمۃ اللہ علیہ اور دیگر حضرات فرماتے ہیں: یہ ''صدوق'' ہے۔

شیخ ابوالفتح ازدی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ ساقط الاعتبار ہے۔

(امام ذہبی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:) میں یہ کہتا ہوں: اس کے بارے میں ازدی کے قول کی طرف التفات نہیں کیا جائے گا' کیوں کہ وہ جرح کرنے میں غیر محتاط تھے۔

۱۹۰-ابراہیم بن محمد (ق)

انہوں نے بعض تابعین سے روایات نقل کی ہیں

اور وہ معاویہ بن عبداللہ بن جعفر ہیں جنہوں نے اپنے والد کے حوالے سے (مہینے کے) نصف کی رات کے بارے میں روایت نقل کی ہے۔

ابن عیینہ اور ابوبکر بن ابی سبرۃ نے ان سے روایات نقل کی ہیں۔

جہاں تک ابراہیم بن محمد بن علی بن عبداللہ بن جعفر بن ابی طالب کا معاملہ ہے' تو ان کے بارے میں ابن ابی حاتم نے کہا ہے انہوں نے اپنے والد کے حوالے سے اور ان سے سعد بن زیات' ابن عیینہ اور یعقوب بن عبدالرحمٰن نے روایات نقل کی ہیں۔

یہ بھی ہوسکتا ہے کہ یہ ابن ابی یحییٰ ہوں ورنہ دوسری صورت میں یہ مشہور نہیں ہیں۔

۱۹۱ -ابراہیم بن محمد الآمدی الخواص

یہ پرہیزگار لوگوں میں سے ایک ہیں۔

ابن طاہر کہتے ہیں: ان کی نقل کردہ روایات موضوع ہیں۔

(امام ذہبی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:) میں یہ کہتا ہوں:

انہوں نے حسن زعفرانی کے حوالے سے ایک جھوٹی روایت نقل کی ہے۔

۱۹۲ -ابراہیم بن محمد بن حسن اصبہانی الطیان

انہوں نے حسین بن قاسم زاہد اصبہانی سے روایات نقل کی ہیں۔

انہوں نے ہمذان میں احادیث بیان کرنا شروع کیں تو علماء نے ان کا انکار کیا۔ان پر (جھوٹی روایات بیان کرنے کا) الزام لگایا اور انہیں وہاں سے نکال دیا گیا۔

۱۹۳ - ابراہیم بن محمد ثقفی

انہوں نے یونس بن عبید کے حوالے سے احادیث روایت کی ہیں۔

ابن ابی حاتم کہتے ہیں: یہ راوی ''مجہول'' ہے۔

امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: اس کی نقل کردہ روایت مستند نہیں ہے۔

(امام ذہبی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:) میں یہ کہتا ہوں: اس سے مراد وہ روایت ہے' جو ابن وہب نے اپنی سند کے ساتھ اس راوی کے حوالے سے سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے نقل کی ہے' جس میں مصیبت یاد آنے کے وقت انا للّٰہ وانا الیہ راجعون پڑھنے کا تذکرہ ہے۔

۱۹۴ - ابراہیم بن محمد مقدسی

یہ بزرگ ہیں' ان کے حوالے سے عبداللہ بن محمد مسندی نے روایات نقل کی ہیں۔

شیخ ابوحاتم رازی رحمۃ اللہ علیہ نے انہیں ''ضعیف'' قرار دیا ہے۔

۱۹۵ - ابراہیم بن محمد عکاشی

احمد بن صالح اور فریابی کہتے ہیں: یہ ''کذاب'' ہے اور یہ بات ابن جوزی نے نقل کی ہے۔

۱۹۶ - ابراہیم بن محمد عمری کوفی

انہوں نے ابوکریب سے روایات نقل کی ہیں۔

ابواحمد حاکم کہتے ہیں: یہ محل نظر ہے۔

خطیب بغدادی فرماتے ہیں: یہ ابراہیم بن محمد بن ابراہیم بن محمد بن ابراہیم بن واقد ابن محمد بن زید بن عبداللہ بن عمر بن الخطاب ہے' جس نے ایک جماعت سے روایات نقل کی ہیں۔

ابن مظفر اور امام دارقطنی رحمۃ اللہ علیہ نے اس سے روایات نقل کی ہیں۔

محمد بن احمد بن حماد کہتے ہیں: یہ اکابر اہلِ علم میں سے ایک ہے۔کوفہ اور بغداد میں اس کے بارے میں کلام کیا گیا ہے۔

ان کا انتقال 320 ہجری میں ہوا۔

۱۹۷ - ابراہیم بن محمد بن یحیٰی العدوی ثم البخاری

انہوں نے یہ مرسل روایت نقل کی ہے۔

ان امرأة قالت: یارسول اللّٰه، ان ابی شیخ کبیر أفأحج عنه قال: حجی عنه، ولیست لاحد بعده

''ایک مرتبہ ایک خاتون نے عرض کی: یارسول اللہ! میرے والد عمر رسیدہ بزرگ ہیں۔ کیا میں ان کی طرف سے حج کرلوں؟ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: تم ان کی طرف سے حج کرلو۔ البتہ اس کے بعد کسی اور کے لیے یہ اجازت نہیں ہوگی''۔

یہ روایت ''منکر'' ہے اور معروف نہیں ہے، اسماعیل بن ابواویس کے استاد محمد بن عبداللہ بن کریم اس روایت کو اس راوی کے حوالے سے نقل کرتے ہیں جو اسے نقل کرنے میں منفرد ہے وہ بھی اسی کی مانند ہے۔

یہ ابن حزم ظاہری نے روایت کیا ہے۔

۱۹۸ - ابراہیم بن محمد حمصی

یہ طبرانی کا استاد ہے اور قابل اعتبار نہیں ہے۔

انہوں نے اپنی سند کے ساتھ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کے حوالے سے یہ روایت ''مرفوع'' حدیث کے طور پر نقل کی ہے۔

یخرج المهدی وعلی رأسه ملك ینادی: هذا المهدی فاتبعوه

''مہدی کا ظہور ہوگا اور اس کے سرہانے ایک فرشتہ ہوگا جو یہ اعلان کر رہا ہوگا یہ مہدی ہے' تم ان کی پیروی کرو''۔

تاہم اس روایت کو نقل کرنے کے حوالے سے عبدالوہاب بن ضحاک معروف ہیں' عبدالوہاب بن نجدہ معروف نہیں ہیں۔

۱۹۹ - ابراہیم بن محمد ہاشمی

اس کے حوالے سے ایک روایت ہم تک پہنچی ہے' جو بانیاسی کے جزو میں منقول ہے اور جو عبدالصمد بن علی نے اپنے آباؤ اجداد کے حوالے سے نقل کی ہے (اس کے الفاظ یہ ہیں)

اکرموا الشهود

''گواہوں کی عزت افزائی کرو''۔

یہ روایت ''منکر'' ہے اور ابراہیم نامی یہ راوی عمدہ نہیں ہے۔

یہ بات عقیلی نے ذکر کی ہے۔

۲۰۰ - ابراہیم بن محمد الشامی

انہوں نے اپنی سند کے ساتھ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کے حوالے سے یہ روایت ''مرفوع'' حدیث کے طور پر نقل کی ہے۔

لا تعزیر فوق عشرة أسواط

''دس کوڑوں سے زیادہ کی تعزیر نہیں دی جاسکتی''۔

یہ روایت ''منکر'' ہے اور یہ بات عقیلی نے ذکر کی ہے۔

۲۰۱ - ابراہیم بن محمد بن عاصم:

یہ راوی ''مجہول'' ہے اور قریب المرگ شخص کو لا الہ الا اللہ کی تلقین کرنے کی روایت ''منکر'' ہے۔

محدثین نے اس کے والد حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ حضرت عمروہ بن مسعود ثقفی رضی اللہ عنہ کے حوالے سے مرفوع روایت نقل کی ہے۔ اس سے عبدالرحمٰن بن ولید نے روایات نقل کی ہیں لیکن یہ کون ہے؟

۲۰۲- ابراہیم بن محمد بن میمون

یہ شیعوں کے اکابرین میں سے ہے۔
اس نے علی بن عابس کے حوالے سے ایک عجیب وغریب روایت نقل کی ہے۔
اس کے حوالے سے ابوشیبہ بن ابوبکر رحمۃ اللہ علیہ اور دیگر حضرات نے روایات نقل کی ہیں۔

۲۰۳ - ابراہیم بن محمد بن خلف بن قدید مصری

انہوں نے ربیع بن سلیمان اور دیگر حضرات سے روایات نقل کی ہیں۔
ابن یونس کہتے ہیں: یہ زیادہ مستند نہیں ہے۔

۲۰۴ - ابراہیم بن محمد بن سلیمان بن بلال بن ابی الدرداء

یہ "مجہول" ہے۔
محمد بن الفیض غسانی نے اس کے حوالے سے احادیث نقل کی ہیں۔

۲۰۵ - ابراہیم بن محمد بن ابی عاصم

درست یہ ہے کہ یہ ابن ابوعطا ہے۔
یہ ابراہیم ابن ابی یحییٰ ہے جس کا ذکر گزر چکا ہے۔

۲۰۶ - ابراہیم بن محمد بن ابان

اس کے حوالے سے ابومعشر یوسف بن یزید نے احادیث بیان کی ہیں۔
یہ "منکرالحدیث" ہے اور یہ بات ازدی نے کہی ہے۔

۲۰۷ - ابراہیم بن محمد بن ابراہیم بغدادی بزاز:

انہوں نے یعقوب دورقی سے روایات نقل کی ہیں۔
حمزہ سہمی نے یہ بات نقل کی ہے کہ یہ "لین" ہے۔

۲۰۸ - ابراہیم بن محمد بن علی،

یہ ابن نقیرہ کے نام سے معروف ہے۔

انہوں نے علی بن حسین درہمی سے اور ان سے امام دار قطنی رحمۃ اللہ علیہ نے کتاب ''الافراد'' میں روایات نقل کی ہیں۔
اور یہ کہا ہے: یہ ''ضعیف'' ہے۔

۲۰۹ - ابراہیم بن محمد بن عرفۃ نحوی نفطویہ

یہ راوی مشہور ہیں اور ان کی تصانیف بھی ہیں۔ یہ 320ھ تک زندہ تھے۔
امام دار قطنی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ قوی نہیں ہے۔
خطیب بغدادی فرماتے ہیں: یہ ''صدوق'' ہیں۔

۲۱۰ - ابراہیم بن محمود بن میمون

میں ان سے شناسا نہیں ہو سکا۔
البتہ انہوں نے ایک موزوں روایت نقل کی ہے میں نے انہیں سنا' انہوں نے اپنی سند کے ساتھ حضرت انس رضی اللہ عنہ کے حوالے سے یہ بات نقل کی۔

ان النبی صلی اللّٰہ علیہ وسلم قال لی: اول من یدخل علیك من هذا الباب امیر المؤمنین، وسید المسلمین، وقائد الغر المحجلین، وخاتم الوصیین الحدیث بطوله

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے فرمایا: سب سے پہلے جو شخص اس دروازے سے تمہارے پاس آئے گا۔ وہ مومنوں کے امیر ہوں گے' مسلمانوں کے سردار ہوں گے' اور سفید پیشانی اور ٹانگوں والے گھوڑوں کے لشکر کے رہنما ہوں گے اور آخری وصی ہوں گے......لمبی حدیث ہے۔

۲۱۱ - ابراہیم بن محمود بن خیر مقری

اس میں کوئی حرج نہیں ہے۔ ان شاء اللہ!
اہل علم کی ایک جماعت نے ان کے حوالے سے روایات مجھے سنائی ہیں اور یہ نیک لوگوں میں سے ایک تھے۔
ابن نجار کہتے ہیں: میں نے ان میں موجود ضعف کے باوجود ان کی رویات نوٹ کی ہیں۔
(امام ذہبی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:) میں یہ کہتا ہوں: یہ ''صدوق'' تھے تاہم ''متقن'' نہیں تھے۔

۲۱۲ - ابراہیم بن مختار الرازی (ت، ق):

ابو اسماعیل، یہ ابن اسحاق کا شاگرد ہے اور ان سے ابن حمید، عمرو بن رافع قزوینی اور ایک گروہ نے روایات نقل کی ہیں۔
امام ابو حاتم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ ''صالح الحدیث'' ہے۔
یحییٰ بن معین رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں: یہ زیادہ ''مستند'' نہیں ہے۔
امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ محل نظر ہے۔

ابوغسان زنیج کہتے ہیں: میں نے اس (سے روایت کو) یہ ترک کردیا۔
امام ابوداؤد رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: اس میں کوئی حرج نہیں ہے۔

۲۱۳-ابراہیم بن مرزوق

یہ بصری ہیں اور انہوں نے مصر میں پڑاؤ اختیار کیا۔
انہوں نے روح اور خریبی سے اور ان سے ابن صاعد، ابوعوانہ اور الاصم نے روایات نقل کی ہیں۔
یہ بھی کہا گیا ہے انہوں نے امام نسائی رحمۃ اللہ سے روایات نقل کی ہیں۔
امام دارقطنی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ ثقہ ہیں، لیکن غلطی کر جاتے ہیں جس پر اصرار کرتے ہیں اور رجوع نہیں کرتے۔

۲۱۴-ابراہیم بن مسعدۃ:

یہ بزرگ ہیں اور ان کے حوالے سے محمد بن مسلم طائفی نے روایات نقل کی ہیں۔
یہ نہیں پتا چل سکا کہ یہ کون ہیں۔

۲۱۵-ابراہیم بن مسلم ہجری (ق)

انہوں نے عبداللہ بن ابواوفیٰ سے اور ان سے شعبہ، جعفر بن عون اور ایک بڑی تعداد نے روایات نقل کی ہیں۔
یحییٰ بن معین رحمۃ اللہ علیہ اور امام نسائی رحمۃ اللہ علیہ نے انہیں ''ضعیف'' قرار دیا ہے۔
امام ابوحاتم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ قوی نہیں ہیں۔
شیخ ابن عدی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: ان سے بکثرت روایات کرنے کی وجہ سے محدثین نے ان کا انکار کیا ہے۔
ابن حبان رحمۃ اللہ علیہ نے اس راوی کے حوالے سے اس کی سند کے ساتھ حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ کے حوالے سے یہ روایت ''مرفوع'' حدیث کے طور پر نقل کی ہے۔

ان هذا القرآن مادبة الله، فتعلموا من مادبته ما استطعتم

''یہ قرآن اللہ تعالیٰ کا دسترخوان ہے تو تم جہاں تک ہو سکے اس کے دسترخوان سے علم حاصل کرو''۔
انہوں نے اس حدیث کو ذکر کیا ہے یہاں تک کے یہ الفاظ ہیں:

اتلوه، فان الله ياجركم بكل حرف عشر حسنات

''تم اس کی تلاوت کرو، کیوں کہ اللہ تعالیٰ اس کے ہر ایک حرف کے عوض میں تمہیں دس نیکیوں کا اجر عطا کرے گا''۔
حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: الف، لام، میم پڑھنے پر تیس نیکیاں ملتی ہیں۔
سفیان بن عیینہ کہتے ہیں۔ میں نے ابراہیم ہجری کو دیکھا لوگوں نے انہیں دھوپ میں کھڑا کیا ہوا تھا تا کہ ان سے کوئی چیز نکلوائیں۔ ویسے وہ شطرنج کھیلا کرتے تھے۔

عبدالرحمٰن بن بشر' سفیان کا یہ قول نقل کرتے ہیں: میں ابراہیم ہجری کے پاس آیا تو انہوں نے اپنی تحریرات مجھے دکھائیں تو مجھے اس بزرگ پر رحم آ گیا اور میں نے اس کی تحریرات کی اصلاح کی۔

ابن جوزی کہتے ہیں: راویوں میں سے آٹھ افراد ہیں اور ابراہیم بن مسلم کو محدثین نے ضعیف قرار نہیں دیا۔

۲۱۶- ابراہیم بن المطہر فہری

انہوں نے ابوملیح ہذلی سے روایات نقل کی ہیں۔

ان کے حوالے سے علی بن حجر نے یہ روایات نقل کی ہے۔

امتی علی خمس طبقات، کل طبقة اربعون سنة

میری امت پانچ طبقوں میں ہوگی اور ہر طبقے کے چالیس سال ہوں گے''۔

یہ روایت صحیح نہیں ہے۔

۲۱۷- ابراہیم بن معاویہ الزیادی

انہوں نے ہشام بن یوسف صنعانی سے روایات نقل کی ہیں۔

شیخ زکریا ساجی اور دیگر حضرات نے اسے ''ضعیف'' قرار دیا ہے۔

۲۱۸- ابراہیم بن ابومعاویہ ضریر (د)۔

انہوں نے اپنے والد سے روایات نقل کی ہیں۔

امام ابوزرعہ رازی فرماتے ہیں: یہ ''صدوق'' صاحب سنت ہے۔

ابن قانع کہتے ہیں: یہ ''ضعیف'' ہیں۔

۲۱۹- ابراہیم بن مغیرہ

انہوں نے عامر بن عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ سے روایات نقل کی ہیں۔

امام ابوحاتم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ ''مجہول'' ہے۔ شیخ ابوحاتم نے معن بن عیسیٰ کے استاد ابراہیم بن مغیرہ نوفلی کے بارے میں بھی یہی کہا ہے۔

ایک ابراہیم بن مغیرہ وہ ہیں جنہوں نے قاسم سے روایات نقل کی ہیں اور ہوسکتا ہے یہ دونوں ایک ہی فرد ہوں۔

۲۲۰- ابراہیم بن منقوش زبیدی

انہوں نے مامون بن مہران کے شاگردوں سے روایات نقل کی ہیں۔

شیخ ابوالفتح ازدی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ احادیث اپنی طرف سے بنا لیتا تھا۔

۲۲۱ - ابراہیم بن منذر (صح، خ، ت، س، ق) حزامی

یہ حافظ الحدیث ہیں اور آئمہ کے استادوں میں سے ہیں۔

یحییٰ بن معین رحمۃ اللہ علیہ نے انہیں ''ثقہ'' قرار دیا ہے۔ انہوں نے ان سے احادیث نوٹ کی ہیں اور وہ ان کے معاصرین میں سے ہیں۔

امام ابوحاتم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ ''صدوق'' ہے۔ تاہم قرآن (کے مخلوق ہونے یا نہ ہونے) کے حوالے سے اس کا نظریہ خلط ملط تھا۔ ایک مرتبہ یہ امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ کے پاس آیا انہیں سلام کیا تو امام احمد نے اس کے سلام کا جواب نہیں دیا۔

زکریا ساجی کہتے ہیں: اس سے ''منکر'' روایات منقول ہیں۔

۲۲۲ - ابراہیم بن منکدر

انہوں نے عمرو سے روایات نقل کی ہیں۔

یہ ''ضعیف'' ہیں۔

۲۲۳ - ابراہیم بن مہاجر بن مسمار مدنی

انہوں نے اپنی سند کے ساتھ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کے حوالے سے یہ روایت ''مرفوع'' حدیث کے طور پر نقل کی ہے۔

ان اللہ قرأ طہ ویس الحدیث

''بے شک اللہ تعالیٰ نے سورۃ طٰہٰ اور سورۃ یٰس کی تلاوت کی''۔

امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ ''منکر الحدیث'' ہے۔

امام نسائی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا ہے: یہ ''ضعیف'' ہے۔

عثمان بن سعید نے یحییٰ بن معین رحمۃ اللہ علیہ کا یہ قول نقل کیا ہے: اس میں کوئی حرج نہیں ہے۔

(امام ذہبی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:) میں یہ کہتا ہوں: اس کے حوالے سے حدیث نقل کرنے میں ابراہیم بن منذر حزامی منفرد ہے۔ اس کے حوالے سے صفوان بن سلیم سے بھی روایت منقول ہے۔

سورۃ طٰہٰ سورۃ یٰس کی تلاوت سے متعلق اس روایت کے بارے میں امام ابن حبان رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ متن موضوع (گھڑا ہوا) ہے۔

۲۲۴ - ابراہیم بن مہاجر بن جابر بجلی کوفی

انہوں نے ابراہیم نخعی، طارق بن شہاب اور ایک گروہ سے اور ان سے شعبہ اور زائدہ نے روایات نقل کی ہیں۔

ابن مدینی کہتے ہیں: ان کے حوالے سے تقریباً چالیس روایات منقول ہیں۔

یحییٰ بن سعید کہتے ہیں: یہ قوی (یعنی مستند) نہیں ہے۔

امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: اس میں کوئی حرج نہیں ہے۔

عباس دوری نے یحییٰ کا یہ بیان نقل کیا ہے: یہ "ضعیف" ہیں۔
شیخ ابن عدی رحمۃ اللہ علیہ کتاب الضعفاء میں فرماتے ہیں: ان کی نقل کردہ احادیث تحریر کی جائیں گی۔
امام ابن حبان رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: عمرو بن ابوقیس نے ابراہیم نامی اس راوی سے اس کی سند کے ساتھ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کے حوالے سے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان نقل کیا ہے۔

لا يدخل الجنة ولد زنا، ولا شيء من نسله الى سبعة آباء

"زنا کے نتیجے میں پیدا ہونے والا بچہ جنت میں داخل نہیں ہوگا اور اس کی نسل میں سے سات پشتوں تک کی کوئی حیثیت نہیں ہوگی"۔

۲۲۵ - ابراہیم بن مہدی مصیصی (د)

انہوں نے حماد بن زید اور اس کے طبقے کے افراد سے اور ان سے احمد اور ابوحاتم نے روایات نقل کی ہیں اور یہ کہا ہے: یہ "ثقہ" ہیں۔

ایک قول کے مطابق ان کا انتقال 225ھ میں ہوا۔
پھر عقیلی نے اپنی سند کے ساتھ یحییٰ بن معین رحمۃ اللہ علیہ کا یہ قول نقل کیا ہے کہ ابراہیم بن مہدی منکر روایات نقل کرتا ہے۔
امام دارقطنی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: احمد بن محمد نے اپنی سند کے ساتھ امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کا یہ قول نقل کیا ہے۔

لو اعلم ان قلبي يصلح على كناسة لذهبت حتى اجلس عليها

"اگر مجھے پتہ چل جائے کہ میرا دل کوڑا کرکٹ کے لائق ہے تو میں وہاں چلا جاؤں گا اور اس پر بیٹھ جاؤں گا"۔
اس واقعے کی سند تاریک ہے۔

۲۲۶ - ابراہیم بن مہدی الابلی

انہوں نے شیبان بن فروخ سے روایات نقل کی ہیں۔
شیخ ابوالفتح ازدی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ احادیث اپنی طرف سے بنالیتا تھا۔
خطیب بغدادی فرماتے ہیں: یہ "ضعیف" ہیں۔
(امام ذہبی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:) میں یہ کہتا ہوں: اس سے ابوسہل بن زیاد اسماعیل صفار اور ایک بڑی تعداد نے روایات نقل کی ہیں۔

۲۲۷ - ابراہیم بن موسیٰ جرجانی الوزدولی

یہ حافظ اسحاق بن ابراہیم کے والد ہیں انہوں نے اصبہان میں پڑاؤ کیا۔
شیخ ابن عدی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: ان سے ابومعاویہ کے حوالے سے ایک منکر روایت منقول ہے۔

۲۲۸-ابراہیم بن موسیٰ مروزی

انہوں نے امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کے حوالے سے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے یہ حدیث نقل کی ہے۔

طلب العلم فریضة

''علم حاصل کرنا فرض ہے''۔

امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ جھوٹ ہے (ذہبی کہتے ہیں:) اس سند کے اعتبار سے جھوٹ ہے ورنہ اس کا متن مختلف ضعیف حوالوں سے منقول ہے۔

۲۲۹ -ابراہیم بن موسیٰ بن جمیل الاندلسی رحال

انہوں نے عمر بن شعبہ اور ان کے طبقے کے افراد سے احادیث حاصل کی ہیں۔

شیخ ابو ولید بن فرضی نے اپنی تاریخ میں ان کا ذکر کیا ہے اور یہ کہا کہ یہ بکثرت غلطی کرتے ہیں۔

(امام ذہبی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:) میں یہ کہتا ہوں: ان کے حوالے سے امام نسائی رحمۃ اللہ علیہ اور امام طبرانی رحمۃ اللہ علیہ نے نقل کیا ہے اور انہوں نے ان کی نسبت ان کے دادا کی طرف کی ہے۔

شیخ ابن یونس کہتے ہیں: یہ ثقہ ہیں: میں نے ان کے حوالے سے مصر میں احادیث نوٹ کی ہیں۔

ان کا انتقال 300 ہجری میں ہوا۔

راویوں میں ابراہیم بن موسیٰ نام کے کئی راوی ایسے ہیں جن کے بارے میں جرح نہیں کی گئی ہے۔

۲۳۰-ابراہیم بن ابی میمونہ (د، ت، ق)۔

انہوں نے ابوصالح سمان سے اور ان سے یونس بن حارث طائفی کے علاوہ کسی نے بھی احادیث روایت نہیں کی۔

۲۳۱-ابراہیم بن میمون (صح، د، س) مروزی صائغ

انہوں عطاء ابن ابی رباح اور ایک گروہ سے روایات نقل کی ہیں۔

ان سے ابوحمزہ السکری اور داؤد العطار نے روایت کی ہیں۔

یحییٰ بن معین رحمۃ اللہ علیہ نے انہیں ''ثقہ'' قرار دیا ہے۔

امام ابوزرعہ رازی اور امام نسائی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: اس میں کوئی حرج نہیں ہے۔

امام ابوحاتم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: اس کی نقل کردہ روایت سے استدلال نہیں کیا جاسکتا۔ (یعنی وہ ضعیف ہوتی ہے)۔

(امام ذہبی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:) میں یہ کہتا ہوں: ابومسلم خراسانی نے ظلماً انہیں 131 ھ میں قتل کردیا تھا۔

۲۳۲-ابراہیم بن ناصح اصبہانی

انہوں نے سفیان بن عیینہ سے روایات نقل کی ہیں۔

ابونعیم کہتے ہیں: یہ راوی ''متروک الحدیث'' ہے۔

۲۳۳-ابراہیم بن نافع الحلاب

یہ بصری ہیں اور انہوں نے مقاتل سے روایات نقل کی ہیں۔

امام ابوحاتم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ جھوٹ بولتا تھا (یا جھوٹی احادیث بیان کرتا تھا) میں نے اس کے حوالے سے روایات نوٹ کی تھیں۔

ابن عدی نے اس کے حوالے سے منکر روایات کا تذکرہ کیا ہے ان میں سے بعض شاید مقاتل بن سلیمان اور اس جیسے دیگر راویوں سے منقول ہیں۔

۲۳۴-ابراہیم بن نافع الناجی:

انہوں نے ابن مبارک سے روایات نقل کی ہیں۔

امام ابوحاتم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ جھوٹ بولتا تھا (یا جھوٹی روایات نقل کرتا تھا)۔

(امام ذہبی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:) میں یہ کہتا ہوں: میرے خیال میں یہ پہلے والا ہی راوی ہے۔

۲۳۵-ابراہیم بن نافع اموی

انہوں نے فرج بن فضالہ سے روایات نقل کی ہیں۔

امام ابوحاتم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: میں اس سے واقف نہیں ہوں اور اس کی نقل کردہ روایات جھوٹی ہیں۔

(امام ذہبی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:) میں یہ کہتا ہوں: جہاں تک ابراہیم بن نافع مکی کا تعلق ہے' جو عطاء کے شاگرد ہیں ان کے بارے میں یہ کہا گیا ہے کہ یہ ثقہ ہیں۔

۲۳۶-ابراہیم بن نجار:

انہوں نے ''رے'' (تہران) میں سکونت اختیار کی تھی۔

شیخ ابوالفتح ازدی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ ''منکر الحدیث'' ہے۔

۲۳۷-ابراہیم بن نسطاس

ابن جوزی کہتے ہیں: امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ ''منکر الحدیث'' ہے۔

۲۳۸-ابراہیم بن نوح

یہ راوی معروف نہیں ہے۔

محمد بن قاسم کہتے ہیں: علی بن معلیٰ نے مجھے خط لکھا جس میں یہ بات تحریر تھی: امام مالک رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

ليس في الدنيا من ثمارها شيء يشبه ثمار الجنة الا الموز، لان الله يقول: اكلها دائم وانت تجد الموز في الصيف والشتاء

''دنیا کے پھلوں میں سے کوئی بھی پیز ایسی نہیں ہے، جو جنت کے پھلوں کے ساتھ مشابہت رکھتی ہو۔البتہ صرف کیلا ایسا پھل ہے اللہ تعالیٰ نے جنت کے پھلوں کے بارے میں یہ فرمایا ہے کہ وہ ہمیشہ رہیں گے تو تم کیلے کو سردیوں اور گرمیوں کے موسم میں پالو گئے''۔

۲۳۹-ابراہیم بن ہارون صنعانی

یہ راوی معروف نہیں (یعنی اس کی شناخت نہیں ہو سکی)۔

ابن معین کہتے ہیں: ان کی نقل کردہ احادیث تحریر کی جائیں گی۔

ابن عدی نے اس کا تذکرہ کیا ہے۔

انہوں نے زید بن ابی الزرقاء سے روایات نقل کی ہیں۔

ثم شیخ ابن عدی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: معنی قول ابن معین ان کی نقل کردہ احادیث تحریر کی جائیں گی۔اس سے مراد یہ ہے کہ یہ راوی ضعیف راویوں میں شامل ہے۔

۲۴۰-ابراہیم بن ہانی

انہوں نے بقیہ کے حوالے سے ایک روایت نقل کی ہے۔

شیخ ابن عدی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ ''مجہول'' ہے اور جھوٹی روایات نقل کرتا ہے پھر انہوں نے اس راوی کے حوالے سے حضرت عبداللہ بن عباس سے یہ حدیث نقل کی ہے' کا یہ بیان نقل کیا ہے۔

من صافح يهوديا او نصرانيا فليتوضأ و ليغسل يده

(نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں)

''جو شخص کسی یہودی اور عیسائی کے ساتھ مصافحہ کرلے اسے وضو کرلینا چاہئے اور اپنے ہاتھ دھو لینے چاہئے''۔

۲۴۱-ابراہیم بن ہدبہ،ابو ہدبہ الفارسی ثم بصری

انہوں نے بغداد میں اور دیگر علاقوں میں جھوٹی روایات نقل کی ہیں۔

عباس دوری یحییٰ بن معین رحمۃ اللہ علیہ کا یہ قول نقل کرتے ہیں: ابو ہدبہ آئے تو ایک مخلوق ان کے آس پاس جمع ہو گئی۔لوگوں نے کہا اپنا پاؤں نکال کر دکھائیں۔لوگوں کو یہ اندیشہ تھا کہ ان کی ٹانگ گدھے کی یا شیطان کی ٹانگ جیسی ہو چکی ہوگی۔

محمد بن عبیداللہ بن منادی کہتے ہیں۔ابو ہدبہ بغداد میں تھے اور لوگوں سے راستے کے بارے میں دریافت کرتے تھے۔

ایک قول یہ بھی ہے کہ یہ بصرہ میں رقص کیا کرتے تھے انہیں شادیوں میں بلایا جاتا تھا اور یہ لوگوں کے سامنے رقص کرتے تھے۔

امام نسائی رحمۃ اللہ علیہ اور دیگر حضرات نے یہ بات بیان کی ہے: یہ راوی ''متروک'' ہے۔
خطیب بغدادی فرماتے ہیں: انہوں نے حضرت انس رضی اللہ عنہ کے حوالے سے جھوٹی روایات نقل کی ہیں اس کی کوئی حقیقت نہیں ہے۔
انہوں عیسیٰ بن سالم الشاشی، سعدان بن نصر، محمد بن عبیداللہ بن المنادی اور خضر بن ابان کوفی سے روایات نقل کی ہیں۔
امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: اس کی کوئی حیثیت نہیں ہے۔
(امام ذہبی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:) میں یہ کہتا ہوں: یہ 200ھ کے اختتام تک زندہ تھا
ابونعیم نے اپنی سند کے ساتھ اس راوی کے حوالے سے حضرت انس رضی اللہ عنہ کا یہ بیان نقل کیا ہے: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے:

ایما امرأة خرجت من غیر امر زوجها کانت فی سخط الله حتی ترجع الی بیتها او یرضی عنها

''جو عورت اپنے شوہر کی اجازت کے بغیر باہر نکلتی ہے وہ اللہ تعالیٰ کی ناراضگی میں رہتی ہے یہاں تک کہ وہ اپنے گھر واپس آ جائے یا اس کا شوہر اس سے راضی ہو جائے''۔
خطیب بغدادی نے اپنی تاریخ (تاریخ بغداد) میں ابونعیم کے حوالے سے یہ نقل کیا ہے۔
امام ابوحاتم رحمۃ اللہ علیہ اور دیگر حضرات فرماتے ہیں: یہ راوی ''کذاب'' ہے۔
(امام ذہبی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:) میں یہ کہتا ہوں: اس نے حضرت انس رضی اللہ عنہ کے حوالے سے 200 کے قریب عجیب و غریب روایات نقل کی ہیں۔
اس کے حوالے سے حمید بن ربیع اور عبدالرحمٰن بن عمر رستہ نے روایات نقل کی ہیں۔
ابونعیم کہتے ہیں: یہ اصبہان آئے اور منبر پر حضرت انس رضی اللہ عنہ کے حوالے سے روایت نقل کی۔ جب یہ روایت جریر بن عبدالحمید کے سامنے پیش کی گئی تو انہوں نے اس کی تصدیق کی۔
وہ یہ فرماتے ہیں: مامون نے بھی اس راوی کو صادق قرار دیا ہے۔
(امام ذہبی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:) میں یہ کہتا ہوں: ان دونوں کا اسے سچا قرار دینا اسے فائدہ نہیں دے گا' کیوں کہ اس کی حالت واضح ہے۔
علی بن ثابت کہتے ہیں: وہ میرے اس گدھے سے بھی زیادہ جھوٹا ہے۔
احمد بن سنان کہتے ہیں: میں نے محمد بن بلال کندی کو یہ کہتے ہوئے سنا ہے۔ ابوہدبہ ہمارے نزدیک اللہ کا دشمن ہے۔ یہ بکریوں کا دودھ روک لیتا ہے۔ (یعنی دھوکہ دیتا ہے)
اسی طرح کوئی بھی عقلمند شخص ایسی کسی بھی سند کے ساتھ خوش نہیں ہوسکتا جو یحییٰ بن بدر کے حوالے سے منقول ہو اور تاریک ہو
یحییٰ بن معین رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: ابوہدبہ اس میں کوئی حرج نہیں ہے۔ یہ ''ثقہ'' ہیں۔
یہ قول غلط ہے کیوں کہ ابراہیم بن عبداللہ نے یحییٰ بن معین رحمۃ اللہ علیہ کے بارے میں یہ بات نقل کی ہے کہ ان سے ابوہدبہ کے بارے میں دریافت کیا گیا تو وہ بولے وہ یہاں ہمارے پاس آیا تھا ہم نے اس کے حوالے سے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے احادیث تحریر کی تھیں' لیکن

پھر ہمارے سامنے یہ بات واضح ہوگئی کہ یہ جھوٹا اور خبیث ہے۔

محمد بن اسماعیل اپنی سند کے ساتھ بشر بن عمر کا یہ قول نقل کرتے ہیں: ہمارے پڑوس میں ایک شادی تھی وہاں ابوہدبہ کو بلایا گیا جو حضرت انس رضی اللہ عنہ کا ساتھی (کہلاتا ہے) اس نے کھانا کھایا شراب پی اور مدہوش ہوگیا اور پھر گانا گانے لگا۔

''میرے کپڑوں میں جوئیں داخل ہوگئی ہیں اور میں نے ان کے کاٹنے کی وجہ سے رقص شروع کردیا ہے''۔

۲۴۲-ابراہیم بن ہراسۃ شیبانی کوفی

امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: محدثین نے انہیں ''متروک'' قرار دیا ہے۔

اس کے بارے میں ابوعبید اور دیگر محدثین نے کلام کیا ہے۔

مروان بن معاویہ کہتے ہیں: ابواسحاق نے ہمیں یہ روایت بیان کی اور اس کی کنیت کا تذکرہ کیا ہے تاکہ اس کی شاخت نہ ہوسکے۔

امام نسائی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا ہے: یہ راوی ''متروک'' ہے۔

شیخ ابن عدی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: انہوں نے اپنی سند کے ساتھ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کا یہ قول نقل کیا ہے۔

ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اراد ان یشتری غلاما فالقی بین یدیہ تمرا فاکل واکثر، فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم : کثرۃ الاکل شؤم

فامر بردہ

''نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ایک غلام خریدنا چاہتے تھے اس غلام کے سامنے کھجوریں رکھی گئیں تو اس نے کھالیں اور بکثرت کھائیں تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: بکثرت کھانا نحوست ہے۔ پھر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس غلام کو واپس کرنے کا حکم دیا''۔

۲۴۳-ابراہیم بن ہشام بن یحییٰ بن یحییٰ غسانی

انہوں نے اپنے والد اور معروف خیاط کے حوالے سے روایات نقل کی ہیں۔

اور ان کے حوالے سے ان کے صاحبزادے احمد نے روایات نقل کی ہیں۔ (ان کے علاوہ) یعقوب الفسوی، فریابی، ابن قتیبہ، الحسن ابن سفیان، اور ایک گروہ نے روایات نقل کی ہیں۔

یہی وہ شخص ہے، جس نے حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ کے حوالے سے طویل حدیث نقل کی ہے۔ جسے اپنے والد کے حوالے سے اپنے دادا سے نقل کرنے میں یہ راوی منفرد ہے۔

امام طبرانی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں: یحییٰ کے حوالے سے اس روایت کو صرف اس کے بیٹے نے نقل کیا ہے اور یہ لوگ ثقہ ہیں۔

ابن حبان رحمۃ اللہ علیہ نے اس کا تذکرہ کتاب الثقات میں کیا ہے اور اس کے حوالے سے احادیث نقل کی ہیں اور جہاں تک ابن ابی حاتم کا تعلق ہے تو وہ یہ کہتے ہیں: میں نے اپنے والد سے کہا آپ ابراہیم بن ہشام غسانی کے حوالے سے احادیث کیوں روایت نہیں کرتے ہیں؟ تو انہوں نے فرمایا: میں اس کی بستی میں گیا تھا وہاں اس نے مجھے ایک تحریر نکال کر دکھائی جس کے بارے میں اس کا یہ بیان تھا کہ اس

نے یہ سعید بن عبدالعزیز سے سنی ہے۔ جب میں نے اس کا جائزہ لیا تو اس میں ضمرہ کے حوالے سے ابن شوذب اور دیگر حضرات سے روایات منقول تھیں میں نے ایک حدیث کا جائزہ لیا اور اسے مستحسن قرار دیا۔ یہ روایت لیث بن سعد کے حوالے سے عقیل سے منقول تھی۔ میں نے اس راوی سے کہا تم اسے بیان کرو۔ تو اس نے کہا سعید بن عبدالعزیز نے لیث بن سعد کے حوالے سے عقیل سے یہ روایت نقل کی ہے۔ اس نے یہ لفظ زیر کے ساتھ ادا کیا۔ پھر میں نے اس کی کتاب میں کچھ احادیث دیکھیں جو سوید بن عبدالعزیز کے حوالے سے مغیرہ سے منقول تھیں۔ میں نے دریافت کیا' کیا یہ سوید کی احادیث ہیں تو وہ بولا: سعید بن عبدالعزیز نے سوید کے حوالے سے یہ روایات ہمیں سنائی ہیں۔

ابوحاتم کہتے ہیں: تو اس کے بارے میں میرا یہ گمان ہے کہ اس نے علم حدیث حاصل ہی نہیں کیا اور یہ جھوٹا ہے۔

عبدالرحمٰن بن ابوحاتم کہتے ہیں: میں نے ان میں سے کچھ روایات کا تذکرہ علی بن حسین بن جنید سے کیا تو وہ بولے: ابوحاتم نے ٹھیک کہا ہے مناسب یہی ہے کہ اس کے حوالے سے احادیث نقل نہ کی جائیں۔

ابن جوزی کہتے ہیں۔ ابوزرعہ نے کہا ہے: یہ کذاب ہے۔

(امام ذہبی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:) میں یہ کہتا ہوں: ان کا انتقال 238 ہجری میں ہوا۔

۲۴۴-(صح) ابراہیم بن الہیثم البلدی

انہوں نے علی بن عیاش حمصی اور اس کے طبقے کے افراد سے روایات نقل کی ہیں۔

ان کے حوالے سے ہمیں ایک حدیث ملی ہے' جس کی سند عالی ہے۔

امام دارقطنی رحمۃ اللہ علیہ اور خطیب بغدادی نے انہیں ''ثقہ'' قرار دیا ہے۔ ابن عدی نے ان کا تذکرہ اپنی کتاب ''الکامل'' میں کیا ہے اور یہ کہا ہے۔ ان کی نقل کردہ حدیث درست ہے سوائے اس حدیث کے جو ''غار'' کے بارے میں ہے' کیوں کہ اس روایت کے بارے میں لوگوں نے انہیں جھوٹا قرار دیا ہے اور ان پر تنقید کی ہے۔ ان میں سب سے پہلے بردیجی ہیں۔ ان کی احادیث عمدہ ہیں۔ میں نے ان کی بہت سی احادیث کی چھان بین کی ہے' لیکن مجھے ان میں کوئی بھی منکر حدیث نہیں ملی جو ان کے حوالے سے منکر ہو۔

(امام ذہبی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں:) میں یہ کہتا ہوں حدیث غار میں دو ثقہ راویوں نے ان کی متابعت کی ہے۔

۲۴۵ - ابراہیم بن یحییٰ عدنی:

انہوں نے حکم بن ابان سے اور ان سے سفیان بن عیینہ نے روایات نقل کی ہیں۔

یہ راوی منکر ہے اس کی نقل کردہ حدیث منکر ہے۔ امام حمیدی نے بھی نقل کی ہے' جس کا متن یہ ہے:

سأل النبی صلی اللّٰہ علیه وسلم جبرائیل ای الاجلین قضی موسٰی ؟

''نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت جبرئیل علیہ السلام سے دریافت کیا: حضرت موسیٰ علیہ السلام نے دو مدتوں میں سے کون سی مدت پوری کی تھی؟''

۲۴۶-ابراہیم بن یحییٰ بن محمد بن عباد بن ہانیء الشجری:

انہوں نے اپنے والد سے روایات نقل کی ہیں۔

شیخ ابن ابی حاتم نے اسے ''ضعیف'' قرار دیا ہے اور اس بارے میں دیگر حضرات نے ان کا ساتھ دیا ہے۔

محمد بن اسماعیل ترمذی کہتے ہیں: میں نے ان سے زیادہ نابینا دل کا مالک کوئی شخص نہیں دیکھا۔ (راوی کہتے ہیں:): میں نے ان سے کہا کہ آپ کے والد نے آپ کو حدیث سنائی ہیں تو انہوں نے پوچھا: کیا تمہارے والد نے تمہیں حدیث سنائی ہیں؟ میں نے ان سے کہا ابراہیم بن سعد نے آپ کو احادیث سنائی ہیں تو وہ بولے ابراہیم بن سعد نے تمہیں احادیث سنائی ہیں۔

شیخ ابوالفتح ازدی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ ''منکر الحدیث'' ہے۔

۲۴۷- ابراہیم بن یزید بن قدید:

یہ امام اوزاعی کے شاگرد ہیں۔

انہوں نے اپنی سند کے ساتھ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے حوالے سے یہ روایت ''مرفوع'' حدیث کے طور پر نقل کی ہے۔

اذا دخل احدكم بيته فلا يجلس حتى يصلي ركعتين

''جب کوئی شخص اپنے گھر میں داخل ہو تو وہ دو رکعات ادا کرنے سے پہلے نہ بیٹھے''۔

امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: اس کی کوئی حقیقت نہیں۔

شیخ ابن عدی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ روایت اس سند کے حوالے سے ''منکر'' ہے۔

۲۴۸- ابراہیم بن یزید بن قدامہ

انہوں نے امام اوزاعی سے روایات نقل کی ہیں۔

اس سے منکر روایات منقول ہیں۔ یہ بات عقیلی نے ذکر کی ہے۔ اسناد میں یہ مخبوط الحواس ہو جاتا ہے۔

۲۴۹- (صح) ابراہیم بن یزید (س) بن مردانبہ

انہوں نے رقبہ بن مصقلہ سے اور ان سے ابو کریب اور ایک گروہ نے روایات نقل کی ہیں۔

انہیں ثقہ قرار دیا گیا ہے۔

امام ابو حاتم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: ان کی نقل کردہ احادیث تحریر کی جائیں گی، لیکن استدلال نہیں کیا جا سکتا۔ (یعنی وہ ضعیف ہوتی ہے)۔

۲۵۰- (صح) ابراہیم بن یزید بن شریک تیمی (ع)

یہ راوی ثقہ ہیں، لیکن انہوں نے سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا اور سیدہ حفصہ رضی اللہ عنہا سے احادیث کا سماع نہیں کیا۔ اس نے ان دونوں خواتین سے جو روایات نقل کی ہیں ان میں ارسال پایا جاتا ہے۔ (یعنی وہ روایات مرسل ہیں)

۲۵۱- ابراہیم بن یزید نخعی

اکابر اہل علم میں سے ایک ہے۔ انہوں نے ایک جماعت سے مرسل روایات نقل کی ہیں۔ انہوں نے حضرت زید بن ارقم رضی اللہ عنہ اور

دیگر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی زیارت کی ہے تاہم ان کا کسی صحابی سے احادیث کا سماع مستند طور پر ثابت نہیں ہے۔ان کے بارے میں امام شعبی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں: یہ وہ شخص ہے جس نے مسروق کے حوالے سے روایات نقل کی ہیں۔

انہوں نے اس سے (کسی حدیث کا) سماع نہیں کیا۔

(امام ذہبی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:) میں یہ کہتا ہوں: یہ عربی زبان پر عبور نہیں رکھتے تھے اس لیے بعض اوقات لفظی غلطی کر جاتے تھے۔

لوگوں نے ان کے ان الفاظ پر تنقید کی ہے: ''حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فقیہ نہیں تھے''۔

اعمش کہتے ہیں: میں نے ایسا کوئی شخص نہیں دیکھا جو ابراہیم سے زیادہ اس حدیث کو رد کر دیتا ہو جو اس نے نہ سنی ہو۔

(امام ذہبی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:) میں یہ کہتا ہوں: اب طے شدہ بات یہ ہے کہ ابراہیم نامی یہ راوی حجت ہے اور جب وہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ یا دیگر کے حوالے سے کوئی مرسل روایت نقل کریں تو وہ حجت نہیں ہوں گے۔

۲۵۲-ابراہیم بن یزید مدنی

انہوں نے ابن ابی نجیح، یزید بن ابی حبیب سے روایات نقل کی ہیں۔ابن معین رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں: یہ ''ضعیف'' ہیں۔ابو الفتح ازدی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں: یہ ''ذاہب الحدیث'' ہے۔

۲۵۳-ابراہیم بن یزید خوزی مکی (ت،ق)۔

انہوں نے طاوس، عطاء اور ایک بڑی جماعت سے روایات نقل کی ہیں۔ان سے وکیع، زید بن الحباب اور ایک جماعت نے روایات نقل کی ہیں۔امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ اور امام نسائی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ راوی ''متروک'' ہے۔یحییٰ بن معین رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں: یہ ''ثقہ'' نہیں ہے۔امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: محدثین نے ان کے بارے میں سکوت اختیار کیا ہے۔ابن سعد نے کہا ہے: ان کا انتقال 51 ہجری میں ہوا۔یہ مکہ مکرمہ میں ''حوز'' نامی گھاٹی میں سکونت پذیر تھے اور اسی حوالے سے ان کا اسم منسوب ہے۔شیخ ابن عدی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: ان کی نقل کردہ احادیث تحریر کی جائیں گی۔

۲۵۴-ابراہیم بن یعقوب،

یہ شیخ ابواحمد بن عدی کے استاد تھے۔اس پر جھوٹے ہونے کا الزام ہے۔یہ ہلاکت کا شکار ہونے والا شخص ہے۔

۲۵۵-ابراہیم بن ابوحیہ یسع:

ان کا تذکرہ پہلے گزر چکا ہے۔

۲۵۶-(صح) ابراہیم بن یعقوب، ابواسحاق سعدی جوزجانی

یہ ثقہ اور حافظ الحدیث ہیں۔(د،ق،س) یہ علم جرح وتعدیل کے آئمہ میں سے ایک ہیں۔

شیخ ابن عدی اسماعیل بن حبان کے حالات میں یہ بات تحریر کرتے ہیں جیسا کہ اس کے بارے میں جوزجانی نے یہ کہا ہے کہ

یہ حق سے دور تھا' لیکن جھوٹ نہیں بولتا تھا' جوز جانی دمشق میں مقیم رہے اور منبر پر احادیث بیان کیا کرتے تھے۔ امام احمد رحمۃ اللہ علیہ کے ساتھ ان کا خط و کتابت کا رابطہ تھا تو یہ امام احمد کے خطوط کے ذریعے قوت حاصل کرتے تھے اور انہیں منبر پر پڑھتے تھے۔ یہ اہل دمشق کے مذہب کی طرف شدت سے مائل تھے: یعنی حضرت علی رضی اللہ عنہ کے حوالے سے کچھ منفی خیالات کے مالک تھے۔ اسماعیل کے بارے میں جو کہا کہ وہ حق سے تھا۔ اس سے ان کی مراد یہی ہے کہ جو کوفیوں میں تشیع پایا جاتا تھا (وہ اس راوی میں بھی پایا جاتا ہے)

(امام ذہبی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:) میں یہ کہتا ہوں: ناصبی ہونا' اہل دمشق کا مذہب ہوا کرتا تھا' لیکن یہ ایک مخصوص وقت کی بات ہے' جس طرح مخصوص وقت میں ''رافضیت'' ان کا مذہب تھی اور یہ بنو عبید کی حکومت کے زمانے کی بات ہے۔ اس کے بعد ناصبی مذہب معدوم ہو گیا اور رافضی مذہب بھی تھوڑا سا باقی رہ گیا۔

۲۵۷- ابراہیم بن یوسف (خ، د، ت، س) بن اسحاق بن ابی اسحاق سبیعی

انہوں نے اپنے والد اور دادا سے۔ ان سے ابو کریب اور ایک جماعت نے روایات نقل کی ہیں۔ عباس دوری نے یحییٰ کا یہ قول نقل کیا ہے: یہ راوی ''لیس بشیء'' ہے۔ جوز جانی فرماتے ہیں: یہ ''ضعیف'' ہے۔ امام نسائی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا ہے: یہ ''قوی'' نہیں ہے۔ امام ابوداؤد رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ ضعیف ہے۔ امام ابوحاتم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: ان کی نقل کردہ احادیث تحریر کی جائیں گی۔ (امام ذہبی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:) میں یہ کہتا ہوں: ان کا انتقال سفیان بن عیینہ کے ساتھ ایک ہی سال میں ہوا۔ ابونعیم کہتے ہیں: انہوں نے اپنے والد سے کوئی حدیث نہیں سنی ہے۔

۲۵۸- ابراہیم بن یوسف باہلی بلخی (س) فقیہ

انہوں نے حماد بن زید اور اس کے طبقے کے افراد سے روایات نقل کی ہیں۔ ان سے امام نسائی، محمد بن منذر شکر، اور دیگر حضرات نے روایات نقل کی ہیں۔ انہوں نے امام ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ کی شاگردی اختیار کی اور صاحب کمال ہو گئے۔ امام نسائی رحمۃ اللہ علیہ نے انہیں ''ثقہ'' قرار دیا ہے۔ امام ابوحاتم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: اس (کی نقل کردہ روایات) میں مشغول نہیں ہوا جائے گا۔ (امام ذہبی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:) میں یہ کہتا ہوں: یہ الزام اس وجہ سے ہے کہ ان میں ''ارجاء'' کا عقیدہ پایا جاتا تھا۔ امام ابن حبان رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: بظاہر ان کا عقیدہ ''ارجاء'' کا تھا' لیکن درحقیقت ان کا اعتقاد اہل سنت کا سا تھا۔

۲۵۹- ابراہیم بن یوسف حضرمی الکندی کوفی صیرفی

انہوں نے ابن المبارک اور عبیداللہ اشجعی سے روایات نقل کی ہیں۔ ان سے امام نسائی رحمۃ اللہ علیہ نے عمل الیوم واللیلۃ میں (ان کے علاوہ) یحییٰ بن صاعد اور عمر بن بجیر روایات نقل کی ہیں۔ مطین اور دیگر حضرات نے یہ کہا ہے: یہ ''صدوق'' ہے۔ امام نسائی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا ہے: یہ ''قوی'' نہیں ہے۔

۲۶۰- ابراہیم بن ابی محذورة

شیخ ابوالفتح ازدی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ اور اس کے بھائی ضعیف ہیں۔ ان سے حسان بن عباد نے روایات نقل کی ہیں۔

۲۶۱-ابراہیم الافطس

انہوں نے وہب بن منبہ سے روایات نقل کی ہیں۔امام ابوزرعہ رازی نے انہیں ''ضعیف'' قرار دیا ہے۔

۲۶۲-ابراہیم قرشی

انہوں نے سعید بن شرحبیل سے'ان سے یحییٰ بن معین رحمۃ اللہ علیہ نے روایات نقل کی ہیں۔یہ راوی ''مجہول'' ہے۔

۲۶۳-ابراہیم الکندی

انہوں نے شعبی سے روایات نقل کی ہیں۔

۲۶۴-ابراہیم

انہوں نے یزید بن الہاد سے روایات نقل کی ہیں۔یہ راوی معروف نہیں ہے۔

۲۶۵-ابراہیم (ت)

انہوں نے کعب بن عجرہ سے روایات نقل کی ہیں۔یہ راوی معروف نہیں ہے۔ہوسکتا ہے کہ یہ ابراہیم نخعی ہوں۔اس صورت میں (ان کی نقل کردہ روایات کی سند) منقطع ہوگی۔واللہ اعلم

۲۶۶-ابراہیم شرابی

انہوں نے 380 کے آس پاس حیا کی کمی کی وجہ سے حضرت علی بن ابوطالب رضی اللہ عنہ کے حوالے سے روایات نقل کرنا شروع کر دیں۔اس کذاب سے روایت نقل کرنے میں سعد بن علی منفرد ہے'جس کا ذکر آگے آئے گا۔

۲۶۷-ابراہیم بن حوات:

(اور ایک قول کے مطابق):ابراہیم الحوات، یہی ابراہیم السماک ہے۔

اس پر جھوٹی روایات ایجاد کرنے کا الزام ہے اور یہ امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ کے معاصرین میں سے ہے۔

ساجی کہتے ہیں: یہ راوی ''کذاب'' ہے۔

واقدی کہتے ہیں: میں نے اسے سنا'اس نے ابن ابی ذئب سے کہا: بعض اوقات میں کوئی احادیث خود ہی ایجاد کر لیتا ہوں۔

۲۶۸-ابرد بن اشرس

انہوں نے یحییٰ بن سعید انصاری سے روایات نقل کی ہیں۔

ابن خزیمہ کہتے ہیں: یہ راوی ''کذاب اور وضاع'' (بہت زیادہ جھوٹ بولنے والا اور جھوٹی روایات ایجاد کرنے والا) ہے۔

(امام ذہبی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں:) میں یہ کہتا ہوں۔اس کی نقل کردہ (جھوٹی حدیث یہ ہے):

تفترق امتي على ثلاث وسبعين فرقة.
''میری امت تہتر فرقوں میں تقسیم ہو جائے گی''

۲۶۹-ابیض بن ابان

انہوں نے عطاء بن سائب سے روایات نقل کی ہیں۔
امام ابوحاتم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ قوی نہیں ہے۔
ان سے احمد بن یونس نے روایات نقل کی ہیں۔

۲۷۰-ابیض بن الاغر

انہوں نے ابوحمزہ ثمالی سے روایات نقل کی ہیں۔
ابوعبدالرحمٰن سلمی نے امام دارقطنی رحمۃ اللہ علیہ کا یہ قول نقل کیا ہے۔ یہ قوی نہیں ہے۔
امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: ان کی نقل کردہ احادیث تحریر کی جائیں گی۔

۲۷۱-ابین بن سفیان مقدسی

انہوں نے تابعین سے روایات نقل کی ہیں۔
یہ راوی ''ضعیف'' ہے۔ شاید یہ ابان بن سفیان نامی راوی کے علاوہ کوئی اور شخص ہے۔ وہ بعد کے زمانے کا ہوگا یا پھر یہ دونوں ایک ہی ہوں گے۔ باقی اللہ بہتر جانتا ہے۔
ہم نے اس کا تذکرہ ابان بن سفیان نامی راوی کے ضمن میں کیا ہے۔
شیخ ابوجعفر نفیلی بیان کرتے ہیں: میں نے ابین بن سفیان کے حوالے سے احادیث نوٹ کی تھی پھر میں نے جو روایات نوٹ کی تھی' انہیں جلا دیا' کیوں کہ انہوں نے اپنے والد اور شیخ ابوبکر بن حزم سے احادیث نوٹ کی ہیں۔
یہ مرجئہ فرقے سے تعلق رکھتا تھا۔
امام دارقطنی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ ضعیف ہے۔ اس سے منکر روایات منقول ہیں۔

۲۷۲-اُبی بن عباس (خ) بن سہل بن سعد الساعدی

انہوں نے اپنے والد اور ابوبکر بن حزم سے روایات نقل کی ہیں۔
جب کہ ان کے حوالے سے معن اور ایک جماعت نے روایات نقل کی ہیں۔
شیخ یحییٰ بن معین رحمۃ اللہ علیہ نے انہیں ''ضعیف'' قرار دیا ہے۔
امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ ''منکر الحدیث'' ہے۔
امام نسائی رحمۃ اللہ علیہ اور شیخ دولابی نے کہا ہے: یہ ''قوی'' نہیں ہے۔

معن نے اس راوی کے حوالے سے اس کی سند کے ساتھ (حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ کا یہ قول نقل کیا ہے)

کان لرسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرس خلف حائط یقال لہ اللحیف وفی روایۃ المجیب

''باغ کی دیوار کے پیچھے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ایک گھوڑا تھا جس کا ''لحیف'' تھا اور ایک روایت میں یہ الفاظ ہیں اس کا نام ''الجیب'' تھا''۔

(امام ذہبی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:) میں یہ کہتا ہوں: ابی نامی یہ راوی اگرچہ مستند نہیں ہے' لیکن یہ حسن الحدیث ہے اور اس کا بھائی عبدالمہیمن ''واہی الحدیث'' تھے۔

۲۷۳-اجلح بن عبداللہ (عو) ابوحجیہ کندی کوفی

ایک قول کے مطابق اس کا نام یحییٰ ہے۔

اس نے شعبی اور اس کے طبقے کے افراد سے روایات نقل کی ہیں۔

اس سے ثوری، قطان، ابواسامہ اور ایک مخلوق نے روایات نقل کی ہیں۔

یحییٰ بن معین رحمۃ اللہ علیہ اور احمد بن عبداللہ اجلی نے اسے ثقہ قرار دیا ہے۔ (یہ ضعیف ہے اور اس کا نظریہ غلط ہے)

امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ فطر سے کتنا قریب ہے۔

امام ابوحاتم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ ''قوی'' نہیں ہے۔

امام نسائی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا ہے: یہ ضعیف ہے۔ اس کا نظریہ غلط تھا۔

قطان کہتے ہیں: اس کے بارے میں میرے ذہن میں کچھ الجھن ہے۔

شیخ ابن عدی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ شیعہ مسلک سے تعلق رکھتا تھا' لیکن سچا تھا۔

شیخ جوزجانی فرماتے ہیں: اجلح نامی یہ راوی مفتری ہے۔

اسحاق بن موسیٰ نے اپنی سند کے ساتھ اجلح کا یہ قول نقل کیا ہے۔ ہم نے یہ بات سن رکھی ہے کہ جو شخص بھی حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ یا حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی شان میں گستاخی کرتا ہے وہ یا تو فقر میں مبتلا ہو جاتا ہے یا قتل ہو کر مارا جاتا ہے۔

ایک قول کے مطابق: ان کا انتقال 145 ہجری میں ہوا۔

یہ راوی جن روایات کو نقل کرنے میں منفرد ہے ان میں سے ایک یہ روایت ہے:

انہوں نے اپنی سند کے ساتھ حضرت براء رضی اللہ عنہ کے حوالے سے یہ روایت ''مرفوع'' حدیث کے طور پر نقل کی ہے۔

ما من مسلمین یتصافحان الا غفر لھما قبل ان یتفرقا

''جب دو مسلمان ایک دوسرے کے ساتھ مصافحہ کرتے ہیں تو ان دونوں کے الگ ہونے سے پہلے ہی ان دونوں کی مغفرت ہو جاتی ہے''۔

من اسمہٗ احمد

﴿وہ راوی جن کا نام احمد ہے﴾

۲۷۴-احمد بن ابراہیم بن حمیل

انہوں نے ابوقاسم صرصری سے روایات نقل کی ہیں۔
یہ ''ضعیف'' ہیں۔

۲۷۵-احمد بن ابراہیم بزوری

یہ پتہ نہیں چل سکا کہ یہ کون ہے
اس نے ایک جھوٹی روایت نقل کی ہے۔ امام ابن شاہین نے اپنی سند کے حوالے سے حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کا یہ قول نقل کیا ہے:
طينة من طينة المعتق،
''اس کی فطرت' آزاد کرنے والے کی فطرت سے تعلق رکھتی ہے''۔
یہ روایت جیسا کہ آپ نے ملاحظہ فرمایا ہے یہ ''منقطع'' ہے۔

۲۷۶-احمد بن ابراہیم بن خالد شلا ثانی واسطی

امام دارقطنی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ قوی نہیں ہے باقی اللہ بہتر جانتا ہے۔

۲۷۷-احمد بن ابراہیم بن مہران بوشنجی

انہوں نے ابن عیینہ وابوضمرہ سے روایات نقل کی ہیں۔
برقانی کی روایت کے مطابق امام دارقطنی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: اس میں کوئی حرج نہیں ہے۔
جب کہ عقیلی کی روایت کے مطابق انہوں نے یہ فرمایا ہے یہ اتنا قوی نہیں ہے کہ اس پر اعتبار کیا جا سکے۔

۲۷۸-احمد بن ابراہیم بن یزید

یہ ''سنی'' کے نام سے معروف ہے اور یہ اصبہان کا رہنے والا ہے۔
صالح بن مہران کہتے ہیں: اس سے منکر روایات منقول ہیں۔

۲۷۹-احمد بن ابراہیم بن ابی سکینہ حلبی

بعض حضرات نے اس کا نام محمد بیان کیا ہے۔ یہ بات خطیب بغدادی نے کہی ہے۔

انہوں نے امام مالک رحمۃ اللہ علیہ سے روایات نقل کی ہیں۔

(امام ذہبی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:) میں یہ کہتا ہوں: میں نے اہل علم کو نہیں دیکھا کہ انہوں نے اس کے بارے میں کوئی کلام کیا ہو۔

۲۸۰-احمد بن ابراہیم بن حکم، ابودجانۃ القرافی معافری۔

قرافۂ معافر' قبیلے کی ایک شاخ ہے۔

انہوں نے حرملہ اور دیگر حضرات سے روایات نقل کی ہیں۔

ابن یونس کہتے ہیں: حدیث نقل کرتے ہوئے یہ غلطی کر جاتا ہے۔

۲۸۱-احمد بن ابراہیم بن عبداللہ بن کیسان ابوبکر ثقفی اصبہانی

انہوں نے اسماعیل بن عمرو بجلی سے روایات نقل کی ہیں۔

ابن مردویہ نے اسے ''لین'' قرار دیا ہے۔

ابوشیخ کہتے ہیں: یہ غلطی کرتا تھا اور یہ ''قوی'' نہیں ہے۔

۲۸۲-احمد بن ابراہیم بن موسیٰ:

انہوں نے امام مالک رحمۃ اللہ علیہ سے روایات نقل کی ہیں۔

امام ابن حبان رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: اس سے حجت حاصل کرنا جائز نہیں ہے۔

(امام ذہبی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:) میں یہ کہتا ہوں: یہ ''مجہول'' ہے۔

اس نے امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کے حوالے سے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے یہ روایت نقل کی ہے۔

طلب العلم فریضة علٰی کل مسلم

''علم حاصل کرنا ہر مسلمان پر فرض ہے''۔

شیخ ابن عدی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ ''منکر الحدیث'' ہے۔

۲۸۳-احمد بن ابراہیم خراسانی

انہوں نے عبدالرحمٰن بن زید بن اسلم سے روایات نقل کی ہیں۔

یہ راوی ''مجہول'' ہے' لیکن کوئی روایت نقل کرنے میں منفرد نہیں ہے۔

۲۸۴-احمد بن ابراہیم ابومعاذ جرجانی الخمری

ابوبکر اسماعیلی کہتے ہیں: اس کی کوئی حیثیت نہیں ہے۔ اس کے حوالے سے کچھ روایات نوٹ کی ہیں۔

۲۸۵-احمد بن ابراہیم المزنی:

انہوں نے محمد بن کثیر سے روایات نقل کی ہیں۔

ابن حبان رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں: یہ احادیث اپنی طرف سے بنالیتا تھا اور ساحل پر گھومتا تھا۔

اس نے ابن کثیر کے حوالے سے امام اوزاعی سے ایک موضوع نسخہ نقل کیا ہے۔

ان میں ایک روایت یہ ہے' جو انہوں نے اپنی سند کے ساتھ حضرت انس رضی اللہ عنہ کے حوالے سے یہ روایت ''مرفوع'' حدیث کے طور پر نقل کی ہے۔

الا اخبر کم بأشقى الاشقياء ! من جمع الله عليه عذاب الآخرة وفقر الدنيا

''کیا میں تمہیں سب سے زیادہ بدبخت شخص کے بارے میں نہ بتاؤں' وہ شخص جس پر اللہ تعالیٰ آخرت کا عذاب اور دنیا میں فقر کو جمع کردے''۔

۲۸۶-احمد بن ابراہیم حلبی

انہوں نے علی بن عاصم اور قبیصہ سے روایات نقل کی ہیں۔

امام ابوحاتم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: اس کی نقل کردہ روایات باطل ہیں' جو اس کے جھوٹا ہونے پر دلالت کرتی ہے۔

(امام ذہبی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:) میں یہ کہتا ہوں: یہ ابن ابی سکینہ ہے' جس کا ذکر پہلے ہو چکا ہے۔

۲۸۷-احمد بن ابراہیم حمیری

اسماعیلی کہتے ہیں: اس کی کوئی حیثیت نہیں ہے۔

(امام ذہبی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:) میں یہ کہتا ہوں: یہ خمری ہے جو تصحیف کرتا ہے۔

۲۸۸-احمد بن ابراہیم تمار خارص

حسن بن علی بن عمرو زہری کہتے ہیں: یہ پسندیدہ نہیں ہے۔

انہوں نے عبداللہ بن معاویہ سے روایات نقل کی ہیں۔

۲۸۹-احمد بن الاجحم مروزی

ابن جوزی نے اپنی کتاب ''الموضوعات'' میں اس راوی کے حوالے سے ایک یہ روایت نقل کی ہے: سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں:

قالت: يارسول الله،مالك اذا قبلت فاطمة جعلت لسانك في فمها ؟ قال: ياعائشة، ان الله ادخلني الجنة فناولني جبريل تفاحة فاكلتها، فصارت في صلبي، فلما نزلت من السماء واقعت خديجة الحديث

''انہوں نے عرض کی: یارسول اللہ! کیا وجہ ہے کہ جب آپ فاطمہ رضی اللہ عنہا کے پاس تشریف لے جاتے ہیں تو آپ اپنی زبان ان کے منہ پر رکھ دیتے ہیں تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

اے عائشہ! اللہ تعالیٰ نے مجھے جنت میں داخل کیا تو جبرئیل علیہ السلام نے ایک سیب میری طرف بڑھایا۔ میں نے اسے کھالیا تو وہ میری پشت میں آ گیا۔ جب میں آسمان سے نیچے آیا تو میں نے خدیجہ رضی اللہ عنہا کے ساتھ صحبت کی (اس کے بعد پوری حدیث ہے)

(امام ذہبی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:) میں یہ کہتا ہوں: سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کی پیدائش پہلی وحی نازل ہونے سے پہلے ہو چکی تھی۔

احمد نامی اس راوی کے بارے میں ابن جوزی نے یہ کہا ہے۔ تمام محدثین کے نزدیک یہ ''کذاب'' ہے۔

۲۹۰-احمد بن احمد بن احمد بن البندنیجی محدث

انہوں نے ابن الزاغونی سے روایات نقل کی ہیں۔

ابن اخضر اور اس سے پہلے دیگر حضرات نے اسے جھوٹا قرار دیا ہے۔

۲۹۱-احمد بن احمد بن یزید مؤدب بلخی

انہوں نے حسن بن عرفہ سے روایات نقل کی ہیں۔

یہ وہ پہلا شخص ہے جس کا تذکرہ ابن عساکر نے اپنی تاریخ میں کیا ہے۔ اس پر (جھوٹی روایات نقل کرنے) کا الزام ہے۔ یہ ثقہ نہیں ہے اور جھوٹی روایات نقل کرتا ہے۔

۲۹۲-احمد بن ابی احمد جرجانی،

یہ احمد بن محمد ہے' جس کا ذکر ابھی عنقریب آئے گا۔

۲۹۳-احمد بن الازہر (س'ق) نیشاپوری الحافظ

یحییٰ بن معین رحمۃ اللہ علیہ نے اس روایت کے بارے میں ان پر الزام عائد کیا ہے' جو انہوں نے امام عبدالرزاق کے حوالے سے نقل کی ہے۔ پھر انہوں نے اسے معذور قرار دیا ہے۔

شیخ ابن عدی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ بظاہر اہل صدق میں سے محسوس ہوتا ہے۔

(امام ذہبی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:) میں یہ کہتا ہوں: بلکہ وہ ویسا ہے جیسا کہ امام ابوحاتم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ ''صدوق'' ہے۔

امام نسائی رحمۃ اللہ علیہ اور دیگر حضرات نے یہ بات بیان کی ہے: اس میں کوئی حرج نہیں ہے۔

اس راوی نے کوفہ کے اکابر مشائخ جیسے عبداللہ بن عمیر اور ان کے طبقے کے دیگر افراد کو پایا ہے اور اس کے حوالے سے جلیل القدر حضرات نے احادیث روایت کی ہیں۔ علماء نے اس کے بارے میں کوئی کلام نہیں کیا صرف ایک روایت کے بارے میں ہے' جو اس نے امام عبدالرزاق کے حوالے سے حضرت علی رضی اللہ عنہ کے فضائل میں نقل کی ہے' جس کے بارے میں انسان کا ذہن یہ گواہی دیتا ہے کہ یہ

روایت جھوٹی ہے۔

شیخ ابوحامد بن شرقی بیان کرتے ہیں اس کا سبب یہ ہے کہ اس روایت کا ایک راوی معمر ہے اس کا ایک بھانجا رافضی تھا۔اس نے معمر کی کتاب میں یہ روایت شامل کر دی۔ معمر ایک جلیل القدر بزرگ تھا۔کوئی شخص یہ قدرت نہیں رکھتا کہ اس پر مراجعت کر سکے۔امام عبدالرزاق نے یہ روایت کتاب میں اس سے سنی ہے۔

(امام ذہبی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:) میں یہ کہتا ہوں: امام عبدالرزاق امور کی معرفت رکھتے تھے۔انہوں نے یہ روایت احمد بن ازہر کے حوالے سے نقل کی ہے' جب کہ یہی روایت محمد بن حمدون نیشاپوری نے اپنی سند کے ساتھ امام عبدالرزاق کے حوالے سے نقل کی ہے۔اس اعتبار سے ابوازہر نامی راوی اپنے عہدے سے بری الذمہ ہو جائے گا۔

ان کا انتقال 261 ہجری میں ہوا۔

۲۹۴-احمد بن اسحاق:

یہ یعقوب حضرمی کا بھائی ہے۔

بصرہ کے رہنے والے اور ''ثقہ'' ہیں۔

انہوں نے حماد بن سلمہ، وہیب اور ایک جماعت سے روایات نقل کی ہیں۔ان سے احمد بن ابی خیثمہ اور عباس الدوری نے روایات نقل کی ہیں۔

امام نسائی رحمۃ اللہ علیہ اور دیگر حضرات نے انہیں ثقہ قرار دیا ہے۔

امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: اس میں کوئی حرج نہیں ہے۔میں نے انہیں اس لیے ترک کر دیا ہے' کیوں کہ ابن اکثم نے اس کے حوالے سے منقول روایات میں کچھ داخل کر دیا تھا۔

۲۹۵-احمد بن اسحاق بن ابراہیم بن نبیط بن شریط

اس راوی نے اپنے والد کے حوالے سے اپنے دادا سے ایک نسخہ نقل کیا ہے' جس میں غیر مستند روایات ہیں۔

جن میں سے چند روایات یہ ہیں: جو اس راوی نے اپنی سند کے ساتھ ''مرفوع'' حدیث کے طور پر نقل کی ہیں۔

(۱)الجیزۃ روضۃ من الجنۃ

جیزہ جنت کا ایک باغ ہے''۔

(۲) یامحمد لا اعذب بالنار من سمی باسمک

''اے محمد! میں ایسے کسی شخص کو جہنم کا عذاب نہیں دوں گا جس نے تمہارے نام کے مطابق نام رکھا ہو''۔

(۳) اھل بیتی کالنجوم بأیھم اقتدیتم اھتدیتم

''میرے اہل بیت ستاروں کی طرح ہیں تم ان میں سے جس کی بھی اقتداء کرو گے ہدایت پالو گے''۔

(۴) **مصر خزائن اللّٰه فی ارضه**

''مصر زمین میں اللہ تعالیٰ کا خزانہ ہے''۔

ہم نے یہ روایات ابونعیم کے حوالے سے سنی ہیں اور ان سے استدلال کرنا درست نہیں ہے' کیوں کہ یہ راوی ''کذاب'' ہے۔

۲۹۶-احمد بن اسحاق واسطی، ابوجعفر:

اسماعیلی کہتے ہیں: یہ زیادہ مستند نہیں ہے۔

۲۹۷-احمد بن اسعد بن صفیر:

انہوں نے شیخ ابوالعلا ہمذانی کے سامنے روایات کی قرات کی ہے وہ اس وقت ہرات میں تھے۔

اس پر جھوٹے ہونے کا الزام ہے۔

اس کے دادا کا نام صفیر ہے۔

۲۹۸-احمد بن اسماعیل، ابوحذافہ سہمی (ق):

انہوں نے امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کے حوالے سے موطا نقل کی ہے اور امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کے شاگردوں میں سب سے آخر میں ان کا انتقال ہوا۔

ان کا انتقال بغداد میں عیدالفطر کے دن 159 ھ میں ہوا۔ان سے روایت نقل کرنے والے آخری حضرات محاملی اور ابن مخلد ہیں۔

خطیب بغدادی اور دیگر حضرات فرماتے ہیں: یہ جان بوجھ کر جھوٹی بات بیان نہیں کرتے تھے۔

امام دارقطنی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ ''ضعیف'' ہے۔اس کے سامنے موطا کے علاوہ دیگر روایات پیش کی گئیں تو اس نے انہیں بھی روایت کر دیا۔

برقانی نے امام دارقطنی رحمۃ اللہ علیہ کا یہ قول نقل کیا ہے: انہوں نے اسے ہدایت کی تھی کہ وہ اس راوی کے حوالے سے صحیح روایت نقل کر دیں۔

شیخ ابن عدی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: اس نے امام مالک رحمۃ اللہ علیہ اور دیگر حضرات کے حوالے سے جھوٹی روایت نقل کی ہیں' جب کہ ابن صاعد نے اس کے حوالے سے احادیث نقل کرنے کو ایک مدت سے منع کر دیا تھا۔

انہوں نے اپنی سند کے ساتھ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کے حوالے سے یہ روایت ''مرفوع'' حدیث کے طور پر نقل کی ہے۔

افطر الحاجم والمحجوم

''پچھنے لگانے والے اور لگوانے والے کا روزہ ٹوٹ جاتا ہے''۔

انہوں نے اپنی سند کے ساتھ یہ روایت بھی نقل کی ہے۔

قضی بالیمین مع الشاهد

''نبی اکرم ﷺ نے ایک گواہ کے ہمراہ قسم کی بنیاد پر فیصلہ دے دیا تھا''۔
انہوں نے اپنی سند کے ساتھ یہ روایت بھی نقل کی ہے۔

یقوم الناس لرب العالمین قال: یقومون حتی یغیب احدهم فی رشحه

''لوگ تمام جہانوں کے پروردگار کی بارگاہ میں کھڑے ہوں گے۔ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: وہ لوگ کھڑے ہوئے ہوں گے یہاں تک کہ ان میں سے کوئی ایک شخص اپنے پسینے میں ڈوب جائے گا''۔
انہوں نے اپنی سند کے ساتھ یہ روایت بھی نقل کی ہے۔

یقبض اللّٰہ الارض، ویطوی السماء بیمینه

''اللہ تعالیٰ زمین کو قبضے میں لے گا اور آسمان کو اپنے دائیں دست مبارک کے ذریعے لپیٹ دے گا''۔

شیخ ابن عدی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ روایت اور اس سے پہلے والی روایت ان دونوں کو ابن وہب نے بھی امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کے حوالے سے نقل کیا ہے۔ تاہم ابوحذیفہ نامی اس راوی کا یہ محل نہیں ہے کہ اس نے یہ دونوں روایات امام مالک رحمۃ اللہ علیہ سے سنی ہوں۔

(امام ذہبی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:) میں یہ کہتا ہوں: ابوحذیفہ پر یہ اعتراض نہیں کیا جا سکتا کہ متن میں کوئی خرابی ہے' بلکہ سند کے حوالے سے اعتراض ہوسکتا ہے لیکن وہ بھی انہوں نے جان بوجھ کر غلط بیانی نہیں کی۔

شیخ ابوعباس سراج کہتے ہیں: میں نے فضل بن سہل کو سنا۔ انہوں نے امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کے شاگرد ابوحذیفہ کا ذکر کرتے ہوئے انہیں جھوٹا قرار دیا اور کہا یہ جو بھی بات کہتا ہے ہمیشہ یہی کہتا ہے کہ یہ روایت امام مالک رحمۃ اللہ علیہ نے نافع کے حوالے سے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے (منقول ہونے کے طور پر) مجھے سنائی ہے۔

خطیب بغدادی فرماتے ہیں: اس کے حوالے سے ابن صاعد نے احادیث نقل کی ہیں۔
انہوں نے اپنی سند کے ساتھ امام مالک رحمۃ اللہ علیہ سے نافع کے حوالے سے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کا یہ قول نقل کیا ہے۔

العلم ثلاثة: کتاب ناطق، وسنة ماضية، ولا ادری، او نحو هذا

''علم کی تین صورتیں ہیں: بولنے والی کتاب گزری ہوئی سنت اور (جس چیز کے بارے میں پتہ نہ ہو اس کے بارے میں یہ کہنا) مجھے نہیں معلوم''۔

(راوی کو شک ہے شاید اس کی مانند کوئی اور لفظ ہے) امام ابن خزیمہ نے اس کے حوالے سے روایت نقل کی ہے پھر انہوں نے اسے متروک قرار دیا ہے۔

۲۹۹-احمد بن ابی اوفیٰ

ابن عدی فرماتے ہیں: اس نے شعبہ کے حوالے سے روایات نقل کی ہیں اور اس کے حوالے سے شعبہ کے علاوہ دیگر راویوں کے حوالے سے درست روایات منقول ہیں۔
اس نے عباد بن منصور کے حوالے سے بھی روایات نقل کی ہیں۔

اس کے حوالے سے سہل بن سنان، معمر بن سہل اور اہل الاہواز نے روایات نقل کی ہیں۔

(امام ذہبی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:) میں یہ کہتا ہوں: اس کے حوالے سے ابن عدی نے تین روایات نقل کی ہیں جس کی اسناد میں شکوک وشبہات ہیں تاہم ان کا متن درست ہے۔

۳۰۰-احمد بن ایوب ارجانی

یہ پسندیدہ شخص نہیں تھا۔ یہ بات حمزہ بن یوسف اور دیگر حضرات نے بیان کی ہے۔

۳۰۱-احمد بن بابشاذ، ابوالفتح جوہری، مصری:

یہ شیخ ابوعبداللہ رازی کے مشائخ میں سے ہیں۔ سلفی نے یہ بات بیان کی ہے کہ اس میں کمزوری پائی جاتی ہے۔

۳۰۲-احمد بن ابوبکر، ابومصعب زہری:

یہ فقیہ ہیں اور امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کے شاگرد ہیں۔

یہ ثقہ اور حجت ہیں: مجھے یہ پتہ نہیں چل سکا کہ شیخ ابوخیثمہ نے اپنے صاحبزادے احمد کو یہ کیوں کہا تھا: تم ابومصعب کے حوالے سے احادیث نوٹ نہ کرو اور جس کے حوالے سے چاہو نوٹ کرلو۔

۳۰۳-احمد بن بحر عسکری:

انہوں نے عبثر بن قاسم، علی بن مسہر سے اور ان سے، علی بن حسن ہسنجانی اور دیگر حضرات سے روایات نقل کی ہیں۔

میرے علم کے مطابق اس شخص میں کوئی حرج نہیں ہے۔ میں نے اس کا تذکرہ یوسف بن احمد شیرازی کی پیروی کرتے ہوئے کردیا ہے۔ انہوں نے اپنی کتاب ''الضعفاء'' کے پہلے جزو میں اس کا تذکرہ کیا ہے اور انہوں نے اس میں ایسی کوئی بات بیان نہیں کی جو اس بات کا تقاضا کرے کہ یہ راوی کمزور ہے' بلکہ انہوں نے ابومحمد بن ابوحاتم کے حوالے سے یہ بات نقل کی ہے۔ میں نے اپنے والد کے سامنے اس کی روایت پیش کی تو انہوں نے فرمایا یہ روایت ٹھیک ہے' لیکن وہ اس شخص سے واقف نہیں تھے۔

۳۰۴-احمد بن بدیل کوفی قاضی (ت، ق):

انہوں نے ابوبکر بن عیاش اور اس کے طبقے کے افراد سے روایات نقل کی ہیں۔

امام نسائی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا ہے: اس میں کوئی حرج نہیں ہے۔

شیخ ابن عدی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: اس نے حفص بن غیاث اور دیگر حضرات کے حوالے سے ایسی روایات نقل کی ہیں جنہیں منکر قرار دیا گیا ہے۔

یہ ان لوگوں میں سے ایک ہے جن کے ''ضعیف'' ہونے کے باوجود ان کی احادیث تحریر کی جائیں گی۔

امام دارقطنی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: اس میں ''لین'' (کمزوری) پائی جاتی ہے۔

حافظ الحدیث صالح بن احمد ہمدانی کہتے ہیں: مجھے یہ روایت پہنچی ہے کہ کوفہ میں اسے ''کوفہ کے راہب'' کا خطاب دیا گیا ہے' پھر جب اسے قاضی کا عہدہ دیا گیا تو یہ بولا: اس بڑھاپے میں مجھے رسوائی کا شکار کر دیا گیا۔

۳۰۵-احمد بن بدران بغدادی:

انہوں نے ''القدس'' میں پڑاؤ اختیار کیا۔

دانی نے اس کا تذکرہ کیا ہے اس نے امام مجاہد کے صاحبزادے سے قرآن پڑھا تھا۔

اس کا انتقال 414ھ میں ہوا' اس لیے میں یہ نہیں سمجھتا کہ یہ بات سچ ہوگی۔

مطین یہ کہتے ہیں: ان کا انتقال 258 ہجری میں ہوا۔

۳۰۶-احمد بن بشیر، بغدادی

انہوں نے عطاء بن مبارک سے روایات نقل کی ہیں۔

خطیب بغدادی نے اس کے ضعیف ہونے اور اس کے ہم نام کوئی راوی کے قوی ہونے کی طرف اشارہ کیا ہے۔

۳۰۷-احمد بن بشیر (خ،ت،ق) کوفی

انہوں نے اعمش اور ہشام بن عروہ سے روایات نقل کی ہیں۔ ان سے ابن عرفہ، سلم بن جنادۃ اور ایک گروہ نے روایات نقل کی ہیں۔

محمد بن عبداللہ بن نمیر کہتے ہیں: یہ ''صدوق'' ہے۔

یہ تاریخ کے بارے میں اچھی معرفت رکھتے تھے ان کا فہم بھی اچھا تھا۔ یہ شعوبیہ فرقے کے سردار تھے اور اس حوالے سے بحث و مباحثہ کیا کرتے تھے اور لوگوں کے سامنے اس حوالے سے نظریات پیش کرتے تھے۔

(امام ذہبی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:) میں یہ کہتا ہوں: شعوبیہ سے مراد وہ لوگ ہیں جو عجمیوں کو عربوں پر فضیلت دیتے ہیں۔

امام ابوزرعہ رازی فرماتے ہیں: یہ ''صدوق'' ہے۔

امام دارقطنی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ ضعیف ہیں البتہ ان کی نقل کردہ حدیث کا اعتبار کیا جائے گا۔

امام نسائی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا ہے: یہ زیادہ قوی نہیں ہے۔

انہوں نے اپنی سند کے ساتھ حضرت جابر رضی اللہ عنہ کے حوالے سے یہ روایت ''مرفوع'' حدیث کے طور پر نقل کی ہے۔

تعبد رجل في صومعته، فمطرت السماء، فاعشبت الارض، فرأى حمارا يرعى، فقال: يارب، لو كان لك حمار رعيته مع حماري !

''ایک شخص اپنے عبادت خانے میں عبادت کر رہا تھا۔ اس دوران آسمان سے بارش نازل ہوگئی جس کے نتیجے میں سبزہ اُگ آیا تو اس نے ایک گدھے کو چرتے ہوئے دیکھا تو بولا: اے میرے پروردگار! اگر تیرا بھی کوئی گدھا ہوتا تو میں اسے بھی

اپنے گدھے کے ساتھ چرالیتا''۔
عثمان دارمی کہتے ہیں: یہ ''متروک'' ہے۔
(امام ذہبی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:) میں یہ کہتا ہوں: امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے اس کے حوالے سے اپنی صحیح میں روایت نقل کی ہے۔
ان کا انتقال 197 ہجری میں ہوا۔

۳۰۸-احمد بن بکر بالسی:

(اور ایک قول کے مطابق اس کا نام): احمد ابن بکرویہ، ابوسعید۔
شیخ ابن عدی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: اس نے ثقہ راویوں کے حوالے سے منکر روایات نقل کی ہیں' پھر ابن عدی نے اس کے حوالے سے تین روایات نقل کی ہیں جن میں سے ایک درج ذیل ہے:
انہوں نے اپنی سند کے ساتھ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ کے حوالے سے یہ روایت ''مرفوع'' حدیث کے طور پر نقل کی ہے۔
من ابغض عمر فقد ابغضنی، ومن احبه فقد احبنی، عمر معی حیث حللت، وانا مع عمر حیث حل،
''جو شخص عمر سے بغض رکھتا ہے وہ مجھ سے بغض رکھتا ہے اور جو شخص اس سے محبت رکھتا ہے وہ مجھ سے محبت رکھتا ہے۔ میں جہاں بھی جاؤں عمر میرے ساتھ ہوگا اور عمر جہاں بھی جائے میں اس کے ساتھ ہوں''۔
ابوالفتح ازدی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں: یہ احادیث اپنی طرف سے بنالیتا تھا۔

۳۰۹-احمد بن بکر بن خالد سلمی

انہوں نے امام مالک رحمۃ اللہ علیہ سے روایات نقل کی ہیں۔ یہ راوی ''لین'' ہے۔

۳۱۰-احمد بن بکران ابوالعباس نخاس، بغدادی

انہوں نے ابوحفص الفلاس اور عمر بن شبہ سے اور ان سے امام دارقطنی رحمۃ اللہ علیہ اور ایک جماعت نے روایات نقل کی ہیں۔
بعض اہلِ علم نے انہیں ''ثقہ'' قرار دیا ہے۔
امام دارقطنی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ ''ضعیف'' تھا۔

۳۱۱-احمد بن بندار ابوبکر ساوی:

انہوں نے علی بن احمد ہاشمی سے اور ان سے ادریسی نے روایات نقل کی ہیں اور ان پر تنقید کی ہے۔

۳۱۲-احمد بن تمیم بن عباد:

اس نے ایک شخص کے حوالے سے ابن عیینہ سے منکر روایت نقل کی ہے۔
ان سے قاسم بن قاسم سیاری نے روایات نقل کی ہیں۔

امام حاکم رحمۃ اللہ علیہ نے اس کے حوالے سے ایک روایت نقل کی ہے اور پھر یہ فرمایا ہے: اس روایت (کے منکر ہونے) کا وبال اسی شخص پر ہوگا۔

۳۱۳-احمد بن ثابت بن عتاب رازی فرخویہ:

انہوں نے عبدالرزاق سے روایات نقل کی ہیں۔

ابن ابی حاتم اس شخص کے حوالے سے' جس نے انہیں حدیث بیان کی' یہ کہتے ہیں: لوگوں کو اس بارے میں کوئی شک نہیں ہے۔

یہ راوی ''کذاب'' ہے۔

اس کے حوالے سے عفان اور نضر بن محمد سے بھی روایات منقول کی ہیں۔

۳۱۴-احمد بن ثابت طرقی الحافظ

یہ ''صدوق'' ہے اور 500ھ کے بعد کا ہے' لیکن یہ کہتا ہے: روح قدیم ہے' جس طرح جاہل جبالنہ (فرقے کے لوگ) اس بات کے قائل ہیں اور انہیں غلط فہمی اللہ تعالیٰ کے اس فرمان سے ہوئی (ارشاد باری تعالیٰ ہے)

" قل الروح من امر ربی "

''تم فرمادو روح میرے پروردگار کے امر سے ہے''

تو یہ لوگ کہتے ہیں: اللہ تعالیٰ کا امر قدیم ہے اور یہ ایک ایسی چیز ہے جو اس کی مخلوق نہیں ہے پھر وہ یہ آیت تلاوت کرتے ہیں''۔

الا له الخلق والامر

''یادرکھنا خلق اور امر کے ساتھ وہی موصوف ہے''۔

(اسی طرح ایک اور مقام پر ارشاد باری تعالیٰ ہے)

" وكذلك اوحينا اليك روحا من امرنا "

''اسی طرح ہم نے تمہاری طرف اپنے امر میں سے ایک روح کو وحی کیا''۔

تو یہ بدعتی اور گمراہ ہونے کی سب سے بری قسم ہے' کیوں کہ سب لوگ یہ جانتے ہیں کہ تمام حیوانات مخلوق ہیں اور ان کے اجسام ارواح بھی (دونوں مخلوق ہیں)

۳۱۵-احمد بن جریر کشی:

اس نے تاریک اسناد اور منکر متن روایت کیے ہیں۔ یہ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کا معاصر ہے۔

یہ پتہ نہیں چل سکا کہ یہ کون ہے؟

۳۱۶-احمد بن جعفر بن عبداللہ:

یہ حافظ ابونعیم کا استاد ہے جب کہ ابن طاہر نے یہ بات نقل کی ہے کہ یہ احادیث گھڑنے کے حوالے سے مشہور ہے۔

۳۱۷-احمد بن جعفر نسائی، ابوالفرج:

انہوں نے جعفر فریابی سے روایات نقل کی ہیں۔
حافظ الحدیث ابن فرات یہ کہتے ہیں: یہ ''ثقہ'' نہیں ہے۔
ان کا انتقال 366 ہجری میں ہوا۔
ان سے برقانی اور ابونعیم نے روایات نقل کی ہیں۔

۳۱۸-احمد بن جعفر بن سعید، ابوحامد اشعری ملحمی:

یہ 300ھ کے بعد بھی موجود تھا۔ اس میں ضعف پایا جاتا ہے تاہم اسے متروک قرار نہیں دیا گیا۔
انہوں نے لوین اور محمد بن عباد سے اور ان سے ابواسحاق بن حمزہ نے روایات نقل کی ہیں۔
ایک قول کے مطابق: یہ حدیث میں سرقہ کا مرتکب ہوتا تھا۔

۳۱۹-(صح) احمد بن جعفر بن حمدان، ابوبکر قطیعی:

یہ اپنی ذات کے اعتبار سے صدوق ہے اور مقبول ہے تاہم اس میں تھوڑا سا تغیر آ گیا تھا۔
خطیب بغدادی فرماتے ہیں: ہم نے ایسا کوئی شخص نہیں دیکھا جس نے اس سے استدلال کو ترک کیا ہو۔
امام حاکم فرماتے ہیں: یہ ''ثقہ'' اور ''مامون'' ہیں۔
شیخ ابوعمرو بن صلاح کہتے ہیں: آخری عمر میں یہ اختلاط کا شکار ہو گیا تھا۔ یہاں تک کہ یہ ایسی کسی چیز کو شناخت نہیں کرتا تھا جو اس کے سامنے قرأت کی جائے۔ یہ بات شیخ ابوحسن بن فرات نے بیان کی ہے۔
(امام ذہبی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:) میں یہ کہتا ہوں: یہ بات غلو اور اسراف ہے کیوں کہ ابوبکر نامی یہ راوی اپنے زمانے کی سند تھا۔
اس کا انتقال 368ھ میں ہوا اس وقت اس کی عمر پچانویں سال تھی۔
شیخ ابن ابوالفوارس کہتے ہیں: یہ علم حدیث میں زیادہ پائے کا نہیں ہے۔
اس سے مسند احمد کے بعد اسی کے بارے میں کچھ اصول منقول ہیں جن میں غور و فکر کی گنجائش ہے۔
برقانی کہتے ہیں: میں نے اس کی کتابوں کے ایک حصے کا غور سے جائزہ لیا پھر اس نے اپنی ایک کتاب کا نسخہ دیا جس کے بارے میں لوگوں نے یہ ذکر کیا ہے کہ اس بارے میں اس کا سماع نہیں ہے تو اس وجہ سے لوگوں نے اس کو غیر مستند قرار دیا ورنہ یہ راوی ثقہ ہے۔ پہلے میں اس پر شدید تنقید کرتا تھا' لیکن پھر میرے سامنے یہ بات واضح ہوئی کہ یہ صدوق ہے اور اس کے سماع میں کوئی شک نہیں ہے۔
وہ یہ فرماتے ہیں: میں نے یہ بات بھی سن رکھی ہے یہ مستجاب الدعوات ہے۔

۳۲۰-احمد بن ابی جعفر بکری عامری سمرقندی:

ادریسی کہتے ہیں: اس کے حوالے سے ایک ہی روایت منقول ہے' جسے ابومحمد باہلی نے اس کے لیے ایجاد کیا ہے۔

۳۲۱-احمد بن جعفر بن عبداللہ بن یونس بن عبید:

انہوں نے اپنی سند کے ساتھ حضرت انس رضی اللہ عنہ کے حوالے سے یہ روایت "مرفوع" حدیث کے طور پر نقل کی ہے۔

ابو بكر وزيري وخليفتي

"ابوبکر میرا وزیر اور میرا خلیفہ ہے"

حافظ الحدیث حسن بن علی بن عمرو نے اس سے روایات نقل کی ہیں اور یہ کہا ہے: یہ احادیث گھڑنے کے حوالے سے مشہور ہے اور اس کی کوئی حیثیت نہیں ہے۔

۳۲۲-احمد بن جمہور غسانی

یہ عمر رسیدہ شخص ہے اور اس پر جھوٹا ہونے کا الزام ہے۔

اس سے محمد ابن یوسف ہروی نے روایات نقل کی ہیں۔

۳۲۳-احمد بن حاتم سعدی،

محمود بن حکیم مستملی نے اس کے حوالے سے ایک منکر روایت نقل کی ہے اور ادریسی نے اس پر تنقید کی ہے۔

۳۲۴-احمد بن حارث غسانی، بصری:

یہ شیخ ابن وارہ کا استاد ہے۔

امام ابوحاتم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ راوی "متروک الحدیث" ہے۔

امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ محل نظر ہے۔

انہوں نے یہ فرمایا ہے یہ غنوی کے نام سے معروف ہے۔ اس نے ساکنہ بنت جعد سے احادیث کا سماع کیا ہے۔ اس راوی کے حوالے سے سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے یہ بات منقول ہے۔

نهى رسول الله صلى الله عليه وسلم عن خرق التوراة وان تقصع القملة بالنواة، وفي نسخة عن حرق النواة

"نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے تورات کو پھاڑنے سے اور گٹھلی کے ذریعے جوؤں کو مارنے اور ایک نسخے کے مطابق گٹھلیوں کو جلانے سے منع کیا ہے۔

۳۲۵-احمد بن حارث بن مسکین مصری

امام طحاوی نے اس کی احادیث کے حوالے سے اسے منکر قرار دیا ہے، جو انہوں نے اپنے والد سے روایات نقل کی ہیں۔

۳۲۶- احمد بن حامد، ابو سلمہ سمرقندی

ابن طاہر مقدسی کہتے ہیں: یہ جھوٹ بولتا تھا (یا جھوٹی روایات نقل کرتا تھا)۔
ادریسی کہتے ہیں: انہوں نے اپنے والد سے روایات نقل کی ہیں۔
یہ جھوٹ بولتا ہے اور اس کے حوالے سے احادیث نقل کرتا ہے، جس سے اس کی ملاقات ہی نہیں ہوئی۔
اس کا انتقال 360ھ کے بعد ہوا۔

۳۲۷- احمد بن حجاج بن صلت

انہوں نے اپنی سند کے ساتھ یہ روایت ''مرفوع'' حدیث کے طور پر نقل کی ہے۔
يختم هذا الامر بغلام من ولدك ياعم، يصلي بعيسىٰ بن مريم
''اے چچا! آپ کی اولاد میں سے ایک غلام پر اس معاملے کا اختتام ہوگا جو حضرت عیسیٰ بن مریم کو نماز پڑھائے گا''۔
اس روایت کو اس سے محمد بن مخلد نے نقل کیا ہے اور ساری خرابی یہی شخص ہے۔
حیرانگی اس بات پر ہوتی ہے کہ خطیب بغدادی نے اپنی تاریخ میں اس کا ذکر کیا ہے۔
ہوسکتا ہے کہ انہوں نے ان کے حوالے سے سکوت اختیار کیا ہو کیوں کہ ان کی حالت مشتبہ ہے۔
ان کا انتقال 268 ہجری میں ہوا۔

۳۲۸- احمد بن حرب نیشا پوری زاہد

یہ سفیان بن عیینہ کے طبقے سے احادیث روایت کرتے ہیں۔
اس سے منکر روایات منقول ہیں۔ تاہم انہوں نے اسے متروک قرار نہیں دیا۔
یہ بات کہی گئی ہے۔ ان کا تعلق ابدال میں سے تھا۔
ابن کرام نے ان کی شاگردی اختیار کی۔
امام حاکم کی تاریخ میں ان کا طویل ترجمہ منقول ہے۔
یہ اٹھاون سال تک زندہ رہے اور ان کا انتقال 234ھ میں ہوا۔ ان سے صحیح مسلم کے راوی ابن سفیان نے احادیث حاصل کی ہیں۔
امام ابن حبان رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ ''ارجاء'' کے عقیدے کی طرف دعوت دیتے تھے، تو جمعہ بن عبداللہ بلخی نے لوگوں کے سامنے ان کی حقیقت واضح کی۔

۳۲۹- احمد بن حسن بن ابان مصری ایلی

انہوں نے ابو عاصم اور دیگر حضرات سے روایات نقل کی ہیں۔

شیخ ابن عدی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث میں سرقہ کا مرتکب ہوتا تھا۔

امام ابن حبان رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ راوی ''کذاب اور دجال'' ہے۔ یہ ثقہ راویوں کے حوالے سے احادیث اپنی طرف سے بنالیتا تھا۔

امام دارقطنی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: لوگوں نے اس کے حوالے سے احادیث ہمیں سنائی ہیں۔ یہ راوی ''کذاب'' ہے۔

(امام ذہبی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:) میں یہ کہتا ہوں: یہ امام طبرانی رحمۃ اللہ علیہ کے اکابر استادوں میں سے ایک ہے۔

اس کی نقل کردہ جھوٹی روایات میں سے ایک وہ روایت ہے جو اس نے اپنی سند کے ساتھ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے نقل کی ہے۔

كيف اصبحت ياحارثة ؟ قال: اصبحت مؤمنا حقا قال: فما حقيقة ايمانك ؟ قال: صرفت نفسي عن الدنيا فاسهرت ليلى، واظمات نهاري وكانى انظر الى ربى على عرشه بارزا الحديث

''نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے دریافت کیا: اے حارثہ! تم نے کس حال میں صبح کی ہے؟ انہوں نے عرض کی: میں نے حقیقی مومن ہونے کی حالت میں صبح کی ہے۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے دریافت کیا: تمہارے ایمان کی حقیقت کیا ہے؟ انہوں نے عرض کی میں نے دنیا سے اپنا رخ موڑ لیا ہے اور رات بھر میں نوافل پڑھتا رہتا ہوں اور دن بھر پیاسا رہتا ہوں (نفلی روزہ رکھتا ہوں) تو اس وقت میری یہ حالت ہے کہ گویا میں پروردگار کے عرش کی طرف دیکھ رہا ہوں جو میرے سامنے واضح ہے''۔

اسی راوی نے اپنی سند کے ساتھ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کا یہ بیان نقل کیا ہے۔ میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا ہے۔

لا يقبل الله قولا الا بعمل، ولا عمل الا بنية، ولا يقبل قولا وعملا ونية الا بما وافق الكتاب والسنة

''اللہ تعالیٰ عمل کے بغیر کسی بھی قول کو قبول نہیں کرتا اور نیت کے بغیر عمل کو قبول نہیں کرتا اور صرف اسی قول عمل اور نیت کو قبول کرتا ہے جو کتاب وسنت کے مطابق ہو''۔

حالانکہ یہ بات سفیان ثوری کا قول ہے جب کہ پہلی روایت کو سفیان ثوری نے معمر کے حوالے سے صالح بن مسمار سے نقل کی ہے۔

''نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت حارثہ رضی اللہ عنہ سے فرمایا''۔

انہوں نے اپنی سند کے ساتھ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کے حوالے سے یہ روایت ''مرفوع'' حدیث کے طور پر نقل کی ہے۔

الهوى والبلاء والشهوة معجونة بطينة آدم

''نفسانی خواہش آزمائش اور شہوت آدم کی فطرت میں گوندھ دی گئی ہیں (یعنی یہ انسانی فطرت کا حصہ ہیں)''۔

۳۳۰-احمد بن حسن بن قاسم بن سمرۃ کوفی

انہوں نے مصر میں وکیع کے حوالے سے احادیث نقل کی ہیں اور یہ اپنی ذات کے پیغام رساں کے طور پر معروف تھے۔

امام دارقطنی رحمۃ اللہ علیہ اور دیگر حضرات فرماتے ہیں: یہ راوی ''متروک'' ہے۔

امام ابن حبان رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ راوی ''کذاب'' ہے۔

انہوں نے اپنی سند کے ساتھ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کے حوالے سے یہ روایت ''مرفوع'' حدیث کے طور پر نقل کی ہے۔

اذا كان يوم القيامة نادى مناد من تحت العرش، فيؤتى بأبي بكر وعمر وعثمان وعلى الحديث

''جب قیامت کا دن ہوگا تو ایک اعلان کرنے والا عرش کے نیچے اعلان کرے گا تو ابوبکر رضی اللہ عنہ' عمر رضی اللہ عنہ' عثمان رضی اللہ عنہ اور علی رضی اللہ عنہ کو لایا جائے گا''۔

انہوں نے اپنی سند کے ساتھ حضرت انس رضی اللہ عنہ کے حوالے سے یہ روایت ''مرفوع'' حدیث کے طور پر نقل کی ہے۔

يجزى من بر الوالدين الجهاد في سبيل الله

''اللہ کی راہ میں جہاد کرنا والدین کی فرمانبرداری کا بدلہ بن جاتا ہے''۔

ابن یونس کہتے ہیں: اس نے منکر روایات نقل کی ہیں اور ان کا انتقال 262 ہجری میں ''مصر'' میں ہوا۔

۴۳۱-احمد بن حسن بن عبید اللہ بن محمد، ابوالعباس بکری تیمی سمرقندی

انہوں نے اپنے چچا حمزہ سے روایات نقل کی ہیں اور ان سے ادریسی نے روایات نقل کی ہیں۔

اور یہ کہا ہے: اس کی نقل کردہ روایات پر اعتماد نہیں کیا جائے گا۔ اس کا انتقال 360ھ کے بعد ہوا۔

۴۳۲-احمد بن حسن بن علی بن طور بلخی

یہ ادریسی کا استاد ہے۔ وہ کہتے ہیں: اہل بلخ اس سے راضی نہیں تھے۔

۴۳۳-احمد بن حسن ابو حنش

انہوں نے یحییٰ بن معین رحمۃ اللہ علیہ سے روایات نقل کی ہیں۔

خطیب بغدادی نے اس پر یہ الزام لگایا ہے کہ اس نے یہ روایت خود ایجاد کی ہے' جو اس نے اپنی سند کے ساتھ سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے حوالے سے یہ روایت ''مرفوع'' حدیث کے طور پر نقل کی ہے۔

من حفظ القرآن شفع في عشرة من اهل بيته قد وجبت لهم النار

''جو شخص قرآن حفظ کر لے گا وہ اپنے اہل خانہ میں سے دس ایسے افراد کی شفاعت کرے گا جن کے حق میں جہنم واجب ہو چکی ہوگی''۔

خطیب بغدادی فرماتے ہیں: اس روایت میں وبال اس راوی پر ہے۔

اس راوی کے حوالے سے عیسیٰ بن حامد قاضی نے روایات نقل کی ہیں۔

۴۳۴-احمد بن حسن بن عبد الجبار صوفی:

یہ راوی مشہور ہیں۔

دارقطنی رحمۃ اللہ علیہ نے انہیں ''ثقہ'' قرار دیا ہے۔
ابن منادی کہتے ہیں: ان سے صرف نظر کرتے ہوئے احادیث نوٹ کی جائیں گی۔

۳۳۵-احمد بن حسن مکی:

یہ 300ھ کے بعد بھی زندہ تھے۔
ان پر جھوٹا ہونے کا الزام ہے اور یہ جرجان سے تعلق رکھتے ہیں۔ان کا کہنا ہے کہ یہ حضرت جریر رضی اللہ عنہ کی اولاد میں سے ہیں۔
شیخ ابوزرعہ کشی نے انہیں جھوٹا قرار دیا ہے۔
اس کے حوالے سے ربیع بن سلیمان سے روایات منقول ہے۔

۳۳۶-احمد بن حسن بن علی مقری دبیس

انہوں نے محمد بن عبدالنور اور محمد بن مصفی سے روایات نقل کی ہیں۔
امام دارقطنی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ ''ثقہ'' نہیں ہے۔

۳۳۷-احمد بن حسن، ابوالحسین طرسوسی

انہوں نے عمر بن سعید منبجی سے روایات نقل کی ہیں۔
ابن عساکر کہتے ہیں: یہ ''مجہول'' ہے۔

۳۳۸-احمد بن حسن بن اسماعیل بن صبیح یشکری کوفی

امام دارقطنی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ ''قوی'' نہیں ہے۔
(امام ذہبی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:) میں یہ کہتا ہوں: امام حاکم نے ان سے احادیث سنی ہیں۔

۳۳۹-احمد بن حسن بن سہل، ابوالفتح حمصی

ایک قول کے مطابق: اس پر یہ الزام ہے کہ یہ جھوٹی روایات ایجاد کرتا تھا یہ بات ضیاء مقدسی نے بیان کی ہے۔

۳۴۰-احمد بن حسن بن اقبال،

یہ بعد کے زمانے سے تعلق رکھتے ہیں۔ابن ناصر نے انہیں جھوٹا قرار دیا ہے۔

۳۴۱-(صح) احمد بن حسن بن خیرون، ابوفضل:

یہ ثقہ اور ثبت ہیں اور بغداد کے محدث ہیں۔
ان کے بارے میں ابن طاہر نے کلام کیا ہے۔انہوں نے اپنی سند کے ساتھ یہ بات بیان کی ہے کہ عبدالمحسن بن محمد کہتے ہیں: ابن

خیرون نے مجھے کہا کہ میں تاریخ بغداد کا پانچواں جزو اٹھا کر ان کے پاس لے کر جاؤں۔ میں وہ اٹھا کر ان کے پاس لے کر گیا تو انہوں نے واپس کر دیا۔ انہوں نے اس میں محمد بن علی نامی دو افراد کا تذکرہ شامل کیا تھا۔ ان دونوں کا تذکرہ خطیب بغدادی نے نہیں کیا تھا۔ اسی طرح انہوں نے ''قاضی القضاۃ دامغانی'' کے ترجمے میں یہ چیز شامل کر دی۔

وہ نیک اور پاکدامن تھے۔ ابن جوزی کہتے ہیں: میں اپنے مشائخ سے یہ بات سنتا تھا کہ خطیب بغدادی نے ابن خیرون نامی اس راوی کو یہ ہدایت کی تھی کہ وہ اس کی کتاب میں کچھ ایسی چیزیں شامل کر دے جس کے بارے میں خطیب کو یہ بات پسند ہو کہ وہ اس کی طرف سے ظاہر ہوں۔

(امام ذہبی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:) میں یہ کہتا ہوں: اس راوی کا وہ چیزیں تحریر کرنا حاشیہ لکھنے کی مانند ہے پھر یہ کہ اس کا خط معروف ہے اس کا خط خطیب بغدادی کے ساتھ کبھی بھی التباس کا شکار نہیں ہوسکتا اور اہل علم اس طرح کرتے رہے ہیں اور یہ راوی خود ابن طاہر کے مقابلے میں بہت زیادہ مستند ہے' بلکہ یہ مطلق طور پر مستند ہے۔

ان کا انتقال 488ھ میں ہوا۔

اس نے ابوعلی بن شاذان اور اس کے طبقے کے افراد سے احادیث کا سماع کیا ہے اور اس کے حوالے سے روایت کرنیوالے آخری فرد ''ابن بطی'' ہیں۔

۳۴۲- احمد بن الحسین صوفی صغیر:

انہوں نے ابوابراہیم البرجمانی اور مشکدانہ سے اور ان سے ابوحفص بن الزیات اور ایک جماعت نے روایات نقل کی ہیں۔

یہ 300ھ کے بعد کے ہیں۔ اگر اللہ نے چاہا تو یہ ''ثقہ'' ہوں گے البتہ بعض حضرات نے انہیں ''لین'' قرار دیا ہے۔

۳۴۳- احمد بن الحسین بن مؤمل صیرفی:

انہوں نے یوسف قاضی سے اور ان سے ابوسعد مالینی نے روایات نقل کی ہیں۔

یہ معاملے کے اعتبار سے نیک آدمی تھے' لیکن اس میں کچھ کمزوری پائی جاتی ہے۔

ابوحسن بن فرات کہتے ہیں: روایت کرنے میں یہ قابل مذمت ہیں۔

ابن ابوالفوارس کہتے ہیں: ان میں غور و فکر کی گنجائش ہے۔

۳۴۴- احمد بن الحسین، ابوالحسین بن سماک الواعظ:

انہوں نے جعفر خالدی اور ان جیسے افراد سے روایات نقل کی ہیں۔

خطیب نے اپنے مشائخ کا یہ قول نقل کیا ہے' یہ راوی ''کذاب'' ہے۔

خطیب نے اس سے احادیث کا سماع کیا ہے جب کہ ابن ابوالفوارس نے اسے جھوٹا قرار دیا ہے۔

ان کا انتقال 424 ہجری میں ہوا۔

۳۴۵- احمد بن حسین قاضی، ابوالعباس نہاوندی:

یہ وہ راوی ہے جس پر یہ الزام ہے کہ اس نے قاضی اور چور کی حکایت (یعنی کہانی) کو ایجاد کیا تھا۔
یہ امام دارقطنی رحمۃ اللہ علیہ کے معاصرین میں سے ہیں۔ یہ روایت ان سے حسین بن محمود نحوی اور حسین بن حاتم ازدی نے نقل کی ہے۔

۳۴۶- احمد بن الحسین بن علی بن عمر حربی سکری، ابومنصور:

انہوں نے اپنے دادا سے احادیث کا سماع کیا ہے جب کہ ان سے خطیب بغدادی اور شجاع ذہلی نے احادیث کا سماع کیا ہے۔

ان دونوں حضرات نے یہ بات بیان کی ہے۔ اس شخص نے اپنے سماع کے ساتھ اپنے دادا کی بعض کتابیں شامل کردی ہیں۔

۳۴۷- احمد بن حسین بن ابوبکر محمد بن عبداللہ بن بخیت ابوالحسن

انہوں نے اپنے دادا سے احادیث کا سماع کیا ہے۔
ان سے ابوغالب شجاع ذہلی نے روایات نقل کی ہیں اور یہ کہا ہے: اس نے بذات خود کچھ سماع کیا ہے اور پھر اس میں دوسری چیزیں شامل کردی ہیں۔

۳۴۸- احمد بن حسین ابوزرعہ رازی صغیر

یہ ''جوالہ'' کے لقب سے معروف تھے' کیوں کہ یہ شہروں میں گھومتے پھرتے بہت زیادہ تھے۔ انہوں نے محاملی ابن مخلد سے احادیث کا سماع کیا ہے۔
یہ ''صدوق'' ہیں اور جس شخص نے ان کے بارے میں کلام کیا ہے۔ اس نے ایسا اس لیے کیا ہے' کیوں کہ انہوں نے اپنی تالیفات میں بکثرت منکر روایات نقل کی ہیں۔

۳۴۹- احمد بن حسین شافعی صوفی:

ان پر جھوٹا ہونے کا الزام ہے۔
انہوں نے ابن مقری کے حوالے سے ایک جھوٹی روایت نقل کی ہے اور اپنی سند کے ساتھ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کا یہ بیان نقل کیا ہے۔

قال لی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم: من اخذ بید مکروب اخذ اللہ بیدہ

''نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے فرمایا: جو شخص کسی مصیبت زدہ کا ہاتھ تھام لیتا ہے اللہ تعالیٰ اس کا ہاتھ تھام لے گا۔

یہ راوی اس سند میں یہی کہتا رہا لفظ ''حدثنا'' اس وقت اس نے میرا ہاتھ تھاما ہوا تھا۔
اس کے حوالے سے ابوطیب احمد بن علی جعفری نے روایات نقل کی ہیں۔

۳۵۰-احمد بن الحسین بن وہبان

ان کا انتقال 507 ہجری میں ہوا۔

اس نے اپنے بارے میں یہ بات جھوٹی بیان کی ہے کہ اس نے 450ھ میں ابن غیلان سے احادیث کا سماع کیا تھا۔

۳۵۱-احمد بن حسین بسطامی

انہوں نے ابوذر بعلبکی سے روایات نقل کی ہیں۔

یہ راوی معروف نہیں ہے۔

اس کی نقل کردہ یہ روایت جو مناقب کے بارے میں ہے یہ جھوٹی ہے۔ جس کے یہ الفاظ ہیں:

یاعلی، ما لمحبك حسرة عند موته ولا وحشة فی قبره

''اے علی! تم سے محبت رکھنے والے کو مرنے کے وقت حسرت نہیں ہوگی اور قبر میں وحشت نہیں ہوگی''۔

۳۵۲-احمد بن حفص سعدی،

یہ ابن عدی کا استاد ہے اور ''منکر'' روایات نقل کرنے والا ہے۔ حمزہ سہمی کہتے ہیں: یہ جان بوجھ کر جھوٹ نہیں بولتا تھا۔

ابن عدی نے بھی یہی بات بیان کی ہے۔

انہوں نے ابن معین، علی بن الجعد سے روایات نقل کی ہیں اور یہ جرجانی ہے۔

۳۵۳-احمد بن حکم عبدی

انہوں نے مالک رحمۃ اللہ علیہ اور شریک سے روایات نقل کی ہیں۔

امام دارقطنی رحمۃ اللہ علیہ نے انہیں ''ضعیف'' قرار دیا ہے۔

ایک مرتبہ انہوں نے یہ کہا ہے: یہ راوی ''متروک'' ہے۔

ان سے یحییٰ بن عثمان بن صالح نے روایات نقل کی ہیں۔

۳۵۴-احمد بن حکم بلقاوی ابوحزبۃ:

اور یہ بھی کہا گیا ہے: ابوحربۃ

ان سے ذوالنون نے روایات نقل کی ہیں۔

یہ راوی معروف نہیں ہے۔

۳۵۵-احمد بن حماد مروزی بعاب

انہوں نے علی بن حسن بن شقیق سے اور ان سے محمد بن حرب بن مقاتل اور محمد بن عبدہ نے روایات نقل کی ہیں۔

عباس بن مصعب نے انہیں ''ثقہ'' قرار دیا ہے۔

جب کہ عبداللہ بن محمود نے اس پر طعن کیا ہے اور کہا ہے: اس سے منکر روایات منقول ہیں' جو اس کے ضعیف ہونے پر دلالت کرتی ہیں۔

۳۵۶-احمد بن حماد ہمدانی

انہوں نے فطر بن خلیفہ سے روایات نقل کی ہیں۔

امام دارقطنی رحمۃ اللہ علیہ نے انہیں ''ضعیف'' قرار دیا ہے۔

مجھے نہیں معلوم کہ یہ کون ہیں۔

۳۵۷-احمد بن حمدون، ابوحامد اعمشی حافظ نیشاپوری

انہوں نے علی بن خشرم سے احادیث کا سماع کیا ہے۔

امام حاکم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: شیخ ابوعلی حافظ فرماتے ہیں: احمد بن حمدون نامی راوی سے روایات نقل کرنا جائز نہیں ہے۔ انہوں نے اس کی نقل کردہ روایات کو منکر قرار دیا ہے۔

امام حاکم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: اس کی نقل کردہ تمام روایات بالکل ٹھیک ہیں اور یہ راوی مظلوم ہے۔

۳۵۸-احمد بن حمزۃ بن محمد

انہوں نے اسحاق الطرسوسی سے روایات نقل کی ہیں۔

شیخ ابن مندہ کہتے ہیں: یہ ''مجہول'' ہے اور ان کی نقل کردہ حدیث کی متابعت نہیں کی گئی۔

۳۵۹-احمد بن حمک نیشاپوری

انہوں نے حسن بن عیسیٰ بن ماسرجس سے روایات نقل کی ہیں۔

امام دارقطنی رحمۃ اللہ علیہ اور دیگر حضرات نے انہیں ''ضعیف'' قرار دیا ہے۔

۳۶۰-احمد بن حازم معافری،

یہ اس جزو کا مصنف ہے' جسے اس کے حوالے سے ابولہیعہ نے روایت کیا ہے۔

یہ راوی معروف نہیں' تاہم اس کی کتاب کی حالت اچھی ہے۔ اس کتاب کو اس کے حوالے سے صرف ابن لہیعہ نے نقل کیا ہے۔

یہ جوانی میں مصر میں فوت ہو گیا تھا۔ میں نے یہاں اس کا تذکرہ صرف اس لیے کیا ہے' کیوں کہ ابن عدی نے بھی اس کا تذکرہ کیا ہے اور کہا ہے کہ اس کی نقل کردہ اکثر روایات ٹھیک ہیں۔

۳۶۱-احمد بن خالد شیبانی

انہوں نے عیسیٰ بن یونس سے روایات نقل کی ہیں۔

امام دارقطنی رحمۃ اللہ علیہ نے اس پر جرح کی ہے۔

۳۶۲-احمد بن خالد بن یحییٰ قرطبی

انہوں نے ابوسعید بن اعرابی سے روایات نقل کی ہیں۔

یہ بڑی عمر کا عام سافرد تھا جس میں فہم نہیں تھا اور یہ الفاظ کا تلفظ بھی صحیح ادا نہیں کر سکتا تھا یہ بات ابن فرضی نے بیان کی ہے۔

۳۶۳-احمد بن خالد بن عبدالملک بن مسرح حرانی

امام دارقطنی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ راوی ''لیس بشی ء'' ہے۔

۳۶۴-احمد بن خالد قرشی

یہ راوی معروف نہیں اور جھوٹی روایت نقل کی ہے۔

قاضی قضاعی نے مسند شہاب میں اپنی سند کے ساتھ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کا یہ بیان نقل کیا ہے۔

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بات ارشاد فرمائی ہے:

خیار امتی علماؤها، وخیار علمائها حلماؤها، الا وان الله یغفر للعالم الرحیم اربعین ذنبا قبل ان یغفر للجاهل البذیء ذنبا واحدا، ان العالم الرحیم یجیء یوم القیامة ونوره قد اضاء وذکر الحدیث

''میری امت کے سب سے بہترین لوگ اس کے علماء ہوں گے اور علماء میں سے سب سے بہترین وہ لوگ ہوں گے جو زیادہ بُردبار ہوں۔ یاد رکھنا اللہ تعالیٰ کسی فضول گو جاہل کا ایک گناہ معاف کرنے سے پہلے رحم دل عالم کے چالیس گناہ معاف کر دیتا ہے اور رحم دل عالم قیامت کے دن جب آئے گا تو اس کا نور چمک رہا ہو گا۔ (اس کے بعد انہوں نے پوری حدیث نقل کی ہے)

امام حاکم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: اس روایت کا ایک راوی ابن مسلمہ ہے۔ یہ محمد بن مسلمہ مدینی ہے۔

۳۶۵-احمد بن خالد ہاشمی

انہوں نے امام مالک رحمۃ اللہ علیہ سے روایات نقل کی ہیں۔

یہ راوی معروف نہیں ہے۔

ان سے ابوقصی اسماعیل بن محمد نے روایات نقل کی ہیں۔

۳۶۶-احمد بن خلیل نوفلی قومسی

انہوں نے یحییٰ بن یحییٰ سے روایات نقل کی ہیں۔

امام ابوزرعہ رازی نے انہیں ''ضعیف'' قرار دیا ہے۔
ابن ابی حاتم کہتے ہیں: یہ راوی ''کذاب'' ہے۔
اس راوی نے مقری' ابوالنذر' اسماعیل رحمۃ اللہ علیہ اور ایک مخلوق سے احادیث روایت کی ہیں۔

۳۶۷-احمد بن خلیل بغدادی الجور

انہوں نے ابوبکر ابن عیاش اور اصمعی سے روایات نقل کی ہیں۔
امام دارقطنی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ ضعیف ہے اور اس کی نقل کردہ روایت سے استدلال نہیں کیا جاسکتا۔ (یعنی وہ ضعیف ہوتی ہے)۔
اس کے حوالے سے ابن مخلد عطار اور دیگر حضرات نے احادیث نقل کی ہیں۔ یہ 260ھ کے بعد بھی زندہ تھا۔

۳۶۸-احمد بن خلیل بصری، ابوبکر

ابوعبداللہ حاکم فرماتے ہیں: یہ قوی نہیں ہے۔
اس نے محمد بن خلاد باہلی اور وہب ابن یحییٰ العلاف سے روایات نقل کی ہیں۔
امام دارقطنی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ ''قوی'' نہیں ہے۔

۳۶۹-احمد بن داؤد بن عبدالغفار، ابوصالح حرانی ثم مصری

امام دارقطنی رحمۃ اللہ علیہ اور دیگر حضرات نے اسے جھوٹا قرار دیا ہے۔ اس کی نقل کردہ جھوٹی روایات میں سے ایک وہ روایت ہے جسے اس نے اپنی سند کے ساتھ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے نقل کیا ہے۔
نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے:

مفتاح الجنة المساكين، والفقراء هم جلساء الله

''جنت کی کنجی غریب لوگ ہیں اور فقیر لوگ اللہ تعالیٰ کے ہمنشین ہوں گے''۔

اس راوی نے ابومصعب' امام مالک رحمۃ اللہ علیہ' امام جعفر صادق رحمۃ اللہ علیہ کے حوالے سے ان کے آباؤ اجداد (یعنی امام باقر' امام زین العابدین' امام حسین (رضی اللہ عنہم) کے حوالے سے ایک اور جھوٹی روایت بھی نقل کی ہے۔
انہوں نے اپنی سند کے ساتھ ایک اور جھوٹی روایت سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے نقل کی ہے۔
نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے:

وجبت محبة الله على من اغضب فحلم

''اللہ تعالیٰ کی محبت اس شخص کے لیے لازم ہو جاتی ہے' جو غصے میں آ کر بُردباری سے کام لے''۔

یہ روایت ''موضوع'' ہے۔

۳۷۰-احمد بن داؤد

یہ امام عبدالرزاق کا بھانجا ہے۔
انہوں نے عبدالرزاق اور دیگر حضرات سے روایات نقل کی ہیں۔
ابن معین کہتے ہیں: یہ ''ثقہ'' نہیں ہے۔
امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ سب سے بڑا جھوٹا شخص تھا۔
شیخ ابن عدی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: اس کی نقل کردہ زیادہ تر روایات منکر ہیں ویسے اس سے بہت کم روایات منقول ہیں۔

۳۷۱-احمد بن داؤد بن یزید بن ماہان بجستانی

انہوں نے بغداد میں سکونت اختیار کی تھی۔
انہوں نے حسن بن سوار بغوی اور ان سے دعلج اور طبرانی نے روایات نقل کی ہیں۔
عتیقی نے امام دارقطنی رحمۃ اللہ علیہ کا یہ قول نقل کیا ہے یہ اتنا قوی نہیں ہے کہ اس سے استدلال کیا جا سکے۔
جب کہ امام حاکم نے امام دارقطنی رحمۃ اللہ علیہ کا یہ قول نقل کیا ہے: اس میں کوئی حرج نہیں ہے۔

۳۷۲-احمد بن دہشم الاسدی

انہوں نے امام مالک رحمۃ اللہ علیہ سے روایات نقل کی ہیں۔
امام دارقطنی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ راوی ''متروک'' ہے۔
(امام ذہبی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:) میں یہ کہتا ہوں: اس نے امام مالک رحمۃ اللہ علیہ سے نافع کے حوالے سے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے ایک جھوٹی روایت نقل کی ہے، جسے اس کے حوالے سے ابن سخت واسطی نے نقل کیا ہے۔

۳۷۳-احمد بن ابی داؤد قاضی

یہ جہمی فرقے سے تعلق رکھتا ہے اور ناپسندیدہ شخصیت ہے۔ اس کا انتقال 240ھ میں ہوا اور اس سے منقول روایات بہت کم ہیں۔

۳۷۴-احمد بن راشد ہلالی

ابن سعید بن خثیم کے حوالے سے ایک جھوٹی روایت نقل کی ہے، جو بنو عباس کے بارے میں ہے اس نے اپنی سند کے ساتھ حضرت عبداللہ بن عباس کے حوالے سے ان کی والدہ کا یہ بیان نقل کیا ہے۔

قالت مررت بالنبی صلی اللّٰہ علیہ وسلم فقال: انك حامل بغلام قالت: وكيف وقد تحالف الفريقان الا يأتوا النساء ؟ قال: هو ما اقول لك فلما وضعته اتيته به، فاذن فی اذنه قلت: اذهبی بأبی الخلفاء

''وہ بیان کرتی ہیں: ایک مرتبہ میں نبی اکرم ﷺ کے پاس سے گزری تو آپ نے ارشاد فرمایا: تم ایک بچے کو اٹھائے ہوئے ہو (یعنی تمہارے پیٹ میں ایک بچہ ہے) اس خاتون نے عرض کی ایسا کیسے ہوسکتا ہے؟ جب کہ آپ نے دونوں فریقوں سے یہ حلف لیا ہوا ہے کہ وہ اپنی بیویوں کے ساتھ صحبت نہیں کریں گے تو نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: یہ ویسا ہی ہے جیسے میں نے تمہیں کہا ہے وہ خاتون کہتی ہے جب میں نے اس بچے کو جنم دیا تو میں اسے لے کر نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئی' آپ نے اس کے کان میں اذان دی اور فرمایا: خلفاء کے باپ کو لے جاؤ''۔

اس کے بعد اس نے جھوٹی حدیث بیان کی جس میں یہ الفاظ بھی تھے۔

اذا كانت سنة خمس وثلاثين ومائة فهي لك ولولدك منه السفاح

''جب 135ھ کا سن آئے گا تو یہ حکومت تمہیں اور تمہاری اولاد کو مل جائے گی اور اس اولاد میں سے سفاح ہوگا''۔

یہ روایت ابوبکر بن ابوداؤد اور ایک جماعت نے احمد بن راشد کے حوالے سے نقل کی ہے اور یہ احمد بن راشد ہی وہ شخص ہے' جس نے اپنی جہالت کی بدولت اس روایت کو ایجاد کیا ہے۔

۳۷۵-احمد بن رجاء بن عبیدۃ

انہوں نے اپنی سند کے ساتھ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے حوالے سے یہ روایت ''مرفوع'' حدیث کے طور پر نقل کی ہے۔

ملك موكل بالكعبة، وآخر بمسجدي، وآخر بالمسجد الاقصى

''ایک فرشتہ خانہ کعبہ کے پاس تعینات ہے ایک میری مسجد کے پاس ہے اور ایک مسجد اقصیٰ میں ہے''۔

خطیب بغدادی فرماتے ہیں: اس راوی کے علاوہ اس روایت کے تمام راوی ثقہ ہیں۔

یہ اور اس کا استاد محمد بن محمد بن اسحاق بصری دونوں ''مجہول'' ہیں۔

۳۷۶-احمد بن روح بزاز

یہ بغداد کا رہنے والا ہے اور مجہول راوی ہے۔

احمد بن کامل نے اپنی سند کے ساتھ اس راوی کے حوالے سے حضرت انس رضی اللہ عنہ کا یہ بیان نقل کیا ہے۔ نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے:

اذا مات مبتدع فانه فتح في الاسلام

''جب کوئی بدعتی شخص فوت ہوجاتا ہے تو اسلام میں یہ فتح ہوتی ہے''۔

یہ روایت ''منکر'' ہے تاہم ابواسماعیل ترمذی نے اس کی متابعت کی ہے۔

۳۷۷-احمد بن ابی روح

اس سے جرجان میں یزید بن ہارون کے حوالے سے روایات نقل کی ہیں۔

شیخ ابن عدی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: اس کی نقل کردہ روایات درست نہیں ہیں۔
انہوں نے اپنی سند کے ساتھ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے یہ روایت نقل کی ہے:

یارسول اللّٰہ، عمن یکتب العلم بعدك ؟ قال : عن علی وسلمان

انہوں نے عرض کی: یارسول اللہ! آپ کے بعد کس سے علم نوٹ کروں؟ تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: علی اور سلمان سے۔
(امام ذہبی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:) میں یہ کہتا ہوں: یہ روایت اس سند کے حوالے سے موضوع ہے۔

۳۷۸-احمد بن زرارۃ مدنی

یہ راوی معروف نہیں۔
اس کی نقل کردہ روایت جھوٹی ہے اور اس کی طرف اس کی سند کرنا جہالت ہے۔
علی جن حسن جرجانی نے اس راوی کے حوالے سے اس سند کے ساتھ حضرت انس رضی اللہ عنہ کا یہ بیان نقل کیا ہے۔

قال رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم : کیف انتم اذا کان زمان یکون الامیر فیہ کالاسد الاسود، والحاکم فیہ کالذئب الامعط، والتاجر کالکلب الھرار، والمؤمن بینھم کالشاۃ الولھی بین الغنمین، لیس لھا ماوی، فکیف حال شاۃ بین اسد وذئب وکلب وذکر الحدیث

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے:
''اس وقت تمہاری کیا حالت ہوگی جب تم ایسے زمانے میں ہوگے جس میں امیر کالے شیر کی طرح ہوگا۔ حاکم خونخوار بھیڑیے کی طرح ہوگا۔ تاجر بھونکنے والے کتے کی طرح ہوگا اور ان کے درمیان مومن اس بکری کی طرح ہوگا جو دو ریوڑوں کے درمیان گھوم رہی ہو اور اس کی کوئی پناہ گاہ نہ ہو تو ایک شیر' ایک بھیڑیا اور ایک کتے کے درمیان اس بکری کی کیا حالت ہوگی''۔
اس کے بعد اس نے پوری روایت نقل کی ہے۔

۳۷۹-احمد بن زیاد لخمی قرطبی

انہوں نے محمد بن وضاح سے اور ان سے مغفل نے روایات نقل کی ہیں۔
یہ ''ضعیف'' ہیں۔ ابن فرضی نے اس بات کا تذکرہ کیا ہے۔

۳۸۰-احمد بن زید مصری

انہوں نے سفیان بن عیینہ سے روایات نقل کی ہیں۔
امام حاکم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ ساقط الاعتبار ہے۔

۳۸۱-احمد بن زید جمحی مکی

ابوالفتح ازدی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں: ان کی نقل کردہ احادیث تحریر نہیں کی جائیں گی۔

۳۸۲-احمد بن زید ابوعلی

میں ان سے واقف نہیں ہوں تاہم ان کی نقل کردہ روایت ''منکر'' ہے۔عبدالصمد نے خط میں مجھے اس راوی کے حوالے سے اس کی سند کے ساتھ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے یہ روایت بھیجی تھی۔

انها دخلت علی ابیها فی مرضه فقالت: یاابت، اعهد الی حامتك، وانفذ رآیك فی سامتك، وانقل من دار جهازك الی دار مقامك، فانك محضور، واری تفاصل اطرافك، وانتقاع لونك، فالی الله تعزیتی عنك، ولدیه ثواب حزنی علیك فقال: یاامة، هذا یوم تجلی لی عن غطائی، واعاین جزائی، ان فرحا فدائم، وان ترحا فمقیم

''سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا اپنے والد کی بیماری کے دوران ان کے پاس گئیں۔انہوں نے عرض کیا: اے ابا جان! اپنے گھر والوں کی خبر لیجیے اور اپنے متعلقین کے بارے میں فیصلہ فرمائیے اور اپنا سامان اپنے گھر سے اپنی مستقل سکونت کی طرف منتقل فرما لیجیے۔آپ کو روک دیا گیا ہے۔میں دیکھ رہی ہوں کہ آپ کا بدن ٹوٹ رہا ہے اور آپ کا رنگ متغیر ہے' اور میں اللہ کے حضور آپ کی طرف سے تعزیت کرتی ہوں اور اسی کے پاس میرے آپ کی وجہ سے غم زدہ ہونے کا ثواب ہے' تو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اے بیٹی! آج کے دن مجھ پر سے پردے ہٹا دیے گئے ہیں اور میں نے اپنے اجر کو دیکھ لیا ہے۔مجھے دائمی خوشی حاصل ہوگئی ہے اور میرا غم قائم ہے۔

۳۸۳-احمد بن زیدان ابوالعباس مقری

انہوں نے بیت المقدس میں پڑاؤ اختیار کیا۔

انہوں نے یہ بات بھی بیان کی ہے کہ ابوبکر بن مجاہد نے انہیں قرآن کی تلقین کی تھی۔

ابوعمرو دانی کہتے ہیں: ہمارے بعض اصحاب جو مراکش کے رہنے والے ہیں' انہوں نے بیت المقدس میں ان کے سامنے احادیث پڑھی ہیں' اور یہ کہا ہے: اس کا انتقال 414ھ میں ہوا۔

(امام ذہبی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:) میں یہ کہتا ہوں: یہ شخص مجہول ہے اور مقبول نہیں ہے' یا یہ ہوسکتا ہے کہ اس کا وجود ہی نہ ہو' کیوں کہ اس کے حوالے سے روایات نقل کرنے والا شخص منکر ہے اور معروف نہیں ہے۔

۳۸۴-احمد بن سالم ابوسمرة

ابن عدی نے ان کا یہی نام ذکر کیا ہے اور یہ کہا ہے: اس سے منکر روایات منقول ہیں۔

انہوں نے اپنی سند کے ساتھ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ کے حوالے سے یہ روایت ''مرفوع'' حدیث کے طور پر نقل کی ہے۔

علی خیر البریة

''علی مخلوق میں سب سے بہتر ہیں''۔

انہوں نے اپنی سند کے ساتھ اسے نقل کیا ہے اور یہ روایت جھوٹی ہے۔

اسی راوی نے ایک اور سند کے ساتھ حضرت جابر رضی اللہ عنہ کا یہ قول نقل کیا ہے۔

کنا نعد علیا من خیارنا،

''ہم حضرت علی رضی اللہ عنہ کو اپنے میں سے سب سے بہتر سمجھتے تھے''۔

یہ روایت سچی ہے۔

ابن حبان رحمۃ اللہ علیہ نے اس راوی کا تذکرہ کیا ہے اور اس کا نام احمد بن سمرہ بیان کیا ہے۔ یہ حضرت سمرہ بن جندب رضی اللہ عنہ کی اولاد میں سے ہے۔ پھر اس کے بعد انہوں نے یہ حدیث ذکر کی ہے' جو بیان نقل کی گئی ہے اور یہ بات بیان کی ہے کہ محمد بن یعقوب نے اپنی سند کے ساتھ ہمیں یہ حدیث سنائی ہے۔

امام دارقطنی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: اس کے نسب کے بارے میں ابن حبان رحمۃ اللہ علیہ کو وہم ہوا ہے کہ (اس کا نسب) احمد بن سلمہ بن خالد بن جابر بن سمرہ (بن جندب) ہے۔

شیخ ابن عدی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ احمد بن سالم بن خالد بن جابر ہیں۔

۳۸۵-احمد بن سالم عسقلانی

انہوں نے ابوتوبہ سے روایات نقل کی ہیں۔

اس نے حسین جعفی کے حوالے سے ''موضوع'' روایت نقل کی ہے۔

۳۸۶-احمد بن سعید ہمدانی (د)

یہ ابن وہب کا شاگرد ہے۔

اس میں کوئی حرج نہیں ہے۔

یہ غار والی حدیث نقل کرنے میں منفرد ہیں۔

امام نسائی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا ہے: یہ قوی نہیں ہے۔

انہوں نے یہ بھی کہا ہے اگر یہ غار والی حدیث سے رجوع کر لیتا تو میں اس کے حوالے سے احادیث روایت کر دیتا۔

(اور ایک قول کے مطابق): بکیر سے نافع کے حوالے سے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے غریب سند کے ساتھ نقل ہونے والی روایات اس کی طرف منسوب کی گئی ہیں۔ اس کا انتقال 253ھ میں ہوا۔

۳۸۷-احمد بن سعید ہمدانی اُندلسی

انہوں نے قاسم بن اصبغ سے روایات نقل کی ہیں۔

قاضی عیاض نے اسے واہی قرار دیا ہے۔

۳۸۸-احمد بن سعید جمال

یہ بغداد کا رہنے والا ہے اور صدوق ہے۔
انہوں نے ابونعیم اور دیگر حضرات سے روایات نقل کی ہیں۔
یہ منکر روایت نقل کرنے میں منفرد ہے' جسے احمد بن کامل اور دیگر حضرات نے اس کے حوالے سے نقل کیا ہے۔
انہوں نے اپنی سند کے ساتھ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے حوالے سے یہ روایت ''مرفوع'' حدیث کے طور پر نقل کی ہے۔

ابن السبیل اول شارب۔ یعنی من زمزم
''مسافر شخص سب سے پہلے پینے والا ہوگا' یعنی آب زمزم کو پینے والا ہوگا''

۳۸۹-احمد بن سعید بن فرقد جدی

انہوں نے ابوحمہ سے روایات نقل کی ہیں۔
پھر انہوں نے صحیحین کی سند کے ساتھ ''حدیث طیر'' ذکر کی ہے تاہم اس شخص پر یہ الزام ہے کہ اس نے اس روایت کو ایجاد کیا ہے۔

۳۹۰-احمد بن سعید حمصی

انہوں نے عبیداللہ بن قاسم سے روایات نقل کی ہیں۔
اس نے ایک موضوع روایت نقل کی ہے' جس میں خرابی کی بنیاد یہ راوی ہے یا اس کا استاد ہے۔

۳۹۱-احمد بن سعید اصبہانی

انہوں نے ابراہیم بن زید سے روایات نقل کی ہیں۔
امام دارقطنی رحمۃ اللہ علیہ نے اسے ''ضعیف'' قرار دیا ہے۔

۳۹۲-احمد بن سعید عسکری

اس کی کنیت ابوالحارث ہے اور یہ بعد کے زمانے سے تعلق رکھتا ہے۔
انہوں نے ابوترسی سے روایات نقل کی ہیں۔
یہ ''طباق'' آتا جاتا تھا۔

۳۹۳-احمد بن سلمہ، کوفی

اس نے جرجان میں احادیث بیان کی ہیں۔
انہوں نے ابومعاویہ ضریر سے روایات نقل کی ہیں۔
امام ابن حبان رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث میں سرقہ کا مرتکب ہوتا تھا۔

(امام ذہبی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:) میں یہ کہتا ہوں: یہ وہ سمرقندی ہے' جس کا ذکر کچھ پہلے گزرا ہے۔

۳۹۴-احمد بن سلمہ مدائنی

انہوں نے منصور بن عمار سے روایات نقل کی ہیں۔

اس پر جھوٹے ہونے کا الزام ہے۔

۳۹۵-(صح) احمد بن سلمان بن حسن بن اسرائیل بن یونس،

ابوبکر النجاد فقیہ حنبلی یہ مشہور ہیں۔

انہوں نے ہلال بن علاء، ابوقلابہ اور مخلوق سے روایات نقل کی ہیں۔

انہوں نے علم حدیث کی طلب میں سفر کیے اور ایک ''سنن'' تصنیف کی ہے۔

ان سے ابن مردویہ، ابوعلی بن شاذان، عبدالملک بن بشران اور خلق کثیر نے روایات نقل کی ہیں۔

یہ علم فقہ کے سردار تھے اور علم روایت میں بلند پایہ رکھتے تھے۔انہوں نے امام ابوداؤد سجستانی رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضری دی اور ان سے بکثرت روایات نقل کی ہیں۔

ابن زرقویہ کہتے ہیں۔نجاد ہمارے ابن صاعد ہیں۔

(امام ذہبی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:) میں یہ کہتا ہوں: یہ ''صدوق'' ہیں۔

امام دارقطنی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: انہوں نے دوسروں کی کتابوں سے احادیث بیان کی ہیں جو ان کے اپنے متن میں نہیں تھیں۔

خطیب بغدادی فرماتے ہیں: یہ آخری عمر میں نابینا ہو گئے تھے۔ہوسکتا ہے کہ بعض طلباء نے ان کے سامنے وہ روایات پڑھ کر سنائی ہوں۔

۳۹۶-احمد بن سلیمان ابوبکر عبادانی،

انہوں نے علی بن حرب کی شاگردی اختیار کی تھی اور ابوعلی بن شاذان ان سے لاحق ہو گئے تھے۔

خطیب بغدادی فرماتے ہیں: میں نے اپنے اصحاب (یعنی علم جرح وتعدیل کے ماہرین) کو دیکھا ہے کہ وہ کسی دلیل کے بغیر ان پر تنقید کرتے ہیں' حالانکہ ان کی نقل کردہ تمام روایات بالکل ٹھیک ہیں سوائے ایک حدیث کے جس کی سند میں یہ اختلاط کا شکار ہو گئے۔

محمد بن یوسف قطان کہتے ہیں: یہ ''صدوق'' ہیں۔

۳۹۷-احمد بن سلیمان قرشی اسدی خفتانی

انہوں نے امام مالک رحمۃ اللہ علیہ سے روایات نقل کی ہیں۔

امام دارقطنی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ راوی ''متروک'' اور ''کذاب'' ہے۔

۳۹۸-احمد بن سلیمان (خ) بن ابی الطیب

انہوں نے ہشیم سے روایات نقل کی ہیں اور اسے ''ثقہ'' قرار دیا گیا ہے۔
صرف شیخ ابوحاتم رازی رحمۃ اللہ علیہ نے انہیں ''ضعیف'' قرار دیا ہے۔
امام ابوزرعہ رازی فرماتے ہیں: یہ حافظ الحدیث ہیں اور ان کا مقام ''صدق'' ہے۔
(امام ذہبی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:) میں یہ کہتا ہوں: یہ بغداد کے رہنے والے ہیں' پھر انہوں نے ''مرو'' اور ''رے'' (تہران) میں سکونت اختیار کی اور یہ بخارا کے سپاہیوں کے نگران بھی بنے۔ ان کے حوالے سے امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ اور ایک گروہ نے احادیث روایت کی ہیں۔
ابوبکر صنعانی کی نقل کردہ منکر روایات میں سے ایک یہ روایت ہے' جو سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے بارے میں منقول ہے۔
ان امرأة اهدت اليها تمرا فاكلت منه، فقالت المرأة: اقسمت عليك الا ما اكلته كله فقال النبي صلى الله عليه وسلم: الاثم على المحنث
''ایک عورت نے ان کی خدمت میں کھجوریں پیش کیں۔ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے انہیں کھانا شروع کیا تو وہ بولی: میں آپ کو قسم دیتی ہوں کہ آپ نے یہ تمام کھجوریں کھائی ہیں تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس بارے میں ارشاد فرمایا: جو قسم کو توڑے گا وہ گناہ گار ہوگا''۔
لیث نے اس روایت کو معاویہ نامی راوی کے حوالے سے مرسل روایت کے طور پر نقل کیا ہے اور انہوں نے یہ نہیں کہا: کہ یہ روایت سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے منقول ہے۔

۳۹۹-احمد بن سلیمان بن زبان کندی دمشقی

یہ اس روایت کو نقل کرنے والے ہیں جو انہوں نے ہشام بن عمار سے نقل کی ہے۔
ان کی (اپنے استاد سے) ملاقات کے حوالے سے ان پر الزام عائد کیا گیا ہے۔ یہ 338ھ کے بعد بھی زندہ تھے۔
کتانی نے انہیں ''واہی'' قرار دیا ہے۔
عبدالغنی مصری کہتے ہیں: یہ ''ثقہ'' نہیں ہے۔

۴۰۰-احمد بن سلیمان حرانی ارمنی:

(احمد نامی یہ راوی) عمدہ نہیں ہے۔
انہوں نے اپنی سند کے ساتھ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کے حوالے سے یہ روایت ''مرفوع'' حدیث کے طور پر نقل کی ہے۔
اترغبون عن ذكر الفاجر، اذكروه ليعرفه الناس
''کیا تم فاجر شخص کا ذکر کرنے سے روگردانی کرتے ہو؟ تم اس کا تذکرہ کرو تاکہ لوگ اس کو پہچان جائیں''

انہوں نے اپنی سند کے ساتھ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کے حوالے سے یہ روایت "مرفوع" حدیث کے طور پر نقل کی ہے۔

النوم خدر، والغشیان حدث،

"نیند ایک پردہ ہے اور بے ہوشی حدث (بے وضو کرنے کا باعث) ہے"۔

یہ دونوں روایات موضوع (گھڑی ہوئی) ہیں۔

۴۰۱-احمد بن ابی سلیمان قواریری

انہوں نے حماد بن سلمہ اور قدیم راویانِ حدیث سے روایات نقل کی ہیں۔

ازدی اور دیگر حضرات نے اسے جھوٹا قرار دیا ہے اس لیے اس سے خوش نہیں ہوا جاسکتا۔

یہ 260ھ کے بعد بھی زندہ تھا۔

ان سے محمد بن مخلد نے روایات نقل کی ہیں۔

امام دارقطنی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ "ضعیف" ہے۔

۴۰۲-احمد بن سہیل واسطی

انہوں نے یزید بن ہارون سے روایات نقل کی ہیں۔

ابواحمد حاکم کہتے ہیں: اس کی نقل کردہ روایات میں کچھ منکر روایات ہیں۔

۴۰۳-احمد بن شبیب بن سعید

یہ صدوق راویوں میں سے ہیں اور انہوں نے اپنے والد سے احادیث کا سماع کیا ہے۔

انہوں نے اپنی سند کے ساتھ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے یہ روایت نقل کی ہے:

الحلال بین والحرام بین

"حلال بھی واضح ہے اور حرام بھی واضح ہے"۔

شیخ ابوالفتح ازدی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ "منکر الحدیث" ہے اور ناپسندیدہ ہے۔

(امام ذہبی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:) میں یہ کہتا ہوں: ابوحاتم نے انہیں "ثقہ" قرار دیا ہے۔

۴۰۴-(صح) احمد بن شیبان الرملی،

یہ سفیان بن عیینہ کے شاگرد ہیں اور یہ "صدوق" ہیں۔

ایک قول یہ بھی ہے کہ یہ غلطی کرتے ہیں، لیکن صدوق راوی بھی غلطی کرجاتے ہیں۔

ابن حبان رحمۃ اللہ علیہ نے انہیں "ثقہ" قرار دیا ہے۔

۴۰۵-احمد بن صالح (صح، خ)، ابوجعفر مصری

یہ حافظ الحدیث اور ثقہ راوی ہیں۔ جلیل القدر اہل علم میں سے ایک ہیں۔ امام نسائی رحمۃ اللہ علیہ نے ان کے بارے میں کلام کر کے اپنے آپ کو اذیت دی ہے ان کی پیدائش 170 ھ میں ہوئی تھی۔ انہوں نے ابن عیینہ ابن وہب اور ایک مخلوق سے احادیث روایت کی ہیں۔

ان کے حوالے سے احادیث روایت کرنے والے آخری فرد ابن ابوداؤد ہیں۔

ابن نمیر نقل کرتے ہیں: ابونعیم نے یہ بات کہی ہے ہمارے پاس ایسا کوئی شخص نہیں آیا جو اہل حجاز کی نقل کردہ روایات کے بارے میں اس نوجوان سے زیادہ علم رکھتا ہو۔ ان کی مراد احمد بن صالح تھے۔ احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ نے مجھ سے دریافت کیا: تم نے مصر میں اپنے پیچھے کسے چھوڑا ہے؟ تو میں نے جواب دیا: احمد بن صالح کو تو امام احمد اس کا تذکرہ سن کر خوش ہوئے اور انہوں نے اس کے لیے دعائے خیر کی۔

فسوی کہتے ہیں: میں نے ایک ہزار سے زیادہ مشائخ سے احادیث نوٹ کی ہیں لیکن ان میں سے کوئی بھی ایسا نہیں ہے جسے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں حجت کے طور پر پیش کر سکوں۔ صرف احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ اور احمد بن صالح رحمۃ اللہ علیہ ایسے فرد ہیں۔

امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: احمد بن صالح ثقہ ہیں۔ میں نے کسی کو نہیں دیکھا جس نے کسی دلیل کی بنیاد پر ان کے بارے میں کلام کیا ہو۔

ابن وارہ کہتے ہیں: احمد بن صالح مصر میں احمد بن حنبل بغداد میں محمد بن عبداللہ بن نمیر کوفہ میں نفیلی حران میں یہ سب لوگ ارکانِ دین ہیں۔

امام ابوحاتم رحمۃ اللہ علیہ عجلی اور دیگر اہل علم نے یہ بات بیان کی ہے: یہ "ثقہ" ہیں۔

امام ابوداؤد رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث میں موجود ہر غلطی کو برقرار رکھتے تھے۔

امام نسائی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا ہے: یہ "ثقہ اور مامون" نہیں ہے۔

ابوسعید بن یونس کہتے ہیں: ہمارے نزدیک احمد بن صالح ویسے نہیں ہیں جیسے امام نسائی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا ہے۔ ان میں تکبر کے علاوہ اور کوئی خرابی نہیں تھی۔

امام نسائی رحمۃ اللہ علیہ نے یہ بھی کہا ہے: محمد بن یحییٰ نے اسے متروک قرار دیا ہے جب کہ یحییٰ بن معین رحمۃ اللہ علیہ نے اس پر جھوٹے ہونے کا الزام لگایا ہے۔

ابن عدی کہتے ہیں: امام نسائی رحمۃ اللہ علیہ کی ان کے بارے میں اچھی رائے نہیں تھی۔ انہوں نے ان کی روایات کو منکر قرار دیا ہے۔ میں نے محمد بن ہارون کو یہ کہتے ہوئے سنا ہے کہ یہ خراسان کا رہنے والا شخص احمد بن صالح کے بارے میں کلام کرتا ہے۔ ایک مرتبہ میں احمد بن صالح کی محفل میں موجود تھا۔ انہوں نے اپنی محفل میں سے نسائی کو باہر نکلوا دیا۔ اسی وجہ سے نسائی نے ان کے بارے میں کلام کیا ہے۔

آگے چل کر شیخ ابن عدی کہتے ہیں: اگر میں نے یہ شرط عائد نہ کی ہوتی کہ میں اپنی کتاب میں ہر اس راوی کا تذکرہ کروں گا جس کے بارے میں کلام کیا گیا ہے تو میں احمد بن صالح کا تذکرہ نہ کرتا۔

معاویہ بن صالح نے یحییٰ بن معین رحمۃ اللہ علیہ کا یہ قول نقل کیا ہے: احمد بن صالح جھوٹا تھا اور یہ فلسفے میں اشتغال رکھتا تھا۔ میں نے اسے دیکھا ہے یہ مصر کی جامع مسجد میں (اپنے شکوک وشبہات کا اظہار کررہا تھا) (ذہبی کہتے ہیں:) احمد بن صالح کے بارے میں زیادہ تر روایات ہم نے اپنی کتاب ''تاریخ اسلام میں نقل کی ہیں اور ان کے حوالے سے بلند سند والی ایک روایت بھی ہم تک پہنچی ہے۔

ان کا انتقال 248 ہجری میں ہوا۔

۴۰۶-احمد بن صالح مکی السواق،

انہوں نے مؤمل بن اسماعیل اور ایک گروہ سے اور ان سے حسن بن اللیث رازی نے روایات نقل کی ہیں۔

امام ابوزرعہ رازی فرماتے ہیں: یہ ''صدوق'' ہے۔لیکن یہ ''ضعیف'' اور ''مجہول'' راویوں سے روایات نقل کرتا ہے۔

ابن ابی حاتم کہتے ہیں: اس مؤمل کے حوالے سے فتنے کے بارے میں کچھ روایات نقل کی ہیں جو اس کے معاملے کے کم تر ہونے پر دلالت کرتی ہیں۔

امام دارقطنی رحمۃ اللہ علیہ نے انہیں ''ضعیف'' قرار دیا ہے۔

۴۰۷-احمد بن صالح شمونی

انہوں نے لیث کے کاتب ابوصالح سے روایات نقل کی ہیں۔

امام ابن حبان رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ مستند راویوں کے حوالے سے ''معضل'' روایات نقل کرتا ہے۔

۴۰۸-احمد بن صدقہ، ابوعلی البیع

اس کے بارے میں کلام کیا گیا ہے تاہم میں اس سے واقف نہیں ہوسکا۔

۴۰۹-احمد بن صلت حمانی

یہ احمد بن محمد بن صلت ہے۔

یہ ہلاکت کا شکار ہونے والا ہے اور اس کا انتقال 300ھ سے پہلے ہوگیا تھا۔

۴۱۰-احمد بن صلیح

اس نے ذوالنون مصری، امام مالک، نافع، حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے یہ روایت نقل کی ہے۔

اقتدوا باللذین من بعدی

''میرے بعد ان دو لوگوں کی پیروی کرنا''

یہ روایت غلط ہے اور احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ اس پر اعتماد نہیں کرتے تھے۔

۴۱۱- احمد بن طارق الکرکی محدث

انہوں نے ابن طلایہ اوراس کے طبقے کے افراد سے روایات نقل کی ہیں۔
حافظ ضیاءالدین کہتے ہیں: یہ غالی شیعہ تھا۔
(امام ذہبی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:) میں یہ کہتا ہوں: ان کا انتقال 600 ہجری سے پہلے ہوا۔
اس نے ہمارے شیخ احمد بن ابوالخیر کو اجازت دی تھی۔

۴۱۲- احمد بن طاہر سمرقندی

انہوں نے بلخ میں سکونت اختیار کی تھی۔
انہوں نے عمرو بن احمد عمری سے منکر روایات نقل کی ہیں اوران سے ابوحفص حمویہ سمرقندی نے روایات نقل کی ہیں۔
تو خرابی کی بنیاد یہ ہے یا اس کے حوالے سے روایت نقل کرنے والا راوی ہے۔ یہ بات ادریسی نے ذکر کی ہے۔

۴۱۳- احمد بن طاہر بن حرملۃ بن یحییٰ التجیبی مصری

انہوں نے اپنے دادا سے روایات نقل کی ہیں۔
امام دارقطنی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ راوی ''کذاب'' ہے۔
شیخ ابن عدی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: اس نے اپنے دادا کے حوالے سے امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ سے جھوٹی حکایات نقل کی ہیں جن کے ذکر کو اس نے طول دیا ہے اس نے یہ بات بیان کی ہے کہ اس راوی نے ابن رملہ میں ایک بندر دیکھا جو مرنے والا تھا۔
اس نے ایک روایت بھی نقل کی ہے جو منکر ہے اور جس کا متن یہ ہے:

ابی اللہ ان یرزق المؤمن الا من حیث لا یعلم

''اللہ تعالیٰ نے اس بات سے انکار کیا ہے کہ وہ مومن کو رزق دے ماسوائے اس جگہ کے جس کے بارے میں اسے علم بھی نہ ہو''۔(یعنی اللہ تعالیٰ نے یہ بات طے کی ہے کہ وہ مومن کو وہیں سے رزق دے گا جو اس مؤمن کے علم میں بھی نہیں ہوگا)''۔

۴۱۴- احمد بن طاہر بن عبدالرحمٰن

انہوں نے بشر بن مطر سے روایات نقل کی ہیں۔ ان سے عبداللہ ابن ابراہیم الابندونی نے روایات نقل کی ہیں۔
ابن بندونی سے اس کے بارے میں دریافت کیا گیا تو انہوں نے اسے ''واہی'' قرار دیا اور یہ کہا: اگر اس سے یہ پوچھا جائے کہ کیا حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے تمہیں کوئی حدیث سنائی ہے؟ تو یہ جواب دے گا ''جی ہاں''

۴۱۵- احمد بن ابوطیب

یہ احمد بن سلیمان ہے جس کا ذکر گزر چکا ہے۔

۴۱۶-احمد بن عاصم بلخی، ابومحمد

ابن ابی حاتم نے اس کا تذکرہ کیا ہےاور یہ راوی ''مجہول'' ہے۔
(امام ذہبی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:) میں یہ کہتا ہوں: بلکہ یہ راوی مشہور ہے' اس کے حوالے سے امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے ''الادب المفرد'' میں روایت نقل کی ہے۔

۴۱۷-احمد بن عباس صنعانی

انہوں نے محمد بن یوسف فریابی سے روایات نقل کی ہیں۔
اس میں کچھ خامی ہے۔ ابن عدی نے بھی اس کا تذکرہ کیا ہےاور ابن جوزی نے بھی اس کے بارے میں حکایت نقل کی ہے' جہاں تک میرا تعلق ہے تو میں نے اس کا تذکرہ صرف اس لیے کیا ہے کیوں کہ میں نے اس کا ذکر ابن عدی کی کتاب میں دیکھا ہے۔

۴۱۸-احمد بن عباس، ابوبکر ہاشمی

انہوں نے محمد بن عبدالاعلیٰ سے روایات نقل کی ہیں۔
امام ابن حبان رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: اس سے استدلال درست نہیں ہے۔ میں اس کے پاس آیا تو اس نے مجھے کچھ احادیث املاء کروائیں۔ ان میں سے ایک وہ روایت ہے' جو انہوں نے اپنی سند کے ساتھ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کے حوالے سے ''مرفوع'' حدیث کے طور پر نقل کی ہے۔

اربعة لعنتهم لعنهم الله، وكل نبي مجاب الدعوة: الزائد في كتاب الله، والمكذب بقدر الله، والمستحل من عترتي ما حرم الله، والمتعزز بالجبروت ليذل من اعز الله

''چار آدمی ایسے ہیں جن پر میں نے بھی لعنت کی ہےاور اللہ تعالیٰ نے بھی ان پر لعنت کی ہےاور ہر وہ نبی جس کی دعا مستجاب ہوتی ہے اس نبی نے بھی لعنت کی ہے۔ وہ شخص جو اللہ کی کتاب میں اضافہ کرے' وہ شخص جو اللہ کی تقدیر کو جھٹلائے' وہ شخص جو میری عترت سے متعلق ان چیزوں کو حلال قرار دے جو اللہ تعالیٰ نے حرام قرار دی ہیں اور وہ شخص جو اس لیے اقتدار حاصل کرنا چاہتا ہو تا کہ اس شخص کو ذلیل کرے' جسے اللہ تعالیٰ نے عزت عطا کی ہے''۔
یہ روایت ابن عدی نے احمد بن عباس نامی اس راوی کے حوالے سے ذکر کی ہےاور یہ کہا ہے: یہ منکر روایات نقل کرتا ہے۔

۴۱۹-احمد بن عباس بن حمویہ، ابوبکر الخلال

اس پر (جھوٹ بولنے کا) کا الزام ہے۔
انہوں نے اپنی سند کے ساتھ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کے حوالے سے یہ روایت ''مرفوع'' حدیث کے طور پر نقل کی ہے۔

ملعون من سب اباه فذكر حديثا طويلا

''وہ شخص ملعون ہے' جو اپنے باپ کو برا کہے۔ اس کے بعد انہوں نے طویل حدیث ذکر کی ہے''۔

خطیب بغدادی فرماتے ہیں: اس کی سند میں اس کے علاوہ ایسا کوئی شخص نہیں ہے' جس پر اس روایت کی خرابی کا وزن ڈالا جا سکے۔

۴۲۰-احمد بن عبداللہ بن خالد جویباری

(اور ایک قول کے مطابق) اس کا اسم منسوب جویباری ہے۔

جو بار' ہرات صوبے کی آبادی ہے۔ یہ شخص ''توق'' کے نام سے بھی معروف ہے۔

انہوں نے ابن عیینہ اور اس کے طبقے کے افراد سے روایات نقل کی ہیں۔

شیخ ابن عدی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ راوی ابن کرام کے لیے اپنی طرف سے جھوٹی روایات بنا لیتا تھا' جو اس کی خواہش ہوتی تھی۔ ابن کرام اس حوالے سے منقول تحریرات میں اس روایت کو نقل کر دیتا تھا۔

انہوں نے اپنی سند کے ساتھ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے یہ روایت نقل کی ہے۔

یکون فی امتی رجل یقال له ابو حنیفة یجدد اللّٰه سنتی علی یده الحدیث

''میری امت میں ایک شخص ہوگا۔ جس کا نام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ ہوگا۔ اللہ تعالیٰ اس کے ذریعے میری سنت کی تجدید کرے گا۔''

انہوں نے اپنی سند کے ساتھ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے یہ روایت نقل کی ہے۔

اطلبوا العلم ولو بالصین

''علم کو تلاش کرو۔ خواہ وہ چین میں ہو۔''

انہوں نے اپنی سند کے ساتھ سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے حوالے سے یہ روایت ''مرفوع'' حدیث کے طور پر نقل کی ہے۔

من امتشط قائما رکبه الدین

''جو شخص کھڑا ہو کر کنگھی کرتا ہے قرض اس پر سوار ہو جاتا ہے۔''

امام ابن حبان رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ ابو علی جویباری ہے' جو دجالوں میں سے ایک دجال ہے۔

اس نے ائمہ کے حوالے سے کئی ہزار ایسی روایات نقل کی ہیں جن میں سے کوئی ایک بھی ان ائمہ نے بیان نہیں کی۔

ان میں سے ایک روایت وہ ہے' جو انہوں نے اپنی سند کے ساتھ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کے حوالے سے ''مرفوع'' حدیث کے طور پر نقل کی ہے۔

الایمان قول، والعمل شرائعه، لا یزید ولا ینقص

''ایمان قول کا نام ہے' عمل اس کی شرائع ہیں اور ایمان میں کوئی کمی و بیشی نہیں ہوتی۔''

امام نسائی رحمۃ اللہ علیہ اور امام دارقطنی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا ہے: یہ راوی ''کذاب'' ہے۔

(امام ذہبی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:) میں یہ کہتا ہوں: جویباری ان افراد میں سے ہے' جو جھوٹا ہونے کے حوالے سے ضرب المثل کی حیثیت رکھتے ہیں۔

اس کی قیامت خیز روایات میں سے ایک روایت یہ ہے:

حضور مجلس عالم خير من حضور الف جنازة، ومن الف ركعة، ومن الف حجة، ومن الف غزوة

''عالم کی محفل میں حاضر ہونا ایک ہزار جنازوں میں شریک ہونے سے' ایک ہزار رکعات ادا کرنے سے' ایک ہزار حج کرنے سے اور ایک ہزار جنگوں میں شرکت کرنے سے زیادہ بہتر ہے۔''

انہوں نے اپنی سند کے ساتھ یہ روایت ''مرفوع'' حدیث کے طور پر نقل کی ہے۔

قال: اما علمت ان السنة تقضي على القرآن

''کیا تم یہ بات نہیں جانتے کہ سنت قرآن کے مطابق فیصلہ دیتی ہے۔''

امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے یہ روایت نقل کی ہے کہ جوئباری نے اپنی سند کے ساتھ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کے حوالے سے، حضرت عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ سے ایک ہزار کے قریب مسائل روایت کیے ہیں۔

فلسطینی کہتے ہیں: یہ راوی معروف نہیں۔

جوئباری نامی یہ راوی ''متروک'' ہے۔

امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: جہاں تک جوئباری کا تعلق ہے تو میں اسے اچھی طرح جانتا ہوں کہ یہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے حوالے سے جھوٹی احادیث بیان کرتا ہے اور اس نے ایک ہزار سے زیادہ جھوٹی روایات ایجاد کی ہوئی ہیں۔

میں نے امام حاکم رحمۃ اللہ علیہ کو یہ کہتے ہوئے سنا ہے: یہ کذاب اور خبیث ہے اور اس نے اعمال کے فضائل کے بارے میں بہت سی جھوٹی روایات ایجاد کی ہیں۔ اس کی نقل کردہ حدیث کو کسی بھی صورت میں روایت کرنا جائز نہیں ہے۔

میں نے امام حاکم رحمۃ اللہ علیہ کو یہ بھی کہتے ہوئے سنا ہے: لوگوں نے اس مسئلے کے بارے میں اختلاف کیا ہے کہ حسن بصری نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے احادیث کا سماع کیا ہے یا نہیں؟ ہمیں اس بات کا پتہ چلا ہے کہ ایک مرتبہ یہی مسئلہ جوئباری کے سامنے پیش کیا گیا تو اس نے ایک مستند حدیث روایت کردی کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بات ارشاد فرمائی ہے اور اس میں یہ بتایا ہے کہ یہ روایت حسن بصری نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے سنی ہوئی ہے۔

۴۲۱- احمد بن عبداللہ بن حکیم، ابوعبدالرحمٰن فریانانی مروزی

شیخ ابن عدی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: اس نے فضیل بن عیاض اور عبداللہ بن مبارک اور ان کے علاوہ دیگر حضرات کے حوالے سے منکر روایات نقل کی ہیں۔

امام نسائی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا ہے: یہ ''ثقہ'' نہیں ہے۔

حافظ ابونعیم اصفہانی کہتے ہیں: یہ حدیث گھڑنے کے حوالے سے مشہور ہے۔

امام ابن حبان رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: انہوں نے اپنی سند کے ساتھ حضرت انس رضی اللہ عنہ کے حوالے سے یہ روایت ''مرفوع'' حدیث کے طور پر نقل کی ہے۔

من تختم بفص ياقوت نفى عنه الفقر

''جو شخص یاقوت کے نگینے والی انگوٹھی پہنتا ہے اس سے غربت دور ہو جاتی ہے۔''

یہ روایت ابن عدی نے حسن بن سفیان کے حوالے سے اس راوی سے نقل کی ہے اور یہ روایت جھوٹی ہے۔

میں نے امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کو دیکھا ہے کہ انہوں نے اس کے حوالے سے کتاب ''الضعفاء'' میں روایت نقل کی ہے۔

۴۲۲- احمد بن عبداللہ بن میسرہ نہاوندی، ثم حرانی، ابومیسرۃ

انہوں نے یحییٰ بن سلیم، ابوبدر سکونی اور ابومعاویہ سے روایات نقل کی ہیں۔

شیخ ابن عدی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: اس نے ثقہ راویوں کے حوالے سے منکر روایات نقل کی ہیں اور یہ لوگوں کی احادیث چوری کر لیتا تھا۔

امام ابن حبان رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: اس سے استدلال کرنا جائز نہیں ہے۔

اس نے اپنی سند کے ساتھ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کے حوالے سے یہ بات نقل کی ہے۔

كان رسول الله صلى الله عليه وسلم يستاك آخر النهار وهو صائم

''نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم دن کے آخری حصے میں روزے کے دوران مسواک کر لیتے تھے۔''

(امام ذہبی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں:) صحیح یہ ہے کہ یہ روایت ''موقوف'' ہے۔

امام ابن حبان رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: علماء نے اس کے بارے میں کلام کیا ہے۔

۴۲۳- احمد بن عبداللہ بن حسین ضریر

اس نے محمد بن عبدالملک دقیقی سے ایک جھوٹی روایت نقل کی ہے اور اس میں جھوٹی ہونے کا وبال اس کے ذمے ہے' اور اپنی سند کے ساتھ حضرت انس رضی اللہ عنہ کا یہ بیان نقل کیا ہے (نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے)

اتاني جبرائيل وعليه قباء اسود، وخف اسود، ومنطقة، وقال: يا محمد، هذا زي بني عمك من بعدك

''جبرئیل علیہ السلام میرے پاس آئے انہوں نے سیاہ قباء اوڑھی ہوئی تھی اور سیاہ موزے پہنے ہوئے تھے' اور سیاہ پٹکہ باندھا ہوا تھا۔ وہ بولے: اے حضرت محمد (صلی اللہ علیہ وسلم)! یہ آپ کے بعد آپ کے چچازاد لوگوں کا علامتی نشان ہوگا۔''

خطیب بغدادی فرماتے ہیں: یہ روایت جھوٹی ہے۔

۴۲۴- احمد بن عبداللہ بن عیاض مکی

انہوں نے عبدالرزاق سے روایات نقل کی ہیں۔

اس سے منکر روایات منقول ہیں۔

امام ابوحاتم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ قصہ گو (یعنی عوامی خطیب) تھا۔

۴۲۵-احمد بن عبداللہ بن جلین

انہوں نے ابوقاسم بغوی سے روایات نقل کی ہیں۔

یہ رافضی تھا اور (صحابہ کرام سے) بغض رکھنے والا تھا۔ یہ بغداد میں رہتا تھا۔ ابوالقاسم تنوخی نے اس کے حوالے سے جھوٹی روایات نقل کی ہیں۔

۴۲۶-احمد بن عبداللہ

(اور یہ بھی کہا گیا ہے): ابن داؤد، یہ امام عبدالرزاق کا بھانجا ہے۔

انہوں نے اپنے ماموں سے روایات نقل کی ہیں۔

امام ابن حبان رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: اس نے امام عبدالرزاق کی طرف کچھ روایات منسوب کی ہیں۔ تو امام عبدالرزاق سے منقول ان روایات میں منکر روایات شامل ہیں۔ اس میں خرابی کی بنیاد یہی شخص ہوگا۔ اس کا ذکر پہلے ہو چکا ہے۔

امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ اور دیگر حضرات نے اسے جھوٹا قرار دیا ہے۔

۴۲۷-احمد بن عبداللہ بن ربیعہ بن عجلان

انہوں نے اپنی سند کے ساتھ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے حوالے سے یہ روایت ''مرفوع'' حدیث کے طور پر نقل کی ہے۔

اذا صلی احدکم فلیصمت خلف الامام، فان قراء ته له قراء ة وصلاته له صلاة

''جب کوئی شخص نماز ادا کرے تو امام کی اقتداء میں خاموش رہے' کیوں کہ امام کا قرأت کرنا ہی مقتدی کا قرأت کرنا ہوگا' اور امام کی نماز ہی مقتدی کی نماز شمار ہوگی''۔

یہ روایت اس سیاق کے اعتبار سے ''منکر'' ہے۔ خطیب بغدادی فرماتے ہیں: یہ راوی ''مجہول'' ہے۔

(امام ذہبی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:) میں یہ کہتا ہوں: اس کے حوالے سے محمد بن الہیثم واسطی نے یہ روایت نقل کی ہے۔

۴۲۸-احمد بن عبداللہ بن یزید ہشیمی مؤدب ابوجعفر

انہوں نے امام عبدالرزاق سے روایات نقل کی ہیں۔

شیخ ابن عدی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ سامرہ میں احادیث اپنی طرف سے بنالیتا تھا۔

انہوں نے اپنی سند کے ساتھ حضرت جابر رضی اللہ عنہ کے حوالے سے یہ روایت ''مرفوع'' حدیث کے طور پر نقل کی ہے۔

هٰذا امير البررة، وقاتل الفجرة، انا مدينة العلم وعلی بابها

''یہ (علی) نیک لوگوں کا امیر ہے' گناہ گاروں کے ساتھ لڑنے والا ہے۔ میں علم کا شہر ہوں اور علی اس کا دروازہ ہے۔''

ان سے ابومعاویہ ضریر اور اسماعیل بن ابان غنوی نے روایات نقل کی ہیں۔

ابن مخلد نے کہا ہے: ان کا انتقال 271 ہجری میں ہوا۔

۴۲۹-احمد بن عبداللہ بن یزید بن قاسم طبرکی:

میں یہ سمجھتا ہوں اسی شخص نے یہ درج ذیل روایت ایجاد کی ہے جو حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کے حوالے سے منقول ہے۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے:

الحیاء من الایمان، والایمان فی الجنۃ، والبذاء من الجفاء، والجفاء فی النار

''حیاایمان کا حصہ ہےاور ایمان جنت میں لے جاتا ہےاور فحش گوئی جفا کا حصہ ہےاور جفا جہنم میں ہوگی۔''

۴۳۰-احمد بن عبداللہ، ابو مطر عسقلانی

انہوں نے ابن ابوسری عسقلانی سے روایات نقل کی ہیں۔

ابوعبداللہ بن مندۃ کہتے ہیں: اس کی نقل کردہ روایات میں کچھ منکر روایات ہیں۔

۴۳۱-احمد بن عبداللہ، ابوعلی الکندی خراسانی

یہ ''لجاج'' کے نام سے معروف ہےاور اس سے منکر و باطل روایات منقول ہیں۔

یہ بات ابن عدی نے کہی ہے۔

پھر انہوں نے اس راوی کی سند کے ساتھ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کا یہ بیان نقل کیا ہے۔

رخص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فی ثمن کلب الصید

''نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے شکاری کتے کی قیمت (حاصل کرنے) کی اجازت دی ہے۔''

انہوں نے یہ بات بھی بیان کی ہے کہ یہ کچھ روایات کو نقل کرنے میں منفرد ہے جو اس نے اپنی سند کے ساتھ امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ سے نقل کی ہیں۔

عبدالحق کہتے ہیں۔ یہ روایت جھوٹی ہے۔

۴۳۲-احمد بن عبداللہ بن مسمار

اس نے حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کی فضیلت کے بارے میں ابوربیع زہرانی کے حوالے سے ایک روایت نقل کی ہے۔

اس کے علاوہ اس نے ایک اور جھوٹی روایت نقل کی ہے جو اس نے ربیع بن سلیمان کی طرف منسوب کی ہے۔ حالانکہ خرابی کی بنیاد یہی شخص ہے۔ ابن نجار نے اسے ''واہی'' قرار دیا ہے۔

۴۳۳-احمد بن عبداللہ شاشی:

انہوں نے مسعر سے روایات نقل کی ہیں۔

ابوالفتح ازدی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں: یہ راوی ''کذاب'' ہے۔

۴۳۴-احمد بن عبداللہ، کوفی

یہ پتہ نہیں چل سکا کہ یہ کون ہے؟
اس نے نعیم بن حماد کے حوالے سے ایک منکر روایت نقل کی ہے۔

۴۳۵-احمد بن عبداللہ الابلی

انہوں نے حمید الطویل سے روایات نقل کی ہیں۔
یہ راوی معروف نہیں (یعنی اس کی شناخت نہیں ہوسکی)۔
اس کی نقل کردہ روایت جھوٹی ہے گویا کہ اس نے خود اسے بنایا ہے۔

۴۳۶-احمد بن عبداللہ ثابتی

انہوں نے ابوقاسم بن حبابہ سے روایات نقل کی ہیں۔
ابوبکر خطیب بغدادی نے اسے ''لین'' قرار دیا ہے' اور یہ اکابر شافعی فقہاء میں سے ایک ہے' اس کی کنیت ابونصر نجار ہے۔

۴۳۷-(صح) احمد بن عبداللہ الحافظ ابونعیم اصبہانی

یہ جلیل القدر اہل علم میں سے ایک ہیں۔
یہ ''صدوق'' ہیں ان کے بارے میں کسی دلیل کے بغیر کلام کیا گیا ہے۔ تاہم یہ بات اللہ تعالیٰ کی طرف سے ایک سزا کی حیثیت رکھتی ہے' جو کہ انہوں نے اپنی خواہش نفس سے ابن مندہ کے بارے میں کلام کیا تھا۔
خطیب بغدادی فرماتے ہیں: میں نے ابونعیم کے حوالے سے کچھ ایسی چیزیں دیکھی ہیں' جن میں انہوں نے تساہل سے کام لیا ہے۔ ان میں سے ایک چیز یہ ہے کہ یہ اجازت کے بارے میں مطلق طور پر لفظ ''اخبرنا'' استعمال کر لیتے ہیں اور وضاحت نہیں کرتے ہیں۔
(امام ذہبی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:) میں یہ کہتا ہوں: یہ ان حضرات کے مؤقف کے مطابق ہے' جو اس کو درست سمجھتے ہیں۔ جس میں ابونعیم اور دیگر حضرات بھی شامل ہیں اور یہ تدلیس کی ایک قسم ہے۔
ابونعیم کے بارے میں ابن مندہ نے جو کلام کیا ہے وہ انتہائی غلط ہے' میں اسے نقل کرنا پسند نہیں کروں گا اور میں ان دونوں میں سے کسی ایک کا قول دوسرے کے بارے میں قبول نہیں کروں گا۔ میرے نزدیک یہ دونوں مقبول ہیں۔ میرے علم کے مطابق ان کی خرابی صرف یہی ہے کہ یہ موضوع روایات نقل کر دیتے ہیں اور اس کے بارے میں خاموش رہتے ہیں۔
میں نے یوسف بن احمد شیرازی کی تحریر میں یہ بات پڑھی ہے: وہ کہتے ہیں: میں نے ابن طاہر مقدسی کی تحریر میں یہ بات نوٹ کی ہے۔ اللہ تعالیٰ ابونعیم کی آنکھوں کو گرم رکھے جس نے ابوعبداللہ بن مندہ کے بارے میں کلام کیا ہے' حالانکہ لوگوں کا ان کی امامت پر اتفاق ہے' اور ابونعیم لاحق کے بارے میں خاموش رہے ہیں حالانکہ لوگوں کا اتفاق ہے کہ یہ راوی جھوٹا ہے۔
(امام ذہبی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:) میں یہ کہتا ہوں: معاصرین کے بارے میں کلام کرتے ہوئے ان کے معاصرین کی پرواہ نہیں کی

جاتی، وہ بھی خاص طور پراس وقت جب آپ کے سامنے یہ بات واضح ہو کہ ان میں آپس میں کوئی عداوت یا مذہبی اختلاف یا حسد پایا جاتا ہے اس چیز سے نجات وہی شخص حاصل کرسکتا ہے، جسے اللہ تعالیٰ محفوظ رکھے اور میرے علم کے مطابق ایسا کوئی زمانہ نہیں گزرا جس زمانے کے لوگ اس چیز سے محفوظ رہے ہوں۔ البتہ انبیاء کرام اور صدیقین کا حکم مختلف ہے۔ اگر میں چاہتا تو اس موضوع پر کئی رجسٹر تحریر کرسکتا تھا۔

اللھم فلا تجعل فی قلوبنا غلا للذین آمنوا ربنا انك رؤف رحیم

''اے اللہ! ہمارے دلوں میں ان لوگوں کے لیے رکاوٹ نہ بنانا جو ایمان لائے ہیں۔ اے ہمارے پروردگار! بے شک تو مہربان، رحم کرنے والا ہے۔''

۴۳۸- احمد بن عبداللہ ابن فلان

انہوں نے فضل بن عبداللہ سے روایات نقل کی ہیں۔

امام دارقطنی رحمۃ اللہ علیہ نے ان پر احادیث گھڑنے کا الزام لگایا ہے۔

۴۳۹- احمد بن عبداللہ بن محمد، ابوالحسن بکری

یہ کذاب اور دجال ہے، جو جھوٹے واقعات ایجاد کرتا ہے ان کی کوئی حقیقت نہیں ہوتی تو یہ کتنا جاہل ہے اور اس میں حیا کی کتنی کمی ہے۔ اس نے کسی سند کے ساتھ کوئی ایک بھی علمی بات روایت نہیں کی ہے۔ لیکن بازار میں اس کی یہ کتابیں مل جاتی ہیں۔

''ضیاء الانوار، رأس الغول، شر الدہر، کتاب " کلندجۃ "، " حصن الدولاب "، الحصول السبعۃ وصاحبہا ہمام بن الجحاف، حروب الامام علی معہ (اور اس کے علاوہ کچھ دوسری کتابیں ہیں)''۔

۴۴۰- احمد بن عبداللہ نہروانی

اس نے ایک روایت نقل کی ہے، جس میں یہ بات مذکور ہے ''جنت میں ایک نہر زیتون کے تیل کی ہوگی۔''

ابن ماکولا اور دیگر حضرات نے اس پر تہمت عائد کی ہے۔

۴۴۱- احمد بن عبداللہ بن سلیمان، ابوالعلاء معری لغوی الشاعر

اس نے یحییٰ بن مسعر کے حوالے سے ابوعروبہ حرانی سے ایک جزو روایت کیا ہے۔

اس کے کچھ ایسے اشعار ہیں جو اس کے زندیق ہونے پر دلالت کرتے تھے۔ میں نے اس کا تفصیلی تذکرہ اپنی بڑی تاریخ میں کیا ہے۔

۴۴۲- احمد بن عبدالجبار عطاردی

انہوں نے ابوبکر بن عیاش اور اس کے طبقے کے افراد سے روایات نقل کی ہیں۔

کئی محدثین نے اسے ''ضعیف'' قرار دیا ہے۔

شیخ ابن عدی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: میں نے اہل علم کو دیکھا ہے' جو اس کے ضعیف ہونے پر متفق ہیں۔ تاہم مجھے ان کے حوالے سے کسی منکر روایت کا علم نہیں ہوسکا۔

محدثین نے اسے ''ضعیف'' قرار دیا ہے' کیوں کہ اس نے جن حضرات کے حوالے سے احادیث روایت کی ہیں ان سے اس نے ملاقات نہیں کی ہوئی۔

مطین کہتے ہیں: یہ جھوٹ بولتا تھا (یا جھوٹی روایات نقل کرتا تھا)۔

امام دارقطنی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: اس میں کوئی حرج نہیں ہے۔

شیخ ابوکریب نے اس کی تعریف کی ہے۔ اس کے بارے میں ہمارے مشائخ کے درمیان اختلاف ہے تاہم یہ علم حدیث کے ماہرین میں سے نہیں ہیں۔

امام ابوحاتم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ ''قوی'' نہیں ہے۔

ان کے صاحبزادے عبدالرحمٰن کہتے ہیں: میں نے اس کے حوالے سے احادیث نوٹ کی تھیں پھر میں اس کے حوالے سے احادیث نوٹ کرنے سے رک گیا کیوں کہ لوگوں نے اس کے بارے میں کلام کیا ہے۔

شیخ ابن عدی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: ابن عقدہ اس کے حوالے سے احادیث روایت نہیں کیا کرتے تھے۔

انہوں نے یہ بات بھی ذکر کی ہے ان کے پاس اس کے حوالے سے ایک رجسٹر تحریر ہے۔ جس میں یہ مذکور ہے کہ اس میں کسی بھی راوی کے حوالے سے حدیث بیان کرنے سے پرہیز نہیں کیا ہے۔

ان کا انتقال 272 ہجری میں ہوا۔

۴۴۳- احمد بن عبدالرحمٰن بن وہب (م)، ابوعبیداللہ مصری:

یہ بحشل کے نام سے معروف ہیں۔

شیخ ابن عدی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: میں نے مصر کے مشائخ کو دیکھا ہے وہ اس کے ضعیف ہونے پر متفق ہیں۔ تاہم جو لوگ مصر کے رہنے والے نہیں ہیں۔ انہوں نے اس سے احادیث حاصل کرنے سے منع نہیں کیا: جیسے امام ابوزرعہ، امام ابوحاتم اور ان کے بعد کے افراد۔

عبدان نے مجھے یہ بات بتائی ہے ہمارے زمانے میں اس کا معاملہ بالکل ٹھیک تھا' اور جس روایت کو اس نے حرملہ سے لاحق نہیں کیا۔ اس پر میں اعتماد کرتا ہوں اور ہر وہ روایت جسے ابن وہب کے حوالے سے نقل کرنے میں یہ منفرد ہے۔ اسے اہل علم نے ابوعبداللہ کے پاس پالیا ہے۔ اس میں سے ایک ''کتاب الرجال'' ہے۔

محمد بن محمد بن اشعث کہتے ہیں: ایک مرتبہ ہم ابن وہب کے بھتیجے کے پاس موجود تھے ان کے پاس سے ہارون بن سعید ایلی گزرے۔ وہ سوار تھے۔ انہوں نے اسے سلام کیا پھر وہ بولے: کیا میں آپ کو ایک بات بتاؤں۔ میرے پاس علم حدیث کے کچھ ماہرین آئے اور انہوں نے آپ کے بارے میں سوال کیا تو میں نے کہا: ابوعبیداللہ سے تو ہمارے بارے میں دریافت کیا جاسکتا ہے' ہم سے ان

کے بارے میں سوال نہیں کیا جا سکتا۔

یہ وہی صاحب ہیں جو اپنے چچا کی موجودگی میں ہمیں املاء کروایا کرتے تھے اور یہ وہی صاحب ہیں۔ جو ہمارے سامنے (احادیث) پڑھا کرتے تھے۔

شیخ ابن عدی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: ہر وہ روایت جس کو محدثین نے اس کے حوالے سے منکر قرار دیا ہو' تو اس میں احتمال ہوگا اگر اس روایت کو اس کے علاوہ کسی اور نے نقل نہ کیا ہو۔ تو ہو سکتا ہے اس کے چچا نے اسے بطور خاص وہی روایت سنائی ہو۔

انہوں نے اپنی سند کے ساتھ حضرت عوف بن مالک رضی اللہ عنہ کے حوالے سے یہ روایت ''مرفوع'' حدیث کے طور پر نقل کی ہے۔

یکون فی آخر الزمان قوم یحلون الحرام، ویحرمون الحلال، ویقیسون الامور برأیھم

''آخری زمانے میں کچھ ایسے لوگ آئیں گے۔ جو حرام کو حلال قرار دیں گے اور حلال کو حرام قرار دیں گے اور مسائل میں اپنی رائے کے ساتھ قیاس کرتے ہوئے (فتویٰ دیں گے)''

یہ روایت نعیم بن حماد کے حوالے سے عیسیٰ سے منقول ہونے کے طور پر معروف ہے' لیکن یہ روایت اس سے سوید بن سعید، عبدالوہاب بن ضحاک اور حکم بن مبارک خاشتی نے چوری کر لی۔ ابوعبیداللہ کی اس روایت کو بھی اہل علم نے منکر قرار دیا ہے۔

انہوں نے اپنے چچا سے روایات نقل کی ہیں۔

انہوں نے اپنی سند کے ساتھ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کے حوالے سے یہ روایت ''مرفوع'' حدیث کے طور پر نقل کی ہے۔

اذا کان الجھاد علی باب احدکم فلا یخرج الا باذن ابویہ

''جب کسی شخص کے دروازے پر جہاد آ جائے تو وہ اپنے ماں باپ کی اجازت کے بغیر جہاد کے لیے نہ نکلے۔''

انہوں نے اپنی سند کے ساتھ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کے حوالے سے یہ روایت ''مرفوع'' حدیث کے طور پر نقل کی ہے۔

یاتی علی الناس زمان یرسل الی القرآن فیرفع من الارض

''لوگوں پر ایک ایسا زمانہ آئے گا جب وہ قرآن کو چھوڑ دیں گے اور پھر اسے زمین پر سے اٹھا لیا جائے گا۔''

اس روایت کو ''مرفوع'' حدیث کے طور پر نقل کرنے میں احمد بن عبدالرحمٰن نامی یہ راوی منفرد ہیں۔

امام ابن حبان رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: جس کا مفہوم کچھ یوں ہے کہ اس نے اپنی آخری عمر میں کچھ منکر روایات نقل کی ہیں جیسا کہ اس نے اپنے چچا کے حوالے سے اپنی سند کے ساتھ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کے حوالے سے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان نقل کیا ہے۔

ان اللہ زادکم صلاۃ الی صلاتکم وھی الوتر

''بے شک اللہ تعالیٰ نے تمہاری نمازوں کے ساتھ ایک اور نماز کا اضافہ کر دیا ہے اور وہ وتر کی نماز ہے۔''

یہ روایت ابن وہب کی گھڑی ہوئی ہے۔

حاکم بیان کرتے ہیں: میں نے محمد بن یعقوب کو سنا۔ وہ کہتے ہیں: میں نے ابوبکر محمد بن اسحاق کو سنا۔ ان سے پوچھا گیا۔ کیا وجہ ہے کہ آپ احمد بن عبدالرحمٰن کے حوالے سے روایت نقل کر دیتے ہیں' جب کہ سفیان بن وکیع کے حوالے سے روایت نقل نہیں کرتے۔ تو

انہوں نے جواب دیا: اس کی وجہ یہ ہے کہ احمد نامی راوی کی جن روایات کو منکر قرار دیا گیا۔ جب وہ ان کے سامنے پیش کی گئیں تو انہوں نے آخر میں ان سے رجوع کر لیا تھا سوائے اس حدیث کے جو انہوں نے امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کے حوالے سے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے نقل کی ہے

اذا حضر العشاء

''جب رات کا کھانا آجائے''۔

جہاں تک سفیان بن وکیع کا تعلق ہے تو ان کے کاتب نے ان کی روایات میں بہت سی جھوٹی روایات داخل کر دیں۔ لیکن سفیان نے ان سب کو نقل کر دیا۔ ہم نے ان روایات کے بارے میں ان سے گفتگو کی۔ تو انہوں نے ان روایات سے رجوع نہیں کیا۔

ان رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم کان یجهر ببسم اللّٰه الرحمٰن الرحیم فی الصلاة

''نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نماز کے دوران بلند آواز میں بسم اللہ پڑھتے تھے۔''

شیخ احمد دفونی اور شیخ شہاب نے اپنی سند کے ساتھ یہ روایت ہمیں سنائی ہے۔

ابن یونس کہتے ہیں: یہ راوی مستند نہیں ہو سکتا۔

ان کا انتقال 264 ہجری میں ہوا۔

۴۴۴- احمد بن عبدالرحمٰن (ت، س، ق) بسری، ابوالولید،

یہ دمشق کا رہنے والا ہے اور صدوق ہے۔ اس کے حوالے سے امام ابن ماجہ نے احادیث روایت کی ہیں۔ البتہ اسماعیل بن عبداللہ نے اس کے بارے میں کہا ہے یہ خواتین کو حلال کروا دیا کرتا تھا (یعنی یہ حلالہ کیا کرتا تھا)

انہوں نے ولید بن مسلم سے روایات نقل کی ہیں۔

قاضی اسماعیل بن عبداللہ کہتے ہیں: ابوالولید نے ولید بن مسلم سے کسی بھی روایت کو نہیں سنا ہے اور اگر وہ میرے سامنے اس بارے میں گواہی دے تو میں اس کو قبول نہیں کروں گا' کیوں کہ وہ حلالہ کرنے والا شخص ہے' جو خواتین کو حلال کر دیا کرتا تھا۔ اسے تھوڑی سی رقم دی جاتی تھی اور وہ طلاق دے دیتا تھا۔ دمشق میں اس کا حال بہت برا تھا تو تم لوگ اللہ تعالیٰ سے ڈرو' اور جھوٹے راویوں سے احادیث سننے سے بچو۔ جہاں تک بکار کا تعلق ہے تو میں اس کی گواہی کو بھی درست قرار نہیں دیتا یہ وہی شخص ہے' جس نے اس کی طرف کتابیں بھیجی تھیں' اور یہ دونوں جھوٹے ہیں۔

خطیب بغدادی فرماتے ہیں: ابوالولید کی حالت وہ نہیں ہے' جو ابوبکر باغندی سکری کے حوالے سے نقل کی ہے' بلکہ وہ اہل صدق میں سے تھے۔

ان کے حوالے سے امام نسائی رحمۃ اللہ علیہ نے روایت نقل کی ہے اور آپ کے لیے اتنا ہی کافی ہے۔ دمشقی کہتے ہیں: یہ صالح آدمی تھے۔

۴۴۵- احمد بن عبدالرحمٰن بیروتی

انہوں نے اوزاعی سے روایات نقل کی ہیں۔

یہ نہیں پتہ چل سکا کہ یہ کون ہے۔

۴۴۶-احمد بن عبدالرحمٰن کفرتوثی:

اس کالقب ''جدر'' ہے۔

شیخ ابن عدی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ ضعیف ہے اور یہ حدیث میں سرقہ کیا کرتا تھا۔

انہوں نے اپنی سند کے ساتھ حضرت جابر رضی اللہ عنہ کے حوالے سے یہ روایت ''مرفوع'' حدیث کے طور پر نقل کی ہے۔

مجوس هذه الامة الذين يكذبون بالقدر، ان مرضوا فلا تعودوهم الحديث

''اس امت کے مجوسی وہ لوگ ہیں جو تقدیر کو جھٹلاتے ہیں۔ اگر وہ بیمار ہو جائیں تو تم ان کی عیادت نہ کرو (آگے پوری حدیث ہے)''۔

چھ حضرات نے یہ روایت اپنی سند کے ساتھ ہمیں امام اوزاعی کے حوالے سے سنائی ہے۔

انہوں نے اپنی سند کے ساتھ سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے یہ روایت نقل کی ہے۔

الجنة دار الاسخياء

''جنت سخی لوگوں کا ٹھکانہ ہے۔''

یہ روایت بقیہ کے حوالے سے اس کی سند کے ساتھ امام اوزاعی سے منقول ہے' جس میں یوسف نامی راوی ساقط ہے۔

انہوں نے اپنی سند کے ساتھ حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ کے حوالے سے یہ روایت ''مرفوع'' حدیث کے طور پر نقل کی ہے۔

لو يعلم الناس ما لهم في الحلبة لاشتروها بوزنها ذهبا

''اگر لوگوں کو پتہ چل جائے کہ حلبہ (میتھی) میں انہیں کتنا فائدہ ہے تو وہ اسے ضرور خرید لیں گے اگرچہ اس کے وزن جتنا سونا دینا پڑے''۔

اسی کی مانند ایک روایت اس نے عقبہ کے حوالے سے ثور سے نقل کی ہے۔

۴۴۷-احمد بن عبدالرحمٰن سقطی:

یہ عمر رسیدہ راوی معروف نہیں ہے۔ صرف مقید طور پر اس کی شناخت ہو سکی ہے۔

اس نے یزید بن ہارون سے، حمید کے حوالے سے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے ایک موضوع روایت نقل کی ہے۔

۴۴۸-احمد بن عبدالرحمٰن جرجانی ہاشمی

ادریسی کہتے ہیں: یہ جھوٹ بولتا تھا (یا جھوٹی روایات نقل کرتا تھا)۔

اس نے اصم اور اس کے معاصرین سے احادیث روایت کی ہیں پھر یہ اوپر جا کر محمد بن مسیب سے روایات نقل کرنے لگا: یعنی ان افراد سے جس کا زمانہ اس نے پایا ہی نہیں ہے۔

۴۴۹- احمد بن عبدالرحمٰن بن جارود الرقی

انہوں نے ربیع المرادی اورا کابر راویوں سے روایات نقل کی ہیں۔
360ھ کے آس پاس حافظ ابونعیم نے ان سے ملاقات کی تھی اوران سے احادیث کا سماع کیا تھا۔
خطیب بغدادی فرماتے ہیں: یہ جھوٹا ہے۔
اس کی بیان کردہ جھوٹی روایات میں ایک یہ روایت بھی ہے: حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے:

جمال الرجل فصاحة لسانه

''آدمی کی خوبصورتی اس کی زبان کی فصاحت میں ہوتی ہے۔''

۴۵۰- احمد بن عبدالرحمٰن بن عقال حرانی

انہوں نے ابوجعفر نفیلی سے روایات نقل کی ہیں۔
ابوعروبہ کہتے ہیں: یہ اپنے دین کے اعتبار سے قابل اعتماد نہیں ہے۔
(امام ذہبی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:) میں یہ کہتا ہوں: ابن عدی اور طبرانی نے اس کے حوالے سے روایات نقل کی ہیں۔
اس کی کنیت ابوالفوارس ہے۔

۴۵۱- احمد بن عبدالرحیم، ابوجعفر جرجانی

اس نے جریر بن عبدالحمید کے حوالے سے روایات نقل کی ہیں اور حیا کی کمی کی وجہ سے 300ھ کے آس پاس میں جریر کے حوالے سے روایات نقل کی ہیں۔ ابن عدی نے اس کے حوالے سے ایک جھوٹی روایت نقل کی ہے اور یہ بات بیان کی ہے جوان لوگوں کے حوالے سے احادیث بیان کرتا ہے جن کا زمانہ بھی اس نے نہیں پایا بلکہ وہ تو اس سے کافی عرصہ پہلے فوت ہو چکے تھے۔

۴۵۲- احمد بن عبدالصمد، ابوایوب انصاری الزرقی

انہوں نے اپنی سند کے ساتھ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کے حوالے سے یہ روایت ''مرفوع'' حدیث کے طور پر نقل کی ہے۔

ثمن القينة سحت، وثمن الكلب سحت

''فاحشہ عورت کی کمائی حرام ہے، کتے کی قیمت حرام ہے۔''
احمد نامی یہ راوی معروف نہیں، اور یہ روایت ''منکر'' ہے۔

۴۵۳- احمد بن عبدالعزیز مؤدب

یہ ہیثمی کے نام سے معروف ہے۔
انہوں نے عبدالرزاق سے روایات نقل کی ہیں۔

امام دارقطنی رحمۃ اللہ علیہ نے انہیں ''ضعیف'' قرار دیا ہے۔
اگر اس سے واسطی مراد ہو جو رملہ میں مقیم ہو گیا تھا تو پھر اس کے حوالے سے ایک موضوع روایت بھی منقول ہے۔

۴۵۴- احمد بن عبدالعزیز، ابوحاتم، وراق،

یہ بعد کے زمانے کا عمر رسیدہ شخص ہے۔
ابن طاہر کہتے ہیں: اس نے جھوٹی احادیث ایجاد کی ہیں۔
امام حاکم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: مطین کے حوالے سے یہ بات ہم تک پہنچی ہے کہ اس نے صحیح سند کے ساتھ ایک جھوٹی روایت بیان کی ہے۔

۴۵۵- احمد بن عبدالقاہر

انہوں نے منبہ بن عثمان سے اور ان سے طبرانی نے روایات نقل کی ہیں۔
یہ پتہ نہیں چل سکا کہ یہ کون ہے۔

۴۵۶- احمد بن عبدالملک الفارسی الاعلم

اس کا انتقال 360ھ سے پہلے سمرقند میں ہوا۔
اس نے عمران بن موسیٰ سختیانی سے احادیث نقل کی ہیں۔
ادریسی کہتے ہیں: ہم نے اس سے احادیث نوٹ کی ہیں۔ حصول کے اعتبار سے یہ بہت برا ہے' جو روایات میں کمی بیشی کرتا ہے اس پر اعتبار نہیں کیا جا سکتا۔

۴۵۷- احمد بن عبدالمؤمن:

انہوں نے رواد بن جراح سے روایات نقل کی ہیں۔
ابن یونس کہتے ہیں: اس نے موقوف روایات کو ''مرفوع'' حدیث کے طور پر نقل کیا ہے۔

۴۵۸- احمد بن عبیداللہ بن ابی ظبیۃ

انہوں نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایات نقل کی ہیں۔
شیخ ابوالقاسم بغوی کہتے ہیں: 225ھ میں میری اس سے ملاقات ہوئی' تو اس نے مجھ سے کہا۔ میں 127ھ کے رمضان کے مہینے سے مسلسل روزے رکھ رہا ہوں۔ تو میں یہ کہتا ہوں کہ اس راوی کی کوئی حیثیت نہیں ہے' اور یہ قابل اعتماد نہیں ہے۔

۴۵۹- احمد بن عبیداللہ، ابوالعز بن کادش:

یہ راوی مشہور ہے اور ابن عساکر کے مشائخ میں سے ہے۔

اس نے احادیث ایجاد کرنے کا اقرار کیا تھا' پھر اس نے توبہ کرلی' اور نیک آدمی بن گیا۔

۴۶۰-احمد بن عبیداللہ بن عمار المعروف بحمار العزیز:

یہ شیعہ کے اکابرین میں سے ہے۔

اس نے عثمان بن ابوشیبہ اور دیگر حضرات کے حوالے سے روایات نقل کی ہیں۔

یہ بات بھی بیان کی گئی ہے یہ قدریہ کا عقیدہ رکھتا تھا۔

۴۶۱-احمد بن عبید بن ناصح ، ابوعصیدۃ نحوی

یہ حدیث نقل کرنے میں کم تر درجے کا نیک شخص ہے۔

شیخ ابن عدی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: اس سے منکر روایات منقول ہیں۔

ابواحمد حاکم کہتے ہیں۔ اس کی نقل کردہ زیادہ تر روایات کی متابعت نہیں کی گئی ہے۔

اس نے یزید بن ہارون کا زمانہ پایا ہے' اور اس نے محمد بن مصعب کے حوالے سے وہ روایت نقل کی ہے' جس میں یہ بات منقول ہے کہ امام اوزاعی نے خلیفہ منصور کو نصیحت کی تھی۔ اس میں بہت سی منکر باتیں ہیں۔

شیخ ابن عدی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: ان سب باتوں کے باوجود میرے نزدیک یہ اہل صدق میں سے ہے اور یہ منکر روایات نقل کرتا ہے۔

۴۶۲-احمد بن عبدۃ (صح ، م ، عو) ضبی

یہ بصری ہیں۔

انہوں نے حماد بن زید اور اس کے طبقے کے افراد سے روایات نقل کی ہیں۔

ابوحاتم اور نسائی نے انہیں ''ثقہ'' قرار دیا ہے۔

شیخ ابن خراش فرماتے ہیں: لوگوں نے اس کے بارے میں کلام کیا ہے' لیکن ابن خراش کے اس شخص کے بارے میں اس قول کی تصدیق نہیں کی گئی۔ اس اعتبار سے یہ شخص حجت ہے۔

۴۶۳-احمد بن عتاب مروزی

انہوں نے عبدالرحیم بن زید العمی سے روایات نقل کی ہیں۔

احمد بن سعید بن معدان کہتے ہیں: یہ صالح بزرگ ہے اس نے فضائل سے متعلق روایات اور منکر روایات نقل کی ہیں۔

(امام ذہبی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:) میں یہ کہتا ہوں: ہر وہ شخص جو منکر روایات نقل کرتا ہے ضعیف قرار دیا جائے گا۔ میں نے اس شخص کا تذکرہ یہاں اس لیے کیا ہے' کیوں کہ حافظ یوسف شیرازی نے اپنی تصنیف ''الضعفاء'' کے پہلے جزو میں اس کا تذکرہ کیا ہے۔

۴۶۴-احمد بن عثمان نہروانی، ابوالحسن

انہوں نے اپنی سند کے ساتھ حضرت انس رضی اللہ عنہ کے حوالے سے یہ روایت ''مرفوع'' حدیث کے طور پر نقل کی ہے۔

لکل شیء زکاة، وزکاة الدار بیت الضیافة

''ہر چیز کی زکوٰۃ ہوتی ہے' اور گھر کی زکوٰۃ ضیافت کا کمرہ ہے۔''

نقاش نے اپنی کتاب ''موضوعات'' میں یہ بات بیان کی ہے اس روایت کو احمد (بن عثمان نہروانی) یا اس کے استاد نے خود ایجاد کیا ہے۔

۴۶۵-احمد بن عصام موصلی

انہوں نے امام مالک رحمۃ اللہ علیہ سے اور ان سے یوسف بن یعقوب بن زیاد واسطی نے روایات نقل کی ہیں۔

امام دارقطنی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ ''ضعیف'' ہے۔

۴۶۶-احمد بن عصمۃ نیشاپوری:

انہوں نے اسحاق بن راہویہ سے روایات نقل کی ہیں۔

اس پر تہمت عائد کی گئی ہے اور یہ ہلاکت کا شکار ہونے والا ہے۔

اس پر یہ الزام ہے کہ اس نے موضوع روایات نقل کی ہیں جن میں سے ایک روایت یہ ہے' جو انہوں نے اپنی سند کے ساتھ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کے حوالے سے ''مرفوع'' حدیث کے طور پر نقل کی ہے۔

لما ولد ابوبکر فی تلک اللیلة اطلع اللّٰہ علی جنة عدن فقال: وعزتی وجلالی لا ادخلك الا من احب هذا المولود

''جب اس رات میں ابوبکر پیدا ہوا تو اللہ تعالیٰ نے جنت عدن کی طرف جھانک کر دیکھا اور فرمایا: مجھے اپنی عزت وجلال کی قسم! میں تمہارے اندر صرف اس شخص کو داخل کروں گا۔ جو اس نو مولود بچے سے محبت کرے گا۔''

۴۶۷-احمد بن عطاء ہجیمی بصری الزاہد

انہوں نے خالد العبد سے روایات نقل کی ہیں۔

امام دارقطنی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ راوی ''متروک'' ہے۔

ابن اعرابی نے اپنی سند کے ساتھ اس اعرابی کے حوالے سے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے یہ روایت نقل کی ہے۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے:

ما من نبی الا وله نظیر فی امتی، فابوبکر نظیر ابراهیم، وعمر نظیر موسیٰ، وعثمان نظیر هارون، وعلی نظیری

''ہر نبی کی میری امت میں کوئی نہ کوئی نظیر ہے پس ابوبکر رضی اللہ عنہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی نظیر ہے' عمر حضرت موسیٰ علیہ السلام کی نظیر ہے۔ عثمان حضرت ہارون علیہ السلام کی نظیر ہے اور علی میری نظیر ہے۔''

(امام ذہبی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں:) کہ غلابی نامی راوی نے اس کو ایجاد کیا ہے۔

۴۶۸-احمد بن عطاء روذباری الزاہد، ابوعلی

اس راوی نے اسماعیل صفار کے حوالے سے وہ روایات نقل کی ہیں جنہیں صفار نے بھی روایت نہیں کیا۔ تو ہوسکتا ہے اسے کوئی غلط فہمی ہوئی ہو اس لیے اس پر اعتماد نہیں کیا جاسکتا۔

۴۶۹-احمد بن علی بن سلمان، ابوبکر مروزی

انہوں نے علی بن حجر سے روایات نقل کی ہیں۔

امام دارقطنی رحمۃ اللہ علیہ نے انہیں ''ضعیف'' قرار دیا ہے' اور یہ کہا ہے: یہ احادیث اپنی طرف سے بنالیتا تھا۔

۴۷۰-احمد بن علی بن صدقۃ

اس راوی نے اپنے والد کے حوالے سے امام علی بن موسیٰ رضا سے روایات نقل کی ہیں اور یہ نسخہ جھوٹ کا مجموعہ ہے۔ اس نے قعنبی سے روایت نقل کی ہے۔ امام دارقطنی رحمۃ اللہ علیہ نے اس پر احادیث گھڑنے کا الزام لگایا ہے۔

۴۷۱-احمد بن علی

یہ عبدالقدوس کا بھانجا ہے۔

انہوں نے امام مالک رحمۃ اللہ علیہ سے روایات نقل کی ہیں۔

امام دارقطنی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ راوی ''متروک الحدیث'' ہے۔

امام دارقطنی رحمۃ اللہ علیہ نے اس راوی کا نام محمد بن علی بیان کیا ہے وہ کہتے ہیں: اس کی نقل کردہ روایت جھوٹی ہے۔ تاہم اس کے حوالے سے جس راوی سے روایت نقل کی گئی ہے اس پر بھی الزام عائد کیا گیا ہے اور وہ راوی برکہ بن محمد حلبی ہے' جس میں اس کے حوالے سے امام مالک، امام نافع کے حوالے سے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کے حوالے سے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان نقل کیا ہے۔

العربون لمن عربن

''بیعانہ اس کی ملکیت ہوگا جو بیعانہ دے گا''۔

۴۷۲-احمد بن علی انصاری

انہوں نے احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ سے روایات نقل کی ہیں۔

یہ راوی ''واہی'' ہے اور اس کا انتقال 318ھ میں ہوا۔

امام حاکم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ ایک پرندہ تھا جو ہم پر اڑ کر آ گیا۔
(امام ذہبی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:) میں یہ کہتا ہوں: حاکم نے ان الفاظ کے ذریعے اس کی توہین کی ہے۔

۴۷۳- احمد بن علی نمیری (د)

انہوں نے عبیداللہ بن عمرو الرقی سے روایات نقل کی ہیں۔
شیخ ابوالفتح ازدی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ راوی "متروک" ہے۔
امام ابوحاتم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: میں یہ سمجھتا ہوں کہ اس کی نقل کردہ روایات درست ہیں۔ اس کے حوالے سے صرف محمود بن خالد نے روایات نقل کی ہیں۔
شیخ ابن مندہ کہتے ہیں: یہ حمص کا رہنے والا ہے۔
انہوں نے ثور بن یزید، عبیداللہ بن عمر اور صفوان بن عمر سے روایات نقل کی ہیں۔ ان سے یزید ابن عبدربہ اور محمد بن ابی اسامہ نے روایات نقل کی ہیں۔

۴۷۴- احمد بن علی بن مہدی رقی

اس راوی نے امام علی رضا رحمۃ اللہ علیہ کے حوالے سے ایک جھوٹی روایت نقل کی ہے' باقی اللہ سے ہی مدد لی جا سکتی ہے۔
یہ وہی ابن صدقہ ہے' جس کا ذکر ہو چکا ہے' اور وہ احمد بن علی بن مہدی بن صدقہ ہے۔
میرے علم کے مطابق امام رضا کے حوالے سے کوئی بھی روایت مستند طور پر منقول نہیں ہے۔

۴۷۵- احمد بن علی بن حسنو یہ مقری نیشاپوری، ابوحامد،

یہ امام حاکم رحمۃ اللہ علیہ نیشاپوری کا استاد ہے۔
خطیب بغدادی فرماتے ہیں: یہ "ثقہ" نہیں ہے۔
(امام ذہبی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:) میں یہ کہتا ہوں: یہ بات بیان کی گئی ہے اس نے ان حضرات کے حوالے سے احادیث بیان کی ہیں جن کا زمانہ وہاں اس نے نہیں پایا۔ جیسے امام مسلم رحمۃ اللہ علیہ اور دیگر کئی محدثین ہیں۔
امام حاکم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: اگر یہ شخص اپنی ان روایات پر اکتفاء کر لیتا جنہیں اس نے واقعی سنا ہے تو یہ اس کے لیے زیادہ بہتر تھا۔
پھر اس نے ایک ایسی جماعت کے حوالے سے احادیث بیان کی ہیں جن کے بارے میں' میں اللہ کا نام لے کر گواہی دے سکتا ہوں کہ اس نے ان حضرات سے احادیث سنی ہوں گی۔ البتہ اس کے بارے میں مجھے یہ علم نہیں ہے کہ کسی حدیث کو اس نے خود ایجاد کیا ہو' یا کوئی سند اس نے خود بنائی ہو۔

۴۷۶- احمد بن علی نصیبی،

یہ ایک بڑی عمر کا شخص ہے جو 300ھ کے بعد ہوا تھا اس نے ایک انتہائی کمزور روایت گھڑی ہے' جس کی وجہ سے اسے رسوائی کا

سامنا کرنا پڑا۔اس نے محمد بن مسعود طرسوسی کے حوالے سے امام عبدالرزاق سے روایات نقل کی ہیں۔

۴۷۷-احمد بن علی نصیبی، ابوالحسین،

یہ دمشق کا قاضی ہے اور پانچ کے قریب ہجری کے درمیان کا ہے۔

اس پر جھوٹا ہونے کا الزام ہے۔

۴۷۸-احمد بن علی خصیبی

اس نے جھوٹی روایات نقل کی ہیں۔یہ چوتھی صدی ہجری سے تعلق رکھتا ہے۔

۴۷۹-احمد بن علی خیوطی:

اس نے ابن مبشر واسطی کے حوالے سے جھوٹی روایت نقل کی ہے۔

۴۸۰-احمد بن علی بن ماسی، ابونعیم ہمذانی

انہوں نے طاہر نیشاپوری سے روایات نقل کی ہیں۔

الکیا شیرویہ کہتے ہیں: ہمذانی یہ زیادہ مستند نہیں ہے۔

۴۸۱-احمد بن علی بن یحییٰ الاسدابازی مقری

انہوں نے ابوقاسم صیدلانی سے روایات نقل کی ہیں۔

یہ اختلاط کا شکار شخص تھا۔جو الفاظ میں کمی بیشی کر دیتا تھا۔اس نے بذات خود ابوبکر شاذان سے ابوسعید اشج کی تفسیر سنی ہے۔

یہ بات خطیب بغدادی نے کہی ہے۔(ابن خیرون نے اسے جھوٹا قرار دیا ہے۔)

اس کا انتقال شاید 362ھ میں تبریز میں ہوا۔

۴۸۲-احمد بن علی طرابلسی

یہ ابوعبداللہ اہوازی کا استاد ہے اور اس کے حوالے سے ایک موضوع روایت منقول ہے۔

۴۸۳-احمد بن علی اسدابازی،

یہ خطیب کا ہم عصر عمر رسیدہ آدمی ہے۔ابوفضل ابن خیرون نے اسے جھوٹا قرار دیا ہے۔

۴۸۴-احمد بن علی، ابونصر ہباری،

یہ قرأت کرنے والوں میں سے ایک ہے۔

شیخ ابوالکرم شہرزوری نے اس کے سامنے (احادیث کی) قرأت کی تھی۔

اس پر جھوٹے ہونے کاالزام ہے۔

۴۸۵-احمد بن علی بن فرات دمشقی،

یہ چار سواسی 480ھ کے بعد کے راویوں میں سے ایک ہے یہ رافضی اور مقیت تھا۔

۴۸۶-احمد بن علی بن حسین مدائنی

اس نے محمد بن برقی سے ان کی تاریخ روایت کی ہے۔

ابن یونس کہتے ہیں: یہ زیادہ ''مستند'' نہیں ہے۔

۴۸۷-احمد بن علی بن بدران حلوانی مقری

یہ 500 ہجری کے بعد کا ہے اور ''صدوق'' ہے۔

شیخ ابن ناصر نے انہیں ''ضعیف'' قرار دیا ہے۔

۴۸۸-احمد بن علی بن زکریا، ابوبکر طریثیثی:

یہ سلفی کا استاد ہے۔

اس کے سماع کے بارے میں کچھ کلام کیا گیا ہے۔ سلفی تو یہ کہتے ہیں: کہ اس نے اپنے پاس موجود اصل سے احادیث روایت کی ہیں۔

جب کہ ابن ناصر نے اسے جھوٹا قرار دیا ہے۔ ابن طاہر کہتے ہیں: میں نے بغداد میں اہل علم کو دیکھا کہ وہ اس کے ضعیف ہونے پر متفق ہیں۔

ان کا انتقال 490 ہجری کے آس پاس ہوا۔

۴۸۹-احمد بن علی بن عون اللہ، ابوجعفر اندلسی مقری الحصار

اہل علم نے اس کی شیخ ابوعبداللہ بن غلام الفرس دانی سے ملاقات کے بارے میں کلام کیا ہے۔

اس نے ابن ہذیل کے سامنے تلاوت کی ہے۔ (یعنی ان سے علم قرأت سیکھا ہے)

۴۹۰-احمد بن علی غزنوی، ابوالحسین،

یہ بغداد میں ''کروخی'' کے آخری زمانے کے شاگردوں میں سے ایک ہیں۔

ابن نجار کہتے ہیں۔ اس کا عقیدہ خراب تھا۔ یہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی شان میں گستاخی کرتا ہے۔

(امام ذہبی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:) میں یہ کہتا ہوں: یہ 620ھ کے آس پاس تک زندہ تھا۔

۴۹۱-احمد بن علی بن محمد بن جبیرۃ،

یہ ابن بصلانی کے نام سے معروف ہے۔

انہوں نے طراد سے روایات نقل کی ہیں۔

ابن نقطہ کہتے ہیں۔اس نے اپنے آپ کو ضائع کر دیا تھا' اور خود کو مذموم صفات سے آراستہ کر لیا تھا۔اسی لیے شیخ حافظ ابن ناصر نے اسے متروک قرار دیا ہے۔

۴۹۲-احمد بن علی بن حمزۃ

بعض حفاظ نے اسے متروک قرار دیا ہے۔میں اس سے واقف نہیں ہوں' لیکن میں نے کتاب ''المغنی'' میں اپنی تحریر میں اس کا ذکر پایا ہے۔

۴۹۳-احمد بن علی توزی،

یہ خطیب بغدادی کا استاد ہے۔

یہ محدث ہے' لیکن قوی نہیں ہے۔اس نے یزید بن ہارون کے قول کو ''مرفوع'' حدیث کے طور پر نقل کر دیا۔اس بارے میں اسے وہم ہوا تھا۔

۴۹۴-احمد بن علی بن احمد بن صبیح

شیخ ابوطاہر سلفی کہتے ہیں: یہ بہت زیادہ جھوٹ بولتا ہے۔

۴۹۵-احمد بن علی بن افطح

اس نے یحییٰ بن زہدم کے حوالے سے جھوٹی روایات نقل کی ہیں۔

شیخ ابن عدی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: مجھے نہیں معلوم خرابی کی بنیاد یہ ہے یا اس کا استاد ہے۔

۴۹۶-احمد بن عمار دمشقی،

یہ ہشام بن عمار کا بھائی ہے۔

انہوں نے امام مالک رحمۃ اللہ علیہ سے روایات نقل کی ہیں۔

امام دارقطنی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ راوی ''متروک'' ہے۔

خطیب بغدادی فرماتے ہیں: انہوں نے اپنی سند کے ساتھ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے یہ روایت نقل کی ہے:

لیس للدین دواء الا الوفاء والحمد

''قرض کی دوا یہی ہے کہ پورا ادا کیا جائے اور (دینے والے کی) تعریف کی جائے''۔

یہ روایت ''منکر'' ہے۔

۴۹۷-احمد بن عمران الاخنسی

انہوں نے عبدالسلام بن حرب اور اس کے طبقے کے افراد سے روایات نقل کی ہیں۔

امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: محدثین نے ان کے بارے میں کلام کیا ہے۔
امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے اس کا نام محمد بن عمران بیان کیا ہے ایک قول یہ ہے کہ دونوں ایک ہی فرد ہے۔ اہل علم نے اسے ترک کر دیا تھا۔
امام ابوزرعہ رازی فرماتے ہیں: محدثین نے اسے متروک قرار دیا ہے۔ ابوحاتم نے اسے متروک قرار دیا ہے۔

۴۹۸- احمد بن عمران بن سلمہ:

اس نے سفیان ثوری کے حوالے سے روایات نقل کی ہیں یہ نہیں معلوم کہ یہ راوی کون ہے۔ تاہم محمد بن علی نام محدث نے اس کے حوالے سے اس کی سند کے ساتھ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے ''مرفوع'' حدیث کے طور پر یہ بات نقل کی ہے (نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے)

قسمت الحكمة فجعل في علي تسعة اجزاء، وفي الناس جزء واحد

''حکمت (دانائی) کو تقسیم کیا گیا تو مجھے نو اجزاء دیے گئے اور تمام لوگوں کو ایک جزء دیا گیا۔''

یہ روایت جھوٹی ہے۔

۴۹۹- احمد بن ابی عمران جرجانی:

اس کے حوالے سے شیخ ابوسعید نقاش نے روایات نقل کی ہیں اور انہوں نے حلف اٹھا کر یہ بات کہی ہے کہ یہ اپنی طرف سے احادیث بنالیا کرتا تھا۔ یہ ابن موسیٰ ہے (یعنی اس کا نام احمد بن موسیٰ ہے)

۵۰۰- احمد بن عمر قصی

انہوں نے مسلمہ بن محمد ثقفی سے روایات نقل کی ہیں۔
یہ راوی ''مجہول'' ہے۔

۵۰۱- احمد بن عمر بن عبید

خطیب بغدادی فرماتے ہیں: یہ ''مجہول'' ہے۔
انہوں نے وہب بن وہب ابی بختری سے روایات نقل کی ہیں۔

۵۰۲- احمد بن عمر بن روتیح

انہوں نے ابوقاسم بغوی سے روایات نقل کی ہیں۔
عتیقی نے اسے ''لین'' قرار دیا ہے۔
ابن ابی الفوارس کہتے ہیں: یہ زیادہ مستند نہیں ہے۔

۵۰۳-احمد بن عمر بن سعید، ابوالفتح جہازی:

حبال کہتے ہیں: قاضی علی بن حسن بن خلیل نے اس کے بارے میں کلام کیا ہے۔

۵۰۴-(صح) احمد بن عمرو الحافظ، ابوبکر بزار،

یہ بڑی مسند (یعنی مسند بزار) کے مصنف ہیں۔

یہ صدوق (یعنی سچے اور) مشہور ہیں۔

ابواحمد حاکم کہتے ہیں: یہ سند اور متن میں غلطی کرتے ہیں۔

انہوں نے فلاس بندار اور ان کے طبقے کے افراد سے روایات نقل کی ہیں۔

امام حاکم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: میں نے امام دارقطنی رحمۃ اللہ سے اس کے بارے میں دریافت کیا تو بولے: یہ سند اور متن میں غلطی کر جاتے ہیں۔ انہوں نے اپنے حافظے کی بنیاد پر مصر میں سند بیان کی یہ لوگوں کی کتابیں دیکھا کرتے تھے اور پھر اپنے حافظے کی بنیاد پر حدیث بیان کر دیتے تھے۔ کیوں کہ ان کے پاس اپنی کوئی تحریر نہیں تھی اس لیے یہ حدیث بیان کرتے ہوئے بہت زیادہ غلطی کا شکار ہو جاتے ہیں۔ امام نسائی رحمۃ اللہ علیہ نے ان پر جرح کی ہے جب کہ یہ ثقہ ہیں۔ البتہ غلطیاں بہت زیادہ کرتے ہیں۔

ابن یونس کہتے ہیں: یہ ''حافظ الحدیث'' ہیں۔

ان کا انتقال 292ھ میں رملہ میں ہوا۔

انہوں نے اپنی سند کے ساتھ حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ سے یہ روایت نقل کی ہے:

لو ان رجلين دخلا في الاسلام فاهتجرا كان احدهما خارجا من الاسلام حتى يرجع، يعني الظالم منهما)

''نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ''اگر دو آدمی اسلام میں داخل ہوں اور دونوں ایک دوسرے سے لاتعلق ہو جائیں۔ تو ان دونوں میں سے کوئی ایک اسلام سے خارج ہو جائے گا اس وقت تک جب تک وہ لوٹ نہیں آتا۔''

(راوی کہتے ہیں: یعنی ان دونوں میں سے جو زیادتی کرنے والا ہو گا وہ ایسا ہو گا)

ابن قطان کہتے ہیں: امام بزاز نے اپنی سند کے ساتھ ابوہریرہ کے حوالے سے وہ روایت نقل کی ہے، جس میں امام کے ضامن ہونے کا ذکر ہے، لیکن انہوں نے اس روایت کے متن میں ان الفاظ کا اضافہ کر دیا۔

قالوا: يارسول الله، لقد تركتنا نتنافس في الاذان بعدك قال: انه يكون قوم بعدكم سفلتهم مؤذنوهم

''لوگوں نے عرض کی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں اس حال میں چھوڑ دیا ہے کہ ہم آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد اذان کے بارے میں ایک دوسرے کے ساتھ جھگڑا کرتے رہیں۔ تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: تمہارے بعد ایسے لوگ آئیں گے

جن کے پیچ لوگ ان کے مؤذن ہوں گے۔''

تو یہ اضافہ منکر ہے۔

امام دارقطنی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ روایت محفوظ نہیں ہے۔

۵۰۵-احمد بن عمیر بن جوصاء الحافظ ابوالحسن

یہ ''صدوق'' ہیں۔ تاہم ان سے غریب روایات منقول ہیں۔

امام دارقطنی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ قوی نہیں ہے۔

(امام ذہبی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:) میں یہ کہتا ہوں: ان کے پاس ایک ''ثلاثی'' حدیث تھی' جو معاویہ بن عمرو، حریز عثمان کے حوالے سے حضرت عبداللہ بن بسر رضی اللہ عنہ سے منقول تھی اور بڑھاپے کے بارے میں تھی۔

ان سے ایک اور ثلاثی حدیث بھی منقول ہے۔

میں نے حمزہ کتانی کو یہ کہتے ہوئے سنا۔ میرے پاس ابن جوصاء کے حوالے سے دوسو اجزاء تحریر پڑے ہوئے ہیں۔ کاش! وہ سادہ کاغذ ہی ہوتے۔ ابن مندہ کہتے ہیں: حمزہ کتانی نے سرے سے ان سے روایت کرنا ہی ترک کر دیا تھا۔

امام طبرانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: ابن جوصاء ثقہ مسلمانوں میں سے ایک ہیں۔

(امام ذہبی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:) میں یہ کہتا ہوں: ان کا انتقال 320 ہجری میں دمشق میں ہوا۔

۵۰۶-احمد بن عیسیٰ (صح ،خ ،م) مصری تستری الحافظ،

انہوں نے بعد میں بغداد میں سکونت اختیار کر لی۔

انہوں نے ابن وہب اور ایک گروہ سے احادیث روایت کی ہیں اور ان کے سب سے مقدم استاد ضمام بن اسماعیل ہیں۔ انہوں نے نعیم بن سالم سے بھی احادیث کا سماع کیا ہے۔ یہ ایک متروک راوی ہے' جس نے حضرت انس رضی اللہ عنہ کے حوالے سے روایات نقل کی ہیں۔

ان کے حوالے سے امام بخاری، امام مسلم، امام نسائی، امام ابن ماجہ اور بغوی رحمہم اللہ نے روایات نقل کی ہیں۔

یہ ثقہ ہیں۔ البتہ ابوداؤد رحمۃ اللہ علیہ نے یحییٰ بن معین رحمۃ اللہ علیہ کے بارے میں یہ بات نقل کی ہے کہ انہوں نے اللہ کے نام کا حلف اٹھا کر یہ بات بیان کی تھی کہ یہ راوی ''کذاب'' ہے۔

امام ابوحاتم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: مجھے مصر میں بتایا گیا کہ یہ وہاں آئے تھے اور انہوں نے ابن وہب کی کتابیں خرید لی تھیں اور مفضل بن فضالہ کی کتابیں بھی خریدی تھیں (اور پھر انہی کتابوں میں سے روایت کرنا شروع کر دیا)

سعید بردعی کہتے ہیں: میں امام ابوزرعہ کے پاس موجود تھا' ان کے سامنے صحیح مسلم کا ذکر ہوا۔ تو وہ بولے: یہ وہ لوگ ہیں جو اپنے مخصوص وقت سے پہلے ہی آگے نکلنا چاہتے تھے تو انہوں نے ایسے اعمال سرانجام دیے جس کے ذریعے یہ مشہور ہو جائیں۔

انہوں نے اپنی صحیح میں احمد بن عیسیٰ سے روایات نقل کی ہیں۔ میں نے اہل مصر کو نہیں دیکھا کہ وہ اس بارے میں شک کرتے ہوں

انہوں نے اپنی زبان کی طرف اشارہ کرتے ہوئے یہ بات کہی۔

امام نسائی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا ہے: اس میں کوئی حرج نہیں ہے۔

خطیب بغدادی فرماتے ہیں: میں نے نہیں دیکھا کہ کسی شخص نے ان کے بارے میں دلیل کی بنیاد پر کلام کیا ہو جس کے نتیجے میں ان کی نقل کردہ روایت سے استدلال کرنے کو ترک کرنا لازم ہوا ہو۔

(امام ذہبی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:) میں یہ کہتا ہوں: صحاح ستہ کے مؤلفین نے ان سے روایات نقل کی ہیں اور مجھے ان کی کوئی ایسی روایت بھی نظر نہیں آئی جو منکر ہوتی۔ ورنہ اسے میں یہاں ذکر کر دیتا۔

۵۰۷-احمد بن عیسیٰ تنیسی الخشاب

شیخ ابن عدی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: اس سے منکر روایات منقول ہیں۔ ان میں سے ایک روایت یہ ہے' جو انہوں نے اپنی سند کے ساتھ حضرت جابر رضی اللہ عنہ کے حوالے سے ''مرفوع'' حدیث کے طور پر نقل کی ہے۔

دخلت الجنة فاذا اكثر اهلها البله

''میں جنت میں داخل ہوا تو میں نے دیکھا کہ وہاں رہنے والوں کی اکثریت کمزور لوگوں کی تھی۔''

تو یہ روایت اس سند کے اعتبار سے باطل ہے۔

انہوں نے اپنی سند کے ساتھ حضرت واثلہ بن اسقع رضی اللہ عنہ کے حوالے سے ''مرفوع'' حدیث کے طور پر نقل کی ہے۔

الامناء عند الله ثلاثة: جبريل، وانا، ومعاوية

''اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں تین لوگ امین ہیں: جبرئیل علیہ السلام، میں صلی اللہ علیہ وسلم اور معاویہ۔''

لیکن یہ جھوٹ ہے۔

امام دارقطنی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ ''قوی'' نہیں ہے۔

ابن طاہر کا کہنا ہے: یہ راوی ''کذاب'' ہے اور یہ احادیث اپنی طرف سے بنالیتا تھا۔

ابن حبان رحمۃ اللہ علیہ نے اس کا تذکرہ کتاب ''الضعفاء'' میں کیا ہے اور اس راوی کے حوالے سے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے ''مرفوع'' حدیث کے طور پر یہ روایت نقل کی ہے۔

ان للقلب فرحة عند اكل اللحم، وما دام الفرح بأحد الا اشر وبطر، فمره ومره

''گوشت کھاتے وقت دل کو ایک خاص خوشی ہوتی ہے۔ یہ خوشی اس وقت تک برقرار رہتی ہے جب تک اسے چیر کر اور کاٹ کر (نہ کھایا جائے) اس کی کڑواہٹ' کڑواہٹ ہوتی ہے''۔

۵۰۸-احمد بن عیسیٰ ہاشمی،

انہوں نے ابن ابی فدیک اور دیگر حضرات سے روایات نقل کی ہیں۔

امام دارقطنی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ راوی ''کذاب'' ہے۔

امام رامہرمزی نے اپنی کتاب ''الفاصل'' کے آغاز میں اس راوی سے حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کے حوالے سے حضرت علی رضی اللہ عنہ کا یہ بیان نقل کیا ہے۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

اللهم ارحم خلفائي قلنا: من خلفاؤك ؟ قال: الذين يروون احاديثي، ويعلمونها الناس

''اے اللہ میرے خلفاء پر رحم فرما' ہم نے عرض کی: آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے خلفاء کون ہوں گے؟ تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: وہ لوگ جو میری احادیث روایت کریں گے اور لوگوں کو ان احادیث کی تعلیم دیں گے۔''

(امام ذہبی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:) میں یہ کہتا ہوں: یہ روایت جھوٹی ہے اور احمد نامی یہ راوی' احمد بن عیسیٰ بن عبداللہ ہے اس کے باپ کا تذکرہ عنقریب آگے آئے گا۔

۵۰۹- احمد بن عیسیٰ بن خلف بن زغبہ بغدادی

عبدالغنی ازدی کہتے ہیں: اس سے کوئی اصول منقول نہیں ہے' جس کی طرف رجوع کیا جا سکے۔ اس نے شیخ ابوالقاسم بغوی اور دیگر حضرات کے حوالے سے احادیث روایت کی ہیں۔ اس کی کنیت ابوبکر تھی اور یہ کاتب تھا۔

۵۱۰- احمد بن عیسیٰ بن ابی موسیٰ،

اس نے محمد بن علاء کے حوالے سے ایک جھوٹی روایت نقل کی ہے۔ یہ روایت زید بن ابو بلال نے اس کے حوالے سے نقل کی ہے اور یہ راوی بھی ''مجہول'' ہے۔

۵۱۱- احمد بن عیسیٰ بن زید

اس کے حوالے سے ''کتاب الصیام'' منقول ہے۔

انہوں نے حسین سے اور ان سے محمد بن منصور کوفی نے روایات نقل کی ہیں۔

۵۱۲- احمد بن عیسیٰ بن علی بن ماہان

اس نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کی فضیلت کے بارے میں زنیج رازی کے حوالے سے ایک منکر روایت نقل کی ہے اور اس کے حوالے سے قاضی مکرم نے نقل کی ہے۔

خطیب بغدادی نے اپنی ''تاریخ'' میں نقل کیا ہے' انہوں نے اپنی سند کے ساتھ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ کے حوالے سے ''مرفوع'' حدیث کے طور پر نقل کی ہے۔

لما اسري بي دخلت الجنة، فاعطاني جبرائيل تفاحة فانفلقت، فخرج منها حوراء، فقلت: لمن انت ؟ قالت: لعلي

''معراج کی رات جب میں جنت میں داخل ہوا تو جبرئیل علیہ السلام نے مجھے ایک سیب دیا میں نے اسے چیرا تو اس میں سے ایک

حور نکلی۔ میں نے دریافت کیا تم کس کے لیے ہو؟ اس نے جواب دیا۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے لیے۔''

یہ جھوٹ ہے۔

اسی کی مانند ایک اور روایت بھی منقول ہے۔ تاہم اس میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کی بجائے حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کا تذکرہ ہے اور وہ واہی سند کے ساتھ منقول ہے۔

اس کا تذکرہ عبداللہ بن سلیمان نامی راوی کے حالات کے ضمن میں آئے گا۔ یہ روایت دو اور سندوں کے ساتھ بھی منقول ہے' جو ساقط ہے اور حضرت انس رضی اللہ عنہ سے منقول ہے۔ اس روایت کو نافع کے حوالے سے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے بھی نقل کیا گیا ہے۔

۵۱۳- احمد بن فرات (صح، د) ابو مسعود الرازی،

یہ حافظ الحدیث اور ''ثقہ'' ہیں۔

ابن عدی نے ان کا ذکر کیا ہے لیکن غلط کیا ہے کیونکہ میرے سامنے تو ان کی یہی خرابی آئی ہے کہ ابن عقدہ نے ابن خراش کے حوالے سے روایات نقل کی ہیں اور یہ دونوں رافضی اور بدعتی ہیں۔

وہ فرماتے ہیں: ابن خراش جان بوجھ کر جھوٹ بولتا تھا۔

شیخ ابن عدی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: میرے علم کے مطابق اس سے کوئی منکر روایت منقول نہیں ہے۔

(امام ذہبی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:) میں یہ کہتا ہوں: اس حوالے سے ابن خراش کا قول جھوٹ ہو جاتا ہے۔

۵۱۴- احمد بن الفرج، ابو علی جشمی

انہوں نے عباد اور دیگر حضرات سے روایات نقل کی ہیں۔

ابن بکیر نے انہیں ''ضعیف'' قرار دیا ہے۔ یہ بات خطیب بغدادی کا قول ہے۔

۵۱۵- احمد بن الفرج، ابو عتبہ حمصی المعروف بالحجازی،

یہ بقیہ کے باقی رہ جانے والے شاگردوں میں سے ہیں۔

محمد بن عوف طائی نے انہیں ''ضعیف'' قرار دیا ہے۔

شیخ ابن عدی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: اس کی نقل کردہ روایت سے استدلال نہیں کیا جاسکتا۔

یہ درمیانے درجے کا راوی ہے۔

ابن ابی حاتم کہتے ہیں: اس کا محل ''صدق'' ہے۔

(امام ذہبی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:) میں یہ کہتا ہوں: ان کا انتقال 270 ہجری کے آس پاس ''حمص'' میں ہوا۔

۵۱۶- احمد بن فضل بن فضل دینوری، ابو بکر مطوعی

انہوں نے جعفر فریابی اور دیگر حضرات سے روایات نقل کی ہیں۔

حافظ ابوالقاسم دمشقی کہتے ہیں: اس سے ''منکر'' روایات منقول ہیں اوران افراد میں سے نہیں ہے' جن کی نقل کردہ احادیث تحریر کی جائیں گی۔

۵۱۷-احمد بن قاسم بن ریان لکی

ان کے حوالے سے بلند پایہ اسناد کا حامل' احادیث کا ایک مجموعہ منقول ہے' جسے ابونعیم نے ان سے روایت کیا۔
امیر ابن ماکولا نے انہیں ''لین'' قرار دیا ہے۔ حسن بن علی بن عمرو زہری کہتے ہیں: یہ پسندیدہ شخصیت نہیں ہے۔
امام دارقطنی رحمۃ اللہ علیہ نے ''المؤتلف والمختلف'' (نامی کتاب) میں انہیں ''ضعیف'' قرار دیا ہے۔

۵۱۸-احمد بن ابوقاسم بن سنبلۃ بغدادی

یہ بعد کے زمانے کے بزرگ ہیں۔
ان کا انتقال 619 ہجری میں ہوا۔
انتقال سے چار سال پہلے یہ ''اختلاط'' کا شکار ہو گئے تھے۔

۵۱۹-احمد بن قسی اندلسی

یہ کتاب ''خلع النعلین'' کے مصنف ہیں۔ یہ فلسفی صوفی اور بدعتی ہے۔ اس نے بغاوت کا ارادہ کیا تھا لیکن عبدالمؤمن نے (اس کی بغاوت) پر قابو پا کر اسے قید کر دیا تھا۔

۵۲۰-احمد بن کامل بن شجرۃ قاضی بغدادی الحافظ

امام دارقطنی رحمۃ اللہ علیہ نے انہیں ''لین'' قرار دیا ہے اور اور یہ کہا ہے: یہ تساہل سے کام لیتا ہے اور دیگر حضرات نے اس بارے میں ان کا ساتھ دیا ہے۔ ویسے یہ شخص علم حدیث کے ماہرین میں سے ایک ہے۔ یہ اس بارے میں اپنے حافظے پر اعتماد کرتا تھا۔

۵۲۱-احمد بن کنانۃ، شامی

انہوں نے ابن منکدر اور ان جیسے دیگر حضرات سے روایات نقل کی ہیں۔
شیخ ابن عدی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ ''منکر الحدیث'' ہے۔
انہوں نے اپنی سند کے ساتھ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کے حوالے سے یہ روایت ''مرفوع'' حدیث کے طور پر نقل کی ہے۔

اذا ذهب الايمان من الارض وجد ببطن الاردن

''جب ایمان روئے زمین سے رخصت ہو جائے گا تو وہ اردن کی وادی میں پایا جائے گا''۔
انہوں نے اپنی سند کے ساتھ حضرت جابر رضی اللہ عنہ کے حوالے سے ''مرفوع'' حدیث کے طور پر یہ روایت نقل کی ہے۔

ما اطعم طعام على مائدة ولا جلس عليها، وفيها اسمي، الا قدسوا في كل يوم مرتين

''جو ایسا دستر خوان ہو جس پر کھانا کھایا جائے اور اس پر بیٹھا جائے اور اس میں میرا نام ہو تو وہ روزانہ دو مرتبہ تقدیس بیان کریں گے''۔

انہوں نے اپنی سند کے ساتھ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے حوالے سے ''مرفوع'' حدیث کے طور پر یہ روایت نقل کی ہے۔

ما اجتمع قوم فی مشورة فیھم من اسمه محمد الحدیث

''جب بھی کچھ لوگ آپس میں مشورہ کرنے کے لیے اکٹھے ہوں' اور ان میں محمد نام کا کوئی شخص ہو''۔ اس کے بعد پوری حدیث ہے۔''

(امام ذہبی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:) میں یہ کہتا ہوں: یہ احادیث جھوٹی ہے۔

۵۲۲- احمد بن محمد بن احمد بن یحییٰ

میں اس سے واقف نہیں ہوں تاہم شیخ الاسلام ہروی نے اس کے حوالے سے ایک موضوع روایت نقل کی ہے' اس راوی کے علاوہ اس روایت کے دیگر تمام راوی ''ثقہ'' ہیں تو اس حوالے سے اس راوی پر الزام ہے۔

۵۲۳- احمد بن محمد بن ابراہیم بن حمدان الفارسی، ابوالحسن مذکر زاہد

انہوں نے عبدان الاہوازی اور ایک جماعت سے روایات نقل کی ہیں۔

ادریسی کہتے ہیں: میں نے اس سے احادیث نوٹ نہیں کی ہیں' کیوں کہ یہ بعض چیزیں خلط ملط کر دیتا ہے۔

۵۲۴- احمد بن محمد بن ابراہیم بن حازم، ابویحییٰ سمرقندی الکرابیسی،

انہوں نے محمد بن نصر مروزی' ابن خزیمہ سے اور ان سے ادریسی نے روایات نقل کی ہیں۔

اور یہ کہا ہے: اس پر الزام ہے کہ اس نے ابن نصر سے بکثرت روایات نقل کی ہیں۔

میں نے محمد بن نصر کی وہ تحریر دیکھی ہے' جس میں انہوں نے اس راوی کو اپنی مستند روایات کی اجازت دی ہے۔

۵۲۵- احمد بن محمد بن ابراہیم، ابوعبداللہ بن ابزون مقری الانباری مکفوف حمزی

انہوں نے بہلول بن اسحاق سے روایات نقل کی ہیں۔

ازہری اور ابن ابی فوارس نے انہیں ''لین'' قرار دیا ہے اور ان دونوں حضرات کا کہنا ہے' ہمیں امید ہے یہ جان بوجھ کر جھوٹ نہیں بولتا ہوگا۔

اس کا انتقال 324 ہجری میں ہوا۔

۵۲۶- احمد بن محمد بن احمد بن عمر بن میمون، ابونصر سلمی الغزال،

یہ ابن وتار کے نام سے معروف ہے اور ''رافضی'' ہے۔

خطیب بغدادی فرماتے ہیں: روایت (حدیث) میں اس پر اعتماد نہیں کیا جاسکتا اور یہ شیعہ مسلک سے تعلق رکھتا تھا۔

شجاع ذہلی کہتے ہیں: اس نے ابن مظفر سے روایات نقل کی ہیں۔

میں نے اس سے یعقوب فسوی کے مشائخ کے بارے میں نوٹ کیا تھا' جب حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ یا حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی فضیلت سے متعلق کوئی روایت آجاتی تو یہ اسے ترک کردیتا تھا۔

(امام ذہبی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:) میں یہ کہتا ہوں: یہ غلط ہے اور شجاع نے اس راوی کا زمانہ نہیں پایا' وہ کوئی دوسرا شخص ہوگا۔

۵۲۷-احمد بن محمد بن احمد بسطامی قاضی

انہوں نے عبداللہ بن محمد بن زیاد معدل اور مخلدی سے روایات نقل کی ہیں۔

خطیب بغدادی فرماتے ہیں: میں نے اس سے احادیث نوٹ کی ہیں اس کی روایات میں کچھ قابل اعتراض اور ناپسندیدہ چیزیں ہیں۔

(امام ذہبی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:) میں یہ کہتا ہوں: اس نے امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کے حوالے سے اپنی سند کے ساتھ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کے حوالے سے "مرفوع" حدیث کے طور پر یہ جھوٹی روایت نقل کی ہے۔

حملة العلم خلفاء الانبياء وفي الآخرة من الشهداء

"اہل علم' انبیاء کے جانشین ہیں اور آخرت میں ان کا شمار شہداء میں ہوگا۔"

۵۲۸-احمد بن محمد بن احمد، ابوالعباس القاریہمذانی صوفی

انہوں نے ابوعبداللہ بن فنجویہ سے روایات نقل کی ہیں۔

الکیا کہتے ہیں: میں نے اس سے روایت ترک کردی ہے' کیوں کہ میں نے ایک مجموعے میں دیکھا کہ اس نے ایک راوی کا نام مٹا کر اس کی جگہ اپنا نام لکھ دیا تھا۔

۵۲۹-احمد بن محمد بن الازہر بن حریث سجستانی

انہوں نے علی بن حجر اور اس کے مرتبے کے افراد سے روایات نقل کی ہیں۔

امام ابن حبان رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ ان افراد میں سے ایک ہے' جو احادیث یاد کرنے کے درپے رہتے تھے' اور اس فن کے ماہرین کے ساتھ ہوتے تھے۔ اس کے سامنے جب بھی کوئی موضوع ذکر کیا گیا تو اس نے ثقہ راویوں کے حوالے سے اس بارے میں کوئی غریب روایت نقل کردی' اور اس نے اس موضوع سے متعلق مستند راویوں کے حوالے سے ایسی روایات نقل کی ہیں' جن کی متابعت نہیں کی گئی۔

میں نے بہت سے موضوعات کے بارے میں اس سے بات چیت کی اور اس نے ہمیشہ اس موضوع کے بارے میں کوئی غریب روایت میرے سامنے پیش کردی۔ ایک مرتبہ میں نے اس سے "انبساط" کے بارے میں کوئی روایت پیش کرنے کا مطالبہ کیا۔ تو اس نے میرے سامنے چند روایات پیش کیں۔ جن میں سے ایک روایت یہ ہے' جو حضرت عبدالرحمٰن بن سمرہ رضی اللہ عنہ کے حوالے سے منقول ہے (نبی

اکرم ﷺ نے فرمایا تھا)

لا تسأل الامارۃ

''تم امارت (حکومت) کا سوال مت کرنا''۔

اس نے یہ روایت علی بن حجر کے حوالے سے سنائی' حالانکہ یہ روایت علی بن حجر کی کتاب میں نہیں ہے' بلکہ ان کی اس کتاب میں ہے' جوانہوں نے قرآن کے احکام کے بارے میں تحریر کی ہے۔

پھر اس نے ایک اور سند کے ساتھ یہ روایت مجھے سنائی۔ میں نے اس سے کہا: اے ابوالعباس! میں یہ چاہتا ہوں کہ آپ مجھے اپنی اصل تحریر دکھائیں (جہاں یہ احادیث نوٹ ہیں) تو اس نے اپنی تحریر میں ایک مجموعہ مجھے نکال کر دکھایا۔ اس نے اس سند کے ساتھ یہ روایت نقل کی تھی اس کے بعد ایک اور روایت بھی تھی۔ پھر اس نے بتایا کہ علی بن حجر نے یہ تین روایات ہمیں بیان کی ہیں۔

امام ابن حبان رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: گویا کہ اس نے یہ عمل اپنی جوانی یا بے دینی کے زمانے میں کیا تھا۔ اس نے محمد بن مصفی کے حوالے سے پانچ سو سے زیادہ روایات نقل کیں۔ میں نے اس سے دریافت کیا: تم نے انہیں کہاں دیکھا تھا اس نے جواب دیا۔ میں نے 246ھ میں انہیں مکہ میں دیکھا تھا۔

میں نے دریافت کیا: اے ابوالعباس! میں نے شام کے پرہیزگار شخص محمد بن عبیداللہ کو ''حمص'' میں یہ کہتے ہوئے سنا ہے کہ میں محمد بن مصفی کے ساتھ حمص سے مکہ 246ھ میں گیا تھا۔ جحفہ کے مقام پر وہ شدید بیماری میں مبتلا ہوگئے' جب ہم مکہ پہنچے تو انہیں کسی چیز پر سوار کر کے طواف کروایا گیا پھر ہم منیٰ گئے تو ان کی بیماری شدید ہوگئی علم حدیث کے ماہرین ان کی خدمت میں حاضر ہوئے اور بولے: کیا آپ ہمیں ان کی خدمت میں حاضر ہونے کی اجازت دیں گے تو میں نے کہا انہیں شدید تکلیف ہے پھر میں نے ان لوگوں کو اجازت دے دی وہ ان کے پاس گئے۔ پھر علم حدیث کے طلباء نے ان کے سامنے ابن جریج کے حوالے سے منقول امام مالک رحمۃ اللہ علیہ سے نقل ہونے والی ایک روایت پڑھی' جو موت کے بارے میں ہے اور عبیداللہ بن عمر کے حوالے سے منقول وہ روایت پڑھی۔ جس کے یہ الفاظ ہیں:

لیس من البر الصیام فی السفر

''سفر کے دوران روزہ رکھنا نیکی نہیں ہے۔''

پھر وہ طلباء وہاں سے چلے گئے' اور محمد بن مصفی کا انتقال ہوگیا۔ ہم نے انہیں منیٰ میں دفن کر دیا۔

(ابن حبان رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں:) ابوالعباس میری طرف دیکھتا رہا۔

پھر ایک مرتبہ اس نے مجھے بتایا کہ یزید بن موہب نے ہمیں یہ حدیث سنائی ہے۔ میں نے اس سے دریافت کیا: تم نے اسے کہاں دیکھا ہے اس نے جواب دیا: 246ھ میں مکہ میں دیکھا تھا۔ تو میں نے اسے کہا کہ میں نے ابن قتیبہ کو یہ کہتے ہوئے سنا ہے کہ ہم نے یزید بن موہب کو رملہ میں 232ھ میں دفن کر دیا تھا۔ وہ میری طرف دیکھتا رہا۔

(ابن حبان رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں:) میرا یہ خیال ہے کہ اس کو کچھ ایسی کتابیں مل گئی ہیں جن میں یزید بن موہب کے حوالے سے روایات منقول ہوں گی تو وہ یہ سمجھا کہ شاید یہ یزید بن موہب ہے' اور اس نے یزید بن موہب کے حوالے سے وہ روایات نقل کر دیں۔

سلمی کہتے ہیں: میں نے امام دارقطنی رحمۃ اللہ علیہ سے ازہری کے بارے میں دریافت کیا تو وہ بولے: ابن حریث بجستانی، ''منکرالحدیث'' ہے۔ تاہم مجھے یہ پتہ چلا ہے کہ امام ابن خزیمہ رحمۃ اللہ علیہ اس کے بارے میں اچھی رائے رکھتے تھے اور فخر کے لیے یہی کافی ہے۔

شیخ ابن عدی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: احمد بن محمد بن الازہر بن حریث سجزی نیشاپور میں رہتے تھے۔

انہوں نے اپنی سند کے ساتھ حضرت انس رضی اللہ عنہ کے حوالے سے یہ روایت ''مرفوع'' حدیث کے طور پر نقل کی ہے۔

امرت بالخاتم والنعلين

''مجھے انگوٹھی اور جوتے (پہننے) کا حکم ملا ہے۔''

یہ باطل ہے۔

(امام ذہبی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:) میں یہ کہتا ہوں: عمر نامی راوی متروک ہے۔

۵۳۰-احمد بن محمد بن احمد، ابومنصور صیرفی

انہوں نے ابوعمر ابن حیویہ اور اس کے طبقے کے افراد سے احادیث کا سماع کیا ہے۔

خطیب بغدادی فرماتے ہیں: یہ رافضی ہے اور اس کا سماع درست ہے۔

۵۳۱-احمد بن محمد بن موسیٰ بن صلت مجبر:

یہ بانیاسی کا استاد ہے۔

برقانی نے انہیں ''ضعیف'' قرار دیا ہے اور دیگر حضرات نے اسے قوی قرار دیا ہے۔

خطیب بغدادی فرماتے ہیں: میں نے برقانی کو یہ کہتے ہوئے سنا ہے کہ صلت کے دونوں بیٹے ضعیف ہیں۔

حمزہ بن محمد کہتے ہیں: یہ دین دار اور صالح آدمی تھا۔

میں نے عبدالعزیز کو یہ کہتے ہوئے سنا ہے کہ صلت کے بیٹے نے شیخ ابن ابی دنیا کی کتابیں حاصل کیں اور ان کتابوں کو بردعی کے حوالے سے بیان کر دیا' حالانکہ وہ روایات بردعی کے پاس بھی نہیں تھیں۔

۵۳۲-احمد بن محمد بن احمد بن موسیٰ بن ہارون بن صلت اہوازی

انہوں نے محاملی اور ابن عقدہ سے احادیث کا سماع کیا ہے۔

ان سے خطیب نے روایات نقل کی ہیں' اور یہ کہا ہے: یہ ''صدوق'' اور نیک تھا' اور مزید یہ کہا ہے: میں نے برقانی کو یہ کہتے ہوئے سنا ہے کہ صلت کے دونوں بیٹے ضعیف ہیں۔

۵۳۳-احمد بن محمد بن اسحاق اصبہانی

ابن طاہر کہتے ہیں: اس نے اسراف سے کام لیا اور ان روایات کا دعویٰ کیا جو اس نے سنی نہیں ہیں۔

اس نے طبرانی رحمۃ اللہ علیہ کے حوالے سے احادیث بیان کی ہیں۔

۵۳۴-احمد بن محمد بن بکر، ابوروق ہزانی:

انہوں نے فلاس اور ایک بڑی تعداد سے روایات نقل کی ہیں۔

میرے خیال میں یہ راوی سچا ہے' لیکن ابوالعباس منصوری نے اس راوی کی سند کے ساتھ حضرت امام زین العابدین رحمۃ اللہ علیہ اور ان کے آباؤ اجداد کے حوالے سے ''مرفوع'' حدیث کے طور پر یہ روایت نقل کی ہے۔

اول من قاس ابلیس، فلا تقیسوا

''سب سے پہلے شیطان نے قیاس کیا تھا اس لیے تم لوگ قیاس نہ کرو۔''

تو اس میں خرابی منصوری نامی راوی میں ہے جو ''ظاہری'' ہے اس کا تذکرہ آگے آ رہا ہے۔

۵۳۵-احمد بن محمد (د) بن ایوب، ابوجعفر الوراق

یہ مغازی (یعنی سیرت کے موضوع سے متعلق کتاب) کا مصنف ہے' جو اس نے ابراہیم بن سعد کے حوالے سے نقل کی ہے۔

یہ ''صدوق'' ہے، امام ابوداؤد رحمۃ اللہ علیہ اور دیگر افراد نے اس سے احادیث روایت کی ہیں۔

یحییٰ بن معین رحمۃ اللہ علیہ نے اسے ''لین'' قرار دیا ہے جب کہ امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ اور علی بن مدینی رحمۃ اللہ علیہ نے اس کی تعریف کی ہے۔

اس راوی کے حوالے سے منکر روایات منقول ہیں' ان میں سے ایک روایت وہ ہے جس کو ابن عدی نے نقل کیا ہے۔ جسے انہوں نے اپنی سند کے ساتھ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے حوالے سے ''مرفوع'' حدیث کے طور پر نقل کیا ہے۔

من یرد اللّٰہ بہ خیرًا یفقھہ فی الدّین ویلھمہ رشدہ

''اللہ تعالیٰ جس شخص کے بارے میں بھلائی کا ارادہ کر لے اسے دین کی سمجھ بوجھ عطا کر دیتا ہے اور اسے دین کی رہنمائی الہام کر دیتا ہے۔''

شیخ ابن عدی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: احمد بن محمد بن ایوب نے اپنی سند کے ساتھ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کے حوالے سے ''مرفوع'' حدیث کے طور پر یہ روایت نقل کی ہے۔

فضل ثیابك علی الادیم صدقة

''تمہارے کپڑے کا دسترخوان پر فضیلت رکھنا صدقہ ہے''۔

شیخ ابن عدی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ راوی متروک نہیں ہے۔

یحییٰ بن معین رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں: یہ راوی ''کذاب'' ہے۔

۵۳۶-احمد بن محمد بن جوری عکبری

اس نے خیثمہ کے حوالے سے ایک موضوع روایت نقل کی ہے۔

خطیب بغدادی فرماتے ہیں: اس کی نقل کردہ روایات میں کچھ منکر روایات ہیں اور حافظ ابونعیم نے اس کے حوالے سے احادیث

ہمیں بیان کی ہیں۔

۵۳۷-احمد بن محمد الحجاج بن رشد بن سعد، ابوجعفر مصری

شیخ ابن عدی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: لوگوں نے اسے جھوٹا قرار دیا ہے اور میں نے اس کی کچھ روایات کو منکر سمجھا ہے۔

(امام ذہبی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:) میں یہ کہتا ہوں: اس نے جو جھوٹی روایات نقل کی ہیں ان میں سے ایک وہ روایت ہے جو امام طبرانی رحمۃ اللہ علیہ اور دیگر حضرات نے اس کے حوالے سے نقل کی ہے' جو درج ذیل ہے۔

انہوں نے اپنی سند کے ساتھ حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ کے حوالے سے یہ روایت ''مرفوع'' حدیث کے طور پر نقل کی ہے۔

قالت الجنة: یارب، الیس وعدتنی ان تزیننی برکنین ؟ قال: الم ازینك بالحسن والحسین ! فماست الجنة كما تميس العروس

''جنت کہتی ہے: اے میرے پروردگار! کیا تو نے مجھ سے یہ وعدہ نہیں کیا تھا کہ تو ارکان سے مجھے آراستہ کرے گا۔ تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا: کیا میں نے تجھے حسن اور حسین کے ساتھ آراستہ نہیں کیا؟ تو اس پر جنت یوں نازاں ہوئی۔ جس طرح دلہن نازاں ہوتی ہے۔''

۵۳۸-احمد بن محمد بن حرب ملحمی جرجانی

انہوں نے علی بن جعد اور اس کے طبقے کے افراد سے روایات نقل کی ہیں۔

شیخ ابن عدی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ جان بوجھ کر جھوٹ بولتا تھا اور احادیث ایجاد کرتا تھا۔

انہوں نے اپنی سند کے ساتھ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کے حوالے سے ''مرفوع'' حدیث کے طور پر یہ روایت نقل کی ہے۔

من قال القرآن مخلوق فهو كافر والايمان يزيد وينقص

''جو شخص اس بات کا قائل ہو کہ قرآن مخلوق ہے تو وہ کافر ہوگا اور ایمان زیادہ اور کم ہوتا ہے۔''

انہوں نے اپنی سند کے ساتھ حضرت انس رضی اللہ عنہ کے حوالے سے ''مرفوع'' حدیث کے طور پر یہ روایت نقل کی ہے۔

ليس الخبر كالمعاينة

''خبر براہ راست دیکھنے کی طرح نہیں ہوتی۔''

اس نے ہمیں یہ روایت بھی سنائی ہے کہ ابراہیم بن حکم نے جرجان میں ان لوگوں کو یہ روایت سنائی تھی' حالانکہ یہ بات اس نے حیا کی کمی کی وجہ سے کی ہے کیوں کہ ابراہیم بن حکم نامی راوی کبھی بھی جرجان نہیں گئے تھے' اور وہ اس راوی کی پیدائش سے پہلے ہی فوت ہو چکے تھے۔

اس کا یہ بھی کہنا ہے کہ ابوجلد کہتے ہیں:

''میں نے حضرت لوط علیہ السلام کی بیوی کو دیکھا جسے مسخ کر کے پتھر بنا دیا گیا اُسے ہر مہینے حیض آتا تھا۔''

انہوں نے اپنی سند کے ساتھ ''مرفوع'' حدیث کے طور پر یہ روایت نقل کی ہے۔

الباذنجان شفاء من کل داء

''بازنجان (نامی بوٹی) میں ہر بیماری کے لیے شفاء ہے۔''

۵۳۹-احمد بن محمد بن حسن، ابوبکر بلخی ذہبی

یہ 300 ہجری کے بعد کے زمانے کے محدث ہیں اور یہ شراب پینے کے حوالے سے مشہور تھے۔

یہ بات اسماعیلی نے کہی ہے۔

امام حاکم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: ان کی کچھ تحریرات ان کی اپنی تحریر میں مجھ تک پہنچی ہیں، جن میں عجیب وغریب روایات ہیں۔

انہوں نے فلاس اور اس کے طبقے کے دیگر افراد سے احادیث کا سماع کیا ہے۔

اس کا انتقال 314ھ میں ہوا۔

۵۴۰-احمد بن محمد بن حسن بن مقسم مقری

اس نے باغندی کے حوالے سے روایات نقل کی ہیں۔

ابوالقاسم الازہری کہتے ہیں: یہ راوی ''کذاب'' ہے۔

خطیب بغدادی فرماتے ہیں: حافظ ابونعیم، محمد بن عمر بن بکیر اور خلال نے اس کے حوالے سے احادیث ہمیں بیان کی ہیں۔ یہ نیک اور شریف آدمی تھے، لیکن علم حدیث میں ثقہ نہیں ہیں۔ حمزہ سہمی کہتے ہیں: اس نے اس شخص کے حوالے سے احادیث نقل کی ہیں جسے اس نے دیکھا بھی نہیں ہے۔

عتیقی کہتے ہیں: اس کا انتقال 308ھ میں ہوا۔

۵۴۱-احمد بن محمد بن ابی نصر سکری

اس نے ابان بن عثمان کے حوالے سے وہ روایت نقل کی ہے، جس میں یہ بات مذکور ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم مختلف قبائل کے پاس تشریف لے گئے۔ تاہم یہ روایت مستند نہیں ہے۔ یہ بات ابوالفتح ازدی رحمۃ اللہ علیہ کا قول ہے۔

یہ روایت عقیلی نے اپنی سند کے ساتھ اس راوی کے حوالے سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے نقل کی ہے۔ وہ بیان کرتے ہیں:

حدثنی علی ان النبی صلی اللّٰہ علیہ وسلم عرض نفسہ علی قبائل العرب الحدیث بطولہ

''حضرت علی رضی اللہ عنہ نے مجھے یہ بتایا: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم عربوں کے مختلف قبائل کے پاس تشریف لے گئے (اس کے بعد پوری حدیث ہے)''

عقیلی کہتے ہیں: اس کی کوئی حقیقت نہیں ہے۔

۵۴۲-احمد بن محمد بن ربیع بن وکیع، ابوسعید نسوی الحافظ

ان کا انتقال 357 ہجری میں ہوا۔

اس کی تصانیف بھی ہیں اور اس نے الشیخ ابوخلیفہ جمحی کا زمانہ پایا ہے۔

امام حاکم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ "ثقہ" اور "مامون" ہیں۔

ابن ابوفوارس کہتے ہیں: یہ "ثقہ" ہیں۔

خطیب بغدادی فرماتے ہیں: صحیح یہ ہے کہ یہ ثقہ اور ثبت ہیں۔

ابونعیم اور ابوزرعہ الکشی نے انہیں "ضعیف" قرار دیا ہے اور امام دارقطنی رحمۃ اللہ علیہ نے ان کے حوالے سے احادیث نقل کی ہیں۔

۵۴۳-احمد بن محمد بن حمید، المقری:

انہیں ان کے موٹاپے کی وجہ سے ہاتھی کا لقب دیا گیا تھا۔

انہوں نے عمرو بن صباح اور دیگر حضرات کے سامنے احادیث کی قرأت کی ہے اور یحییٰ بن ہاشم کے حوالے سے احادیث بیان کی ہیں۔ انہوں نے ان کے سامنے بھی احادیث کی قرأت کی ہے۔

امام دارقطنی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ "قوی" نہیں ہے۔

ان کے حوالے سے ابن مجاہد نے روایات نقل کی ہیں۔

۵۴۴-احمد بن محمد بن حسین سقطی

انہوں نے یحییٰ بن معین رحمۃ اللہ علیہ سے روایات نقل کی ہیں۔

علماء کا کہنا ہے اس نے یحییٰ بن معین رحمۃ اللہ علیہ کے حوالے سے ایک جھوٹی روایت نقل کی ہے جو انہوں نے اپنی سند کے ساتھ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے حوالے سے "مرفوع" حدیث کے طور نقل کی ہے۔

من تعلم القرآن ادخله الله الجنة وشفعه فی عشرة من اهل بيته كل قد استوجب النار

"جو شخص قرآن کا علم حاصل کرتا ہے۔ اللہ تعالیٰ اسے جنت میں داخل کرے گا اور اس کے اہل خانہ میں سے دس ایسے افراد کے بارے میں اس کی شفاعت قبول کرے گا جن کے حق میں جہنم واجب ہو چکی ہو۔"

ابن جوزی کہتے ہیں: یہ روایت سقطی نے ایجاد کی ہے۔

۵۴۵-احمد بن محمد بن حسین بن فاذشاہ،

یہ طبرانی رحمۃ اللہ علیہ کے شاگرد ہیں۔

اس کا سماع صحیح ہے، تاہم یہ شیعہ، معتزلی اور بدعقیدہ تھا۔

یحییٰ بن مندۃ کہتے ہیں: اس کا انتقال 433 ہجری میں ہوا۔

۵۴۶-احمد بن محمد بن داؤد صنعانی

اس نے ایسی روایت نقل کی ہے جو (سچ ہونے کا) احتمال ہی نہیں رکھتی ہے۔ یہ روایت اسماعیل نامی راوی نے اس کے حوالے سے

اس کی سند کے ساتھ حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ کے حوالے سے نقل کی ہے۔

نزل جبريل الى النبي صلى الله عليه وسلم بهذا الدعاء من السماء في احسن صورة لم ينزل في مثلها قط ضاحكا مستبشرا، قال: يامحمد، ان الله بعثني اليك بهدية قال وما تلك الهدية ياجبريل ؟ قال: كلمات من كنوز العرش الزملك الله بهن، قل يا من اظهر الجميل، وستر القبيح، ولم يؤاخذ بالجريرة، ولا يهتك الستر، ياعظيم العفو، ياحسن التجاوز، ياواسع المغفرة، ياباسط اليدين بالرحمة، ياصاحب كل نجوى، ومنتهى كل شكوى الحديث بطوله

''حضرت جبرئیل علیہ السلام آسمان سے بہترین شکل میں یہ دعا لے کر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے' اتنی اچھی شکل میں وہ اس سے پہلے کبھی نہیں نازل ہوئے تھے وہ مسکرار ہے تھے اور خوش تھے۔ انہوں نے کہا: اے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف ایک تحفہ بھیجا ہے۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے دریافت کیا جبرئیل علیہ السلام وہ تحفہ کیا ہے؟ تو حضرت جبرئیل علیہ السلام نے عرض کی: یہ عرش کے خزانوں میں سے کچھ کلمات ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے یہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے لازم کیے ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم یہ پڑھا کریں''۔

''اے وہ ذات جو خوبصورتی کو ظاہر کرنے والی ہے' جو بری چیزوں کی پردہ پوشی کرنے والی ہے' جو غلطی پر مواخذہ نہیں کرے گی اور ستر کی پردہ پوشی نہیں کرے گی۔ اے عظیم معافی دینے والے! اے بہترین تجاوز کرنے والے! اے وسیع مغفرت کرنے والے! اے رحمت کے ساتھ دونوں ہاتھوں کو پھیلانے والے! اے ہر سرگوشی کے ساتھی! اے ہر شکایت کے منتہیٰ!''

(اس کے بعد طویل حدیث ہے)

امام حاکم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: اس کی سند صحیح ہے۔

(امام ذہبی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:) میں یہ کہتا ہوں: ایسا ہرگز نہیں ہے۔ اس کے تمام راوی مدینہ منورہ کے رہنے والے ہیں اور تمام راوی ثقہ ہیں' تو میں ان میں سے احمد نامی راوی پر تہمت عائد کرتا ہوں جہاں تک افلح نامی راوی کا تعلق ہے تو ابن ابی حاتم نے اس کا تذکرہ کیا ہے' تاہم انہوں نے اسے ضعیف قرار نہیں دیا۔

۵۴۷- احمد بن محمد بن سعید بن عقدۃ الحافظ ابوالعباس،

یہ کوفہ کا محدث ہے اور شیعہ مسلک سے تعلق رکھتا تھا اور یہ درمیانے درجے کا ہے۔

کئی محدثین نے اسے ''ضعیف'' قرار دیا ہے' جب کہ بعض دیگر افراد نے اسے قوی قرار دیا ہے۔

شیخ ابن عدی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ علم حدیث میں معرفت رکھتا تھا۔ احادیث کا حافظ تھا اور مقدم حیثیت کا مالک تھا۔ جس نے بغداد کے مشائخ کو دیکھا ہے کہ وہ اس کی خدمت کرتے تھے پھر ابن عدی نے اس کے معاملے کو قوی قرار دیا اور یہ بات بیان کی اگر میں نے یہ شرط عائد نہ کی ہوتی کہ میں ہر اس راوی کا تذکرہ کروں گا جس کے بارے میں کلام کیا گیا ہے تو میں اس راوی کا تذکرہ نہ کرتا، کیوں کہ اس میں فضیلت اور معرفت پائی جاتی ہے۔ اس کے بعد ابن عدی نے اس کے حوالے سے کوئی منکر روایت نقل نہیں کی۔

انہوں نے "عطاردی" کے حالات میں یہ بات بیان کی ہے: ابن عقدہ نے اس راوی سے احادیث کا سماع کیا ہے' لیکن انہوں نے اس کے حوالے سے احادیث بیان نہیں کی ہیں' کیوں کہ ان کے نزدیک یہ ضعیف ہے۔

اس نے ابوجعفر بن منادی' یحییٰ بن ابوطالب اور دیگر اکابرین سے احادیث کا سماع کیا ہے۔

اس کے حوالے سے ابوعمر بن مہدی ابن صلت اور ابوالحسین بن متیم نے احادیث نقل کی ہیں۔

عقدہ اس کے والد کا لقب ہے' کیوں کہ وہ علم صرف اور علم نحو کے ماہر تھے عقدہ نیک اور پرہیزگار آدمی تھے۔

شیخ ابوالفضل نے امام دارقطنی رحمۃ اللہ علیہ کا یہ قول نقل کیا ہے: تمام اہل کوفہ کا اس بات پر اتفاق ہے کہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے زمانے کے بعد شیخ ابوالعباس عقدہ سے بڑا حافظ الحدیث نہیں دیکھا گیا۔

احمد بن حسن کہتے ہیں: میں ابن عقدہ کے پاس موجود تھا تاکہ ان کے حوالے سے احادیث نوٹ کروں۔ اس محفل میں ایک ہاشمی شخص بھی بیٹھا ہوا تھا۔ اس نے حفاظت والی حدیث بیان کی تو شیخ ابوالعباس نے کہا میں اس کے جواب میں اہل بیت کے حوالے سے تین لاکھ حدیثیں سنا سکتا ہوں' جو ان کے علاوہ دیگر حوالوں سے منقول ہوں گی پھر اس نے اپنا ہاتھ اس ہاشمی شخص کے ہاتھ پر مارا۔

شیخ ابوالعلاء واسطی محمد بن عمر علوی کا قول نقل کرتے ہیں: ایک مرتبہ ابن عقدہ میرے والد کے پاس موجود تھے۔ انہوں نے ان سے کہا۔ لوگوں نے تمہارے حافظے کی بڑی تعریف کی ہے میں یہ چاہتا ہوں کہ تم مجھے بھی کوئی روایت سناؤ۔ تو ابن عقدہ رک گئے۔ انہوں نے دوبارہ فرمائش کی اور اصرار کیا تو ابن عقدہ بولے: مجھے ایک لاکھ احادیث سند اور متن کے ساتھ یاد ہیں اور میں تین لاکھ احادیث پر گفتگو کر سکتا ہوں۔

خطیب بغدادی نے اپنی سند کے ساتھ محمد بن عمر علوی کا یہ قول نقل کیا ہے: میرے والد نے ابن عقدہ سے کہا۔ مجھے پتہ چلا ہے کہ تمہیں بکثرت احادیث یاد ہیں۔ تمہیں کتنی روایت یاد ہیں۔ تو اس نے جواب دیا: مجھے سند اور متن کے ساتھ ڈھائی لاکھ حدیثیں یاد ہیں اور سند متون مرسل، مقطوع روایات کے حوالے سے مجھے چھ لاکھ روایات یاد ہیں۔

شیخ عبدالغنی بن سعید کہتے ہیں۔ میں نے امام دارقطنی رحمۃ اللہ علیہ کو یہ کہتے ہوئے سنا ہے ابن عقدہ اس چیز سے واقف تھے۔ جو لوگوں کے پاس موجود ہے' لیکن لوگ اس چیز سے واقف نہیں تھے جو ان کے پاس موجود ہے۔

شیخ ابوسعید مالینی کہتے ہیں۔ ابن عقدہ نے ایک جگہ سے دوسری جگہ منتقل ہونے کا ارادہ کیا تو ان کے پاس موجود کتابیں چھ سو اونٹوں پر لادی گئیں۔

برقانی کہتے ہیں: میں نے امام دارقطنی رحمۃ اللہ علیہ سے کہا آپ یہ بتائیں کہ آپ کو ابن عقدہ پر کیا اعتراض ہے؟ تو انہوں نے کہا وہ بکثرت منکر روایات نقل کرتا ہے۔

حمزہ بن محمد نے امام دارقطنی رحمۃ اللہ علیہ کا یہ قول نقل کیا ہے: وہ ایک برا آدمی تھا۔ امام دارقطنی رحمۃ اللہ علیہ نے اس کے رافضی ہونے کی طرف اشارہ کیا تھا۔

میں نے یوسف بن احمد شیرازی کی تحریر میں یہ بات پڑھی ہے۔ دارقطنی رحمۃ اللہ علیہ سے ابن عقدہ کے بارے میں سوال کیا گیا وہ بولے:

اس کا دین قوی نہیں تھا' تاہم جن لوگوں نے اس پر یہ الزام لگایا ہے کہ وہ احادیث ایجاد کرتا تھا میں ان کو جھوٹا قرار دیتا ہوں اس کی خرابی صرف ان وجادات کے حوالے سے تھی۔

شیخ ابوعمرہ کہتے ہیں: ابن عقدہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی خامیاں املاء کروایا کرتا تھا (راوی کو شک ہے شاید یہ الفاظ ہیں) حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی خامیاں املاء کروایا کرتا تھا۔ اس لیے میں نے اس کی حدیث کو ترک کر دیا۔

ابن عدی کہتے ہیں: میں نے اس میں مجازات دیکھے ہیں یہاں تک کہ مجھے کہتا تھا کہ فلاں خاتون نے مجھے یہ بات بتائی ہے۔ اس نے یہ کہا ہے۔ فلاں کی کتاب میں یہ بات تحریر ہے۔ جس میں میں نے یہ پڑھا ہے وہ یہ کہتا ہے کہ فلاں نے مجھے یہ حدیث سنائی ہے۔

ابن عدی کہتے ہیں۔ شیعہ میں یہ مقدم ہے۔

ابن عدی کہتے ہیں۔ میں نے ابوبکر بن ابوغالب کو یہ کہتے ہوئے سنا ہے ابن عقدہ علم حدیث میں قابل اعتماد نہیں تھا' چوں کہ اس نے کوفہ میں بعض محدثین کو جھوٹی روایات فراہم کیں۔ اس کے نسخے تیار کر کے انہیں دیں اور انہیں یہ ہدایت کی کہ وہ اسے روایت کریں۔ پھر ابن عقدہ نے ان کے حوالے سے وہ روایات نقل کر دیں۔

(امام ذہبی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:) میں یہ کہتا ہوں: اس کا انتقال 332 ہجری میں 84 برس کی عمر میں ہوا۔

۵۴۸- احمد بن محمد بن سعید، ابواسحاق ہروی

اس نے 350ھ کے آس پاس سمرقند میں ایک جھوٹی روایت بیان کی تھی۔

۵۴۹- احمد بن محمد بن سکن الحافظ

انہوں نے اسحاق بن موسیٰ الخطمی اور اس کی مانند افراد سے روایات نقل کی ہیں۔

احمد بن عبدان شیرازی نے انہیں ''ضعیف'' قرار دیا ہے۔

ابن مردویہ کہتے ہیں: یہ ان میں سے ہے جو حدیث میں سرقہ کیا کرتے تھے۔

شیخ ابواحمد عسال نے اس کے معاملے کو اچھا قرار دیا ہے اور انہوں نے اس کے حوالے سے روایات نقل کی ہیں۔

اس کی کنیت ابوالحسن تھی اور بغداد کا رہنے والا تھا۔ ابن سہم انطاکی اور ایک بڑی تعداد نے بھی اس سے ملاقات کی ہے۔

۵۵۰- احمد بن محمد بن سوادۃ

یہ حشیش کے نام سے معروف ہے۔ کوفہ کا رہنے والا تھا اس نے بعد میں بغداد میں رہائش اختیار کر لی تھی۔ وہاں اس نے عبیدہ بن حمید کے حوالے احادیث بیان کی ہیں۔

امام دارقطنی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: اس کی نقل کردہ روایت سے استدلال نہیں کیا جا سکتا۔ (یعنی وہ ضعیف ہوتی ہے)۔

خطیب بغدادی فرماتے ہیں: اس کے حوالے سے محمد بن مخلد نے روایات نقل کی ہیں۔ میں نے تو یہی دیکھا ہے کہ اس کی نقل کردہ روایات درست ہیں۔

۵۵۱-احمد بن محمد بن السری بن یحییٰ بن ابی دارم محدث

اس کی کنیت ابو بکر ہے اور یہ کوفہ کا رہنے والا ہے۔ یہ رافضی اور کذاب ہے۔

ان کا انتقال 357 کے آغاز میں ہوا۔

اور ایک قول کے مطابق: یہ ابراہیم قصار سے ملا ہوا ہے۔

انہوں نے احمد بن موسیٰ، حمار اور موسیٰ بن ہارون اور ایک بڑی تعداد سے روایات نقل کی ہیں۔

حاکم نے اس کے حوالے سے روایات نقل کی ہیں اور یہ کہا ہے: یہ رافضی اور غیر ثقہ ہے۔

محمد بن احمد کوفی نے اس کی تاریخ وفات بیان کرنے کے بعد کہا ہے کہ زیادہ عرصہ اس کا معاملہ ٹھیک رہا پھر آخری ایام میں اس نے بکثرت وہ روایات نقل کرنا شروع کر دیں، جن کو اس کے سامنے پڑھا گیا تھا، اور جن میں (صحابہ کرام رضی اللہ عنہم پر تنقید) کی گئی تھی۔ ایک دفعہ میں اس کے پاس موجود تھا۔ ایک شخص نے اس کے سامنے یہ روایت پڑھی۔

ان عمر رفس فاطمة حتى اسقطت بمحسن

''حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے بی بی فاطمہ رضی اللہ عنہا کو مارا جس کے نتیجے میں ان کے صاحبزادے محسن کا حمل ساقط ہوگیا۔''

ایک اور روایت میں یہ بات منقول ہے: اللہ تعالیٰ کے فرمان ''فرعون آیا'' سے مراد حضرت عمر رضی اللہ عنہ ہیں اور اس سے پہلے سے مراد حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ ہیں اور ''الموتفکات'' سے مراد سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا اور سیدہ حفصہ رضی اللہ عنہا ہیں تو اس نے اس بارے میں اس کی موافقت کی۔

پھر جب لوگوں میں اذان دینے کا نیا طریقہ رائج ہوا تو اس نے ایک اور حدیث گھڑ لی۔ جس کا متن یہ تھا:

تخرج نار من قعر عدنان تلتقط مبغضي آل محمد

''عدن کے گڑھے سے ایک آگ نکلے گی، جو آل محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے بغض رکھنے والوں کو نگل لے گی۔''

میں نے اس کی موافقت کی۔

اس حدیث کے معاملے میں ابن سعید میرے پاس آیا۔ اس نے مجھ سے دریافت کیا تو یہ بات اسے بہت شاق گزری اور اس نے ہر برائی کے ساتھ اس کا بکثرت ذکر کیا تو میں نے اس کی حدیث ترک کر دی۔

میں نے اپنے ہاتھ کے ساتھ وہ تمام روایات نکالیں جو میں نے اس کے حوالے سے نوٹ کی تھیں۔ لوگ اذان کے بارے میں اس کی نقل کردہ روایت کو دلیل کے طور پر پیش کرتے ہیں۔

اس نے اپنی سند کے ساتھ حضرت ابو محذورہ رضی اللہ عنہ کا بیان نقل کیا ہے: فرماتے ہیں: میں نوجوان تھا۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

اجعل فى آخر اذانك حى على خير العمل

تم اپنی اذان کے آخر میں ''حی علی خیر العمل'' شامل کرلو۔

یہی روایت ایک اور سند کے ساتھ منقول ہے، جس میں یہ الفاظ ہیں:

اجعل فی آخر اذانك : الصلاة خير من النوم

''تم اپنی اذان کے آخر میں ''الصلاۃ خیر من النوم'' شامل کرلو۔''

(راوی کہتے ہیں:) تو میں نے اسے ترک کردیا' اور میں اس کے جنازے میں بھی شریک نہیں ہوا۔

۵۵۲-احمد بن محمد بن شعیب سجزی، ابوسہل

انہوں نے محمد بن معمر بحرانی سے روایات نقل کی ہیں۔

اس کے حوالے سے حسن بن نفیس نے ایک جھوٹی روایت نقل کی ہے جو نجرانی سے اس کی سند کے ساتھ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے منقول ہے' اور یہ موضوع حدیث کے طور پر ہے۔

انہوں نے اپنی سند کے ساتھ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کے حوالے سے یہ روایت ''مرفوع'' حدیث کے طور پر نقل کی ہے۔

طعام الكريم دواء وطعام البخيل داء

''معزز آدمی کا کھانا دوا ہوتی ہے اور کنجوس کا کھانا بیماری ہوتی ہے۔''

۵۵۳-احمد بن محمد بن صاعد

یہ یحییٰ کا بھائی ہے۔

شیخ ابن عدی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: میں نے اہل علم کو دیکھا ہے وہ اس کے ضعیف ہونے پر متفق ہیں۔

خطیب بغدادی نے اسے ''قوی'' قرار دیا ہے۔

امام دارقطنی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ ''قوی'' نہیں ہے۔

۵۵۴-احمد بن محمد بن صلت بن مغلس حمانی

انہوں نے اپنے چچا جبارہ بن مغلس عفان اور ابونعیم سے اور ان سے ابوعلی بن الصواف اور جعابی نے روایات نقل کی ہیں۔

یہ کذاب ہے اور احادیث ایجاد کرتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ بعض محدثین نے تدلیس کرتے ہوئے اس کا نام احمد بن عطیہ بیان کیا ہے' جب کہ بعض نے احمد بن صلت بیان کیا ہے۔

شیخ ابن عدی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: میں نے اسے 297ھ میں دیکھا تو میں نے اندازہ لگایا کہ اس کی عمر ساٹھ سال یا اس سے زیادہ ہے۔

ان کا انتقال 308 ہجری میں ہوا۔

شیخ ابن عدی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: میں نے کوئی ایسا ''کذاب'' نہیں دیکھا جس میں اس سے کم حیا ہو۔

ابن قانع کہتے ہیں: یہ ''ثقہ'' نہیں ہے۔

ابن ابوفوارس کہتے ہیں: یہ احادیث اپنی طرف سے بنالیتا تھا۔

امام ابن حبان رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: میرے ساتھیوں نے مجھ سے اصرار کیا کہ میں اس کے پاس جاؤں اور اس سے احادیث کا سماع کروں۔ تو میں نے اس سے ایک جزء حاصل کیا تا کہ اس میں سے روایت منتخب کروں' چنانچہ میں نے اس میں یہ روایت دیکھی۔

انہوں نے اپنی سند کے ساتھ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کے حوالے سے یہ روایت ''مرفوع'' حدیث کے طور پر نقل کی ہے۔

رد دانق من حرام افضل عند الله من سبعين حجة مبرورة

''حرام کا ایک آنہ واپس کر دینا اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں ستر مقبول حجوں سے زیادہ اہمیت رکھتا ہے۔''

انہوں نے اپنی سند کے ساتھ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کے حوالے سے یہ روایت نقل کی ہے۔

رد دانق من حرام افضل عند الله من مائة الف تنفق في سبيل الله

''حرام کا ایک آنہ واپس کرنا اللہ کی راہ میں ایک لاکھ خرچ کرنے سے زیادہ فضیلت رکھتا ہے۔''

چناں چہ مجھے پتہ چل گیا کہ یہ شخص احادیث اپنی طرف سے بنالیتا تھا' اس لیے میں پھر اس کے پاس نہیں گیا۔

میں نے اس کے بارے میں یہ بات بھی نوٹ کی ہے کہ اس نے ایسے لوگوں کے حوالے سے احادیث روایت کی ہیں جن کے بارے میں میرا یہ گمان ہے کہ اس نے انہیں دیکھا تک نہیں ہوگا۔

امام دارقطنی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ احادیث اپنی طرف سے بنالیتا تھا۔

(امام ذہبی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:) میں یہ کہتا ہوں: اس کا انتقال 308ھ میں ہوا۔

امام حاکم رحمۃ اللہ علیہ کی لکھی ہوئی تاریخ نیشاپور میں اس راوی کے حوالے سے امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کا یہ قول منقول ہے:

''میں نے اپنے والد کے ساتھ حج کیا اس وقت میری عمر اٹھارہ سال تھی۔ ہمارا گزر ایک حلقہ کے پاس سے ہوا۔ وہاں ایک صاحب موجود تھے میں نے دریافت کیا: یہ کون صاحب ہیں؟ تو لوگوں نے بتایا (یہ صحابی رسول صلی اللہ علیہ وسلم) حضرت عبداللہ بن حارث زبیدی رضی اللہ عنہ ہیں۔''

(امام ذہبی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:) میں یہ کہتا ہوں: یہ روایت جھوٹی ہے' کیوں کہ ان صحابی کا انتقال مصر میں ہوا تھا' اور اس وقت امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کی عمر چھ سال تھی۔

۵۵۵-احمد بن محمد بن صالح بن عبدربہ، ابوالعباس المنصوری

یہ اہلِ منصورہ کا قاضی ہے۔

انہوں نے ابوروق ہزانی کے حوالے سے ایک جھوٹی روایت نقل کی ہے اور اس میں خرابی کی جڑ یہی ہے ہم نے ابوروق کے حالات میں ان کا تذکرہ کیا ہے۔

۵۵۶-احمد بن محمد بن غالب باہلی

یہ غلام خلیل ہے۔

انہوں نے اسماعیل بن ابی اویس، شیبان، قرۃ بن حبیب سے اوران سے ابن کامل، ابن سماک اور ایک گروہ نے روایات نقل کی ہیں۔

یہ بغداد کے بڑے پرہیزگار لوگوں میں سے ایک تھا۔

شیخ ابن عدی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: میں نے شیخ ابوعبداللہ نہاوندی کو یہ کہتے ہوئے سنا ہے کہ میں نے غلام خلیل سے کہا: یہ جو دل نرم کرنے والی روایات ہیں۔تم نے کہاں سے حاصل کی ہیں۔اس نے جواب دیا: میں نے انہیں خود ایجاد کیا ہے تا کہ اس کے ذریعے لوگوں کے دل نرم ہو جائیں۔

امام ابوداؤد رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: مجھے یہ اندیشہ ہے کہ یہ بغداد کا دجال تھا۔

امام دارقطنی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ راوی ''متروک'' ہے۔

خطیب بغدادی فرماتے ہیں: اس کا انتقال 275ھ میں رجب کے مہینے میں ہوا۔اس کا تابوت اٹھا کر بصرہ لے جایا گیا اور وہاں اس کی قبر پر گنبد بنایا گیا یہ بہت زیادہ علم کا حافظ تھا۔مہندی لگایا کرتا تھا' اور خوراک میں صرف لوبیا کھایا کرتا تھا۔

شیخ ابن عدی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: اس کا معاملہ واضح ہے۔

انہوں نے اپنی سند کے ساتھ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ کا یہ بیان نقل کیا ہے۔

قال: من قبل غلاما بشهوة لعنه الله، فان عانقه ضرب بسياط من نار، فان فسق به دخل النار

''جو شخص کسی لڑکے کو شہوت کے ساتھ بوسہ دیتا ہے اللہ تعالیٰ اس پر لعنت کرتا ہے اگر وہ اسے گلے لگا لیتا ہے تو اسے جہنم کے کوڑوں کے ذریعے مارا جائے گا' اور اگر وہ اس کے ساتھ گناہ کرتا ہے تو جہنم میں جائے گا۔''

اس کی نقل کردہ جھوٹی روایات میں سے ایک وہ روایت ہے' جو اس نے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کے حوالے سے نقل کی ہے۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے:

اقتدوا باللذين من بعدی، ابی بکر وعمر

''میرے بعد ان دو افراد کی پیروی کرنا' ابوبکر اور عمر۔''

یہ روایت امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کی طرف منسوب کی گئی ہے۔

شیخ ابوبکر نقاش کہتے ہیں: یہ ''واہی الحدیث'' تھے۔

ابوجعفر بن شعیری کہتے ہیں: غلام خلیل نے بکر بن عیسیٰ کے حوالے سے ابوعوانہ سے روایت نقل کی تو میں نے اس سے کہا: اے اللہ کے بندے یہ کون ہے؟ یہ تو وہ شخص ہے جس کے حوالے سے احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ نے روایات نقل کی ہیں اور یہ پرانے زمانے کا ہے تم نے تو اس کا زمانہ پایا ہی نہیں ہے۔تو وہ اس بارے میں غور وفکر کرنے لگا۔پھر میں اس سے ڈر گیا۔تو میں نے کہا: ہوسکتا ہے اس نام کا یہ کوئی دوسرا فرد ہو۔تو وہ خاموش رہا۔

جب اگلا دن ہوا تو اس نے مجھ سے کہا: اے ابوجعفر! تمہیں پتہ ہے میں نے آج صبح ان لوگوں کا جائزہ لیا۔جن سے میں نے بصرہ

میں احادیث سنی ہیں اور جن کا نام بکر بن عیسیٰ ہے تو ایسے ساٹھ افراد تھے۔

۵۵۷-احمد بن محمد بن عبید اللہ تمار مقری

یہ بغداد میں رہتا تھا۔

انہوں نے یحییٰ بن معین رحمۃ اللہ علیہ سے اور ان سے ابوحفص کتانی نے روایات نقل کی ہیں۔

خطیب بغدادی اور ابن طاہر فرماتے ہیں: یہ "غیر ثقہ" ہیں

اور اس نے جھوٹی روایات نقل کی ہیں۔

شیخ ابوالقاسم ازہری کہتے ہیں: یہ ابوسعید عدوی کی مانند ہے۔

(امام ذہبی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:) میں یہ کہتا ہوں: عدوی نامی راوی احادیث ایجاد کرتا تھا۔

تمار نامی یہ راوی 325ھ میں یا اس کے بعد فوت ہوا۔

۵۵۸-احمد بن محمد بن عمر بن یونس بن قاسم حنفی، ابوسہل یمامی

انہوں نے اپنے دادا اور امام عبدالرزاق سے روایات نقل کی ہیں۔

شیخ ابوحاتم اور ابن صاعد نے اسے جھوٹا قرار دیا ہے۔

امام دارقطنی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ "ضعیف" ہے اور ایک قول کے مطابق یہ "متروک" ہے۔

شیخ ابن عدی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: اس نے ثقہ راویوں کے حوالے سے منکر روایات نقل کی ہیں اور یہ عجیب وغریب روایات نقل کرتا تھا۔

شیخ قاسم کہتے ہیں: میں نے اس کے حوالے سے پانچ سو احادیث نوٹ کی ہیں۔ دوسرے کسی شخص کے پاس ان میں سے کوئی ایک حرف بھی نہیں ہے۔

عبید کشوری کہتے ہیں: یہ تمہارے درمیان واقدی کی طرح ہے۔

ابن حبان رحمۃ اللہ علیہ نے اس کا تذکرہ کرتے ہوئے یہ بات بیان کی کہ اس نے اپنی سند کے ساتھ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کا یہ بیان نقل کیا ہے۔

لما قدم رسول الله صلى الله عليه وسلم من الغار يريد المدينة اخذ ابوبكر بغرزه، فقال: الا ابشرك يااباا بكر ! ان الله يتجلى للخلائق يوم القيامة عامة، ويتجلى لك خاصة

"نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم جب غار سے تشریف لائے اور مدینۂ منورہ کی طرف روانہ ہوئے تو حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی رکاب تھام لی۔"

تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

"اے ابوبکر! کیا میں تمہیں ایک خوشخبری نہ دوں۔ اللہ تعالیٰ قیامت کے دن ساری مخلوق کے سامنے عام تجلی کرے گا اور تمہارے لیے خاص تجلی کرے گا"۔

اس نے اپنی سند کے ساتھ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے یہ روایت نقل کی ہے۔

ان رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم دخل غیضۃ فاجتنی سواکین احدھما مستقیم والآخر معوج، ومعہ انسان، فاعطاہ المستقیم، وحبس المعوج فقال: یارسول اللّٰہ، انت احق بالمستقیم منی فقال: انہ لیس من صاحب یصاحب صاحبا ولو ساعۃ الا سألہ اللّٰہ عن مصاحبتہ ایاہ

"نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ایک جھاڑی میں داخل ہوئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے وہاں سے دو مسواکیں چنیں۔ ان میں سے ایک ٹھیک تھی اور دوسری ٹیڑھی تھی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ایک اور صحابی تھے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے سیدھی والی اسے عطا کردی اور ٹیڑھی والی اپنے پاس رکھ لی۔ اس نے عرض کی: یارسول اللہ! آپ صلی اللہ علیہ وسلم سیدھی مسواک کے مجھ سے زیادہ حقدار ہیں تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

"جو بھی شخص کسی دوسرے کے ساتھ ہوتا ہے اگرچہ وہ ایک گھڑی کے لیے ہی کیوں نہ ہو' تو اللہ تعالیٰ اس شخص کے دوسرے کے ساتھ ہونے کے بارے میں اس سے حساب لے گا"۔

۵۵۹- احمد بن محمد بن عبدالحمید جعفی کوفی

اس راوی نے دو سندوں کے ساتھ حضرت انس رضی اللہ عنہ کے حوالے سے یہ بات نقل کی ہے۔

وعظ رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم یوما، فصعق صاعق، فقال: من ذا الملبس علینا دیننا

"ایک دن نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے وعظ کیا اسی دوران بجلی کڑکی۔ تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: کون شخص ہمارے دین کے بارے میں ہمارے ساتھ تلبیس کر رہا ہے۔"

یہ روایت جھوٹی ہے ابن طاہر نے اسے ذکر کیا ہے۔

اس راوی کے حوالے سے ابن عقدہ اور دیگر حضرات نے روایات نقل کی ہیں۔

۵۶۰- احمد بن محمد سرخسی مؤدب

اس پر (جھوٹا ہونے) کا الزام ہے۔

اس نے اپنے حافظے کی بنیاد پر اپنی سند کے ساتھ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا یہ بیان نقل کیا ہے۔

ان للناس وجوھا، فاکرموا وجوہ الناس

"لوگوں کی مختلف حیثیتیں ہوتی ہیں تو تم لوگوں کی حیثیت کی عزت افزائی کرو۔"

خطیب بغدادی فرماتے ہیں: مؤدب نامی راوی کے علاوہ اس کے تمام راوی "ثقہ" ہیں۔

۵۶۱-احمد بن محمد ابوالطیب ضراب

اس نے سمرقند میں بغوی اور دیگر افراد کے حوالے سے احادیث نقل کی ہیں۔

ابوسعد ادریسی کہتے ہیں: میں نے اس کی کوئی اصل نہیں دیکھی جس پر میں اعتماد کرسکوں۔ اس نے اپنے حافظے کی بنیاد پر یہ روایات بیان کی ہیں۔

۵۶۲-احمد بن محمد بن عثمان نہروانی،

یہ احمد بن عثمان ہے۔ اس کی نسبت اس کے دادا کی طرف ہے۔ اس کا ذکر پہلے ہو چکا ہے۔

۵۶۳-احمد بن محمد بن عبداللہ، ابوالحسن بزی مکی مقری

یہ قرأت کے امام ہیں اور اس فن میں مستند حیثیت رکھتے ہیں۔

انہوں نے اپنی سند کے ساتھ حضرت انس رضی اللہ عنہ کا یہ بیان نقل کیا ہے۔

مر رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم بمجلس من مجالس الانصار وهم يمزحون ويضحكون، فقال: اكثروا ذكر هادم اللذات

''ایک مرتبہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم انصار کی ایک محفل کے پاس سے گزرے، وہ لوگ ایک دوسرے کے ساتھ مذاق کر رہے تھے اور ہنس رہے تھے، تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: لذات کو ختم کرنے والی چیز (موت) کو بکثرت یاد کرو۔''

امام ابوحاتم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ روایت جھوٹی ہے اس کی کوئی حقیقت نہیں ہے، اس کے حوالے سے اس کے بیٹے نے یہ روایت نقل کی ہے اور احمد نامی یہ راوی ''لین الحدیث'' ہے۔

عقیلی فرماتے ہیں: یہ ''منکر الحدیث'' ہے۔

امام ابوحاتم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ ضعیف الحدیث ہے میں اس کے حوالے سے احادیث روایت نہیں کرتا ہوں۔

ابن ابی حاتم کہتے ہیں: اس نے منکر حدیثیں روایت کی ہیں۔

عقیلی فرماتے ہیں: انہوں نے اپنی سند کے ساتھ حضرت انس رضی اللہ عنہ کا یہ بیان نقل کیا ہے۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے:

الديك الابيض الافرق حبيبي وحبيب حبيبي جبريل، يحرس بيته وستة عشر بيتا من جيرانه الحديث

''مانگ والا سفید مرغا میرا پسندیدہ ہے اور میرے پسندیدہ جبرائیل علیہ السلام کا بھی پسندیدہ ہے یہ گھر کی حفاظت کرتا ہے اور پڑوس کے سولہ گھروں کی بھی حفاظت کرتا ہے۔''

عکرمہ بن سلیمان کہتے ہیں: میں نے اسماعیل بن عبداللہ کے سامنے قرأت کی جب میں نے سورہ والضحیٰ کی تلاوت کی تو وہ بولے اب تم ہر سورت کے آخر میں تکبیر کہا کرو کیوں کہ میں نے عبداللہ بن کثیر کے سامنے قرآن پڑھا تھا تو جب میں سورہ والضحیٰ تک پہنچا تو وہ

بولے تم جب تک قرآن ختم نہیں کرتے اس وقت تک (ہر سورت) کے آخر میں تکبیر کہو۔

انہیں ابن کثیر نے یہ بتایا تھا کہ اس نے مجاہد کے سامنے یہ قرأت کی تھی تو مجاہد نے انہیں یہ ہدایت کی تھی اور انہیں یہ بتایا تھا کہ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے مجاہد کو اس بات کی ہدایت کی تھی اور حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے مجاہد کو بتایا تھا کہ حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ نے ان کو اس بات کی ہدایت کی تھی اور حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کو یہ بتایا تھا کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو اس بات کا حکم دیا تھا۔

یہ حدیث ''غریب'' ہے۔ یہ ان راویوں میں سے ایک ہے جن کو علی البزی نے منکر قرار دیا ہے۔

امام ابوحاتم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ روایت ''منکر'' ہے۔

۵۶۴- احمد بن محمد بن عبدالکریم، ابوطلحہ فزاری الوساوسی

انہوں نے نصر بن علی جہضمی اور اس کے طبقے کے افراد سے روایات نقل کی ہیں۔

امام دارقطنی رحمۃ اللہ علیہ نے انہیں ''ضعیف'' قرار دیا ہے اور یہ کہا ہے: محدثین نے ان کے بارے میں کلام کیا ہے۔ برقانی نے انہیں ''ثقہ'' قرار دیا ہے۔

۵۶۵- احمد بن محمد ابن خلیفہ مکتفی العباس الامیر ابوالحسن

انہوں نے بغوی اور دیگر حضرات سے روایات نقل کی ہیں۔

یہ 390ھ کے آس پاس تک زندہ تھے۔ حسن بن عیسیٰ نے انہیں ''واہی'' قرار دیا ہے اور یہ کہا ہے: اللہ کی قسم! نہ تو اس نے کوئی حدیث سنی ہے اور نہ ہی اس کی عمر اس بات کا تقاضا کرتی ہے۔

ان سے ابوالحسین ابن المہدی باللہ نے روایات نقل کی ہیں۔

۵۶۶- احمد بن محمد ابوحنش سقطی

یہ راوی ''منکر'' ہے۔ اس نے ایک موضوع روایت اپنی سند کے ساتھ نقل کی ہے۔

انہوں نے اپنی سند کے ساتھ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ کے حوالے سے یہ روایت ''مرفوع'' حدیث کے طور پر نقل کی ہے۔

في الجنة شجرة، الورقة منها تغطي جزيرة العرب الحديث بطوله

''جنت میں ایک درخت ہے جس کا ایک پتہ پورے جزیرہ عرب کو ڈھانپ لیتا ہے (اس کے بعد طویل حدیث ہے)''

۵۶۷- احمد بن محمد بن نافع

مجھے نہیں معلوم کہ یہ کون ہے۔ ابن جوزی نے ایک مرتبہ اس کا تذکرہ کیا ہے اور یہ کہا ہے: اہل علم نے اس پر (جھوٹا ہونے کا) الزام لگایا ہے۔

ابن جوزی نے صرف یہی کہا ہے مزید کچھ نہیں کہا۔

۵۶۸-احمد بن محمد بن ابراہیم ضریر

یہ ابن بکیر بغدادی کا استاد ہے اوراس نے ایک جھوٹی روایت نقل کی ہے۔

۵۶۹-احمد بن محمد بن صالح تمار

اس نے اپنی سند کے ساتھ حضرت حبشی بن جنادہ رضی اللہ عنہ کا یہ بیان نقل کیا ہے۔

كنت جالسا عند ابی بكر، فقال: من كان له (حاجة) عند رسول الله صلى الله عليه وسلم (وله) عدة فليقم فقام رجل فقال: ان رسول الله صلى الله عليه وسلم وعدنى ثلاث حثيات من تمر فقال: ارسلوا الى على فجاء، فقال: ياابا الحسن، ان هذا يزعم كذا وكذا، فاحث له فحثاها له، فقال ابوبكر: عدوها فعدوها فوجدوها كل حثية ستين تمرة لا تزيد واحدة فقال ابوبكر: صدق الله ورسوله، قال لى رسول الله صلى الله عليه وسلم ليلة الهجرة فى الغار: كفى وكف على فى العدل سواء

''ایک مرتبہ میں حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے پاس بیٹھا ہوا تھا (اس وقت جب وہ خلفیہ بن چکے تھے) انہوں نے فرمایا جس شخص کی نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے کوئی حاجت تھی یا نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے ساتھ کوئی وعدہ کیا تھا تو وہ کھڑا ہو جائے' تو ایک شخص کھڑا ہو گیا اس نے کہا نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے یہ وعدہ کیا تھا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم تین لپ کھجوریں مجھے دیں گے تو حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ بولے اسے حضرت علی رضی اللہ عنہ کے پاس بھیج دو' وہ وہاں آیا اور بولا: اے ابوالحسن! یہ شخص یہ کہہ رہا ہے تو آپ اسے اتنی کھجوریں دے دیں تو حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اتنی کھجوریں انہیں دے دیں۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے فرمایا اس کی گنتی کرو' جب گنتی کی گئی تو ہر ایک لپ میں ساٹھ کھجوریں آئی تھیں کوئی ایک بھی زیادہ نہیں تھی تو حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے فرمایا اللہ اوراس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے سچ کہا ہے۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہجرت کی رات میں مجھ سے فرمایا تھا: میری اور علی کی ہتھیلی ماپنے میں برابر ہے۔''

۵۷۰-احمد بن محمد بسطامی

خطیب بغدادی نے اس کے حوالے سے ایک جھوٹی روایت اپنی تاریخ میں نقل کی ہے اور خرابی کی بنیاد یہی شخص ہے۔

۵۷۱ -احمد بن محمد بن عبداللہ وقاصی

اس نے ابن جریج کے حوالے سے ایک جھوٹی روایت نقل کی ہے یہ نہیں پتہ کہ یہ کون شخص ہے؟

۵۷۲ -احمد بن محمد بن علی بن حسن بن شقیق مروزی

شیخ ابن عدی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ احادیث اپنی طرف سے بنالیتا تھا۔

ابن عدی کہتے ہیں: انہوں نے اپنی سند کے ساتھ سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے حوالے سے یہ روایت ''مرفوع'' حدیث کے طور پر نقل کی ہے۔

من سقى اخاه في موضع يوجد فيه الماء فكأنما اعتق رقبة، وان سقاه في موضع لا يوجد فيه الماء فكأنما احيا نسمة مؤمنة

''جوشخص اپنے کسی بھائی کو ایسی جگہ پانی پلاتا ہے جہاں پانی مل جاتا ہے تو گویا اس نے ایک غلام آزاد کر دیا اگر وہ کسی ایسی جگہ پر پانی پینے کے لیے دیتا ہے جہاں پانی نہیں ملتا تو گویا اس نے ایک مومن جان کو زندہ کر دیا۔''

(امام ذہبی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں:) یہ روایت اس کی ایجاد کردہ ہے۔

۵۷۳ - احمد بن محمد بن عمر، ابوبکر منکدری خراسانی

یہ 300ھ کے بعد کا ہے۔

امام حاکم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: اس کے حوالے سے منفرد اور عجیب وغریب روایات منقول ہیں۔

اس کا انتقال مرو میں 314ھ میں ہوا۔ اس وقت یہ خراسان کے تمام علاقے گھوم پھر چکا تھا۔

اس نے عبدالجبار بن علاء، ہارون بن اسحاق ہمدانی، یونس بن عبدالاعلی، اور ان کے طبقے کے افراد سے احادیث روایت کی ہیں۔

اس کے زمانے میں ''منکدری'' خراسان کے حافظ تھے۔

ادریسی کہتے ہیں: اس جیسا شخص اگر اللہ نے چاہا تو جان بوجھ کر جھوٹ نہیں بولتا ہوگا۔ میں نے محمد بن سعید سمرقندی سے اس کے بارے میں دریافت کیا تو میں نے دیکھا کہ ان کی رائے ان کے بارے میں اچھی تھی۔ میں نے انہیں یہ بیان کرتے ہوئے سنا وہ کہتے ہیں: میں نے منکدری کو یہ کہتے ہوئے سنا ہے: میں نے تین لاکھ احادیث کی تحقیق کی ہے۔

تو میں نے کہا: کیا آپ نے ابن عقدہ کے بعد منکدری سے بڑا حافظ دیکھا تو انہوں نے جواب دیا: نہیں۔

(امام ذہبی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:) میں یہ کہتا ہوں: یہ مدینہ منورہ کا رہنے والا تھا۔ جس نے عجم میں سکونت اختیار کر لی تھی۔

۵۷۴ - احمد بن محمد بن عمران ابوحسن بن جندی

ابن صاعد کے شاگردوں میں سے بغداد میں رہنے والا یہ آخری فرد تھا۔ اور شیعہ مسلک سے تعلق رکھتا تھا۔

خطیب بغدادی فرماتے ہیں: اس کی روایت میں اسے ضعیف قرار دیا گیا ہے اور اس کے مذہب (یعنی مسلک) کے حوالے سے اس پر طعنہ زنی کی گئی ہے۔

ازہری نے مجھ سے کہا ہے: یہ راوی ''لیس بشیء'' ہے۔

(امام ذہبی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:) میں یہ کہتا ہوں: اس سے ایک مخلوق نے احادیث روایت کی ہیں اور اس نے بغوی کے حوالے سے روایات نقل کی ہیں۔

۵۷۵ - احمد بن محمد بن عیسیٰ ابن جراح الحافظ مصری، ابوالعباس النحاس:

اس نے مختلف علاقے گھومے پھرے ہیں۔

انہوں نے بغوی اور ابوعروبہ سے روایات نقل کی ہیں۔
اس نے نیشاپور میں سکونت اختیار کر لی تھی۔
ان کا انتقال 396 ہجری میں ہوا۔
ابوالحسن الحجاجی نے اس پر جھوٹے ہونے کا الزام عائد کیا ہے۔اس نے دو جھوٹی روایات نقل کی ہیں جن میں سے ایک درج ذیل ہے۔
انہوں نے اپنی سند کے ساتھ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے حوالے سے یہ روایت ''مرفوع'' حدیث کے طور پر نقل کی ہے۔
لا تولوا الاذان من یدغم الهاء
''ایسے شخص کو مؤذن مقرر نہ کرو۔ جو''ہ'' میں ادغام کرتا ہے۔''
امام حاکم رحمۃ اللہ علیہ نے اس روایت کو اس کے حوالے سے نقل کیا ہے۔

۵۷۶-احمد بن محمد بن عیسیٰ الواعظ

انہوں نے یوسف بن حسین رازی کے حوالے سے ایک جھوٹی روایت نقل کی ہے' جس کے حوالے سے ان پر (جھوٹا ہونے) کا الزام ہے۔

۵۷۷ -احمد بن محمد بن عیسیٰ سکونی

انہوں نے ابو یوسف قاضی سے روایات نقل کی ہیں۔
امام دارقطنی رحمۃ اللہ علیہ نے انہیں ''ضعیف'' قرار دیا ہے' اور یہ کہا ہے: یہ راوی ''متروک الحدیث'' ہے اور بغدادی ہے۔

۵۷۸ -احمد بن محمد بن فضل قیسی الابلی

انہوں نے جند نیشاپور میں پڑاؤ اختیار کیا۔
امام ابن حبان رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: میں ان کی بستی کی طرف گیا تھا۔ میں نے ان کے حوالے سے پانچ سو کے قریب احادیث نوٹ کیں تھیں' لیکن وہ سب موضوع تھیں۔
(ابن حبان رحمۃ اللہ علیہ) کہتے ہیں: انہوں نے اپنی سند کے ساتھ حضرت انس رضی اللہ عنہ کے حوالے سے یہ روایت ''مرفوع'' حدیث کے طور پر نقل کی ہے۔
لو بغي جبل علىٰ جبل لجعله الله دكا
''اگر کوئی ایک پہاڑ کسی دوسرے پہاڑ کے ساتھ زیادتی کرے تو اللہ تعالیٰ اسے بھی ریزہ ریزہ کر دے۔''
اس نے یہ روایت بھی نقل کی ہے۔
خير الرزق ما كفى

''سب سے بہترین رزق وہ ہے جو کفایت کر جائے''۔

اس نے یہ روایت بھی نقل کی ہے۔

اللھم بارك لامتي في بكورها يوم خميسها

''اے اللہ میری امت کی جمعرات کی صبح (کے کاموں) میں ان کے لیے برکت کر دے۔''

اس نے یہ روایت بھی نقل کی ہے۔

ترك الشر صدقة

''برائی کو چھوڑنا بھی صدقہ ہے''۔

اس آدمی نے ائمہ متبوعین کے حوالے سے تین ہزار سے زیادہ جھوٹی روایات نقل کی ہیں۔

۵۷۹ -احمد بن محمد بن فضل سجستانی

انہوں نے دمشق میں پڑاؤ اختیار کیا۔

یہ ''ثقہ'' ہیں۔

ان سے ابواحمد حاکم اور دیگر حضرات نے روایات نقل کی ہیں۔

۵۸۰-احمد بن محمد بن قاسم مذکر ابو حامد سرخسی

حاکم نے ان کے حوالے سے ایک حدیث سنی ہے اور یہ بات بیان کی ہے یہ جھوٹی اور منکر ہے اور اس کی سند میں مجہول راوی ہے۔

اس پر جھوٹا ہونے کا الزام ہے۔

۵۸۱-احمد بن محمد (بن عمرو) بن مصعب بن بشر بن فضالۃ

ان کی کنیت ابوبشر مروزی ہے اور یہ فقیہ ہیں۔

امام ابن حبان رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ شخص متون ایجاد کرتا تھا اور سندوں کو تبدیل کر دیتا تھا۔ چناں چہ یہ اس بات کا مستحق ہے کہ اسے ترک کر دیا جائے۔ شاید اس نے ثقہ راویوں کے حوالے سے دس ہزار سے زیادہ روایات کو الٹ پلٹ کر دیا ہے میں نے ان میں سے تین ہزار سے زیادہ روایات نوٹ کی ہیں۔ جس کے بارے میں مجھے شک نہیں ہے کہ اس نے انہیں الٹ پلٹ کر دیا ہے۔ پھر اس نے اپنی عمر کے آخری حصے میں ایسے مشائخ سے احادیث روایت کرنے کا دعویٰ کیا جنہیں اس نے دیکھا بھی نہیں تھا۔ میں نے اس سے پوچھا کہ اس کا سب سے پرانا شیخ کون سا ہے تو اس نے جواب دیا: احمد بن سیار۔ پھر جب اسے ایک آزمائش میں مبتلا ہونا پڑا اور اسے بخارا لے جایا گیا تو وہاں اس نے علی بن خشرم کے حوالے سے روایات نقل کرنی شروع کر دیں۔ تو میں نے اس کی اس بات کا انکار کرتے ہوئے اسے خط بھیجا تو اس نے جوابی خط میں مجھ سے معذرت کی اور بولا: جب میں مشغول تھا۔ اس وقت یہ روایات میرے سامنے پڑھی گئی تھیں۔ اس کے بعد یہ سجستان چلا گیا۔ وہاں اس نے پہلے کی طرح علی بن خشرم اور فریانانی کے حوالے سے روایات نقل کیں۔

پھر امام ابن حبان رحمۃ اللہ علیہ نے اس کے حوالے سے تقریباً تیس ایسی روایات نقل کی ہیں جن کی سندیں تبدیل ہو چکی ہیں۔
امام دارقطنی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ احادیث اپنی طرف سے بنالیتا تھا۔ اس کی زبان میٹھی تھی اور حافظ الحدیث تھا۔
(امام ذہبی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:) میں یہ کہتا ہوں: ان کا انتقال 323 ہجری میں ہوا۔

۵۸۲-احمد بن محمد بن یاسین، ابواسحاق ہروی الحداد:

یہ تاریخ ہرات کا مصنف ہے۔
اس نے عثمان دارمی اور معاذ بن مثنیٰ سے احادیث کا سماع کیا ہے۔
جب کہ اس سے ابوعلی منصور خالدی اور ایک مخلوق نے احادیث کا سماع کیا ہے۔
ان کا انتقال 234 ہجری میں ہوا۔
سلمی کہتے ہیں: میں نے امام دارقطنی رحمۃ اللہ علیہ سے ابواسحاق بن یٰسین عروی کے بارے میں دریافت کیا تو انہوں نے فرمایا: یہ ابوبشر مروزی سے بھی زیادہ برا ہے۔ دارقطنی رحمۃ اللہ علیہ نے ان دونوں کو جھوٹا قرار دیا۔
ادریسی کہتے ہیں: یہ احادیث یاد کرتا تھا میں نے اس کے شہر کے لوگوں کو سنا ہے کہ وہ اس پر طعن کرتے تھے۔ وہ اس سے راضی نہیں تھے۔

۵۸۳-احمد بن محمد بن فضل جرجانی

ابوبکر اسماعیلی کہتے ہیں: یہ راوی ''لیس بشی ء'' ہے۔
انہیں ابن مملک بھی کہا جاتا ہے ایک نسخے میں اسی طرح منقول ہے۔
درست یہ ہے کہ ان کا (نام ونسب) یہ ہے: احمد بن محمد بن فضل بن عبید اللہ بن عبدالرحمٰن بن یعلی بن مالک
انہوں نے محمد بن عبدالمؤمن جرجانی اور عمار بن رجاء سے اور ان سے ابن عدی، غطریفی نے روایات نقل کی ہیں۔

۵۸۴-احمد بن محمد بن مالک بن انس بن ابی عامر اصبحی

انہوں نے اپنے والد اور اسماعیل بن ابواویس سے روایات نقل کی ہیں۔
امام دارقطنی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ ''ضعیف'' ہے۔
امام ابن حبان رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ ''منکر الحدیث'' ہے اور ''مقلوب'' روایت نقل کردیتے تھے۔

۵۸۵-احمد بن ابوحنیفہ، محمد بن ماہان

عبدالرحمٰن بن ابی حاتم کہتے ہیں: یہ ''مجہول'' ہے۔

۵۸۶-احمد بن محمد بن مسروق، ابوالعباس طوسی

یہ ''القناعۃ'' کے موضوع پر مشتمل ایک مجموعہ احادیث کے مؤلف ہیں۔

انہوں نے خلف بزاز اور ابن مدینی سے روایات نقل کی ہیں۔
امام دارقطنی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ ''قوی'' نہیں ہے اور ''معضل'' روایات نقل کر دیتے ہیں۔
(امام ذہبی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں:) میں یہ کہتا ہوں۔ان کا انتقال 300 ہجری سے پہلے ہوا۔ یہ بلند شان کے مالک تھے ان کا شمار ''ابدال'' میں ہوتا ہے۔

۵۸۷-احمد بن محمد بن ہارون ابوجعفر برقی

ابن یونس نے ان کا تذکرہ کرتے ہوئے یہ فرمایا: یہ راوی ''کذاب'' ہے اور حدیث کا فہم رکھتے تھے۔

۵۸۸-احمد بن محمد بن محمد، ابوالفتوح طوسی الواعظ

ان کا انتقال 520 میں ہوا۔
ان کے حوالے سے ایسی روایات منقول ہیں' جو اس بات پر دلالت کرتی ہیں کہ یہ اختلال کا شکار ہو گئے تھے اور احادیث ایجاد بھی کرتے تھے۔

۵۸۹-احمد بن محمد بن موسیٰ ابوبکر ملحمی

انہوں نے ابوخلیفہ جمحی سے روایات نقل کی ہیں۔
ابن مردویہ کہتے ہیں: یہ راوی ''ذاہب الحدیث'' ہے۔ یہ انتہائی ''ضعیف'' ہے۔

۵۹۰-احمد بن محمد بن ہارون، ابوبکر رازی الحربی مقری

انہوں نے جعفر فریابی سے روایات نقل کی ہیں۔
یہ راوی ''واہی'' ہے اور اس کا کہنا ہے کہ اس نے حسون بن الہیثم کے بارے میں احادیث کی قرأت کی ہے' لیکن اس بات کو منکر قرار دیا گیا ہے۔
خطیب بغدادی فرماتے ہیں: قرأت کے حوالے سے یہ مقبول نہیں ہے۔

۵۹۱-احمد بن محمد بن نیزک

انہوں نے ابواسامہ اور دیگر حضرات سے روایات نقل کی ہیں۔
شیخ ابن عدی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: اس کا معاملہ محل نظر ہے' اور اس بارے میں دیگر حضرات نے ان کا ساتھ دیا ہے۔

۵۹۲-احمد بن محمد بن یحییٰ بن حمزہ بتلہی دمشقی

انہوں نے اپنے والد سے روایات نقل کی ہیں اور اس سے منکر روایات منقول ہیں۔
ابواحمد حاکم کہتے ہیں: یہ محل نظر ہے۔

ابوجہم مشغرائی نے اس کے حوالے سے جھوٹی روایات نقل کی ہیں۔ان میں سے ایک یہ روایت ہے:
انہوں نے اپنی سند کے ساتھ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے حوالے سے یہ روایت ''مرفوع'' حدیث کے طور پر نقل کی ہے۔

ما استرذل اللّٰه عبدا الا حظر عنه العلم والادب

''اللہ تعالیٰ کسی بھی بندے کو صرف اسی صورت میں ذلیل کرتا ہے کہ اس سے علم اور ادب کو چھین لیتا ہے۔''

اس راوی نے اپنے والد اور دادا کے حوالے سے' حضرت جابر رضی اللہ عنہ کے حوالے سے یہ روایت ''مرفوع'' حدیث کے طور پر نقل کی ہے۔

من احب ان يشم رائحتي فليشم الورد

''جو شخص میری خوشبو سونگھنا چاہتا ہو وہ پھول کو سونگھ لے۔''

۵۹۳-احمد بن محمد بن عبدالواحد الکتانی

اس کا اسم منسوب کتان کی فروخت کے حوالے سے ہے۔
انہوں نے یونس بن عبدالاعلی سے روایات نقل کی ہیں۔
ابوسعید عبدالرحمٰن بن احمد بن یونس الحافظ کہتے ہیں: یہ زیادہ مستند نہیں ہے۔

۵۹۴-احمد بن محمد بن ابی دارم الحافظ

اس نے ابراہیم بن عبداللہ القصار کا زمانہ پایا ہے اور یہ بات پہلے گزر چکی ہے۔
امام حاکم رحمۃ اللہ علیہ نے اس کے حوالے سے روایات نقل کی ہیں اور کہا ہے یہ رافضی ہے اس پر اعتماد نہیں کیا جاسکتا۔

۵۹۵-احمد بن محمد

یہ بیت الحکمت کا مصنف ہے۔
امام دارقطنی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: اس نے امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کے حوالے سے روایات نقل کی ہیں اور ''متروک'' ہے۔
(امام ذہبی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:) میں یہ کہتا ہوں: اس کی نقل کردہ روایت موضوع ہے۔علی بن محمد مخزومی نے اس کے حوالے سے روایات نقل کی ہیں۔

۵۹۶-احمد بن محمد بن یزید الوراق

انہوں نے شبابہ بن سوار سے روایات نقل کی ہیں۔
امام دارقطنی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ ''قوی'' نہیں ہے۔

۵۹۷-احمد بن محمد بن سندی، ابوالفوارس بن صابونی مصری

یہ انشاء اللہ صدوق ہے تاہم میں نے اسے دیکھا ہے کہ محمد بن حماد کے حوالے سے ایک جھوٹی روایت نقل کرنے میں یہ منفرد ہے۔ یوں لگتا ہے جیسے اس نے ان کی طرف یہ روایت منسوب کی ہے۔

۵۹۸-احمد بن محمد بن ابی الموت مکی

انہوں نے علی بن عبدالعزیز بغوی سے روایات نقل کی ہیں۔

یہ معمولی سا ضعیف ہے۔

۵۹۹-احمد بن محمد بن احمد بن عبدوس زعفرانی

یہ بعد کے زمانے کا بزرگ ہے۔

انہوں نے ابن ماسی سے روایات نقل کی ہیں اور اس کا بعض سماع ٹھیک نہیں ہے۔

۶۰۰-احمد بن محمد،

یہ ابن احمد جرجانی ہے۔

انہوں نے ابن علیہ اور اس کی مثل افراد سے روایات نقل کی ہیں۔

شیخ ابن عدی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: اس کی نقل کردہ روایات درست نہیں ہیں۔

۶۰۱-احمد بن محمد، ابوعقبۃ انصاری

انہوں نے عبدالاعلی بن عبدالاعلی سے روایات نقل کی ہیں۔

امام دارقطنی رحمۃ اللہ علیہ نے انہیں ''ضعیف'' قرار دیا ہے۔

۶۰۲-احمد بن محمد بن یحییٰ بن بکیر زہری

امام دارقطنی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ ''منکر الحدیث'' ہے۔

۶۰۳-احمد بن محمد بن یحییٰ بن عمرو جعفی

اسے ''ثقہ'' قرار دیا گیا ہے۔

امام دارقطنی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ وہ نہیں ہے جس کے ذریعے استدلال کیا جاسکے۔

یہ روایت حمزہ سہمی نے امام دارقطنی رحمۃ اللہ علیہ کے حوالے سے روایت کی ہے جب کہ امام حاکم رحمۃ اللہ علیہ نے دارقطنی رحمۃ اللہ علیہ کا یہ قول نقل کیا ہے: اس میں کوئی حرج نہیں ہے۔

اس کے حوالے سے ابن عقدہ نے بکثرت روایات نقل کی ہیں اور ابن صاعد نے بھی روایات نقل کی ہیں۔

۶۰۴- احمد بن محمد بن ہارون بن مرزوق، ابوعمرو مذکر

یہ قدریہ فرقے کا مبلغ تھا۔ یہ بات حافظ الحدیث حسن بن علی بن عمرو نے بیان کی ہے۔

۶۰۵- احمد بن محمد بن یعقوب (بن میدان)، ابوبکر الفارسی الوراق الکاغذی

انہوں نے بغوی اور دیگر حضرات سے روایات نقل کی ہیں۔

ابن ابی الفوارس کہتے ہیں: یہ ''انتہائی ضعیف'' ہے۔ جیسا کہ ابن منیع نے اس بات کا دعویٰ کیا ہے۔ متاخرین سے اس کے سماع میں کوئی حرج نہیں ہے اور یہ شخص بدمذہب بھی تھا۔

عتیقی کہتے ہیں: یہ ''ثقہ'' ہیں۔

اس کا انتقال 390ھ میں ہوا۔

۶۰۶- احمد بن محمد بن ابراہیم خازمی تمار

یہ پسندیدہ شخصیت نہیں ہے۔

یہ بات حافظ الحدیث حسن بن علی ابن عمرو زہری نے بیان کی ہے۔

۶۰۷- احمد بن محمد بن یوسف بن محمد بن دوست (العلاف) الحافظ العلامۃ، ابوعبداللہ بغدادی

یہ ابوبکر العلاف بزاز کا والد ہے۔ انہوں نے اپنے والد سے بغوی کے حوالے سے روایات نقل کی ہیں۔ ان کے علاوہ ابن عیاش قطان، ابی عبداللہ الحکیمی، محمد بن جعفر المطیری صفار، اور ان کے طبقے کے افراد سے روایات نقل کی ہیں۔

اس سے ابومحمد الخلال، وابوالقاسم الازہری، وہبۃ اللہ اللالکائی، والخطیب، ورزق اللہ تمیمی اور ایک بڑی تعداد نے روایات نقل کی ہیں۔

خطیب بغدادی فرماتے ہیں: میں نے اس سے ایک جزء کا سماع کیا ہے یہ بکثرت روایات نقل کرنے والا علم کا ماہر اور حافظ الحدیث تھا۔ ایک طویل عرصے تک جامع المنصور میں مخلص کی وفات کے بعد احادیث املاء کرواتا رہا۔ پھر اس کے بعد اس نے اس سلسلے کو ترک کر دیا اور اپنے گھر میں بیٹھنے لگا۔ اس کی پیدائش صفر کے مہینے میں 333ھ میں ہوئی تھی۔

خطیب بغدادی فرماتے ہیں: میں نے حسین بن محمد کو یہ کہتے ہوئے سنا ہے جب ابن حبابہ کا انتقال ہوا تو ''جامع المنصور'' میں ابن دوست نے اس کی جگہ املاء کروانا شروع کیا اور وہ ایک سال تک اپنے حافظے کی بنیاد پر اسی طرح املاء کرواتا رہا۔ پھر اس کے بارے میں ابن ابوالفوارس نے کلام کیا جو اس روایت کے بارے میں تھا، جسے اس نے مطیری کے حوالے سے نقل کیا تھا اور انہوں نے اس پر طعن کیا۔

میں نے ازہری کو یہ کہتے ہوئے سنا ہے کہ ابن دوست ضعیف ہے۔ میں نے اس کی کتابوں کو دیکھا ہے وہ سب ناقابل اعتبار ہیں۔

وہ ذکر کرتے ہیں کہ اس کی تمام تحریرات ڈوب گئی تھیں، تو اس نے ان کے نسخوں کا استدراک کیا تھا۔

میں نے برقانی سے ابن دوست کے بارے میں دریافت کیا تو وہ بولے یہ اپنے حافظے کی بنیاد پر احادیث بیان کرتا رہا' لیکن علماء نے اس کے بارے میں کلام کیا ہے۔

یہ بات بھی بیان کی گئی ہے یہ شخص احادیث کے اجزاء تحریر کرتا تھا' اور پھر انہیں مٹی میں لوٹ پوٹ کر دیتا تھا' تا کہ یہ پتہ چلے کہ یہ پرانے ہیں۔

حمزہ بن محمد کہتے ہیں: ابن دوست سترہ برس تک احادیث املاء کرواتا رہا جب بھی اس سے کسی چیز کے بارے میں دریافت کیا گیا۔ تو اس نے اس موضوع کے بارے میں اپنے حافظے سے روایت املاء کروادی۔ جس کے بارے میں اس سے سوال کیا گیا تھا۔

اس کے بعد عیسیٰ ہمدانی نے یہ بات بیان کی ہے: ابن دوست کو علم حدیث کا فہم حاصل تھا۔ وہ امام مالک رحمۃ اللہ کے مذہب کا عالم تھا۔ اس کے پاس اسماعیل صفار کے حوالے سے منقول روایات کا ایک پلندہ صندوق میں موجود تھا۔ وہ امام دارقطنی رحمۃ اللہ علیہ کی موجودگی میں احادیث پر بحث کرتا تھا اور علم حدیث کے بارے میں کلام کرتا تھا۔ اسی وجہ سے امام دارقطنی رحمۃ اللہ علیہ نے بھی اس کے بارے میں کلام کیا ہے۔

ابن ابوالفوارس نے پہلے ہم پر انکار کیا کہ ہم اس کے پاس کیوں جاتے ہیں اور اس سے احادیث کا سماع کیوں کرتے ہیں؟ لیکن پھر وہ خود اس کے پاس گئے اور اس سے احادیث کا سماع کیا۔

حمزہ بن محمد کہتے ہیں: میں نے اپنے ماموں ابوعبداللہ بن دوست سے کہا میں نے آپ کو دیکھا ہے کہ آپ محفلوں میں اپنے حافظے سے احادیث املاء کروادیتے ہیں' آپ اپنی تحریر کے حوالے سے املاء کیوں تحریر نہیں کرواتے۔ وہ بولے: تم ان چیزوں کا جائزہ لو۔ جو میں نے املاء کروائی ہیں۔ اگر اس میں کوئی غلطی یا کوتاہی ہو' تو پھر میں اپنے حافظے کی بنیاد پر املاء نہیں کرواؤں گا' اور اگر وہ سب ٹھیک ہے تو پھر تحریر کی طرف جانے کی ضرورت کیا ہے۔

اس راوی کا انتقال 407ھ میں رمضان کے مہینے میں ہوا۔

۶۰۸-احمد بن محمد مخرمی

انہوں نے اپنی سند کے ساتھ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کا یہ بیان نقل کیا ہے۔

لما قتل ابن آدم اخاہ قال آدم علیہ السلام :

تغیرت البلاد ومن علیہا   فوجہ الارض مغبر قبیح

تغیر کل ذی طعم ولون   وقل بشاشۃ الوجہ الملیح

قتل قابیل ہبیلا اخاہ   فواحربا مضی الوجہ الصبیح

فاجابہ ابلیس:

تنح عن البلاد وساکنیہا   فبی فی الخلد ضاق بک الفسیح

''جب حضرت آدم علیہ السلام کے بیٹے نے اپنے بھائی کو قتل کر دیا تو حضرت آدم علیہ السلام نے یہ اشعار پڑھے۔''

''مختلف شہر اوران پر موجود سب چیزیں متغیر ہوگئی ہیں۔ زمین کا چہرہ ابر آلود اور برا ہو گیا ہے۔ ہر ذائقے دار اور رنگ والی چیز

متغیر ہوگئی ہے اور خوبصورت چہرے کی بشاشت کم ہوگئی ہے۔ قابیل نے اپنے بھائی ہابیل کو قتل کر دیا ہے تو کیا تکلیف ہے جو ایک صبیح چہرے پر گزر گئی ہے۔''

تو شیطان نے ان کو جواب دیتے ہوئے یہ شعر کہا:

''شہروں اور ان کے رہنے والوں سے الگ ہو کر رہو۔ میری وجہ سے جنت میں کشادہ چیز بھی تمہارے لیے تنگ ہوگئی تھی۔''

یہ روایت ابوبختری عبداللہ بن محمد بن شاکر نے اس کے حوالے سے روایت کی ہے' اور یہ اس سے ابوبختری کے بیٹے اسماعیل بن عباس نے سنی ہے تو خرابی کی بنیاد یا تو مخرمی ہے یا اس کا استاد ہے۔

۶۰۹ - احمد بن محمد بن احمد

یہ حافظ الحدیث اور ''ثقہ ہیں'' اور ان کی (کنیت واسم منسوب) ابوطاہر سلفی ہے۔

میرے علم کے مطابق کسی بھی محدث نے اس سے تعرض نہیں کیا یہاں تک کہ مجھے یہ پتہ چلا کہ ابوجعفر بن زبیر نے محمد بن احمد نامی جو ایک ضعیف راوی ہے، اس کے حالات میں اس کا تذکرہ کیا ہے' اور اس کے حوالے سے ایک منفرد روایت نقل کی ہے اس میں انہوں نے یہ بات ذکر کی ہے کہ اس نے جامع ترمذی کی سند بیان کی ہے' جو سلفی، ابوفتح حداد، ابن نیال کے حوالے سے ہے۔

پھر سلفی نے یہ استدراک کیا ہے کہ یہ چیز اس کو اجازت کے طور پر ملی ہے اور اس نے اس بات پر متنبہ بھی کیا ہے۔

تو اس مقام پر ابوجعفر نے سلفی کے بارے میں ابن باذش پر کلام کیا ہے' جو ایسا کلام ہے' جس کی طرف کسی نے توجہ نہیں کی' کیوں کہ ابن باذش جلیل القدر عالم دین ہے بلکہ لوگوں نے تو ابن باذش سے ہی خوراک حاصل کی ہے۔

(امام ذہبی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:) میں یہ کہتا ہوں: سلفی شیخ الاسلام ہے اور راویوں کی حجت ہے۔

ان کا انتقال 576 ہجری میں 102 سال کی عمر میں ہوا۔

۶۱۰ - احمد بن محمد بن سفیان ارجانی

حمزہ سہمی کہتے ہیں: اس نے ''ابلہ'' کے مقام پر ثقہ راویوں کے حوالے سے منکر روایات نقل کی ہیں۔

۶۱۱ - احمد بن محمد بن رزا اصبہانی الواعظ

اس نے امام طبرانی رحمۃ اللہ علیہ کے حوالے سے روایت نقل کی ہے۔

یہ غالی معتزلی تھا' اور ابوالخیر کا والد ہے۔

۶۱۲ - احمد بن محمد ابوعبیداللہ زہری

انہوں نے ابومسہر اور اس کی مانند افراد سے روایات نقل کی ہیں۔

اس پر جھوٹ بولنے کا الزام ہے (اس کی نقل کردہ جھوٹی روایات میں) سے ایک درج ذیل ہے:

انہوں نے اپنی سند کے ساتھ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کے حوالے سے یہ روایت ''مرفوع'' حدیث کے طور پر نقل کی ہے۔

لولا الامصار لاحترق اهل القری
''اگر شہر نہ ہوتے تو دیہاتوں والے جل جاتے۔''

۶۱۳ - احمد بن محمد انصاری

انہوں نے امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ کے شاگرد فضل بن زیاد سے روایات نقل کی ہیں۔
یہ راوی ''ثقہ'' نہیں ہے۔
یہ وہ والا ابوعقبہ نہیں ہے' جس کا ذکر پہلے ہو چکا ہے۔
اس نے جزیرہ میں پڑاؤ اختیار کیا تھا۔
ابن حبان رحمۃ اللہ علیہ اور دیگر حضرات نے اسے واہی قرار دیا ہے۔

۶۱۴ - احمد بن محمد ابوالحسن قنطری

اس نے سفر کیا اور ابوالفرج غلام بن شنبوذ، عمر بن ابراہیم کتانی کے سامنے احادیث کی قرأت کی جب کہ اس کے سامنے کافی کے مصنف ابن شریح نے احادیث کی قرأت کی ہے۔
شیخ دانی کہتے ہیں۔ یہ مکہ میں ایک طویل عرصے تک لوگوں کے سامنے احادیث کی قرأت کرتا رہا' لیکن یہ نہ تو ضابط تھا اور نہ ہی حافظ الحدیث تھا۔
اس کا انتقال مکہ مکرمہ میں 438 ہجری میں ہوا۔

۶۱۵ - احمد بن محمد بن علی، ابوعبداللہ الآ بنوسی

برقانی کہتے ہیں: اس نے امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ کی جامع سنی ہوئی نہیں تھی' لیکن خود کو یہ ظاہر کیا کہ گویا اس نے سنی ہوئی ہے۔
اس نے دعلج اور اس کے طبقے کے افراد سے احادیث کا سماع کیا ہے۔
ان کا انتقال 400 ہجری سے پہلے ہوا۔

۶۱۶ - احمد بن محمد الحافظ، ابوحامد بن شرقی

یہ مشہور امام ہیں اور حجت ہیں۔
سلمی کہتے ہیں: میں نے امام دارقطنی رحمۃ اللہ علیہ سے ان کے بارے میں دریافت کیا تو وہ بولے: یہ ''ثقہ'' اور ''مامون'' ہیں۔
میں نے کہا پھر کیا وجہ ہے کہ ابن عقدہ نے ان کے بارے میں کلام کیا ہے تو وہ بولے: ''سبحان اللہ''! کیا تم یہ سمجھتے ہو کہ ان کے بارے میں اس جیسے کا کلام اثر انداز ہوگا۔ اگر ابن عقدہ کی جگہ ابن معین نے بھی کلام کیا ہوتا (تو یہ پھر بھی جلیل القدر امام ہی رہتے)
(امام ذہبی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:) میں یہ کہتا ہوں: یہی وجہ ہے کہ حافظ ابوعلی یہ فرمایا کرتے تھے۔ ابوعلی کی یہ حیثیت نہیں ہے کہ شیخ ابوحامد کے بارے میں اس کا کلام سنا جائے۔

۶۱۷ - احمد بن محمد بن موسیٰ بن یحییٰ اصبہانی

حسن بن علی زہری کہتے ہیں: یہ پسندیدہ شخصیت نہیں ہے۔

۶۱۸ - احمد بن مالک تمیمی

انہوں نے محمد بن صلت توزی سے روایات نقل کی ہیں۔

خطیب بغدادی فرماتے ہیں: یہ ''مجہول'' ہے۔

۶۱۹ - احمد بن مروان دینوری مالکی

یہ ''المجالسہ'' نامی کتاب کے مصنف ہیں۔

امام دارقطنی رحمۃ اللہ علیہ نے ان پر تہمت عائد کی ہے' اور اس بارے میں دیگر حضرات نے ان کا ساتھ دیا ہے۔

۶۲۰ - احمد بن مصعب مروزی

انہوں نے عمر بن ہارون بلخی کے حوالے سے ایک جھوٹی روایت نقل کی ہے۔ عمر نامی راوی اگرچہ ضعیف ہے' لیکن اس سے اس روایت کا احتمال نہیں ہوسکتا۔

۶۲۱ - احمد بن مظفر بن سوسن تمار

انہوں نے ابوعلی بن شاذان سے روایات نقل کی ہیں۔

ابن سمعانی کہتے ہیں: یہ اجزاء (یعنی مجموعہ ہائے حدیث میں) اپنا نام شامل کردیتے تھے۔

۶۲۲ - احمد بن معاویہ باہلی

انہوں نے نضر بن شمیل سے روایات نقل کی ہیں۔

شیخ ابن عدی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ جھوٹی روایات بیان کرتا ہے اور حدیث میں سرقہ کا مرتکب ہوتا تھا۔

انہوں نے اپنی سند کے ساتھ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کے حوالے سے' یہ روایت ''مرفوع'' حدیث کے طور پر نقل کی ہے۔

هدايا العمال غلول

''سرکاری اہل کاروں کو دیئے جانے والے تحائف ناجائز ہوتے ہیں۔''

۶۲۳ - احمد بن معدان عبدی

انہوں نے ثور بن یزید سے روایات نقل کی ہیں۔

امام دارقطنی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ راوی ''متروک'' ہے اور دوسرے قول کے مطابق:

یہ ''واہی'' اور ''مجہول'' ہے۔

۶۲۴ - احمد بن المفضل (م،د،س) کوفی حفری

انہوں نے ثوری اسباط بن نصر اور اسرائیل سے روایات نقل کی ہیں۔

ان سے ابوزرعہ اور ابوحاتم نے روایات نقل کی ہیں۔

شیخ ابوالفتح ازدی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ ''منکر الحدیث'' ہے۔

انہوں نے اپنی سند کے ساتھ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے حوالے سے یہ روایت ''مرفوع'' حدیث کے طور پر نقل کی ہے۔

یاعلی، اذا تقرب الناس الی خالقهم بأنواع البر فتقرب اليه بأنواع العقل

''اے علی! جب لوگ مختلف طرح کی نیکیوں کے ساتھ اپنے خالق کا قرب حاصل کریں اس وقت تم مختلف طرح کی عقلی باتوں کے ذریعے اس کا قرب حاصل کرو۔''

امام ابوحاتم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ شیعہ مسلک کے اکابرین میں سے تھا۔ تاہم ''صدوق'' تھا۔

۶۲۵ - احمد بن ابی مقاتل

(اور یہ بھی کہا گیا ہے): اس کا نام محمد بن ابی مقاتل ہے۔

انہوں نے اپنی سند کے ساتھ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کے حوالے سے یہ روایت ''مرفوع'' حدیث کے طور پر نقل کی ہے۔

اوحی اللّٰه الی داؤد

''اللہ تعالیٰ نے حضرت داؤد علیہ السلام کی طرف وحی کی۔''

تو اس نے ایسی روایت نقل کی جو درست نہیں ہے۔ یہ روایت احمد بن محمد نے اس کے حوالے سے نقل کی ہے۔

۶۲۶ - احمد بن مقاتل دہقان

اس نے سمرقند میں شیخ ابوحاتم رازی کے حوالے سے ایک جھوٹی روایت نقل کی ہے۔

۶۲۷ - احمد بن مقاتل بن مطلود السوسی

ابن عساکر کہتے ہیں: یہ ''ثقہ'' ہیں۔

اس نے کچھ چیزوں کو توڑ مروڑ کر متغیر کر دیا ہے۔ اس کے حوالے سے اسباط بن نصر اور اسرائیل کی روایات منقول ہیں جب کہ ابوزرعہ اور ابوحاتم نے اس سے روایات نقل کی ہیں۔

۶۲۸ - احمد بن مقدام (صح، خ) ابواشعث عجلی

یہ مستند راویوں میں سے ایک ہیں۔

ابن خزیمہ کہتے ہیں: یہ علم حدیث کے بڑے ماہر تھے۔

انہوں نے حماد بن زید اور دیگر اکابرین کے حوالے سے روایات نقل کی ہیں۔

امام ابوداؤد رحمۃ اللہ علیہ نے ان سے روایت کو اس لیے ترک کر دیا تھا' کیوں کہ یہ بہت ''مخولیے'' تھے۔ امام ابوداؤد رحمۃ اللہ نے یہ بات ذکر کی ہے: بصرہ میں کچھ شرارتی لوگ تھے جو درہم کی تھیلی راستے میں رکھ کر اس کا دھیان رکھتے رہتے تھے۔ جب کوئی شخص آتا اسے دیکھتا اور اٹھانے لگتا تو یہ لوگ چیخ کر اسے شرمندہ کرنے کی کوشش کرتے۔ چناں چہ ابواشعث نے انہیں یہ طریقہ تعلیم دیا کہ وہ ایسی تھیلی حاصل کریں' جس میں شیشہ موجود ہو پہلے تو جب لوگ درہم کی تھیلی اٹھاتے تھے' تو تھیلی کا اصل مالک چیخ پڑتا تھا' لیکن اب انہوں نے اس کی جگہ شیشے والی تھیلی رکھنا شروع کر دی۔

امام ابوداؤد رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: ''یہ شرارتی بدتمیز لوگوں کو طریقے تعلیم دیا کرتا تھا۔''

امام ابوحاتم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ ''صالح الحدیث'' ہے۔

۶۲۹-احمد بن منذر بن جارود

امام ابوحاتم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: میں اس سے واقف نہیں ہوں۔

انہوں نے حماد بن مسعدہ سے روایات نقل کی ہیں اور

اس کا مقام ''صدق'' ہے۔

۶۳۰-احمد بن مملک جرجانی

اسماعیلی کہتے ہیں: اس کی کوئی حیثیت نہیں ہے۔

۶۳۱-احمد بن منصور (ق) ابوبکر رمادی

یہ حافظ الحدیث، ''ثقہ'' اور مشہور ہیں۔

انہوں نے یزید بن ہارون اور امام عبدالرزاق سے احادیث کا سماع کیا ہے' جب کہ ان سے محاملی، صفار اور ایک مخلوق نے احادیث کا سماع کیا ہے۔

امام دارقطنی رحمۃ اللہ علیہ و دیگر حضرات نے انہیں ''ثقہ'' قرار دیا ہے۔

محمد بن رجاء بصری کہتے ہیں: میں نے امام ابوداؤد رحمۃ اللہ علیہ سے کہا: آپ کو رماری کے حوالے سے احادیث بیان کرتے ہوئے نہیں دیکھا ہے۔ تو انہوں نے فرمایا: میں نے اسے دیکھا ہے کہ یہ رافضیوں کے ساتھ رہتا ہے۔ اس لیے میں نے اس کے حوالے سے احادیث بیان نہیں کیں۔

(امام ذہبی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:) میں یہ کہتا ہوں: ان کا انتقال 265 ہجری میں ہوا۔

۶۳۲-احمد بن منصور شیرازی

امام دارقطنی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: اس نے مصر کے مشائخ کی ایک جماعت کی طرف احادیث منسوب کی ہیں۔ اس نے میرے قریب

ہونے کی کوشش کی اور میری طرف کچھ تحریریں بھی لکھ کر بھیجی تھیں۔

۶۳۳ - احمد بن منصور ابوالسعادات

انہوں نے امام طبرانی رحمۃ اللہ علیہ کے شاگردوں سے اور ان سے ابونہشل عبدالصمد عنبری نے روایات نقل کی ہیں۔

یحییٰ بن مندۃ کہتے ہیں: یہ ملحد اور ''کذاب'' ہے۔

(امام ذہبی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:) میں یہ کہتا ہوں: جو احادیث اس نے ایجاد کی ہیں ان میں سے ایک روایت وہ بھی ہے جس میں اس نے کہا ہے۔

پروردگار کے سامنے ایک ''لوح'' ہے جس میں ان لوگوں کے نام ہیں جو (پروردگار کے لیے) شکل وصورت، اس کا دیدار اور اس کی کیفیت کو ثابت کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ فرشتوں کے سامنے ان لوگوں پر فخر کا اظہار کرتا ہے۔''

(امام ذہبی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:) میں یہ کہتا ہوں: تجسیم کے عقیدے کا قائل یہ بوڑھا اللہ تعالیٰ کے عذاب سے بھی حیا نہیں کرتا اس نے کس طرح جھوٹ باندھا ہے۔

۶۳۴ - احمد بن مہران، شیخ ہمدانی

اس کا لقب ''حمدیل'' ہے۔ یہ قابل اعتماد نہیں ہے۔

خطیب بغدادی نے انتہائی غیر مستند سند کے ساتھ یہ بات نقل کی ہے کہ انہوں نے اپنی سند کے ساتھ یہ روایت ''مرفوع'' حدیث کے طور پر نقل کی ہے:

والذی نفسی بیدہ لیخرجن من امتی ناس من قبورھم فی صورۃ الخنازیر بما داھنوا اھل المعاصی وکفوا عن نھیھم وھم یستطیعون

''اس ذات کی قسم جس کے دست قدرت میں میری جان ہے میری امت میں سے کچھ لوگ اپنی قبروں میں سے خنزیروں کی شکل میں نکلیں گے۔ یہ وہ لوگ ہیں جو گناہ گاروں کا ساتھ دیتے تھے اور انہیں منع کرنے سے رک جاتے تھے حالانکہ وہ اس کی استطاعت رکھتے تھے۔''

۶۳۵ - احمد بن موسیٰ، ابوحسن بن ابی عمران جرجانی الفرضی

اس کا انتقال 360ھ کے بعد ہوا۔

امام حاکم رحمۃ اللہ علیہ نے اس کا تذکرہ کرتے ہوئے یہ بات بیان کی ہے۔ یہ احادیث اپنی طرف سے بنالیتا تھا اور اسانید کو متون کے ساتھ مرکب کردیتا تھا۔

حمزہ سہمی بیان کرتے ہیں: اس نے مجہول راویوں کے حوالے سے ایسی منکر روایات نقل کی ہیں جن کی متابعت نہیں کی گئی اس لیے علماء نے اسے جھوٹا قرار دیا ہے۔

انہوں نے عمران بن موسیٰ سختیانی، احمد بن عبدالکریم الوزان سے روایات نقل کی ہیں۔

۶۳۶-احمد بن موسیٰ

یہ عمر رسیدہ بزرگ ہیں اور یہ پتہ نہیں چل سکا کہ یہ کون ہے۔

اس نے امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کے حوالے سے ایک روایت نقل کی ہے۔

احمد بن سعید تمیمی کہتے ہیں: یوسف بن یزید نے احمد بن موسیٰ (یعنی اس راوی) کے حوالے سے امام مالک رحمۃ اللہ علیہ سے ایک روایت نقل کی ہے اور وہ روایت موطا امام مالک رحمۃ اللہ علیہ میں بھی موجود ہے۔

۶۳۷-احمد بن موسیٰ نجار

یہ ایک وحشی حیوان ہے۔

اس نے یہ بات بیان کی ہے محمد بن سہل اموی کہتے ہیں: عبداللہ بن محمد بلوی نے ہمیں بیان کیا ہے: اس کے بعد اس نے امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کی طرف منسوب ایک جھوٹی روایت بیان کی ہے، جو شخص اس پر غور وفکر کرے گا اس کے لیے فضیحت ہوگی۔

۶۳۸-احمد بن ہیثم بن ابی نعیم فضل بن دکین کوفی، ابوالحسن

انہوں نے اپنے دادا اور علی بن قادم کے حوالے سے روایات نقل کی ہیں۔

امام دارقطنی رحمۃ اللہ علیہ نے انہیں ''ضعیف'' قرار دیا ہے۔

امام ابن حبان رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ مقلوب روایات نقل کر دیتا ہے۔

انہوں نے اپنی سند کے ساتھ حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ کے حوالے سے یہ روایت ''مرفوع'' حدیث کے طور پر نقل کی ہے۔

من قرأ القرآن یاکل به الناس جاء یوم القیامة ووجهه عظم لیس علیه لحم قراء القرآن ثلاثة: رجل قرأه فاتخذه بضاعة فاستجر به الملوك، واستمال به الناس ورجل قرأ القرآن فاقام حروفه وضیع حدوده، کثر هؤلاء من قراء القرآن، لا کثرهم الله ورجل قرأ القرآن، فوضع دواء القرآن علی قلبه، فاسهر به لیله، واظما به نهاره، فاقاموا به مساجدهم، بهؤلاء یدفع الله البلاء، ویزیل الاعداء، وینزل غیث السماء، فوالله لهؤلاء من قراء القرآن اعز من الکبریت الاحمر

''جو شخص قرآن کی تلاوت اس لیے کرے تا کہ اس کے ذریعے لوگوں سے مال حاصل کر سکے، جب وہ قیامت کے دن آئے گا تو اس کے چہرے پر جما ہوا خون ہوگا جس پر گوشت نہیں ہوگا۔ قرآن کا علم حاصل کرنے والے تین طرح کے لوگ ہیں: ایک وہ شخص ہے جو اس کا علم حاصل کرتا ہے اور اسے اپنے لیے ہتھیار بنا لیتا ہے تا کہ اس کے ذریعے بادشاہوں سے معاوضہ وصول کرے اور لوگوں سے مال حاصل کرے۔ ایک وہ شخص ہے جو قرآن اس لیے سیکھتا ہے تا کہ اس کے حروف کو یاد رکھے اور اس کے احکام کو ضائع کر دے، قرآن کا علم حاصل کرنے والوں میں اس طرح کے لوگ بہت زیادہ ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان

لوگوں کوزیادہ نہ کرے۔ایک وہ شخص ہے' جوقرآن کاعلم حاصل کرتا ہےتو قرآن کی دعا کواپنے دل پر رکھ لیتا ہےاور رات بھر اس کے ساتھ جاگتا رہتا ہےاوردن کے وقت اس کے ساتھ پیاسا رہتا ہے یہ لوگ اس کے ذریعے اپنی مساجد کو قائم رکھتے ہیں۔تواس طرح کےلوگوں کے ذریعےاللہ تعالیٰ آزمائشوں کودور کرتا ہےاوردشمنوں کوختم کرتا ہے۔آسمان سے بارش نازل کرتا ہے۔اللہ کی قسم! قرآن کےایسے عالم''کبریت احمر'' سےبھی زیادہ معزز ہیں''۔(یعنی قیمتی یانا پید ہیں)

۶۳۹-احمد بن میسرہ

اس سے شریح بن نعمان نے روایات نقل کی ہیں۔

یہ پتہ نہیں چل سکا کہ یہ کون ہےاوراس کی کنیت ابوصالح ہے۔

اس نے زیاد بن سعد کےحوالے سے حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کا یہ بیان نقل کیا ہے۔

رخص النبی صلی اللّٰہ علیہ وسلم فی الھمیان للمحرم

''نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے محرم شخص کو(رقم وغیرہ سنبھالنے والی) تھیلی باندھنے کی اجازت دی ہے۔''

شیخ ابن عدی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:یہ روایت درست نہیں ہےاوراحمد نامی راوی کی شناخت صرف اسی روایت میں ہوسکی ہے۔یہ روایت''موقوف'' حدیث کےطور پرمنقول ہےاور یہی زیادہ مناسب ہے۔

۶۴۰-احمد بن ابی نافع ،ابوسلمہ موصلی

انہوں نے المعافی سے روایات نقل کی ہیں۔

ابویعلیٰ کہتے ہیں۔اس نے انہیں دیکھا ہے تاہم ان کے حوالے سے روایات نقل نہیں کی ہیں۔مجھے بھی کہتے ہیں:یہ شخص احادیث کا اہل نہیں تھا۔

ابن عدی نے اپنی کتاب''الکامل''میں اس کےحوالے سے''منکر''روایات نقل کی ہیں۔

۶۴۱-احمد بن یوسف ثعلبی

انہوں نے اپنی سند کے ساتھ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کےحوالے سے یہ روایت''مرفوع'' حدیث کےطور پرنقل کی ہے۔

لا یحصن الشرك باللّٰہ شیئا

''اللہ تعالیٰ کے ساتھ شرک کرنا کسی کومحصن نہیں کرتا۔''

۶۴۲-احمد بن نصر بن حماد

انہوں نے اپنی سند کے ساتھ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کےحوالے سے یہ روایت''مرفوع'' حدیث کےطور پرنقل کی ہے' جوانتہائی منکر ہے۔

لا یترك اللّٰہ احدا یوم الجمعۃ الا غفر لہ

''جمعے کے دن اللہ تعالیٰ کسی بھی ایسے شخص کو نہیں چھوڑتا مگر یہ کہ اس کی مغفرت کر دیتا ہے۔''

یہ روایت خطیب بغدادی نے ذکر کی ہے۔

۶۴۳- احمد بن نصر الذارع بغدادی

یہ بغدادی مشہور ہیں۔

اس نے حارث بن ابواسامہ اور ان کے طبقے کے حوالے سے روایات نقل کی ہیں اور ایسی منکر روایات نقل کی ہیں' جو اس بات پر دلالت کرتی ہیں کہ یہ راوی ''ثقہ'' نہیں ہیں۔

امام دارقطنی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ دجال ہے اس کی کنیت ابوبکر تھی۔ اس کی نقل کردہ جھوٹی روایات میں سے ایک وہ روایت ہے' جسے اس نے امام علی رضا کے حوالے سے ان کے والد (امام موسیٰ کاظم) کے حوالے سے امام جعفر صادق کے حوالے سے ان کے والد (امام باقر کے حوالے سے) ان کے دادا (حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ) کے حوالے سے اور ان کے والد (حضرت علی رضی اللہ عنہ) کے حوالے سے یہ بات نقل کی ہے وہ بیان کرتے ہیں:

خرجت مع رسول الله صلى الله عليه وسلم، فصاحت نخلة بأخرى: هذا النبي المصطفى، وعلي المرتضى الحديث

''میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نکلا۔ تو کھجور کے ایک درخت نے چیخ کر دوسرے سے کہا: یہ نبی مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں اور یہ علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ ہیں (اس کے بعد پوری حدیث ہے)''

وفيه: فقال: ياعلي، انما سمي نخل المدينة صوحانيا، لانه صاح بفضلي وفضلك

اس روایت میں یہ الفاظ بھی منقول ہیں۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

''اے علی! مدینہ منورہ کے کھجور کے درخت کا نام ''صوحانی'' رکھا گیا ہے' کیوں کہ اس نے چیخ کر میری اور تمہاری فضیلت کا اعتراف کیا۔''

ایک اور سند کے ساتھ اس راوی نے حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کا یہ بیان نقل کیا ہے:

لما قتل علي عمرو بن عبدود هبط جبرائيل بأترجة من الجنة، فقال للنبي صلى الله عليه وسلم: ان الله يقول لك: حي بهذه عليا، فدفعها اليه فانفلقت في يده، فاذا فيها حريرة بيضاء مكتوب فيها بصفرة: تحية من الطالب الغالب الى علي بن ابي طالب

''جب حضرت علی رضی اللہ عنہ نے عمرو بن عبدود کو قتل کر دیا تو جبرئیل علیہ السلام جنت میں سے ''اترجہ'' (تھال یا صندوق وغیرہ) لے کر آئے انہوں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے گزارش کی۔ اللہ تعالیٰ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ فرمایا ہے: اس کے ساتھ علی کو سلام کہیں اور یہ اس کے سپرد کر دیں۔ جب میں نے اس کے ہاتھ میں سے یہ لیا' تو اس میں ایک سفید ریشمی کپڑا تھا۔ جس میں زرد رنگ سے یہ تحریر تھا۔ طلب کرنے والی غالب ذات (یعنی اللہ تعالیٰ) کی طرف سے علی بن ابوطالب کے لیے سلام ہے۔''

(امام ذہبی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں:) ذارع نامی اس راوی کا یہ جھوٹ ہے۔

۶۴۴- احمد بن ابی العباس ہاشم

یہ رملہ کا رہنے والا ایک عمر رسیدہ شخص ہے۔

انہوں نے ضمرہ سے روایات نقل کی ہیں۔

امام ابوحاتم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ ''صدوق'' ہے اور اس کی نقل کردہ روایت سے استدلال نہیں کیا جا سکتا۔

ابوبکر بن داؤد کہتے ہیں: اس کے پاس ضمرہ کے حوالے سے بارہ ہزار احادیث موجود ہیں۔

۶۴۵- احمد بن ہاشم خوارزمی

انہوں نے عباد بن صہیب سے روایات نقل کی ہیں۔

امام دارقطنی رحمۃ اللہ علیہ نے اس پر تہمت لگائی ہے۔

اس کے حوالے سے ایک وہ روایت بھی منقول ہے، جو اس نے یزید بن ہارون سے نقل کی ہے۔

امام حاکم رحمۃ اللہ علیہ نے انہیں ''ثقہ'' قرار دیا ہے۔

۶۴۶- احمد بن ہارون، ابوجعفر البلدی

ابن عدی رحمۃ اللہ علیہ نے اس پر الزام لگاتے ہوئے اسے ''کذاب'' اور ''متہم'' قرار دیا ہے۔

ابوعروبہ نے بھی اس پر تہمت لگائی ہے۔

۶۴۷- احمد بن ہارون،

اس کے حوالے سے (ایک قول کے مطابق) حمید مصیصی کی روایات منقول ہیں۔

یہ ثقات کے حوالے سے ''منکر'' روایات نقل کرنے والا ہے۔ یہ ابن عدی کا قول ہے۔

ان میں سے ایک روایت یہ ہے: انہوں نے اپنی سند کے ساتھ سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا اور حضرت زید بن خالد جہنی رضی اللہ عنہ کے حوالے سے یہ روایت ''مرفوع'' حدیث کے طور پر نقل کی ہے۔

من مس فرجه فليتوضأ

''جو شخص اپنی شرمگاہ کو چھو لیتا ہے اسے وضو کرنا چاہیے۔''

۶۴۸- احمد بن ولید مخرمی

انہوں نے ابویمان سے روایات نقل کی ہیں۔

ابن مخلد کہتے ہیں: یہ ایک سکے کے برابر بھی نہیں ہے۔

۶۴۹-احمد بن یحییٰ خوارزمی

انہوں نے ابن قہزاذ اور دیگر حضرات سے روایات نقل کی ہیں۔
امام دارقطنی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: اس کی نقل کردہ روایت سے استدلال نہیں کیا جاسکتا۔

۶۵۰-احمد بن یحییٰ کوفی الاحول

انہوں نے امام مالک بن انس رحمۃ اللہ علیہ سے روایات نقل کی ہیں۔
امام دارقطنی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ ''ضعیف'' ہے۔
(امام ذہبی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:) میں یہ کہتا ہوں: یہ احمد بن یحییٰ بن المنذر رہے جو موسیٰ بن اسحاق اور مطین کا استاد ہے اور اس کی کوئی حیثیت نہیں ہے۔

۶۵۱-احمد بن ابی یحییٰ انماطی، ابوبکر بغدادی

ابراہیم بن اورمہ کہتے ہیں: یہ راوی ''کذاب'' ہے۔
شیخ ابن عدی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: اس کے حوالے سے ایک اور روایت بھی منقول ہے' جو ثقہ راویوں سے منقول ہے لیکن ''منکر'' ہے۔
(امام ذہبی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:) میں یہ کہتا ہوں: اس نے امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ اور ان جیسے دیگر حضرات سے روایات نقل کی ہیں۔

۶۵۲-احمد بن یحییٰ بن حجاج اصبہانی، ابوبکر شیبانی

انہوں نے سلیمان الشاذکونی اور اس کے طبقے کے افراد سے روایات نقل کی ہیں۔
اس سے ایسی روایات منقول ہیں' جو منکر قرار دی گئی ہیں۔ ابن مردویہ نے ان کے بارے میں کلام کیا ہے۔

۶۵۳-احمد بن یحییٰ بن منذر مدینی، ابوعبداللہ

امام ابوحاتم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: اس نے امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کے حوالے سے ایک منکر روایت نقل کی ہے۔
امام دارقطنی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ ''صدوق'' ہے۔ یحییٰ بن ذہلی نے اس کے حوالے سے ایک حدیث نقل کی ہے۔

۶۵۴-احمد بن یحییٰ مصیصی

اس نے ولید بن مسلم کے حوالے سے منکر روایات نقل کی ہیں۔
ابن طاہر کہتے ہیں۔ عمران بن عبدالرحیم نے اس سے روایات نقل کی ہیں۔

۶۵۵-احمد بن یحییٰ،

یہ ابوعبدالرحمٰن شافعی ہے' جس کا تذکرہ کنیت سے متعلق باب میں آئے گا۔

۶۵۶-احمد بن ابی یحییٰ حضرمی

انہوں نے حرملہ تجیبی سے روایات نقل کی ہیں۔
ابوسعید بن یونس نے اسے ''لین'' قرار دیا ہے۔

۶۵۷-احمد بن یحییٰ دبیقی

اس نے قاضی المرستان سے احادیث کا سماع کیا ہے۔اس نے مختلف لوگوں سے احادیث کے سماع کا جھوٹا بیان دیا ہے اور اس پر اصرار بھی کیا ہے۔
جمال الدین بن یحییٰ اور دیگر حضرات نے اس کی سنی ہوئی اصولی روایات میں سے بعض روایات اس سے سنی ہیں۔
ان کا انتقال (تین سو یا چار سو) بارہ ہجری میں ہوا۔

۶۵۸-احمد بن یحییٰ انباری

انہوں نے ثابت بن محمد زاہد سے روایات نقل کی ہیں۔
یہ راوی ''معروف'' نہیں۔
اس کی نقل کردہ روایت ''منکر'' ہے' جو اس کے حوالے سے مطین نے نقل کی ہے۔

۶۵۹-احمد بن یزید بن ورتنیس (ح)، ابوالحسن حرانی

انہوں نے فلیح اور مسعودی سے اور ان سے فہد بن سلیمان، اور ایک گروہ نے روایات نقل کی ہیں۔
شیخ ابوحاتم رازی رحمۃ اللہ علیہ نے انہیں ''ضعیف'' قرار دیا ہے' اور اس بارے میں دیگر حضرات نے ان کا ساتھ دیا ہے۔
انہوں نے اپنی سند کے ساتھ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کے حوالے سے یہ روایت ''مرفوع'' حدیث کے طور پر نقل کی ہے۔

انه مر ببقعة بين البقيع والمناصع، فقال: نعم موضع الحمام هذا ! فاتخذ حماما

''ایک مرتبہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم بقیع اور مناصع کے درمیان ایک جگہ سے گزرے' تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: حمام کے لیے یہ کتنی اچھی ہے تم یہاں حمام بنالو۔''
امام ابوحاتم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ روایت باطل ہے۔

۶۶۰-احمد بن یزید حلوانی مقری

یہ قالون کا شاگرد ہے۔
اس نے ابونعیم کاتب اللیث، ابوربیع زہرانی، ابوحذیفہ اور سعید ابن منصور کے حوالے سے احادیث نقل کی ہیں۔
امام ابوزرعہ رازی رحمۃ اللہ علیہ حدیث میں اس سے راضی نہیں تھے۔

۶۶۱ - احمد بن یزید بن عبداللہ جمحی مکی

ان کی نقل کردہ احادیث تحریر نہیں کی جائیں گی۔ یہ ازدی کا قول ہے۔

زکریا ساجی نے اس کا تذکرہ اہل مدینہ سے تعلق رکھنے والے ضعیف راویوں میں کیا ہے۔ یوں لگتا ہے کہ شاید یہ ابو یونس محمد بن احمد کا والد ہے۔

اس سے منقول منکر روایات میں سے ایک روایت یہ ہے: جو سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے ''مرفوع'' حدیث کے طور پر منقول ہے۔

ما علی احد حرج به همه يتقلد قوسه ينفي بذلك همه

''کسی شخص کے لیے کوئی حرج نہیں ہوگا اگر اس کی خواہش اسے کھینچ رہی ہو اور وہ اپنی کمان اپنی گردن میں لٹکالے گا کہ اس کے ذریعے اپنی خواہش کی نفی کردے۔''

ساجی کہتے ہیں: یہ روایت ''منکر'' ہے۔

۶۶۲ - احمد بن یعقوب الحذاء

اس نے موضوع روایات نقل کی ہیں چناں چہ اپنی سند کے ساتھ حضرت ابو امامہ رضی اللہ عنہ کے حوالے سے یہ روایت ''مرفوع'' حدیث کے طور پر نقل کی ہے۔

لا تستشيروا الحاكة ولا المعلمين، فان الله سلبهم عقولهم، ونزع البركة من اكسابهم

''حکایت بیان کرنے والوں اور معلمین سے مشورہ نہ کرو کیوں کہ اللہ تعالیٰ نے ان کی عقل کو سلب کرلیا ہوتا ہے اور ان کی کمائی سے برکت کو اٹھالیا ہوتا ہے۔''

۶۶۳ - احمد بن یعقوب بن نفاطۃ، ابوبکر قرشی

انہوں نے ابوخلیفہ جمحی اور دیگر حضرات سے روایات نقل کی ہیں۔

امام حاکم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ احادیث اپنی طرف سے بنالیتا تھا چناں چہ میں نے اس کا جائزہ لیا اور اسے جانچا تو مجھے اس کی فصاحت اور براعت سے حیا آگئی۔

۶۶۴ - احمد بن یعقوب بن عبدالجبار اموی مروانی جرجانی

انہوں نے عبدان جوالیقی سے اور ان سے ابوحاتم عبدوی اور ایک گروہ نے روایات نقل کی ہیں۔

امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں: اس نے موضوع روایات نقل کی ہیں اور اس سے کسی بھی روایت کو نقل کرنے کو میں حلال قرار نہیں دیتا۔

اس نے اپنی سند کے ساتھ ابن شہاب زہری کا یہ بیان نقل کیا ہے۔ ایک مرتبہ وہ خلیفہ عبدالملک کے پاس موجود تھے۔ جب وہ کھانا کھا کر فارغ ہوئے تو خادموں نے خربوزہ پیش کیا تو ابن شہاب نے کہا: اے امیر المومنین! ابوبکر بن عبدالرحمٰن نے اپنے والد کے حوالے سے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی پھوپھی صاحبہ کا ایک بیان نقل کیا ہے کہ میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا ہے۔

''کھانے سے پہلے خربوزہ کھالینا پیٹ کو دھو دیتا ہے' اور بیماری کو جڑ سے ختم کر دیتا ہے۔''

راوی کہتے ہیں: تو خلیفہ نے ابن شہاب کو ایک لاکھ درہم دینے کا حکم دیا۔

امام حاکم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ احمد بن یعقوب بن مقاطر قرشی ابوبکر جرجانی ہے' جو احادیث اپنی طرف سے بنالیتا تھا۔

یہ لوگوں کو امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ اور مجہول راویوں کے حوالے سے روایات سنا دیتا تھا۔ میں اس کی طرف گیا تھا تاکہ اس کی جانچ اور پرکھ کرسکوں تو جب میں نے اس کی فصاحت و بلاغت دیکھی تو پھر مزید جانچنے کی ضرورت محسوس نہیں ہوئی۔

اس کا انتقال طابران میں 367ھ میں ہوا۔

۶۶۵- احمد بن یعقوب بلخی

انہوں نے سفیان بن عیینہ اور دیگر حضرات سے روایات نقل کی ہیں۔

اس نے ''منکر'' اور عجیب و غریب روایات نقل کی ہیں۔

۶۶۶- احمد بن یوسف بن یعقوب بن بہلول

یہ ابوقاسم التنوخی کا استاد ہے۔

انہوں نے محمد بن جریر اور اس کے طبقے کے افراد سے صحیح سماع کی بنیاد پر روایات نقل کی ہیں۔

ابن ابوالفوارس کہتے ہیں: یہ معتزلہ کے مذہب کا مبلغ تھا۔

ایک قول یہ ہے: ان کا انتقال 378 ہجری میں ہوا۔

یہ ''متقن'' تھا۔

۶۶۷- احمد بن سمرقندی

یہ راوی ''منکر'' ہے یہ معروف نہیں۔ اس کی نقل کردہ روایت جھوٹی ہوتی ہے۔

اس نے اپنی سند کے ساتھ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کا یہ بیان نقل کیا ہے:

ان النبی صلی اللّٰه علیه وسلم سئل عن المرجئة فقال: لعن اللّٰه المرجئة، قوم یقولون: الصلاة والصوم والحج لیس بفریضة، فان عملت فحسن، وان لم تعمل فلا حرج

''نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے مرجئہ کے بارے میں دریافت کیا گیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے مرجئہ پر لعنت کی ہے یہ وہ لوگ ہیں جو کہتے ہیں: نماز، روزہ، حج فرض نہیں ہے۔ اگر تم عمل کر لیتے ہو تو اچھی بات ہے' اگر کچھ عمل نہیں کرتے تو کوئی حرج نہیں ہے۔''

۶۶۸- احمد بن یوسف منبجی

یہ راوی معروف نہیں ہے اور اس نے جھوٹی روایات نقل کی ہیں۔

ابونعیم نے اپنے ''امالی'' میں اس راوی کے حوالے سے اس کی سند کے ساتھ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کا یہ بیان نقل کیا ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے:

خلقني الله من نوره، وخلق ابا بكر من نوري، وخلق عمر من نور ابي بكر، وخلق امتي من نور عمر، وعمر سراج اهل الجنة

''اللہ تعالیٰ نے مجھے اپنے نور سے پیدا کیا ہے اور ابوبکر کو میرے نور سے پیدا کیا ہے اور عمر کو ابوبکر کے نور سے پیدا کیا ہے اور میری امت کو عمر کے نور سے پیدا کیا ہے۔ عمر اہل جنت کا چراغ ہے۔''

ابونعیم کہتے ہیں: یہ روایت جھوٹی ہے اور اللہ کی کتاب کے مخالف ہے۔

پھر ابونعیم نے اس روایت کے رجال پر کلام کیا ہے جو مفید نہیں ہے۔ وہ یہ کہتے ہیں: ابومعشر نامی راوی ''متروک'' ہے۔ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ اور امام مسلم رحمۃ اللہ علیہ نے اس کے حوالے سے روایت نقل نہیں کی ہیں۔ جہاں تک ابوشعیب کا تعلق ہے وہ بھی ''متروک'' ہے اور اس کے متروک ہونے پر اتفاق ہے۔ خیثم نامی راوی کی بھی یہی حالت ہے اس کے حوالے سے صحیحین میں کوئی روایت منقول نہیں ہے۔

(امام ذہبی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:) میں یہ کہتا ہوں: ان تینوں میں سے کسی ایک نے بھی یہ روایت بیان نہیں کی ہے اس میں خرابی کی بنیاد میرے نزدیک احمد بن یوسف نامی یہی راوی ہے۔

۶۶۹- احمد الشامی

یہ کنانہ کا بیٹا ہے۔

۶۷۰- احمد بن اخت عبدالرزاق،

احمد (نامی) یہ راوی امام عبدالرزاق کا بھانجا ہے اور یہ احمد بن داؤد ہے۔

ایک قول کے مطابق: یہ احمد بن عبداللہ ہے۔

۶۷۱- الاحنف بن حکیم اصبہانی

انہوں نے حماد بن سلمہ سے روایات نقل کی ہیں۔

یہ پتہ نہیں چل سکا کہ یہ کون ہے؟

اس سے منکر روایات منقول ہیں۔

۶۷۲- الاحنف بن شعیب

یہ عمر رسیدہ شخص ہے اور ''معروف'' نہیں ہے۔

انہوں نے عاصم ابن ضمرہ سے روایات نقل کی ہیں۔

۶۷۳- احوص بن جواب (م، د، ت، س)

یہ ''صدوق'' اور مشہور ہیں۔

اس کی کنیت ''ابوالجواب'' ہے، اور کوفہ کا رہنے والا ہے۔

انہوں نے سلیمان بن قرم، عمار بن رزیق، محمد بن عبدالرحمٰن بن ابی لیلیٰ' جو اس کا سب سے بڑا استاد ہے' سے روایات نقل کی ہیں۔ ان سے ابن نمیر، ابوخیثمۃ، ابوبکر صاغانی نے روایات نقل کی ہیں۔

امام ابوحاتم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ ''صدوق'' ہے۔

یحییٰ بن معین رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ زیادہ ''قوی'' نہیں ہے۔

ایک مرتبہ انہوں نے یہ کہا ہے: یہ ''ثقہ'' ہیں۔

۶۷۴- احوص بن حکیم (د، ق) حمصی

انہوں نے حضرت انس بن مالک رحمۃ اللہ علیہ سے روایات نقل کی ہیں۔

یحییٰ بن معین رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں: یہ بے حیثیت ہے۔

امام نسائی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا ہے: یہ ''ضعیف'' ہے۔

ابن مدینی کہتے ہیں: یہ راوی ''لیس بشی ء'' ہے اور

ان کی نقل کردہ احادیث تحریر نہیں کی جائیں گی اور ایک قول کے مطابق: یہ دمشقی ہے۔

الکامل ابن عدی میں اس کے طویل حالات منقول ہیں اور

اس کے حوالے سے عیسیٰ بن یونس رملی نے روایت نقل کی ہیں۔

ابن مدینی کہتے ہیں: ابن عیینہ، احوص بن حکیم (نامی اس راوی) کو سفیان ثوری پر، علم حدیث میں فضیلت دیتے تھے۔ جہاں تک یحییٰ بن سعید کا تعلق ہے' تو انہوں نے اس سے کوئی روایت نقل نہیں کی ہے' اور یہ احتمال رکھتا ہے۔

امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: ابوبکر بن ابومریم، احوص نامی راوی سے زیادہ مثالی ہے۔ پھر ابن عدی نے اس کے حوالے سے روایات نقل کی ہیں اور یہ بات بیان کی ہے کہ احوص نے جو بھی منکر روایت نقل کی ہے وہ اس نے ایسی اسانید کے ساتھ نقل کی ہے' جس کی متابعت نہیں کی گئی۔

انہوں نے اپنی سند کے ساتھ حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ کے حوالے سے یہ روایت ''مرفوع'' حدیث کے طور پر نقل کی ہے۔

عليكم بالعمائم فانها سيما الملائكة وارخوا لها خلف ظهوركم

''تم پر عمامہ پہننا لازم ہے' کیوں کہ یہ فرشتوں کا علامتی نشان ہے' اور تم اس کا شملہ اپنی کمر پر لٹکایا کرو۔''

۶۷۵-احوص بن مفضل بن غسان، ابوامیہ الغلابی بزاز قاضی

اس نے اپنے والد کے حوالے سے ''تاریخ'' روایت کی ہے اور اس کے علاوہ اس نے ابن ابوشوارب اور احمد بن عبدہ ضبی کے حوالے سے بھی روایت نقل کی ہے۔

ابن فرات نامی وزیر اس کے ہاں چھپ گیا تھا' اور اس نے اس سے کہا تھا کہ اگر میں وزیر بن گیا تو تم کیا پسند کرو گے کہ میں تمہیں کہاں کا والی بناؤں؟ اس نے جواب دیا: کسی بڑے کام کا۔ اس نے کہا تم نہ تو امیر بن سکتے ہو نہ قائد بن سکتے ہو' نہ عاقل بن سکتے ہو نہ سپاہیوں کے بڑے افسر بن سکتے ہو۔ تو کیا میں تمہیں قاضی بنا دوں اس نے کہا: ٹھیک ہے۔ پھر جب وہ وزیر حاکم بنا تو اس نے انہیں بصرہ، واسط اور اہواز کا قاضی بنا دیا۔ وہ ان تمام علاقوں میں آتے جاتے رہے۔ اس کے بعد وہ اس منصب پر اس وقت تک فائز رہے جب تک بصرہ کے گورنر ابن کنداج نے ابن فرات پر ناراض ہو کر ان سے یہ عہدہ واپس نہیں لے لیا' اور انہیں قید نہیں کر دیا۔ پھر ان کا اسی قید کے دوران انتقال ہوا۔

احمد بن کامل کہتے ہیں: ایک مرتبہ میں ابوامیہ کے پاس گیا۔ تو وہ بولے اس کا کیا معنیٰ ہے کہ ''جب بھی ہم اکٹھے ہوتے تو تکبیر کہتے'' کا کیا معنیٰ ہے' میں نے کہا: شور مچانا۔ قاضی جبیر جو وہاں بیٹھے ہوئے تھے انہوں نے یہ کہنا شروع کیا یہ تو اللہ کی کتاب میں ہے: کنا طرائق قدر (ہم مختلف طریقوں سے بٹے ہوئے تھے) تو میں نے اس سے کہا: تم خاموش رہو۔

وہ بیان کرتے ہیں: ایک دن میں اس کے پاس گیا تو وہ بولا اس کا کیا معنیٰ ہے کہ حیض والی عورت نے قرصہ رکھ لیا تو میں نے کہا یہ لفظ فرصہ اور فرصہ کپڑے کے ٹکڑے کو کہتے ہیں: یا مشک لگی ہوئی روئی کو کہتے ہیں اور محدثین نے اس لفظ کو ف پر پیش کے ساتھ بیان کیا ہے۔ اس نے میری بات کو ترک کر دیا اور لفظ فرصہ یا شاید قرصہ املاء کروا دیا۔

جہاں تک امام دارقطنی رحمۃ اللہ علیہ کا تعلق ہے تو انہوں نے بھی یہ فرمایا ہے: اس میں کوئی حرج نہیں ہے۔

ابن قانع کہتے ہیں: اس کا انتقال 300ھ میں بصرہ میں ہوا۔

یہ بات خطیب بغدادی نے ذکر کی ہے۔

۶۷۶-اخضر بن عجلان (عو)

انہوں نے تابعین سے اور ان سے یحییٰ قطان اور ایک جماعت نے روایات نقل کی ہیں۔

یحییٰ بن معین رحمۃ اللہ علیہ نے انہیں ''ثقہ'' قرار دیا ہے اور شیخ ابوالفتح ازدی رحمۃ اللہ علیہ نے انہیں ''ضعیف'' قرار دیا ہے۔

امام ابوحاتم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: ان کی نقل کردہ احادیث تحریر کی جائیں گی۔

اس کی نقل کردہ غریب روایات میں سے ایک وہ روایت ہے' جو ابوبکر حنفی سے منقول ہے اور وہ مشہور نہیں ہے۔ چناں چہ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے منقول ہے۔

ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم باع قدحا وحلسا فیمن یزید

''رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک پیالہ اور ایک ٹاٹ نیلامی کے ذریعے بیچا تھا''۔

عیسیٰ بن یونس اور دیگر حضرات نے اخضر کے حوالے سے اسی طرح اسے نقل کیا ہے جب کہ معتمر نے یہ روایت اس راوی سے حنفی کے حوالے سے حضرت انس رضی اللہ عنہ کے حوالے سے ایک انصاری سے نقل کی ہے۔

۶۷۷-اخنس بن خلیفہ

انہوں نے حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے احادیث روایت کی ہیں۔

امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے اسے ''لین'' قرار دیا ہے جب کہ امام ابوحاتم، رازی اور حضرات نے اسے ''قوی'' قرار دیا ہے۔ یہ بہت کم روایات نقل کرتا ہے۔

اس راوی سے اس کے بیٹے بکیر نے روایت نقل کی ہیں۔

۶۷۸-ادریس بن ابراہیم

اس نے شرحبیل کے حوالے سے مدینہ منورہ کے شکار حرام ہونے کے بارے میں روایت نقل کی ہے، جس کی متابعت نہیں کی گئی۔

۶۷۹-ادریس بن جعفر عطار

یہ وہ آخری فرد ہے، جس نے یزید بن ہارون کے حوالے سے روایات نقل کی ہیں اور امام طبرانی رحمۃ اللہ علیہ اس سے ملے ہوئے ہیں۔

امام دارقطنی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ راوی ''متروک'' ہے۔

خطیب بغدادی اپنی تاریخ میں فرماتے ہیں: ادریس بن جعفر نے ابوبدر کے حوالے سے پانچ روایات نقل کی ہیں، جب کہ اس کے حوالے سے ابن سماک، خطبی، جعفر بن محمد نے روایات نقل کی ہیں۔ اہل بغداد اس کے حوالے سے منقول کسی مسند روایت سے واقف نہیں ہیں سوائے ان روایات کے۔

امام طبرانی رحمۃ اللہ علیہ نے بھی اس کے حوالے سے یزید بن ہارون سے روایت نقل کی ہے اس کے علاوہ یزید بن ہارون اور عبدالعزیز بن ابان نے اس سے متعدد روایات نقل کی ہیں۔

شعبہ بن فضل نے اس سے روایت نقل کی ہے جو یزید بن ہارون سے منقول ہے اور یہ ایک ہی روایت ہے۔ باقی اللہ بہتر جانتا ہے۔

انہوں نے اپنی سند کے ساتھ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کے حوالے سے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان نقل کیا ہے۔

ان فضل البنفسج علی سائر الادھان کفضلی علی سائر الناس

''بنفسج کو تمام تیلوں پر اسی طرح فضیلت حاصل ہے، جس طرح مجھے تمام لوگوں پر فضیلت حاصل ہے۔''

اسماعیل خبطی کہتے ہیں: ادریس بن جعفر نے مجھے یہ بات بتائی ہے میں نے ان سے اس کی عمر کے بارے میں دریافت کیا تو بولے: اس کی عمر (166) سال ہے۔

۶۸۰-ادریس بن سنان صنعانی،

یہ وہب بن منبہ کا پوتا ہے۔

شیخ ابن عدی رحمۃ اللہ علیہ نے انہیں ''ضعیف'' قرار دیا ہے۔
امام دارقطنی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ راوی ''متروک'' ہے۔
ان کے حوالے سے ان کے صاحبزادے عبدالمنعم نے روایات نقل کی ہیں اور ابن حبان رحمۃ اللہ علیہ نے ان کا تذکرہ اپنی ''تاریخ'' میں کیا ہے۔

۶۸۱-ادریس بن صبیح الاودی (ق)

انہوں نے سعید بن میسب سے اور ان سے حماد بن عبدالرحمٰن نے روایات نقل کی ہیں۔
یہ راوی ''مجہول'' ہے۔ یہ ابوحاتم کا قول ہے۔
امام ابن حبان رحمۃ اللہ علیہ کتاب الثقات میں فرماتے ہیں: یہ اپنی کم علمی کی وجہ سے غلطی کر جاتا ہے۔

۶۸۲-ادریس بن یزید لخمی

اس نے احمد بن عبدالعزیز کے حوالے سے ایک موضوع روایت نقل کی ہے۔

۶۸۳-ادریس بن ابی رباب شامی

یہ ابن جوصا کا استاد ہے۔
شیخ ابوالفتح ازدی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: ان کی نقل کردہ حدیث کی متابعت نہیں کی گئی۔

۶۸۴-آدم بن ابی اوفی

یہ معمر بن سلیمان کا استاد ہے اور ان کی شناخت نہیں ہوسکی۔

۶۸۵-آدم بن عیینہ ہلالی،

یہ سفیان کا بھائی ہے۔
امام ابوحاتم رحمۃ اللہ علیہ رازی فرماتے ہیں: اس کی نقل کردہ روایت سے استدلال نہیں کیا جاسکتا۔

۶۸۶-اربدۃ (یا پھر) اربد التیمی (د)

یہ مفسر ہے اور انہوں نے حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایات نقل کی ہیں۔
ابواسحاق کے علاوہ اور کسی نے بھی ان سے احادیث روایت نہیں کی۔
اس راوی کے حوالے سے حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کا یہ بیان منقول ہے۔

كنا نتحدث ان النبى صلى الله عليه وسلم عهد الى على بسبعين عهدا لم يعهدها الى غيره

''ہم لوگ یہ بات کیا کرتے تھے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ساتھ بطور خاص 70 ایسے عہد لیے تھے جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کے علاوہ اور کسی سے نہیں لیے۔''

اس روایت کو سندی نامی راوی سے نقل کرنے میں احمد بن فرات نامی راوی منفرد ہے اور یہ روایت ''منکر'' ہے۔

۶۸۷-ارطاۃ بن اشعث:

انہوں نے اعمش سے روایات نقل کی ہیں۔

یہ ہلاکت کا شکار ہونے والا ہے۔ابن حبان رحمۃ اللہ علیہ نے اسے واہی قرار دیا ہے۔

انہوں نے اپنی سند کے ساتھ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے حوالے سے یہ روایت ''مرفوع'' حدیث کے طور پر نقل کی ہے۔

الغنم بركة، والابل عز، والخيل في نواصيها الخير، والعبد اخوك، فان عجز فاعنه

''بکریاں برکت کا باعث ہیں۔اونٹ عزت کا باعث ہیں۔گھوڑوں کی پیشانی میں بھلائی ہے اور تمہارا غلام تمہارا بھائی ہے اگر وہ کسی کام سے عاجز آجائے تو تم اس کی مدد کرو۔''

یہ شخص اس کے حوالے سے متہم ہے۔

۶۸۸-ارطاۃ بن المنذر

انہوں نے ابن جریج سے روایات نقل کی ہیں۔

یہ شخص بصرہ کا رہنے والا ہے اور اس کی کنیت ابوحاتم ہے۔

انہوں نے اپنی سند کے ساتھ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کے حوالے سے یہ روایت ''مرفوع'' حدیث کے طور پر نقل کی ہے۔

قال: ما احد اعظم عندى يدا من ابى بكر، واسانى بنفسه وماله، وانكحى ابنته

''کوئی بھی شخص ایسا نہیں ہے، جس نے ابوبکر رضی اللہ عنہ سے زیادہ میرے ساتھ بھلائی کی ہو۔اس نے اپنی جان اور مال کے ساتھ میرا ساتھ دیا اور اپنی بیٹی کے ساتھ میری شادی کی''۔

شیخ ابن عدی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: ارطاۃ نامی اس راوی سے اس کے علاوہ دیگر روایات بھی منقول ہیں۔ان میں سے بعض میں غلطی پائی جاتی ہے اور بعض ویسے ہی غلط ہیں۔

(امام ذہبی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:) میں یہ کہتا ہوں: جہاں تک ارطاۃ بن منذر نامی راوی کا تعلق ہے تو یہ مشہور تابعی ہیں جو ''حمص'' کے رہنے والے تھے' انہوں نے حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ کی زیارت کی ہوئی ہے اور انہوں نے مجاہد اور دیگر اکابرین سے روایات کا سماع کیا ہے۔

عبداللہ بن مبارک رحمۃ اللہ علیہ نے ان سے احادیث کا سماع کیا ہے۔ابوالیمان ان کی خدمت میں حاضر ہوئے تھے یہ ثقہ' فقیہ' عبادت گزار' بلند شان کے مالک شخص ہیں۔

۶۸۹-ارقم بن ابی الارقم

انہوں نے حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایات نقل کی ہیں۔

یہ ارقم بن شرحبیل نہیں ہیں وہ کوئی دوسرا شخص ہے۔

امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: ارقم نے حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے سوال کیا: حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے پروردگار کا دیدار کیا ہے؟ تو انہوں نے دومرتبہ یہ جواب دیا: جی ہاں!

امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ بزرگ مجہول ہے اور معروف صرف اسی روایت کے حوالے سے ہے۔

یہ سلم بن قتیبہ کا قول ہے۔ وہ کہتے ہیں: حمید نے ارقم بن ابوارقم کے حوالے سے ہمیں یہ بات بیان کی ہے۔

۶۹۰-ارقم بن شرحبیل (ق):

یہ ہذیل اودی کا بھائی ہے اور یہ کوفہ کا رہنے والا ہے۔

امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے ان کا تذکرہ کتاب ''الضعفاء'' میں کیا ہے اور فرمایا ہے اس نے حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے احادیث کا سماع کیا ہے۔

انہوں نے ابوقیس اور ابواسحاق سے روایات نقل کی ہیں اور ابواسحاق نے ان سے سماع کا ذکر نہیں کیا۔

میں یہ کہتا ہوں: امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے اس کا ذکر مستند ہونے کے طور پر نہیں کیا' کیوں کہ انہوں نے تو اس کا ذکر کتاب الضعفاء میں کیا ہے۔

اس کے حوالے سے اس کے بھائی اور عبداللہ بن ابوصفر نے بھی روایات نقل کی ہیں۔

ابوزرعہ اور دیگر کئی حضرات نے انہیں ''ثقہ'' قرار دیا ہے۔

۶۹۱-ازہر بن بسطام،

یہ راوی معروف نہیں اور ان کی نقل کردہ روایات ''منکر'' ہیں۔ اس نے جو اسناد بیان کی ہیں وہ تاریک ہیں۔

۶۹۲-ازہر بن راشد (س)

انہوں نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے اور ان سے عوام بن حوشب نے روایات نقل کی ہیں۔

یحییٰ بن معین رحمۃ اللہ علیہ نے انہیں ''ضعیف'' قرار دیا ہے۔

امام ابوحاتم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ ''مجہول'' ہے۔

۶۹۳-ازہر بن راشد کاہلی

انہوں نے خضر بن قواس سے اور ان سے مروان بن معاویہ اور دیگر حضرات نے روایات نقل کی ہیں۔

یہ راوی ''مجہول'' ہے۔

۶۹۴-ازہر بن راشد ہوزنی، شامی:

یہ حریز بن عثمان کے اساتذہ میں سے ہیں۔

انہوں نے اسماء بن قیس کے حوالے سے روایات نقل کی ہیں' جنہیں صحبت کا شرف حاصل ہے۔ میرے علم کے مطابق ان میں کوئی حرج نہیں ہے اور انہیں صرف ممتاز کرنے کے لیے ذکر کیا گیا ہے۔

۶۹۵-(صح) ازہر بن سعد سمان (خ،م)

یہ ''ثقہ'' اور مشہور ہیں۔

انہوں نے سلیمان التیمی اور اس کے طبقے کے افراد سے اور ان سے ابن راہویہ' محمد بن یحییٰ اور ایک بڑی تعداد نے روایات نقل کی ہیں۔

ان کی انتقال کے وقت عمر (94) چورانوے برس تھی۔

عقیلی نے کتاب الضعفاء میں منکر راوی ہونے کے طور پر اس کا ذکر کیا ہے اور اس نے اس کے بارے میں جو ذکر کیا ہے اس میں زیادہ سے زیادہ امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ کا یہ قول ہے کہ ابن ابوعدی میرے نزدیک ازہر سمان سے زیادہ پسندیدہ ہے۔

پھر عقیلی نے ان کے حوالے سے ایک روایت نقل کی ہے' جس میں یہ مذکور ہے کہ جب سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا نے اپنے ہاتھ خراب ہونے کی شکایت کی تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں تسبیح پڑھنے کا حکم دیا تھا۔

ازہر نامی راوی نے اسے ''موصول'' روایت کے طور پر نقل کیا ہے اور اس بارے میں اس سے اختلاف کیا گیا ہے' تو یہ ایسی کوئی بات نہیں۔

۶۹۶-ازہر بن سلیمان خراسانی الکاتب

ابوالفتح ازدی رحمۃ اللہ علیہ نے انہیں ''ضعیف'' قرار دیا ہے۔

۶۹۷-ازہر بن سنان (ت)

انہوں نے محمد بن واسع اور ابن جدعان سے اور ان سے ایک جماعت نے روایات نقل کی ہیں۔

شیخ ابن عدی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: اس کی نقل کردہ روایات زیادہ منکر نہیں ہیں۔ میں یہ امید کرتا ہوں کہ اس میں کوئی حرج نہیں ہے۔

یحییٰ بن معین رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں: یہ راوی ''لیس بشی ء'' ہے۔

انہوں نے اپنی سند کے ساتھ معاویہ بن قرہ کے والد کا یہ بیان نقل کیا ہے۔

ذهبت لاسلم حين بعث محمد صلى الله عليه وسلم، فقلت لعلي: ادخل مع رجلين او ثلاثة في الاسلام، فاتيت الماء حيث مجمع الناس، فاذا انا براعي القرية، فقال: لا ارعى لكم قالوا: لم ؟ قال: يجيء الذئب كل ليلة فيأخذ شاة، وصنمكم هذا قائم لا يضر ولا ينفع فذهبوا وانا ارجو ان يسلموا فلما اصبحنا جاء الراعي يشتد يقول: البشرى ! قد جيء بالذئب مقموط فهوبين يدي الصنم بغير قماط، فذهبت معهم، فقبلو وسجدوا له وقالوا: هكذا فاصنع قال: فدخلت على رسول الله صلى

اللہ علیہ وسلم فحدثته هذا الحدیث، فقال: لعب بهم الشیطان

''جب حضرت محمد ﷺ مبعوث ہوئے تو میں اسلام قبول کرنے کے لیے گیا۔ میں نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے کہا: میں دو یا شاید تین آدمیوں کے ساتھ اسلام میں داخل ہوں گا۔ تو میں اس پانی کے پاس آیا جہاں لوگ اکٹھے ہوتے تھے۔ میرے سامنے اس بستی کا ایک چرواہا آیا وہ بولا: کیا میں تم لوگوں کے لیے بکریاں نہ چراؤں۔ لوگوں نے کہا۔ وہ کیوں۔ اس نے کہا روزانہ رات کے وقت ایک بھیڑیا آتا ہے اور ایک بکری لے جاتا ہے اور تمہارے یہ بت کھڑے رہتے ہیں، نہ یہ کوئی نقصان پہنچا سکتے ہیں، نہ کوئی فائدہ دے سکتے ہیں۔ تو وہ لوگ چلے گئے۔ مجھے امید تھی کہ یہ لوگ اسلام قبول کرلیں گے''۔

اگلے دن صبح وہ چرواہا آیا اور اس نے بلند آواز میں کہا خوشخبری ہو بھیڑیے کو باندھ کر لایا گیا اور وہ رسّی کے بغیر بتوں کے سامنے پڑا ہوا ہے۔

(حضرت قرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں:) میں ان لوگوں کے ساتھ وہاں گیا۔ تو ان لوگوں نے اس بت کو بوسہ دیا اور اس کو سجدہ کیا۔ لوگوں نے کہا: آئندہ بھی تم ایسے ہی کرنا۔

راوی کہتے ہیں: جب میں نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور آپ ﷺ کو اس بارے میں بتایا، تو آپ ﷺ نے فرمایا:

''شیطان نے ان کے ساتھ کھیل کیا ہے۔''

اسی راوی نے اپنی سند کے ساتھ محمد بن واثق کا یہ بیان نقل کیا ہے وہ کہتے ہیں:

میں بلال بن ابوبردہ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ میں نے کہا آپ کے والد نے اپنے والد کے حوالے سے نبی اکرم ﷺ کا یہ فرمان مجھے بتایا ہے:

''جہنم میں ایک کنواں ہے جس کا نام 'ہب ہب' ہے۔ اللہ تعالیٰ پر یہ بات لازم ہے کہ وہ اس میں ہر ظالم شخص کو رکھے۔ تو اے بلال! تم اس بات سے بچنا کہ کہیں تم متکبر نہ ہو جاؤ۔''

انہوں نے اپنی سند کے ساتھ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے حوالے سے یہ روایت ''مرفوع'' حدیث کے طور پر نقل کی ہے۔

من قال فی السوق لا اله الا الله وحده وذكر الحديث

''جو شخص بازار میں لا الہ الا اللہ وحدہٗ پڑھتا ہے (پھر اس کے بعد انہوں نے پوری حدیث ذکر کی ہے)''

۶۹۸ - ازہر بن عبداللہ حرازی حمصی (د،س،ت)

ایک قول کے مطابق اس کا نام ازہر بن سعید ہے۔ یہ تابعی ہے اور حدیث کے حوالے سے ٹھیک ہے، لیکن ''ناصبی'' تھا اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کی شان میں گستاخی کرتا تھا۔

۶۹۹ - ازہر بن عبداللہ خراسانی

انہوں نے ابن عجلان سے روایات نقل کی ہیں۔

ان کے بارے میں کلام کیا گیا ہے۔

عقیلی کہتے ہیں: اس کی نقل کردہ روایات محفوظ نہیں ہیں۔ اس کے حوالے سے ان روایات کو عبدالرحمٰن بن مغراء نے نقل کیا ہے۔

۷۰۰-ازہر بن قاسم (د،س،ق)

انہوں نے ہشام دستوائی اور اس کے طبقے کے افراد سے روایات نقل کی ہیں۔

یہ 200 ہجری کے بعد کے ہیں۔

امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ نے اسے "ثقہ" قرار دیا ہے۔

امام ابوحاتم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: اس کی نقل کردہ روایت سے استدلال نہیں کیا جاسکتا۔

۷۰۱-ازور بن غالب

انہوں نے سلیمان تیمی سے روایات نقل کی ہیں۔

یہ "منکر الحدیث" ہے۔ اس نے ایسی روایات نقل کی ہیں جو (سچی ہونے کا) احتمال نہیں رکھتی ہیں، گویا اس نے جھوٹ بولا ہے۔

اس نے اپنی سند کے ساتھ حضرت انس رضی اللہ عنہ کا یہ قول نقل کیا ہے۔

القرآن کلام اللّٰہ ولیس بمخلوق

"قرآن اللہ کا کلام اور یہ مخلوق نہیں ہے"۔

شیخ ابن عدی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: احمد بن حفص نے اپنی سند کے ساتھ یہ مذکورہ بالا روایت نقل کی ہے۔

انہوں نے اپنی سند کے ساتھ حضرت انس رضی اللہ عنہ کے حوالے سے یہ روایت "مرفوع" حدیث کے طور پر نقل کی ہے۔

فی کل یوم جمعة ستمائة الف عتیق من النار

"ہر جمعہ کے دن چھ لاکھ لوگ جہنم سے آزاد ہوتے ہیں"۔

۷۰۲-اسامہ بن احمد، ابوسلمہ التجیبی مصری

ان سے ابوسعید بن انس نے روایات نقل کی ہیں اور کہا ہے کہ یہ "معروف" ہے لیکن "منکر" ہے۔

۷۰۳-اسامہ بن حفص

انہوں نے عبیداللہ بن عمر سے روایات نقل کی ہیں اور یہ "صدوق" ہے۔

ابوالفتح ازدی رحمۃ اللہ علیہ نے کسی دلیل کے بغیر انہیں "ضعیف" قرار دیا ہے۔

لالکائی کہتے ہیں: یہ "مجہول" ہے۔

(امام ذہبی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:) میں یہ کہتا ہوں: چار کتابوں کے مصنفین نے اس سے روایات نقل کی ہیں۔

۷۰۴-اسامہ بن زید (ق) بن اسلم

یہ ایک نیک آدمی ہے۔
امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ اور دیگر حضرات نے اس کے حافظے کی خرابی کی وجہ سے انہیں ''ضعیف'' قرار دیا ہے۔
ابن وہب کعبی اور اصبغ نے اس کے حوالے سے روایات نقل کی ہیں' جیسا کہ یہ بات بیان کی گئی ہے' تاہم میرے خیال میں اصبغ نے اس کا زمانہ نہیں پایا۔
امام نسائی رحمۃ اللہ علیہ اور دیگر حضرات کا کہنا ہے: یہ ''قوی'' نہیں ہے۔
یحییٰ بن معین رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں: یہ ''ضعیف'' ہیں۔

۷۰۵-اسامہ بن زید لیثی (عو،م)، مولا ہم مدنی

انہوں نے طاؤس اور اس کے طبقے کے افراد سے اور ان سے ابن وہب، زید بن الحباب، عبیداللہ بن موسیٰ نے روایات نقل کی ہیں۔
امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ راوی ''لیس بشی ء'' ہے۔ امام احمد کے صاحبزادے عبداللہ نے اس راوی کے بارے میں دوبارہ ان سے دریافت کیا' تو انہوں نے فرمایا: جب تم اس کی نقل کردہ روایات میں غور وفکر کرو گے' تو تمہیں ان میں منکر روایات نظر آئیں گی۔
یحییٰ بن معین رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ ''ثقہ'' ہیں۔
یحییٰ بن سعید قطان نے انہیں ''ضعیف'' قرار دیا ہے۔
امام نسائی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا ہے: یہ ''قوی'' نہیں ہے۔
شیخ ابن عدی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: اس میں کوئی حرج نہیں ہے۔
ابن جوزی کہتے ہیں: اس حوالے سے ابن معین سے مختلف روایات نقل کی گئی ہے۔ ایک قول کے مطابق یہ ''ثقہ' اور صالح ہے۔ تیسرے قول کے مطابق اس میں کوئی حرج نہیں ہے۔
ایک مرتبہ انہوں نے یہ کہا ہے: اس کی روایات کو بعد میں ترک کر دیا گیا۔
اس بارے میں صحیح قول دوسرا ہے' جو یحییٰ بن سعید کے حوالے سے منقول ہے۔
عباس اور احمر بن مریم نے ابویحییٰ کا یہ قول بیان کیا ہے: یہ ''ثقہ'' ہیں اور ابن ابی مریم نے ان کا یہ قول نقل کیا ہے کہ یہ ''حجت'' ہیں۔
امام ابوحاتم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: ان کی نقل کردہ احادیث تحریر کی جائیں گی' لیکن استدلال نہیں کیا جاسکتا۔
(امام ذہبی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:) میں یہ کہتا ہوں: ان کا انتقال 153 ہجری میں ہوا۔

۷۰۶-اسامہ بن سعد

یہ ایک بزرگ ہے' جس سے حسین بن عبدالرحمٰن نے روایات نقل کی ہیں۔

امام ابوحاتم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ ''مجہول'' ہے اور انہوں نے حسین نامی راوی کے حالات میں اس کا ذکر کیا ہے۔

۷۰۷- اسامہ بن عطاء

انہوں نے سوید بن غفلہ سے روایات نقل کی ہیں اور مستند نہیں ہے۔ تاہم اس نے ان سے روایات نقل کی ہیں اور یہ ''واہی الحدیث'' تھے۔

۷۰۸- اسامہ بن مالک بن قہطم

یہ ابوالعشراء ہے، جس کا ذکر کنیت سے متعلق باب میں آئے گا۔

۷۰۹- اسباط بن عبدالواحد

یہ ''منکرالحدیث'' ہے۔ ابوالفتح ازدی رحمۃ اللہ علیہ نے اس کا تذکرہ کیا ہے۔

۷۱۰- (صح) اسباط بن محمد قرشی (ع) کوفی

یہ ''صدوق'' ہیں اور قریش کے آزاد کردہ غلام ہیں۔

انہوں نے اعمش اور ایک گروہ سے اور ان سے احمد، ابن نمیر اور ایک بڑی تعداد نے روایات نقل کی ہیں۔

احمد بن عمار موصلی کہتے ہیں: میں نے ان سے تین ہزار احادیث سنی ہیں۔

یحییٰ بن معین رحمۃ اللہ علیہ نے انہیں ''ثقہ'' قرار دیا ہے۔ پھر انہوں نے یہ کہا اہل کوفہ نے انہیں ''ضعیف'' قرار دیا ہے اور یہ بات ابن غلابی نے یحییٰ سے نقل کی ہے۔

امام نسائی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا ہے: اس میں کوئی حرج نہیں ہے۔

ابن سعد نے کہا ہے: یہ ''ثقہ'' ہیں تاہم ان میں ''ضعیف'' پایا جاتا ہے

عقیلی فرماتے ہیں: یہ بعض اوقات وہم کا شکار ہو جاتے ہیں۔

حسن بن عیسیٰ کہتے ہیں: میں نے ابن مبارک سے اسباط اور ابن فضل کے بارے میں دریافت کیا، تو وہ خاموش رہے۔ کچھ دن بعد انہوں نے مجھے دیکھا، تو بولے: اے حسن! تم نے جن دو لوگوں کے بارے میں دریافت کیا تھا: میں سمجھتا ہوں ہمارے محدثین ان دونوں سے راضی نہیں ہیں۔

ابن سعد نے کہا ہے: اس کا انتقال 200 ہجری کے آغاز میں ہوا۔

ہارون بن حاتم نے کہا ہے: انہوں نے مجھے بتایا کہ ان کی پیدائش 150 ہجری میں ہوئی تھی۔

۷۱۱- اسباط بن نصر ہمدانی (م، عو)

انہوں نے سماک اور اسماعیل سندی سے اور ان سے ابوغسان النہدی، عمرو بن حماد اور ایک جماعت نے روایات نقل کی ہیں۔

یحییٰ بن معین رحمۃ اللہ علیہ نے انہیں "ثقہ" قرار دیا ہے اور امام احمد نے توقف کیا ہے۔ابونعیم نے انہیں "ضعیف" قرار دیا ہے اور امام نسائی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا ہے: یہ "قوی" نہیں ہے۔

انہوں نے اپنی سند کے ساتھ حضرت زید بن ارقم سے یہ روایت نقل کی ہے۔

ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال لعلی وفاطمة وحسن وحسین: انا حرب لمن حاربتم وسلم لمن سالمتم

"نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا، حضرت حسن رضی اللہ عنہ اور حسین رضی اللہ عنہ سے فرمایا: جو تم سے جنگ کرے گا میں ان سے جنگ کروں گا اور جو تم سے مصالحت کرے گا میں اس سے مصالحت کروں گا۔"

اس روایت کو نقل کرنے میں اسباط نامی راوی منفرد ہے۔

۷۱۲-اسباط ابو یسع (خ)

انہوں نے شعبہ سے روایات نقل کی ہیں۔

امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے اس کے حوالے سے ایک دوسرے راوی کے ہمراہ روایت نقل کی ہے۔

ان سے محمد بن عبداللہ بن حوشب اور دیگر حضرات نے روایات نقل کی ہیں۔

امام ابن حبان رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ "ثقہ" راویوں کی مخالفت کرتے تھے اور شعبہ کے حوالے سے کچھ روایات نقل کی ہیں تاہم یہ شعبہ کوئی دوسرے ہیں۔

امام ابوحاتم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ "مجہول" ہے۔

۷۱۳-اسحاق بن ابراہیم بن عمران مسعودی

امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: اس نے ایک ایسی مرفوع روایت نقل کی ہے، جس میں اس کی متابعت نہیں کی گئی۔

ان سے مطلب بن زیاد نے روایات نقل کی ہیں۔

(امام ذہبی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:) میں یہ کہتا ہوں: اس کا متن یہ ہے:

من اعتق مملوكه فليس للمملوك من ماله شیء

"جو شخص اپنے غلام کو آزاد کردے، تو اب اس کے مال میں سے غلام کو کچھ نہیں ۔ ،گا"۔

ابن عدی نے ان کا تذکرہ کیا ہے اور ان سے قاسم بن عبدالرحمٰن نے روایات نقل کی ہیں۔

۷۱۴-اسحاق بن ابراہیم (ق) بن سعید مدنی الصواف

انہوں نے صفوان بن سلیم سے اور ان سے ابراہیم بن منذر، ابن کاسب نے روایات نقل کی ہیں۔

امام ابوزرعہ رازی فرماتے ہیں: یہ "منکر الحدیث" ہے۔اور "قوی" نہیں ہے۔

امام ابوحاتم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ "لین" ہے۔

۷۱۵-اسحاق بن ابراہیم ثقفی (د، ت، س، ق) کوفی

انہوں نے ابن منکدر، ابواسحاق سے اور ان سے ابونعیم اور ایک گروہ نے روایات نقل کی ہیں۔

شیخ ابن عدی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: اس نے ثقہ راویوں کے حوالے سے ایسی روایات نقل کی ہیں جن میں اس کی متابعت نہیں کی گئی۔

انہوں نے اپنی سند کے ساتھ حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے یہ روایت نقل کی ہے۔

ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم بعث الی عثمان یستعینه فی غزاۃ غزاھا، فبعث الیه عثمان بعشرۃ آلاف دینار، فوضعھا بین یدیه الحدیث

"نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو پیغام بھیجا تا کہ جنگ میں ان سے کچھ مدد حاصل کریں، تو حضرت عثمان نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں 5 سو ہزار دینار بھجوائے جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے رکھ دیئے گئے"۔

یہ روایت "منکر" ہے کیوں کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ ایک ہزار دینار لے کر آئے تھے۔

۷۱۶-اسحاق بن ابراہیم

انہوں نے ابوقلابہ سے احادیث کا سماع کیا ہے اور ان کے حوالے سے فضائل کے بارے میں جھوٹی روایات نقل کی ہیں۔

۷۱۷-اسحاق بن ابراہیم اسرائیلی بصری

انہوں نے حمید الطویل سے روایات نقل کی ہیں۔

یہ محل نظر ہے اور انہوں نے "جرجان" میں سکونت اختیار کی تھی۔

ابن عدی نے ان کا تذکرہ کیا ہے اور پھر ان کی سند کے ساتھ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے یہ روایت نقل کی ہے۔

ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کان یطوف علی نسائه بغسل واحد

"نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اپنی تمام ازواج کے ساتھ صحبت کرنے کے بعد ایک ہی مرتبہ غسل کرتے تھے"۔

شیخ ابن عدی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: مجھے اس کی حمید سے ملاقات کے بارے شک ہے۔

(امام ذہبی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:) میں یہ کہتا ہوں: ابن عدی نے سچ کہا ہے، کیوں کہ اس نے 240ھ کے بعد حمید کے حوالے سے روایات نقل کی ہیں اور یہ ممکن نہیں ہے۔

۷۱۸-اسحاق بن ابراہیم بن جونی

ابن حزم کہتے ہیں: یہ "مجہول" ہے۔

۷۱۹-اسحاق بن ابراہیم طبری

یہ "صنعاء" کے رہنے والے تھے۔

شیخ ابن عدی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ "منکر الحدیث" ہے۔
انہوں نے اپنی سند کے ساتھ حضرت انس رضی اللہ عنہ کے حوالے سے یہ روایت "مرفوع" حدیث کے طور پر نقل کی ہے۔

یدعی الناس یوم القیامة بأسماء امهاتهم سترا من الله علیهم،

"قیامت کے دن لوگوں کو ان کی ماؤں کے نام سے بلایا جائے گا یہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے ان کی پردہ پوشی ہوگی"۔
یہ روایت "منکر" ہے۔
اور اس راوی نے اپنی سند کے ساتھ یہ روایت بھی نقل کی ہے۔

جاء زجل الی رسول الله صلی الله علیه وسلم فشکی الیه دینا وفقرا، فقال: این انت من صلاة الملائکة وذکر الحدیث

"ایک شخص نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں اپنے مقروض اور غریب ہونے کی شکایت کی، تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم فرشتوں کی نماز کیوں نہیں پڑھتے"۔
چناں چہ یہ روایت بھی جھوٹی ہے۔
امام دارقطنی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ "منکر الحدیث" ہے۔
امام ابن حبان رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: اس نے ابن عیینہ اور فضیل بن عیاض سے روایات نقل کی ہیں۔ اور اس کی روایات کو انتہائی منکر قرار دیا گیا ہے یہ "ثقہ" راویوں کے حوالے سے موضوع روایات نقل کرتا ہے اور اس کی نقل کردہ روایات کو تحریر کرنا جائز نہیں ہے، البتہ تعجب کے طور پر ایسا کیا جا سکتا ہے۔ پھر انہوں نے اس کی نقل کردہ کچھ واہی روایات نقل کی ہیں جن میں سے ایک روایت درج ذیل ہے:
انہوں نے اپنی سند کے ساتھ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے یہ روایت نقل کی ہے، نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے:

من کبر تکبیرة فی سبیل الله کانت صخرا فی میز انه اثقل من السموات السبع وما فیها وما تحتهن، واعطاه الله رضوانه الاکبر، وجمع بینه وبین المرسلین فی دار الجلال، الحدیث

"جو شخص اللہ تعالیٰ کی راہ میں ایک مرتبہ تکبیر کہتا ہے، تو یہ ایک ایسی چٹان کی مانند ہوتی ہے، جو اس کے نامہ اعمال میں ساتوں آسمانوں اور ان میں اور ان کے نیچے موجود تمام چیزوں سے زیادہ وزنی ہوگی اور اللہ تعالیٰ اسے اپنی سب سے بڑی رضا مندی عطا کر دیتا ہے اور عظمت والے گھر میں اسے اور رسولوں کو اکٹھا کرے گا"۔
یہ روایت جھوٹی ہے۔
انہوں نے اپنی سند کے ساتھ حضرت عبداللہ بن ابو اوفی رضی اللہ عنہ سے یہ روایت نقل کی ہے۔

دخل النبی صلی الله علیه وسلم مکة فی بعض عمره، فجعل اهل مکة یرمونه بالقثاء الفاسد، ونحن نستر عنه

"نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کسی عمرے کے دوران مکہ میں داخل ہوئے، تو اہل مکہ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو خراب ککڑیاں مارنی شروع کیں، تو

ہم نبی اکرم ﷺ کو ان سے بچا رہے تھے''۔
یہ روایت جھوٹی ہیں کیوں کہ نبی اکرم ﷺ مکہ میں معاہدہ کرنے کے بعد اور امان لینے کے بعد داخل ہوئے تھے۔
صحیح روایت وہ ہے' جو اسماعیل نامی راوی نے حضرت عبداللہ بن ابو اوفی رضی اللہ عنہ کے حوالے سے نقل کی ہے وہ بیان کرتے ہیں۔

طاف النبی صلی اللّٰه علیه وسلم وسعی، ونحن نسترہ ان یرمیه احد من اهل مکة، او یصیبه بشیء

''نبی اکرم ﷺ نے جب طواف کیا اور سعی کی' تو ہم آپ ﷺ کی حفاظت کر رہے تھے' تاکہ اہل مکہ میں سے کوئی آپ ﷺ کو کوئی کنکری نہ مار دے یا آپ ﷺ کو کوئی اور چیز نہ ماردے''۔

(امام ذہبی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:) میں یہ کہتا ہوں: تو حضرت عبداللہ بن ابو اوفی رضی اللہ عنہ نے یہ نہیں ذکر کیا کہ کسی نے آپ ﷺ کو کوئی چیز ماری تھی انہوں نے' تو یہ بات بیان کی ہے کہ صحابہ کرام محتاط تھے۔

۷۲۰-اسحاق بن ابراہیم طوسی

یہ راوی معروف نہیں اور اس کی نقل کردہ روایات جھوٹی ہیں۔
مکی بن احمد نے ان کے حوالے سے یہ بات نقل کی ہے یہ کہتے ہیں: میں نے ہندوستان کے ایک بادشاہ ''سر بانک'' کو دیکھا ہے وہ 925 سال کا ہے اور وہ مسلمان ہے۔ اس نے یہ بھی بتایا کہ نبی اکرم ﷺ نے اس کی طرف دس افراد بھجوائے تھے' جن میں حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ اور حضرت اسامہ رضی اللہ عنہ بھی تھے' تو اس نے نبی اکرم ﷺ کی دعوت کو قبول کیا اور اسلام قبول کیا اور نبی اکرم ﷺ کے مکتوب کو بھی قبول کیا''۔

۷۲۱-اسحاق بن ابراہیم، ابوموسیٰ ہروی، ثم بغدادی

انہوں نے ہشیم، ابن عیینہ سے اور ان سے عبداللہ بن احمد اور بغوی نے روایات نقل کی ہیں۔
یحییٰ بن معین رحمۃ اللہ علیہ اور دیگر حضرات نے انہیں ''ثقہ'' قرار دیا ہے۔
عبداللہ بن علی اپنے والد کا یہ بیان نقل کرتے ہیں اور ابوموسیٰ ہروی نے اپنی سند کے ساتھ حضرت جابر رضی اللہ عنہ کا یہ بیان نقل کیا ہے۔ نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے: ''وارث کے لیے وصیت نہیں ہو سکتی'' یہ روایت سفیان نے عمرو کے حوالے ''مرسل'' روایت کے طور پر نقل کی ہے۔

۷۲۲-اسحاق بن ابراہیم بن نسطاس مدنی

انہوں نے حضرت سہل بن سعد ساعدی رضی اللہ عنہ کی زیارت کی ہے۔
امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ محل نظر ہے۔
امام نسائی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا ہے: یہ ''ضعیف'' ہے۔
انہوں نے سعید بن اسحاق سے روایات نقل کی ہیں۔

(امام ذہبی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:) میں یہ کہتا ہوں: اسماعیل بن ابواویس اور دیگر حضرات نے ان سے روایات نقل کی ہیں۔

۷۲۳-(صح) اسحاق بن ابراہیم ابوالنضر دمشقی

یہ عمر بن عبدالعزیز کے غلام ہیں' اور ''فرادیسی'' کے نام سے معروف ہیں۔ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے ان کے حوالے سے روایات نقل کرتے ہوئے ان کی نسبت ان کے دادا کی طرف کر کے یہ کہا ہے: اسحاق بن یزید نے ہمیں یہ حدیث سنائی ہے۔

ابوزرعہ نے انہیں ''ثقہ'' قرار دیا ہے۔ ابن عدی نے اس کا تذکرہ ''الکامل'' میں کیا ہے اور اس سے یہ روایت نقل کی ہے۔

انہوں نے اپنی سند کے ساتھ سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے حوالے سے یہ روایت ''مرفوع'' حدیث کے طور پر نقل کی ہے۔

الاعمال بالخواتيم

''اعمال کا دارومدار خاتمے پر ہوگا''۔

یہ روایت ہشام سے منقول ہونے کے حوالے سے محفوظ نہیں ہے۔

انہوں نے اپنی سند کے ساتھ حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ کے حوالے سے' 20 روایات نقل کی ہیں لیکن سب کی سب غیر محفوظ ہیں اور اس سے کچھ صالح روایات بھی منقول ہیں۔

(امام ذہبی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:) میں یہ کہتا ہوں: اس کا استاد یزید ''ساقط الاعتبار'' ہے لہٰذا الزام یزید پر آئے گا۔

۷۲۴-اسحاق بن ابراہیم

انہوں نے ابن شہاب زہری کا یہ قول نقل کیا ہے: ''شطرنج باطل کا حصہ ہے''۔

یہ ''مجہول'' ہے، یہ ابوحاتم کا قول ہے۔

۷۲۵-اسحاق بن ابراہیم حنینی (د،ق)

انہوں نے امام مالک رحمۃ اللہ علیہ اور دیگر حضرات سے روایات نقل کی ہیں۔ یہ نامانوس روایات نقل کرتے ہیں۔

شیخ ابن عدی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: اس کے ''ضعیف'' ہونے کے باوجود اس کی احادیث تحریر کی جائیں گی۔

انہوں نے اس راوی کے حوالے سے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا یہ بیان نقل کیا ہے

ان النبي صلى الله عليه وسلم قال: احب البيوت الى الله بيت فيه يتيم مكرم

''نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے: ''اللہ تعالیٰ کے نزدیک سب سے پسندیدہ گھر وہ ہے' جس میں کوئی یتیم رہتا ہو اور اس کی عزت کی جاتی ہو''۔

عقیلی فرماتے ہیں: انہوں نے اپنی سند کے ساتھ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے یہ روایت نقل کی ہے۔

جاء جبريل الى النبي صلى الله عليه وسلم يوم الاضحى، فقال: كيف رأيت نسكنا هذا ؟ فقال: تباهي به اهل السماء، اعلم يامحمد ان الجذع من الضأن خير من المسنة من المعز ومن المسنة

من البقر، اعلم ان الجذع من الضأن خير من المسنة من الابل، لو علم الله ذبحا هو افضل منه لفدى به ابراهيم عليه السلام

''حضرت جبرائیل نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں عیدالاضحیٰ کے دن حاضر ہوئے' تو نبی اکرم ﷺ نے دریافت کیا: تم نے ہماری اس قربانی کو کیسا پایا؟ انہوں نے عرض کیا: آسمان والے اس پر فخر کررہے ہیں' اے محمد! آپ جان لیجیے بھیڑ کا آٹھ ماہ کا بچہ بکری اور گائے کے ایک سال والے سے بہتر ہے اور اونٹ کے سال والے سے بھی بہتر ہے۔ اگر اللہ تعالیٰ کے علم میں اس سے بہتر قربانی ہوتی تو ابراہیم علیہ السلام فدیہ میں وہی دیتے۔

عقیلی فرماتے ہیں: جہاں تک امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کے حوالے سے نقل کردہ روایت کا تعلق ہے' اس کی کوئی حقیقت نہیں۔ جہاں تک ہشام کے حوالے سے منقول روایت کا تعلق ہے' تو وہ ابن زیاد میمون کے حوالے سے حضرت انس بن مالک سے نقل کی ہے اور وہ جھوٹ بولا کرتا تھا۔

امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: اس کی نقل کردہ روایات میں غور و فکر کی گنجائش ہے۔

امام نسائی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا ہے: یہ ''ثقہ'' نہیں ہے۔

(امام ذہبی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:) میں یہ کہتا ہوں: یہ مدنی ہے اس نے طرسوس میں سکونت اختیار کی تھی ابواحوص عکبری اور دیگر لوگ اس کی خدمت میں حاضر ہوئے تھے۔ اس کا انتقال 216 ہجری میں ہوا۔ ان سے جن لوگوں نے استفادہ کیا ہے ان میں سب سے زیادہ مقدم سفیان ثوری ہیں یہ نیک اور عبادت گزار شخص تھے۔

عبداللہ بن یوسف تنیسی کہتے ہیں: امام مالک' حنینی کی تعظیم کرتے تھے۔

۷۲۶- اسحاق بن ابراہیم بن بشیر

میں اس سے واقف نہیں ہوں اور امام دارقطنی رحمۃ اللہ علیہ نے انہیں ''ضعیف'' قرار دیا ہے۔

۷۲۷- اسحاق بن ابراہیم بن عمار ابویعقوب انصاری عبادی نیشاپوری

اس نے عمر بن شیبہ' محمد بن رافع اور دونوں کے طبقے کے افراد سے روایات نقل کی ہیں اور حسان بن محمد فقیہ سے ترک کی ہیں۔

امام دارقطنی رحمۃ اللہ علیہ نے اسے ''ضعیف'' قرار دیا ہے۔

۷۲۸- اسحاق بن ابراہیم واسطی (خ) المؤدب

انہوں نے یزید بن ہارون سے روایات نقل کی ہیں۔

ابن عدی نے انہیں دیکھا ہوا ہے اور ان کی جھوٹی حدیثیں بیان کرنے کی وجہ سے انہیں ''کذاب'' قرار دیا ہے۔ ازدی نے بھی انہیں جھوٹا قرار دیا ہے۔

نحوی نے اس کے بارے یہ کہا ہے: یہ اسحاق بن ابراہیم بن یعقوب بن عباد بن عوام ہے۔

۷۲۹-اسحاق بن ابراہیم بن سنین ختلی

یہ ''الدیباج'' کے مؤلف ہیں۔
امام حاکم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ ''قوی'' نہیں ہے اور دوسرے قول کے مطابق یہ ''ضعیف'' ہے۔
امام دارقطنی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ ''قوی'' نہیں ہے۔
ابن منادی نے اس کا سن وفات 283 ہجری بیان کیا ہے۔ ایک قول کے مطابق ان کی عمر 80 برس ہوئی۔
انہوں نے علی بن الجعد، ابی نصر تمار، ہشام بن عمار اور ان کے طبقے کے افراد سے احادیث کا سماع کیا ہے' جب کہ ان سے ابن السماک، ابوسہل قطان، ابوبکر الشافعی نے روایات نقل کی ہیں۔

۷۳۰-اسحاق بن ابراہیم بن ابی بن نافع

امام دارقطنی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ دجال (انتہائی جھوٹا) ہے۔
(امام ذہبی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:) میں یہ کہتا ہوں: ان کے حوالے سے حمزۃ بن یوسف سہمی نے یہی بات نقل کی ہے۔
شیخ ابن عدی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: انہوں نے اپنی سند کے ساتھ حضرت عمرو بن معدی کرب سے یہ روایت نقل کی ہے۔

كنت مع رسول الله صلى الله عليه وسلم فقال لعائشة: حب يحمل من الهند يقال له الداذى، من شرب منه لم تقبل له صلاة اربعين سنة فان تاب تاب الله عليه

''میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے فرمایا ایک ایسا دانہ ہے' جو ہندوستان سے لایا جاتا ہے اس کا نام دازی ہے' جو شخص اسے پی لے گا اس کی چالیس سال تک نماز قبول نہیں ہوگی' اگر وہ توبہ کرے' تو اللہ تعالیٰ اس کی توبہ کو قبول کرے گا''۔
خطیب بغدادی فرماتے ہیں: اس کے راویوں کی شناخت نہیں ہو سکی۔

۷۳۱-اسحاق بن ابراہیم بن علاء زبیدی حمصی بن زبریق

انہوں نے بقیہ اور ایک گروہ سے اور ان سے امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی کتاب ''الادب المفرد'' میں روایت نقل کی ہے۔
ان سے ابوحاتم، ابواسحاق جوزجانی نے روایات نقل کی ہیں۔ ان کے آخری شاگردوں میں یحییٰ بن عمروس مصری شامل ہیں۔
امام ابوحاتم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: اس میں کوئی حرج نہیں ہے اور میں نے یحییٰ بن معین رحمۃ اللہ علیہ کو ان کی تعریف کرتے ہوئے سنا ہے۔
امام نسائی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا ہے: یہ ''ثقہ'' نہیں ہے۔
امام ابوداؤد رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ راوی ''لیس بشیء'' ہے۔
محدث حمص محمد بن عوف طائی نے انہیں جھوٹا قرار دیا ہے۔ ان کا انتقال 238 ہجری میں مصر میں ہوا۔

۷۳۲-(صح) اسحاق بن ابراہیم دبری

یہ امام عبدالرزاق کے شاگرد ہیں۔

شیخ ابن عدی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: امام عبدالرزاق نے انہیں کمتر قرار دیا ہے۔

(امام ذہبی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:) میں یہ کہتا ہوں: یہ شخص حدیث کا ماہر نہیں ہے اس کے والد نے اسے کچھ روایات سنائی تھیں اس کا صرف انہی سے واسطہ ہے اس نے امام عبدالرزاق سے ان کی تصانیف سنی ہیں اس وقت اس کی عمر سات برس کے لگ بھگ تھی۔ تاہم اس نے امام عبدالرزاق کے حوالے سے منکر روایات نقل کی ہیں' جس کی وجہ سے ان کی روایات میں تردد پیدا ہوگیا ہے کہ کیا یہ روایات امام عبدالرزاق سے منقول ہیں اور انہیں نقل کرنے میں یہ راوی منفرد ہے یا پھر وہ روایات معروف ہیں جنہیں نقل کرنے میں امام عبدالرزاق منفرد ہیں۔ ابوعوانہ نے اپنی صحیح میں اور دیگر راویوں نے ''دبری'' سے روایات نقل کی ہیں۔ طبرانی نے اس کے حوالے سے کثرت سے روایات نقل کی ہیں۔

حاکم نے دارقطنی رحمۃ اللہ علیہ کا یہ قول نقل کیا ہے: یہ راوی ''صدوق'' ہے۔ مجھے اس کے بارے میں کسی اختلاف کا علم نہیں ہے اور یہ بھی کہا گیا: یہ کوئی بلند پائے کا آدمی نہیں ہے۔ میں نے ان سے پوچھا: کیا ان سے صحیح روایت نقل کی جاسکتی ہے انہوں نے جواب دیا: جی ہاں (اللہ کی قسم! ایسا ہوسکتا ہے)۔

حافظ او بکر شبلی کی مرویات میں ''کتاب الحروف'' ہے' جس میں دبری نے غلطی کی ہے اور قاضی محمد قرطبی سے منقول مصنف عبدالرزاق سے اس میں تصحیف کی ہے۔ دبری 287 ہجری تک زندہ رہے تھے۔

۷۳۳-اسحاق بن ابراہیم (د،س) بن کامجرا مروزی، ابویعقوب ابن ابی اسرائیل

یہ مشہور حافظ الحدیث ہیں انہوں نے بغداد میں سکونت اختیار کی اور طویل عرصہ زندہ رہے۔

انہوں نے حماد بن زید، کثیر ابن عبداللہ الابلی اور ایک مخلوق سے اور ان سے ابوداؤد' بغوی اور (بہت سے) لوگوں نے روایات نقل کی ہیں۔

ان کے مشائخ میں سے عبدالرحمن بن مہدی نے ان سے احادیث کا سماع کیا ہے۔

یحییٰ بن معین رحمۃ اللہ علیہ اور دارقطنی رحمۃ اللہ علیہ نے انہیں ''ثقہ'' قرار دیا ہے۔

صالح جزرہ کہتے ہیں: یہ ''صدوق'' ہے۔ تاہم اس میں خرابی یہ ہے کہ قرآن کے بارے میں یہ خاموشی اختیار کرتا تھا اور اسے غیر مخلوق نہیں' بلکہ یہ کہتا تھا کہ یہ اللہ کا کلام ہے اور خاموش ہوجاتا تھا۔

ساجی کہتے ہیں: محدثین نے اس کی اس خاموشی کی وجہ سے اس سے روایت نقل کرنا ترک کردیا تھا۔

(امام ذہبی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:) میں یہ کہتا ہوں: جن لوگوں نے اس سے روایات اخذ کرنا ترک کیا تھا وہ بہت کم ہیں۔

شیخ ابوالفتح ازدی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: محدثین نے اس کے مذہب کے بارے میں کلام کیا ہے۔

ابوعباس سراج کہتے ہیں: اسحاق بن ابواسرائیل کو یہ کہتے ہوئے سنا: یہ بچے کہتے ہیں کہ قرآن غیر مخلوق ہیں تو پھر یہ لوگ یہ کیوں نہیں کہتے کہ یہ اللہ کا کلام ہے اور خاموش ہو جائیں' اس نے امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ کے گھر کی طرف اشارہ کر کے یہ بات کہی تھی۔

شیخ عبدوس نیشاپوری یہ کہتے ہیں: یہ بڑے حافظ تھے حفظ اور ورع میں ان کی مانند کوئی نہیں تھا۔ تاہم ان کے وقوف کرنے کی وجہ سے ان پر الزام عائد کیا گیا۔

اسحاق بن ابواسرائیل کا انتقال 246ھ میں ہوا۔

یہ امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کے معاصرین میں سے ہیں' کیوں کہ ان دونوں کی پیدائش ایک ہی سال میں ہوئی تھی۔

۷۳۴- (صح) اسحاق بن ابراہیم (خ، م، د، س) بن مخلد

یہ حافظ الحدیث ابویعقوب حنظلی بن راہویہ (یعنی اسحاق بن راہویہ) ہیں اور جلیل القدر ائمہ میں سے ایک ہیں۔ ''ثقہ'' اور ''حجت'' ہیں۔

انہوں نے معتمر بن سلیمان، عبدالعزیز العمی، عیسیٰ بن یونس سے اور ان سے امام ابن ماجہ کے علاوہ صحاح ستہ کے تمام مؤلفین نے روایات نقل کی ہیں۔

ایک محدث کہتے ہیں: میں نے امام ابوعبداللہ کو سنا ان سے اسحاق بن راہویہ کے بارے میں دریافت کیا' تو انہوں نے فرمایا: کیا اسحاق بن راہویہ کے بارے میں دریافت کیا جا سکتا ہے۔ اسحاق ہمارے نزدیک مسلمانوں کے آئمہ میں سے ایک ہیں۔

امام نسائی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا ہے: یہ ''ثقہ'' اور ''مامون'' ہیں۔

ابوعبید الآجری کہتے ہیں: امام ابوداؤد رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں اسحاق بن راہویہ کے انتقال سے پانچ ماہ پہلے ان کے حافظے میں تغیر آ گیا تھا۔ میں نے ان سے انہی ایام کے دوران روایات سنیں' تو انہیں مشکوک قرار دیا۔

ان کا انتقال 238 ہجری میں ہوا۔

امام ابوحاتم کہتے ہیں: میں نے امام ابوزرعہ کے سامنے اسحاق بن راہویہ کا ذکر کیا اور ان کے اسانید اور متون کو یاد کرنے کا ذکر کیا' تو ابوزرعہ نے فرمایا: لوگوں نے اسحاق سے بڑا حافظ نہیں دیکھا ہوگا۔

ہمارے شیخ ابوالحاج کے سامنے ایک حدیث ذکر کی گئی' تو انہوں نے فرمایا: یہ بات بیان کی گئی ہے کہ آخری عمر میں اسحاق اختلاط کا شکار ہو گئے تھے۔

(امام ذہبی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:) میں یہ کہتا ہوں: یہ وہ روایت ہے' جو انہوں نے اپنی سند کے ساتھ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کے حوالے سے سیدہ میمونہ رضی اللہ عنہا سے نقل کی ہے جو کہ چوہے کے بارے میں ہے' چناں چہ سفیان کے دیگر شاگردوں کے علاوہ اسحاق نے اس میں مزید یہ الفاظ نقل کیے ہیں۔

وان کان ذائبا فلا تقربوه

''اگر وہ گھی جما ہوا نہ ہو تو تم اس کے قریب نہ جاؤ''۔

یہاں یہ امکان ہوسکتا ہے کہ یہ غلطی اسحاق کے بعد آنے والے کسی راوی کی طرف سے ہوئی ہو۔اسی طرح ایک روایت وہ بھی ہے' جو حضرت انس رضی اللہ عنہ کے حوالے سے منقول ہے:

کان رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم اذا کان فی سفر فزالت الشمس صلی الظھر والعصر، ثم ارتحل

''اگر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سفر کررہے ہوتے اور پڑاؤ کے دوران سورج ڈھل جاتا' تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ظہر او عصر کی نماز ادا کرنے کے بعد روانہ ہوتے تھے''۔

اس کی وجہ یہ ہے کہ اس کا راوی منکر ہے اور امام مسلم رحمۃ اللہ علیہ نے اس روایت کو اپنی سند کے ساتھ نقل کیا ہے' جس میں یہ الفاظ ہیں:

اذا کان فی سفر واراد الجمع اخر الظھر حتی یدخل وقت العصر، ثم یجمع بینھما

''نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم جب سفر میں ہوتے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم دو نمازیں ایک ساتھ ادا کرنے کا ارادہ کرتے' تو آپ ظہر کی نماز کو موخر کر دیتے تھے' یہاں تک کہ عصر کا وقت آجاتا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم یہ دونوں نمازیں ایک ساتھ ادا کر لیتے تھے''۔

زعفرانی نے شبابہ کے حوالے سے اس کی متابعت کی ہے۔امام مسلم رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے یہ روایت نقل کی ہے' جس کے یہ الفاظ ہیں:

اذا عجل بہ السیر اخر الظھر الی اول وقت العصر فیجمع بینھما

''جب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے تیزی سے سفر کرنا ہوتا' تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم ظہر کی نماز کو عصر کے وقت تک موخر کر دیتے تھے' پھر ان دونوں کو ایک ساتھ ادا کر لیتے تھے''۔

اس میں کوئی شبہ نہیں کہ اسحاق لوگوں کو اپنے حافظہ سے روایات بیان کرتے تھے' لیکن ہوسکتا ہے انہیں اس حوالے سے کوئی شبہ لاحق ہو گیا ہو باقی اللہ بہتر جانتا ہے۔

۷۳۵-اسحاق بن ادریس الاسواری بصری، ابو یعقوب

انہوں نے ہمام، ابان سے اور ان سے عمر بن شبۃ اور ابن مثنی نے روایات نقل کی ہیں۔

ابن مدینی نے اسے متروک قرار دیا ہے۔

امام ابوزرعہ رازی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ ''واہی الحدیث'' تھے۔

امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: (محدثین) نے اسے متروک قرار دیا ہے۔

امام دارقطنی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ ''منکر الحدیث'' ہے۔

یحییٰ بن معین رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ راوی ''کذاب'' ہے اور یہ احادیث اپنی طرف سے بنالیتا تھا۔

۷۳۶-اسحاق بن ادریس

انہوں نے ابراہیم بن علاء سے روایات نقل کی ہیں۔

اس پر احادیث گھڑنے کا الزام ہے ہوسکتا ہے یہ وہ شخص ہو جس پر الزام ہے اور یہ مجہول ہو۔

۷۳۷-اسحاق بن اسماعیل الرملی

وہی ہیں جنہوں نے ''اصبہان'' میں احادیث بیان کی ہیں۔

انہوں نے آدم ابن ابی ایاس اور دیگر حضرات سے روایات نقل کی ہیں۔

ابونعیم الحافظ کہتے ہیں: یہ اپنے حافظہ سے احادیث بیان کرتے تھے' اور غلطی کر جاتے تھے۔

امام نسائی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا ہے: یہ صالح ہے۔

۷۳۸-اسحاق بن اسید (د،ق)

انہوں نے عطاء کے حوالے سے نافع سے روایات نقل کی ہیں۔

یہ خراسانی ہیں' لیکن انہوں نے مصر میں رہائش اختیار کی۔

امام ابوحاتم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: ان کے ساتھ مشغول نہیں ہوا جاسکتا۔

(امام ذہبی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:) میں یہ کہتا ہوں: ان کے حوالے سے یحییٰ بن ایوب اور لیث نے روایات نقل کی ہیں۔

ان سے احادیث نقل کرنا جائز ہے اور ان کی کنیت ابوعبدالرحمٰن تھا۔

۷۳۹-اسحاق بن بزرج

یہ لیث بن سعد کے استاد ہیں۔ ان سے ایک حدیث منقول ہے' جو عید کے دن زیب وزینت اختیار کرنے کے بارے میں ہے۔

شیخ ابوالفتح ازدی رحمۃ اللہ علیہ نے انہیں ''ضعیف'' قرار دیا ہے۔

۷۴۰-اسحاق بن بشر، ابوحذیفہ البخاری

یہ کتاب ''المبتدأ'' کے مصنف ہیں۔

محدثین نے انہیں ''متروک'' قرار دیا ہے اور علی بن مدینی نے انہیں جھوٹا قرار دیا ہے۔

امام ابن حبان رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: ان سے حدیث صرف تعجب کے طور پر نقل کی جاسکتی ہے۔

امام دارقطنی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ راوی ''کذاب'' اور متروک ہے۔

(امام ذہبی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:) میں یہ کہتا ہوں: اس نے ابن اسحاق ابن جریج اور ثوری کے حوالے سے بڑی روایات نقل کی ہیں۔

اسحاق کوسج کہتے ہیں: ابوحذیفہ ہمارے پاس آئے انہوں نے ابوطاؤس اور اکابر تابعین کے حوالے سے روایات نقل کیں' جو حمید طبیب سے پہلے فوت ہو چکے تھے' تو ہم نے ابوحذیفہ سے دریافت کیا: آپ نے حمید طبیب کے حوالے سے یہ نوٹ کی ہے' تو وہ گھبرا گئے اور بولے تم لوگ میرا مذاق اڑا رہے ہو میرے دادا نے بھی حمید کو نہیں دیکھا ہوگا' تو ہم نے ان سے کہا: پھر آپ ان لوگوں کے حوالے سے کیسے روایات بیان کر رہے ہیں' جو حمید سے بھی پہلے فوت ہو چکے تھے۔ اس سے ہمیں یہ پتہ چلا کہ یہ ''ضعیف'' ہیں اور اسے یہ بھی نہیں پتہ

ہے کہ وہ کیا بیان کررہا ہے۔

امام ابن حبان رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: انہوں نے اپنی سند کے ساتھ سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے حوالے سے یہ روایت ''مرفوع'' حدیث کے طور پر نقل کی ہے۔

مرض یوم یکفر ثلاثین سنة، ان المرض یتبع الذنوب فی المفاصل حتی یسله سلا، فیقوم من مرضه کیوم ولدته امه،

''ایک دن کی بیماری تیس دن کے گناہوں کا کفارہ بن جاتی ہے اور بیماری جوڑوں کے اندر تک گناہوں کے پیچھے جاتی ہے یہاں تک کہ اسے ختم کردیتی ہے اور جب آدمی بیماری سے تندرست ہوتا ہے' تو اس طرح ہوتا ہے جیسے اس دن جب اس کی والدہ نے اسے جنم دیا تھا''۔

تاہم ابن حبان رحمۃ اللہ علیہ نے ان کے حالات کو'' کاہلی'' کے حالات میں خلط ملط کردیا ہے اور انہوں نے کاہلی کا تذکرہ نہیں کیا۔

اسی طرح ابن جوزی کو بھی غلط فہمی ہوئی اور انہوں نے ان کے بارے میں یہ کہا: یہ کاہلی ہیں اور یہ بنو ہاشم کے غلام ہیں۔ ان کا یہ کہنا کہ یہ کاہلی ہے یہ درست نہیں ہے۔

یہ اسحاق بن بشر بن محمد بن عبداللہ بن سالم ہیں انہوں نے جریر، مقاتل بن سلیمان، الاعمش سے بھی روایات نقل کی ہیں۔

اس کے حوالے سے سلمہ بن شبیب اور ایک گروہ نے روایات نقل کی ہیں۔

انہوں نے اپنی سند کے ساتھ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کے حوالے سے یہ روایت ''مرفوع'' حدیث کے طور پر نقل کی ہے۔

من طاف بالبیت فلیستلم الارکان کلها

''جو شخص بیت اللہ کا طواف کرتا ہے اسے تمام ارکان کا استلام کرنا چاہیے''۔

اس روایت کو نقل کرنے میں دارالجرد منفرد ہیں جنہوں نے ابوحذیفہ کو'' ثقہ'' قرار دیا ہے تاہم ان کے اس قول کی طرف کسی نے التفات نہیں کیا' اس کی وجہ یہ ہے کہ ابوحذیفہ کی صورتحال مخفی نہیں ہے اور ان کی حالت اندھوں کی مانند ہے۔

احمد بن سیار مروزی کہتے ہیں: یہ ان راویوں سے روایات نقل کرتے ہیں جن کا زمانہ بھی انہوں نے نہیں پایا۔

اور اس میں بھی یہ غفلت کا شکار ہوجاتے ہیں باوجودیکہ یہ حافظے کے اعتبار سے وزنی ہیں۔

شیخ ابن عدی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: انہوں نے اپنی سند کے ساتھ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کے حوالے سے یہ روایت ''مرفوع'' حدیث کے طور پر نقل کی ہے۔

اسمی فی القرآن محمد، فی الانجیل احمد، فی التوراة احید، لانی احید امتی عن النار فاحبوا العرب بکل قلوبکم

''میرا نام قرآن میں محمد' انجیل میں احمد' تورات میں احید ہے اس کی وجہ یہ ہے کہ میں اپنی امت کو جہنم سے بچاؤں گا تم لوگ پورے دل کے ساتھ عربوں سے محبت رکھو''۔

انہوں نے اپنی سند کے ساتھ سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے حوالے سے یہ روایت ''مرفوع'' حدیث کے طور پر نقل کی ہے۔

من صلی الفجر یوم الجمعة ثم وحد اللّٰه حتی تطلع الشمس غفر له واعطی اجر حجة وعمرة،

''جو شخص جمع کے دن فجر کی نماز ادا کرنے کے بعد اللہ تعالیٰ کی وحدانیت کا اعتراف کرتا رہے یہاں تک کہ سورج نکل آئے' تو اس کی مغفرت ہو جاتی ہے اور اس شخص کو ایک حج اور عمرے کا ثواب دیا جاتا ہے''۔

اور یہ کہا ہے: **لا یقطع الصلاة شیء**

''نماز کو کوئی چیز نہیں توڑتی ہے''۔

انہوں نے اپنی سند کے ساتھ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے حوالے سے یہ روایت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمان کے طور پر نقل کی ہے۔

من اصبح وهمه غیر اللّٰه فلیس من اللّٰه فی شیء ومن لم یهتم للمسلمین فلیس منهم

''جس شخص کی صبح کے وقت یہ حالت ہو کہ اس کی توجہ صبح کے وقت اللہ کی بجائے کسی اور طرف ہو' تو اس کا اللہ تعالیٰ کی طرف سے کوئی حصہ نہیں ہوگا اور جو شخص مسلمانوں کی خیر خواہی کے بارے میں نہیں سوچتا وہ ان میں سے نہیں ہے''۔

مقاتل نامی یہ راوی اپنی طرف سے روایات بنالیتا ہے۔

(امام ذہبی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:) میں یہ کہتا ہوں: اسحاق کا انتقال رجب کے مہینے میں 206ھ میں بخارا میں ہوا۔ یہ غنجار کا قول ہے

۷۴۱-اسحاق بن بشر بن مقاتل، ابو یعقوب الکاہلی کوفی

انہوں نے کامل ابی العلاء، ابی معشر السندی، مالک، کثیر بن سلیم، حفص القاری اور دیگر حضرات سے روایات نقل کی ہیں۔

ان سے عمر بن حفص سدوسی، اسحاق بن ابراہیم بجستانی، محمد بن علی ازدی، احمد بن حفص سعدی نے روایات نقل کی ہیں۔

مطین بیان کرتے ہیں: میں ابو بکر بن شیبہ کو اسحاق کاہلی کے علاوہ اور کسی کو بھی اسے جھوٹا کہتے ہوئے نہیں سنا۔ اسی طرح موسیٰ بن ہارون اور ابو زرعہ نے بھی انہیں جھوٹا قرار دیا ہے۔

شیخ فلاس اور دیگر حضرات فرماتے ہیں: یہ راوی ''متروک'' ہے۔

امام دارقطنی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: اس کا شمار ان لوگوں میں ہوتا ہے جو اپنی طرف سے جھوٹی احادیث بنا لیتے تھے۔ موسیٰ بن ہارون نے اس کی تاریخ وفات 228ھ بیان کی ہے۔

(امام ذہبی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:) میں یہ کہتا ہوں: میرے علم کے مطابق اس کے حوالے سے سب سے زیادہ قابل مذمت روایت وہ ہے' جسے عقیلی نے نقل کیا ہے۔

انہوں نے اپنی سند کے ساتھ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما' حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے یہ روایت نقل کی ہے۔ وہ بیان کرتے ہیں:

بینا نحن قعود مع النبی صلی اللّٰه علیه وسلم علی جبل من جبال تهامة اذ اقبل شیخ فی یده عصا،

فسلم علي النبي صلى الله عليه وسلم فرد عليه السلام ثم قال: نغمة الجن وغنتهم، انت من ؟ قال: انا هامة بن الهيم بن لا قيس ابن ابليس قال: وليس بينك وبين ابليس الا ابوان ! قال: نعم قال: فكم اتى لك من الدهر ؟ قال: قد افنيت الدنيا عمرها الا قليلا، (ليالي قتل قابيل هابيل) كنت وانا غلام ابن اعوام، افهم الكلام، امر بالآكام، آمر بافساد الطعام وقطيعة الارحام فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم: بئس لعمر الله عمل الشيخ المتوسم او الشاب المتلوم قال: زدني من التعذار، فاني تائب الى الله، اني كنت مع نوح في مسجده مع من آمن به من قومه، فلم ازل اعاتبه على دعوته على قومه حتى بكى عليهم وابكاني فقال: لا جرم، اني على ذلك من النادمين، فاعوذ بالله ان اكون من الجاهلين قلت: يانوح، اني ممن تشرك في دم السعيد هابيل بن آدم، فهل تجدلي من توبة عند ربك ؟ قال: ياهامة، هم بالخير، افعله قبل الحسرة والندامة، اني قرأت فيما انزل الله على انه ليس من عبدتاب الى الله بالغا ذنبه ما بلغ الا تاب الله عليه، فقم فتوضأ واسجد لله سجدتين قال: ففعلت من ساعتي ما امرني به، فناداني: ارفع رأسك، فقد انزلت توبتك من السماء، فخررت لله ساجدا وكنت مع هود في مسجده مع من آمن به من قومه، لم ازل اعاتبه على دعوته على قومه حتى بكى عليهم وابكاني وكنت زوارا ليعقوب، كنت من يوسف بالمكان مكين، كنت القى الياسفي الاودية وانا القاه الآن واني لقيت موسىٰ فعلمني من التوراة، وقال: ان انت لقيت عيسىٰ فاقرأه مني السلام واني لقيت عيسىٰ فاقرأته من موسىٰ السلام، ان عيسىٰ قال لي: ان لقيت محمدا فاقرأه مني السلام قال: فارسل رسول الله صلى الله عليه وسلم عينيه وبكى ثم قال: على عيسىٰ السلام ما دامت الدنيا، عليك ياهامة بأدائك الامانة فقال: يارسول الله، افعل بي ما فعل بي موسىٰ، فانه علمني من التوراة فعلمه رسول الله صلى الله عليه وسلم " المرسلات "، " عم يتساء لون "، " اذا الشمس كورت "، " المعوذتين " و " قل هو الله احد " وقال: ارفع الينا حاجتك ياهامة ولا تدعن زيارتنا قال: فقبض رسول الله صلى الله عليه وسلم ولم ينعه الينا فلست ادرى احى هو او ميت

''ایک مرتبہ ہم نے نبی اکرم ﷺ کے ساتھ تہامہ کے ایک پہاڑ پر بیٹھے ہوئے تھے' اسی دوران ایک بوڑھا آدمی آیا جس کے ہاتھ میں عصا تھا اس نے نبی اکرم ﷺ کو سلام کیا نبی اکرم ﷺ نے اس کے سلام کا جواب دیا' پھر آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا اس کا لہجہ جنات جیسا ہے۔ پھر آپ ﷺ نے دریافت کیا: تم کون ہو؟' تو اس نے عرض کی میں ہامہ بن الہیم بن لاقیس بن ابلیس ہوں' تو نبی اکرم ﷺ نے دریافت کیا: تمہارے اور ابلیس کے درمیان صرف دو واسطے ہیں؟ اس نے جواب دیا: جی ہاں نبی اکرم ﷺ نے دریافت کیا: تمہاری کتنی عمر ہے؟ اس نے جواب دیا: دنیا کی' تو ابھی تھوڑی سی عمر گزری ہے' جن

دنوں قابیل نے ہابیل کو قتل کیا تھا ان دنوں میں چند سال کا بچہ تھا۔ میں بات سمجھ لیا کرتا تھا۔ پہاڑوں کے پاس سے گزرا کرتا تھا۔ کھانے خراب کر دینے اور رشتے داری کے حقوق پامال کرنے کی ہدایت کرتا تھا۔ تو نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا اللہ کی قسم! اس شیخ کا جس پریشان ہوا اور اس نوجوان کا جس پر ملامت کی گئی ہو وہ عمل برا ہے تو وہ جن بولا: آپ ﷺ میری طرف سے عذر قبول کریں میں اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں توبہ کرنا چاہتا ہوں۔ میں حضرت نوحؑ کے ساتھ ان کی مسجد میں موجود تھا اور ان کے ساتھ ان کی قوم کے وہ افراد بھی تھے' جو ان پر ایمان لے آئے تھے' میں پہلے ان کے اپنی قوم کو دعوت دینے پر ان سے ناراض ہوتا رہا یہاں تک کہ وہ اپنی قوم پر رو پڑے اور انہوں نے مجھے بھی رلا دیا۔ پھر وہ بولا: اس میں کوئی شک نہیں ہے کہ مجھے اس پر ندامت ہے' لیکن میں اللہ تعالیٰ کی اس بات سے پناہ مانگتا ہوں کہ میں جاہل ہو جاؤں' تو میں نے کہا: اے حضرت نوح! میں ان لوگوں میں سے ایک ہوں جنہوں نے حضرت آدم علیہ السلام کے صاحبزادے ہابیل کے خون میں حصہ لیا تھا' تو کیا آپ اپنے پروردگار کی بارگاہ میں میرے لیے' توبہ کی گنجائش پاتے ہیں؟' تو حضرت نوح نے کہا تھا: اے ہامہ! تم بھلائی کا ارادہ کرو اور حسرت اور ندامت کا شکار ہونے سے پہلے اسے سرانجام دے دو۔ اللہ تعالیٰ نے مجھ پر جو چیز نازل کی ہے میں نے اس میں یہ بات پڑھی ہے کہ جو بھی بندہ اللہ کی بارگاہ میں توبہ کرتا ہے' تو اس نے کتنے ہی گناہ کیوں نہ کئے ہوں اللہ تعالیٰ اس کی توبہ قبول کر لیتا ہے تم اٹھو وضو کرو اور اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں دو سجدے کرو۔ ہامہ کہتا ہے: انہوں نے مجھے جس بات کی ہدایت کی تھی میں نے اسی وقت وہ کر لیا انہوں نے مجھے بلند آواز میں کہا تم اپنا سر اٹھاؤ تمہاری توبہ قبول ہونے کا حکم آسمان سے نازل ہو گیا ہے' تو میں اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں جھک گیا۔ پھر میں حضرت ہود علیہ السلام کے ساتھ ان کی مسجد میں موجود تھا اور ان کے ساتھ وہ لوگ بھی تھے' جو ان پر ایمان لائے تھے' پہلے میں اپنی قوم کو ان کے دعوت دینے پر ان سے ناراض ہوتا رہا یہاں تک کہ وہ اپنی قوم پر رونے لگے اور انہوں نے مجھے بھی رلا دیا میں حضرت یعقوبؑ سے ملنے بھی جاتا رہا ہوں اور میں حضرت یوسفؑ کے ساتھ اس جگہ بھی تھا جہاں انہیں غلبہ حاصل ہوا تھا۔ میں حضرت الیاسؑ کو مختلف وادیوں میں لے جایا کرتا تھا۔ میں ان سے اب بھی ملاقات کرتا ہوں۔ میری حضرت موسیٰؑ سے بھی ملاقات ہے انہوں نے مجھے' تورات کی بھی تعلیم دی تھی اور مجھے یہ کہا تھا کہ اگر تمہاری حضرت عیسیٰؑ سے ملاقات ہو' تو ان کو میرا اسلام دے دینا' پھر میری حضرت عیسیٰؑ سے ملاقات ہوئی اور میں نے انہیں حضرت موسیٰؑ کا سلام پہنچایا' تو حضرت عیسیٰؑ نے مجھ سے کہا: اگر تمہاری حضرت محمد ﷺ سے ملاقات ہو' تو تم انہیں میرا اسلام دینا'' راوی کہتے ہیں: کہ نبی اکرم ﷺ کی آنکھوں سے آنسو جاری ہو گئے اور آپ ﷺ رونے لگے پھر آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''حضرت عیسیٰؑ کو بھی سلام ہو اس وقت تک جب تک دنیا باقی ہے اور اے ہامہ! تم نے جو اپنی امانت کو ادا کیا ہے اس کی وجہ سے تم پر سلام ہو اس نے عرض کی: یارسول اللہ! آپ ﷺ میرے ساتھ وہی مہربانی کیجیے جو حضرت موسیٰؑ نے کی تھی انہوں نے مجھے' تورات سکھائی تھی (آپ ﷺ قرآن سکھا دیں)' تو نبی اکرم ﷺ نے اسے سورۂ مرسلات' سورۂ عم یتساءلون اور سورہ تکویر معوذتین اور سورہ اخلاص کی تعلیم دی۔

پھر نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: اے ہامہ! تم اپنی ضرورت ہمارے سامنے پیش کرو اور ہم سے ملنا نہ چھوڑنا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کہتے

ہیں: نبی اکرم ﷺ کا وصال ہو گیا پھر اس کے ساتھ ہماری ملاقات نہیں ہوئی مجھے نہیں پتہ وہ زندہ ہے یا مر گیا ہے''۔

اس روایت کا وبال کا ہلی نامی راوی پر ہے اللہ تعالیٰ اسے برکت نہ دے۔ باوجودیکہ عبدالعزیز بن بحر نامی راوی جو متروک ہے اس نے بھی اس روایت کو ابومعشر کے حوالے سے طویل روایت کے طور پر نقل کیا ہے۔ امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے اس روایت کو نسبتاً بہتر سند کے ساتھ نقل کیا ہے۔

انہوں نے اپنی سند کے ساتھ حضرت ابولیلیٰ غفاری سے یہ روایت نقل کی ہے' وہ بیان کرتے ہیں انہوں نے نبی اکرم ﷺ کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا ہے:

ستكون فتنة بعدي فالزموا عليا، فانه اول من يراني، اول من يصافحني يوم القيامة، هو معي في السماء العليا، هو الفاروق بين الحق والباطل

''میرے بعد ایک فتنہ آئے گا تو تم علی کے ساتھ رہنا' کیوں کہ وہ قیامت کے دن پہلا شخص ہوگا جو میری زیارت کرے گا اور میرے ساتھ مصافحہ کرے گا وہ میرے ساتھ اوپر والے آسمان میں ہوگا وہ حق اور باطل کے درمیان فرق کرنے والا ہے''۔

۷۴۲-اسحاق بن بشر رازی

اگر یہ وہ راوی ہے' جس نے سفیان بن عیینہ سے روایات نقل کی ہیں تو پھر یہ ''صدوق'' ہے۔

۷۴۳-اسحاق بن ثعلبہ

انہوں نے مکحول سے روایات نقل کی ہیں۔

امام ابوحاتم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ ''مجہول'' اور ''منکر الحدیث'' ہے۔

شیخ ابن عدی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: اس نے مکحول کے حوالے سے حضرت سمرہ رضی اللہ عنہ سے ایسی روایت نقل کی ہیں جنہیں اس کے علاوہ اور کسی نے نقل نہیں کیا اور ''واہی الحدیث'' تھے۔

ان سے بقیہ، عثمان طرائفی نے روایات نقل کی ہیں۔

انہوں نے اپنی سند کے ساتھ حضرت سمرہ رضی اللہ عنہ کے حوالے سے یہ روایت ''مرفوع'' حدیث کے طور پر نقل کی ہے۔

من كتم على غال فهو مثله

''جو شخص کسی خیانت کرنے والے کو چھپائے گا وہ اس کی مانند ہوگا''۔

اور یہ روایت بھی نقل کی ہے:

نهانا رسول الله صلى الله عليه وسلم ان نتلا عن بلعنة الله او بالنار

''نبی اکرم ﷺ نے ہمیں اس بات سے منع کیا ہے کہ ہم کسی پر لعنت بھیجتے ہوئے اللہ کی یا جہنم کی لعنت بھیجیں''۔

اور یہ روایت بھی نقل کی ہے:

اذا كان احدكم سابا صاحبه لا مجالة فلا يفتر عليه ولا يسب والده، فان كان يعلم فليقل انك جبان، انك بخيل

"اگر کسی شخص نے لازمی اپنے کسی ساتھی کو برا کہنا ہو تو وہ اس پر جھوٹا الزام نہ لگائے اور اس کے باپ کو گالی نہ دے۔ اگر اسے پتہ ہو کہ اس میں یہ خامی ہے تو پھر یہ کہہ دے تم بزدل ہو یا بخیل ہو"۔

۷۴۴-اسحاق بن حارث کوفی

انہوں نے عامر بن سعد، نعمان ابن سعد سے روایات نقل کی ہیں۔

امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ اور دیگر حضرات نے انہیں "ضعیف" قرار دیا ہے۔

ان سے ان کے صاحبزادے عبدالرحمٰن بن اسحاق نے روایات نقل کی ہیں۔

امام ابن حبان رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: مجھے یہ نہیں معلوم کہ روایات میں خلط ملط کرنے کا عمل اس کی طرف سے ہوا یا اس کے بیٹے کی طرف سے ہوا۔

انہوں نے اپنی سند کے ساتھ حضرت کردم بن ابی السائب انصاری سے یہ روایت نقل کی ہے۔

قال: خرجت مع ابى الى المدينة فى حاجة فآوانا المبيت الى راع، فلما انتصف الليل جاء الذئب فاخذ حملا، فوثب فقال: ياعامر الوادى جارك، ياعامر الوادى جارك، فاذا مناد لا نراه يقول: ياسرحان ارسله، فجاء الحمل يشتد حتى دخل فى الغنم لم تصبه كدمة، فانزل الله : وانه كان رجال من الانس يعوذون برجال من الجن فزادوهم رهقا

"وہ بیان کرتے ہیں میں اپنے والد کے ساتھ مدینہ منورہ کسی کام کے سلسلے میں گیا' تو ہم رات کے وقت ایک چرواہے کے پاس ٹھہرے جب نصف رات گزر گئی' تو ایک بھیڑیا آیا اور اس نے بکریوں کے باڑے پر حملہ کیا تو وہ بولا: اے اس آبادی کو آباد کرنے والے تمہارا پڑوسی' اے اس آبادی کو آباد کرنے والے تمہارا پڑوسی' تو وہاں کوئی شخص بلند آواز میں کہہ رہا تھا' لیکن ہمیں وہ نظر نہیں آیا وہ کہہ رہا تھا اے سرحان اسے چھوڑ دو' پھر ایک حمل آیا اور بکریوں میں داخل ہو گیا انہیں کوئی نقصان نہیں پہنچا' تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل کی:

"اور انسانوں سے تعلق رکھنے والے کچھ افراد جنات سے تعلق رکھنے والے کچھ افراد سے پناہ مانگتے ہیں تو اس بات نے ان جنات کی سرکشی میں اضافہ کر دیا"۔

۷۴۵-اسحاق بن حارث

یہ دمشق کے رہنے والے عمر رسیدہ شخص ہیں۔ ان کا دعویٰ ہے کہ انہوں نے حضرت ابودرداء رضی اللہ عنہ کی زیارت کی ہے۔

ان کے حوالے سے ابراہیم ترجمانی نے روایات نقل کی ہیں' اور ان کی ان سے ملاقات 170 ھ کے آس پاس ہوئی ہو گی' لہٰذا اس طرح کے مجہول راوی کی روایات قبول نہیں کی جا سکتی ہیں۔

۷۴۶-اسحاق بن حازم (ق)

ایک قول کے مطابق: ابن ابی حازم مدنی ہیں۔

ان سے عبدالرحمٰن بن مہدی نے روایات نقل کی ہیں۔

امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: میرے علم کے مطابق یہ بھلے آدمی تھے۔

ابوالفتح ازدی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں: یہ قدریہ کا عقیدہ رکھتے تھے۔

۷۴۷-اسحاق بن حسن حربی

یہ ''ثقہ'' اور ''حجت'' ہیں۔

انہوں نے ہوذة، حسین بن محمد، قعنبی سے احادیث کا سماع کیا ہے اور ان سے نجاد، ابوبکر شافعی، قطیعی نے روایات نقل کی ہیں۔

ابراہیم حربی' جوان کے رفیق ہیں اور امام دارقطنی رحمۃ اللہ علیہ نے انہیں ''ثقہ'' قرار دیا ہے۔

جہاں تک ابن منادی کا تعلق ہے' تو وہ یہ کہتے ہیں: لوگوں نے اس کے حوالے سے احادیث نوٹ کی تھیں' لیکن پھر انہیں ناپسندیدہ قرار دیا کیوں کہ یہ بین السطور میں ''مرسل'' روایات شامل کر دیتے ہیں جن سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ یہ موضوع ہیں۔

۷۴۸-اسحاق بن حمدان نیشاپوری

انہوں نے بلخ میں رہائش اختیار کی تھی۔

انہوں نے حمزہ بن نوح کے حوالے سے عجیب وغریب اور ''منکر'' روایات نقل کی ہیں اور ان سے ابواسحاق مزکی نے روایات نقل کی ہیں۔

ابوعلی نیشاپوری نے انہیں ''ثقہ'' قرار دیا ہے۔

۷۴۹-اسحاق بن خالد

انہوں نے اپنے والد کے حوالے سے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے ''منکر'' روایات نقل کی ہیں' ابن عدی کے قول کے مطابق یہ راوی ''مجہول'' ہے۔

۷۵۰-اسحاق بن خالد

انہوں نے ابوداؤد طیالسی سے روایات نقل کی ہیں۔

اس نے ایک گھڑی ہوئی حدیث نقل کی ہے' جس کا متن یہ ہے'' قرآن مخلوق نہیں ہے''

۷۵۱-اسحاق بن خالد بن یزید بالسی

اس نے ''منکر'' روایات نقل کی ہیں' جو اس کے ''ضعیف'' ہونے پر دلالت کرتی ہیں۔ یہ ابواحمد بن عدی کا قول ہے۔

وہ فرماتے ہیں مجھے یہ اتفاق نہیں ہوسکا کہ میں اس کی روایات میں سے کوئی چیز نقل کرتا۔
(امام ذہبی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:) میں یہ کہتا ہوں: یہ وہ راوی ہے جو اپنے والد کے حوالے سے روایات نقل کرتے ہیں۔

۷۵۲- اسحاق بن خلیفہ

انہوں نے عاصم بن بہدلہ سے روایات نقل کی ہیں۔
یہ "مجہول" ہے۔

۷۵۳- اسحاق بن راشد جندی

یہ "صدوق" ہیں۔
انہوں نے میمون بن مہران، زہری سے اور ان سے موسیٰ بن اعین اور ایک جماعت نے روایات نقل کی ہیں۔
یحییٰ بن معین رحمۃ اللہ علیہ نے انہیں "ثقہ" قرار دیا ہے۔
امام نسائی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا ہے: اس میں کوئی حرج نہیں ہے۔
ابن خزیمہ کہتے ہیں: اس کی نقل کردہ روایات کو دلیل کے طور پر پیش نہیں کیا جاسکتا۔

۷۵۴- اسحاق بن رافع

انہوں نے صفوان بن سلیم سے روایات نقل کی ہیں۔
امام ابوحاتم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ "قوی" نہیں ہے۔

۷۵۵- اسحاق بن الربیع بصری، ابوحمزہ عطار

انہوں نے ابن سیرین سے اور ان سے شیبان، طالوت اور ایک گروہ نے روایات نقل کی ہیں۔
شیخ فلاس نے انہیں "ضعیف" قرار دیا ہے۔
امام ابوحاتم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: ان کی نقل کردہ احادیث تحریر کی جائیں گی۔
شیخ ابن عدی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ "ضعیف" ہے۔
انہوں نے اپنی سند کے ساتھ حضرت اُبی بن کعب رضی اللہ عنہ سے یہ روایت نقل کی ہے۔

قال: كان آدم عليه السلام كأنه نخلة سحوق

"حضرت آدمؑ ایسے تھے جیسے کھجور کا وہ درخت ہوتا ہے جو آبادی سے الگ ہو"۔
(امام ذہبی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:) میں یہ کہتا ہوں: اس مفہوم کی روایت صحیح میں منقول ہے۔

۷۵۶- اسحاق بن الربیع عصفری کوفی

انہوں نے علاء بن مسیب اور ان کے طبقے کے افراد سے روایات نقل کی ہیں۔

ابن عدی نے ان کا تذکرہ کیا ہے اور ان کے حوالے سے دو غریب روایات نقل کی ہیں۔ ان میں سے ایک کا متن یہ ہے:

كل معروف صدقة

''ہر نیکی صدقہ ہے''۔

یہ روایت ان کے حوالے سے احمد بن بدیل نے نقل کی ہے اگر اللہ نے چاہا' تو اسحاق نامی یہ راوی ''صدوق'' ہوگا۔

۷۵۷-اسحاق بن رفیع ذماری

انہوں نے ابن جریج سے روایات نقل کی ہیں۔

ان سے ایک مجہول راوی نے روایات نقل کی ہیں۔ یہ ابن ابی حاتم کا قول ہے۔

۷۵۸-اسحاق بن سعد بن کعب بن عجرۃ انصاری

انہوں نے اپنی سند کے ساتھ' اپنے والد اور دادا کے حوالے سے یہ روایت نقل کی ہے۔

من اقام الصلاة (الحديث)

''جو شخص نماز قائم کرے''۔

ان سے عبدالرحمٰن بن نعمان نے روایات نقل کی ہیں۔ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے ان کا تذکرہ کتاب ''الضعفاء'' میں کیا ہے۔

یہ روایت سعد بن اسحاق بن کعب نے محمد بن یحییٰ کے حوالے سے ابن محیریز سے نقل کی ہے اگر' ان کی مراد سعد بن اسحاق بن کعب بن عجرہ ہے' تو یہ راوی ''ثقہ'' ہے' جس کے حوالے سے امام مالک رحمۃ اللہ علیہ اور یحییٰ بن سعید قطان نے احادیث نقل کی ہیں۔ جہاں تک اسحاق بن سعد کا تعلق ہے' تو یہ نہیں پتہ چل سکا یہ کون ہے؟ یا یہ ہو سکتا ہے کہ اس کا کوئی وجود نہ ہو' بلکہ میں تو یہ سمجھ سکتا ہوں کہ عبدالرحمٰن بن نعمان نے اس کا نام تبدیل کر دیا ہے یہی وجہ ہے کہ اس راوی کا تذکرہ عام طور پر ان حضرات نے نہیں کیا جنہوں نے ''ضعیف'' راویوں کے بارے میں کتابیں تحریر کی ہیں۔ باقی اللہ بہتر جانتا ہے۔

۷۵۹-اسحاق بن سالم (د)

یہ راوی معروف نہیں۔

انیس بن ابو یحییٰ نے اس راوی کے حوالے سے بکر بن مبشر سے یہ بات نقل کی ہے وہ فرماتے ہیں:

كنت اغدو مع رسول الله صلى الله عليه وسلم الى المصلى يوم العيد

''میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ عید کے دن عید گاہ کی طرف گیا''۔

تاہم ابن سکن کا کہنا ہے اس کی سند صالح ہے۔ اسحاق اور بکر نامی دونوں راویوں کی اس روایت کے علاوہ اور کوئی شناخت نہیں ہو سکی۔

(امام ذہبی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:) میں یہ کہتا ہوں: اسحاق اور بکر نامی راویوں کی اس روایت کے علاوہ شناخت نہیں ہو سکی۔

۷۶۰-اسحاق بن سعد بن عبادۃ

ان کے حوالے سے ایک روایت منقول ہے' لیکن ان کا تعارف حاصل نہیں ہوسکا۔ میں نے اپنی اس کتاب میں ان تمام راویوں کا ذکرنہیں کیا جن کی شناخت نہیں ہوسکی' بلکہ میں نے ان میں سے کئی ایک کا ذکر کیا ہے اور پوری کوشش کی ہے کہ ان تمام راویوں کا ذکر کر دوں جن کے بارے میں شیخ ابوحاکم نے یہ کہا ہے کہ یہ ''مجہول'' ہے۔اس راوی نے اپنے والد سعد کے حوالے سے احادیث نقل کی ہیں' جب کہ ان سے سعید صراف نے اور بات نقل کی ہیں۔

۷۶۱-اسحاق بن سعد

مجھے نہیں معلوم یہ کون ہیں۔

امام دارقطنی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ شامی ہے اور ''منکرالحدیث'' ہے۔

۷۶۲-اسحاق بن سعید بن ارکون

انہوں نے خلیلد بن دعلج سے روایات نقل کی ہیں۔

امام دارقطنی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ ''منکرالحدیث'' ہے۔

امام ابوحاتم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ ''ثقہ'' نہیں ہے۔

۷۶۳-اسحاق بن سعید بن جبیر

انہوں نے اپنے والد سے روایات نقل کی ہیں اور یہ راوی ''مجہول'' ہے۔

۷۶۴-اسحاق بن شاکر

انہوں نے قتادہ سے روایات نقل کی ہیں۔

امام ابوحاتم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: میں اس سے واقف نہیں ہوں اور راوی ''مجہول'' ہے۔

۷۶۵-اسحاق بن صباح اشعثی

انہوں نے عبدالملک بن عمیر سے روایات نقل کی ہیں۔

یحییٰ بن معین' امام دارقطنی رحمۃ اللہ علیہ اور ان دونوں کے علاوہ دیگر حضرات نے انہیں ''ضعیف'' قرار دیا ہے۔انہوں نے جو روایات نقل کی ہیں وہ بہت کم ہیں۔

ان سے خریبی نے روایات نقل کی ہیں۔

۷۶۶-اسحاق بن صدقہ

امام حاکم رحمۃ اللہ علیہ کا کہنا ہے کہ امام دارقطنی رحمۃ اللہ علیہ نے انہیں ''ضعیف'' قرار دیا ہے۔

۷۶۷-اسحاق بن صلت

انہوں نے امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کے حوالے سے ایک ایسی روایت نقل کی ہے' جو انتہائی ''منکر'' ہے اور اس کی سند تاریک ہے۔ یہ بات خطیب بغدادی نے اپنی کتاب میں ذکر کی ہے' جس میں امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کے حوالے سے روایت کرنے والوں کا تذکرہ ہے۔

۷۶۸-اسحاق بن ابی طریفہ

انہوں نے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایات نقل کی ہیں۔

ان سے یعقوب بن محمد نے روایات نقل کی ہیں۔

یہ راوی ''مجہول'' ہے۔

۷۶۹-اسحاق بن عبداللہ بن ابی فروۃ مدنی (د،ت،ق)

یہ عثمان بن عفان کی آل کا غلام ہے۔

انہوں نے مجاہد، نافع اور ایک گروہ سے اور ان سے ولید بن مسلم، ابن سابور نے روایات نقل کی ہیں۔

ان کے حوالے سے عبدالسلام بن حرب نے یہ بات بیان کی ہے:

''ایک مرتبہ حضرت معاویہ نے ہمیں خطبہ دیا اس وقت انہوں نے سبز رنگ کی چادر اوڑھی ہوئی تھی''۔

یہ روایت بھی منقول ہے کہ زہری نے اسحاق کو یہ روایت بیان کرتے ہوئے سنا: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: زہری نے ان سے کہا: اے ابن ابوفروہ! اللہ تعالیٰ تمہیں برباد کرے تم اللہ کے بارے میں کیسی جرأت کا مظاہرہ کر رہے ہو کیا تم حدیث کی سند بیان نہیں کرتے ہو۔ تم ایسی حدیثیں بیان کر رہے ہو جن کا کوئی سر پیر نہیں ہے۔

امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: محدثین نے انہیں ''متروک'' قرار دیا ہے۔

امام احمد نے ان کی روایات (نقل کرنے سے) منع کیا ہے۔ شیخ جوزجانی فرماتے ہیں: میں نے امام احمد کو یہ کہتے ہوئے سنا ہے: میرے نزدیک اسحاق بن ابوفروہ کے حوالے سے روایت کرنا جائز نہیں ہے۔

امام ابوزرعہ رازی اور دیگر حضرات فرماتے ہیں: یہ راوی ''متروک'' ہے۔

ان کا انتقال 144 ہجری میں ہوا۔

(امام ذہبی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:) میں یہ کہتا ہوں: میں نے ایسا کوئی شخص نہیں دیکھا جس نے ان کا ساتھ دیا ہو۔

یحییٰ بن معین رحمۃ اللہ علیہ اور دیگر حضرات کا کہنا ہے: ان کی نقل کردہ احادیث تحریر نہیں کی جائیں گی۔

ابن عدی نے ان کے حوالے سے منکر روایات نقل کی ہیں۔ ان میں سے ایک روایت درج ذیل ہے:

انہوں نے اپنی سند کے ساتھ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے حوالے سے یہ روایت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمان کے طور پر نقل کی ہے۔

الصحة تمنع الرزق، او قال : بعض الرزق

''تندرستی رزق کوروک دیتی ہے''۔(راوی کوشک ہے شاید یہ الفاظ ہیں) کچھ رزق کوروک دیتی ہے''۔

انہوں نے اپنی سند کے ساتھ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کے حوالے سے یہ روایت ''مرفوع'' حدیث کے طور پر نقل کی ہے۔

لا يقطع الصلاة لا كلب ولا حمار ولا امرأة، ادرأ ما استطعت ولاطمه فانما تلاطم شيطانا

''نماز کو کوئی کتا گدھا یا عورت آگے سے گزر کر نہیں توڑتے ہیں البتہ جہاں تک تم سے ہو سکے انہیں پرے کرنے کی کوشش کرو اوران سے جھگڑا کرو کیوں کہ اس صورت میں تم شیطان سے جھگڑا کرو گے''۔

اس نے اپنی سند کے یہ روایت بھی نقل کی ہے کہ ایک شخص نے اپنے غلام کو قتل کر دیا تھا تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے ایک سو کوڑے لگوائے تھے اس روایت کو عبدالحق نے اپنی کتاب ''الاحکام'' میں نقل کیا ہے۔

انہوں نے اپنی سند کے ساتھ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کے حوالے سے یہ روایت ''مرفوع'' حدیث کے طور پر نقل کی ہے۔

من بدل دينه فاضربوا عنقه

''جو شخص اپنے دین کو تبدیل کرے اس کی گردن اڑا دو''۔

انہوں نے اپنی سند کے ساتھ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کے حوالے سے یہ روایت ''مرفوع'' حدیث کے طور پر نقل کی ہے۔

من اشترى سرقة وهو يعلم فقد شرك في عارها واثمها

''جو شخص چوری شدہ چیز کو خریدے اور وہ یہ بات جانتا ہو تو وہ اس کی شرمندگی اور گناہ میں شریک ہو جائے گا''۔

ابن عدی نے اس کے حوالے سے یہ تمام روایات نقل کر کے فرماتے ہیں: میں نے جو روایات ذکر کی ہیں ان کی اسانید اور بعض روایات کے متون کی متابعت نہیں کی گئی ہے۔

انہوں نے اپنی سند کے ساتھ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کے حوالے سے یہ روایت ''مرفوع'' حدیث کے طور پر نقل کی ہے۔

لا يعجبكم اسلام امرء حتى تعلموا ما عقدة عقله

''تمہیں کسی شخص کا اسلام اس وقت تک پسند نہ آئے جب تک تم یہ نہیں جان لیتے کہ اس کی عقل کی گرہ کیا ہے''۔

۷۷۰-اسحاق بن عبداللہ بن ابوالمہاجر

یہ ولید بن مسلم کے استاد ہیں۔دمشق کے رہنے والے ہیں اور معروف نہیں۔

۷۷۱-اسحاق بن عبداللہ بن کیسان مروزی

یہ عبدالعزیز ابن غیب کے استاد ہیں۔

ابواحمد حاکم نے انہیں ''لین'' قرار دیا ہے۔

۷۷۲-اسحاق بن عبداللہ، ابویعقوب دمشقی

انہوں نے ہشام بن عروہ سے روایات نقل کی ہیں۔

شیخ ابوالفتح ازدی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ راوی ''ذاہب الحدیث'' ہے۔

۷۷۳-اسحاق بن عبدالرحمٰن شامی

انہوں نے عطاء خراسانی سے روایات نقل کی ہیں۔

شیخ ابوالفتح ازدی رحمۃ اللہ علیہ نے انہیں ''ضعیف'' قرار دیا ہے۔

۷۷۴-اسحاق بن عبدالواحد قرشی موصلی

انہوں نے امام مالک رحمۃ اللہ علیہ سے روایات نقل کی ہیں۔

ابوعلی الحافظ فرماتے ہیں: یہ راوی ''متروک الحدیث'' ہے۔

انہوں نے اپنی سند کے ساتھ حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ کے حوالے سے یہ روایت ''مرفوع'' حدیث کے طور پر نقل کی ہے۔

النظرة سهم من سهام ابليس مسموم، فمن تركها لله آتاه الله ايمانا يجد حلاوته فى قلبه

''نظر (یعنی دیکھنا) شیطان کے زہر میں بجھے ہوئے تیروں میں سے ایک تیر ہے سو جو شخص اللہ تعالیٰ کی رضا کے لیے اسے چھوڑ دیتا ہے اللہ تعالیٰ اسے ایمان نصیب کرتا ہے، جس کی حلاوت وہ اپنے دل میں محسوس کرتا ہے''۔

عبدالرحمٰن بن احمد موصلی کہتے ہیں: میں اس سے واقف نہیں ہوں۔

انہوں نے اپنی سند کے ساتھ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کے حوالے سے یہ روایت ''مرفوع'' حدیث کے طور پر نقل کی ہے۔

اسرى بى البارحة جبرائيل، فادخلنى الجنة الحديث،

''کل رات جبرائیل مجھے اپنے ساتھ سیر پر لے گئے وہ مجھے جنت میں لے گئے''۔

خطیب بغدادی فرماتے ہیں: اس روایت میں خامی عبدالرحمٰن نامی راوی میں ہے، پھر انہوں نے یہ فرمایا ہے: اسحاق ابن عبدالواحد موصلی اس میں کوئی حرج نہیں ہے۔

(امام ذہبی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:) میں یہ کہتا ہوں: بلکہ یہ ''واہی الحدیث'' تھے۔

۷۷۵-اسحاق بن عمر

انہوں نے موسیٰ بن وردان سے روایات نقل کی ہیں اور ''مجہول'' ہے۔

۷۷۶-اسحاق بن عمر

انہوں نے سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت نقل کی ہے۔

امام دارقطنی رحمۃ اللہ علیہ نے اسے متروک قرار دیا ہے۔

اس راوی نے سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے یہ روایت نقل کی ہے۔

ما صلى رسول الله صلى الله عليه وسلم صلاة لوقتها الآخر (الا) مرتين

''نبی اکرم ﷺ نے کبھی بھی کوئی نماز اس کے آخری وقت میں ادا نہیں کی' صرف دو مرتبہ ایسا ہوا''۔

اس راوی کے حوالے سے سعید بن ہلال نے روایت نقل کی ہے۔

۷۷۷-اسحاق بن عنبر

انہوں نے سفیان ثوری کے شاگردوں سے روایات نقل کی ہیں۔

ازدی نے انہیں جھوٹا قرار دیا ہے اور کہا ہے: اس کے حوالے سے روایت کرنا جائز نہیں ہے۔

۷۷۸-اسحاق بن عنبسہ

میں نے امام ابواسحاق شیرازی کی کتاب ''مسائل خلاف'' میں پڑھا ہے یہ راوی ''ضعیف'' ہے۔

اس راوی کے حوالے سے یہ روایت منقول ہے:

لا یجتمع عشر و خراج ''عشر اور خراج اکٹھے نہیں ہو سکتے''۔

تاہم درست یہ ہے کہ اس روایت کا راوی یحییٰ بن عنیسہ ہے۔

۷۷۹-اسحاق بن فرات قاضی مصر (س)

یہ ''صدوق'' اور فقیہ ہیں' میں نے ان کا ذکر اس لیے کیا ہے' کیوں کہ دیگر حضرات نے ان کا ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ ان کی شناخت نہیں ہو سکی اور اس سے مراد ابو حاتم کا قول ہے: یہ بزرگ ہیں' جو مشہور نہیں ہیں' البتہ ان کے بارے میں ابوسعید بن یونس کا کہنا ہے ان کی نقل کردہ روایات میں ایسی صورت جھوٹ ہے جیسے وہ مقلوب روایات ہوں۔

محمد بن عبداللہ کہتے ہیں: میں نے ان سے زیادہ فضلیت والا فقیہ نہیں دیکھا۔ شیخ عبدالحق نے ان کے حوالے سے نقل کردہ ایک روایت جسے نقل کرنے میں وہ منفرد ہیں وہ روایت انہوں نے اپنی سند کے ساتھ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے نقل کی ہے۔

''نبی اکرم ﷺ نے قسم اٹھانے پر حقدار کے حق کو لوٹا دیا تھا''۔

سلیمانی کہتے ہیں: اسحاق بن فرات منکر الحدیث ہے۔

(امام ذہبی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:) میں یہ کہتا ہوں: ان کا انتقال 200ھ ہجری کے بعد ہوا۔

۷۸۰-اسحاق بن کثیر

انہوں نے تابعین سے روایات نقل کی ہیں۔

شیخ ابوالفتح ازدی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: ان کی نقل کردہ احادیث تحریر نہیں کی جائیں گی۔

ان کے حوالے سے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے ایک منکر روایت منقول ہے۔

۷۸۱-اسحاق بن کعب

انہوں نے موسیٰ بن عمیر سے روایات نقل کی ہیں۔

شیخ ابوالفتح ازدی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ ''منکر الحدیث'' ہے۔

۷۸۲- اسحاق بن کعب (د، ت، س) بن عجرۃ

یہ تابعی ہیں اور مستور الحال ہیں۔ انہوں نے اپنے والد سے اور ان کے حوالے سے ان کے صاحبزادے سعد نے روایات نقل کی ہیں۔

یہ راوی اس روایت کو نقل کرنے میں منفرد ہیں۔

سنة المغرب، عليكم بها في البيوت

''مغرب کی سنتوں کے بارے میں تم پر لازم ہے کہ تم انہیں گھر میں ادا کرو''۔

یہ روایت انتہائی غریب ہے البتہ سنن ابوداؤد' سنن نسائی اور جامع ترمذی میں منقول ہے۔

۷۸۳- اسحاق بن مالک شنی

یہ بصری ہیں اور محمد بن خلاد نے ان سے احادیث نقل کرنے سے منع کیا ہے۔ یہ ازدی کا قول ہے۔

۷۸۴- اسحاق بن مالک حضرمی

یہ شام کے رہنے والے ہیں اور بقیہ کے اساتذہ میں سے ہیں۔ شیخ ابوالفتح ازدی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ ''ضعیف'' ہے۔

امام دارقطنی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی سند کے ساتھ اس راوی کے حوالے سے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کے حوالے سے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان نقل کیا ہے۔

من حلف احدا بيمين فاثمه على الذى لم يبره

''جو شخص کسی دوسرے کو قسم دیدے' تو اس کا گناہ اس شخص کے ذمے ہوگا جس نے اسے پورا نہیں کیا''۔

۷۸۵- اسحاق بن محمد نخعی الاحمر

یہ جھوٹا' غالی اور بے دین ہے۔

انہوں نے عبیداللہ بن محمد عیشی، ابراہیم بن بشار رمادی سے اور ان سے ابن مرزبان، ابوسہل قطان اور ایک جماعت نے روایات نقل کی ہیں۔

خطیب بغدادی فرماتے ہیں: عبدالواحد کہتے ہیں کہ میں نے اسحاق بن محمد نخعی کو یہ کہتے ہوئے سنا ہے: یہ راوی بد مذہب تھا اور یہ کہتا تھا حضرت علی رضی اللہ عنہ خدا ہیں۔ یہ پھلبہری پر کوئی ایسا تیل لگاتا تھا جو اسے ختم کردیتا تھا اس لیے اس کا نام 'احمر' رکھا گیا۔

انہوں نے یہ بات بھی بیان کی ہے: مدائن میں ایک گروہ ہے جو خود کو اس کی طرف منسوب کرتا ہے انہیں ''اسحاقیہ'' کہا جاتا ہے۔

خطیب بغدادی فرماتے ہیں: میں نے کسی شیعہ سے اسحاق کے بارے میں دریافت کیا تو اس نے مجھے وہی جواب دیا جو اس کے بارے میں عبدالواحد نے بیان کیا ہے۔

(امام ذہبی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:) میں یہ کہتا ہوں: علم جرح کے ماہرین نے اپنی کتابوں میں اس کا شمار ''ضعیف'' راویوں میں نہیں کیا اورانہوں نے بالکل ٹھیک کیا ہے' کیوں کہ یہ راوی زندیق تھا۔

ابن جوزی نے ان کا تذکرہ کیا ہے اور کہا ہے: یہ جھوٹا تھا اور غالی رافضی تھا۔

(امام ذہبی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:) میں یہ کہتا ہوں: رافضی ہرگز یہ نہیں کہتے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ ہی خدا ہیں' بلکہ جو شخص اس عقیدے تک پہنچ جائے وہ کافر اور ملعون ہے اور عیسائیوں کا بھائی ہے اور یہ عیسائیوں کا ہی تحفہ ہے۔

انہوں نے اپنی سند کے ساتھ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کا یہ بیان نقل کیا ہے۔

قال علي: رأيت النبي صلى الله عليه وسلم عند الصفا وهو مقبل على شخص في صورة الفيل وهو يلعنه، فقلت: من هذا الذى تلعنه يارسول الله ؟ فقال: هذا الشيطان الرجيم فقلت: والله ياعدو الله لاقتلنك ولا ريحن الامة منك قال: ما هذا جزائي منك قلت:وما جزاؤك مني ياعدو الله ! قال: والله ما ابغضك احد قط الا شركت اباه في رحم امه

''حضرت علی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں ایک مرتبہ میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو صفا کے پاس دیکھا آپ صلی اللہ علیہ وسلم ایک ایسے شخص کی طرف آرہے تھے' جس کا چہرہ ہاتھی کی مانند تھا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس پر لعنت کررہے تھے' میں نے دریافت کیا: یارسول اللہ! آپ صلی اللہ علیہ وسلم یہ کس شخص پر لعنت کررہے تھے؟' تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: یہ مردود شیطان ہے۔ میں نے عرض کی اللہ کی قسم! اللہ کے دشمن میں تمہیں ضرور قتل کردوں گا اور امت کو تجھ سے نجات دلوا دوں گا' تو اس نے کہا: کیا آپ کی طرف سے مجھے یہی بدلہ ملے گا' تو میں نے کہا' پھر تمہیں میری طرف سے اور کیا بدلہ ملنا چاہئے؟ اے اللہ کے دشمن! تو وہ بولا: اللہ کی قسم! جو شخص آپ کے ساتھ (یعنی حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ساتھ) بغض رکھے گا اس کی ماں کے رحم میں' میں اس کے باپ کے ساتھ شریک ہو جاؤں گا''۔

ہوسکتا ہے کہ یہ اسحاق احمر کی ایجاد کردہ روایت ہو' تو اسے نقل کرنا دوبارہ گناہ ہے' میں اللہ کی عظیم ذات سے مغفرت طلب کرتا ہوں۔ میں نے اس کے حوالے سے یہ روایت اس لیے نقل کی ہے تاکہ اس کی حالت کے کمتر ہونے کا اظہار کرسکوں۔ اس سے کسی چور نے اس کی (اسناد یا جمع کردہ روایات) چوری کرلی تھیں تو اس نے ان کے لیے سندیں ایجاد کرلی تھیں۔

خطیب بغدادی نے اپنی سند کے ساتھ اس کے حوالے سے حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ روایت نقل کی ہے وہ بیان کرتے ہیں:

قال: بينا نحن بفناء الكعبة ورسول الله صلى الله عليه وسلم يحدثنا اذ خرج علينا مما يلي الركن اليماني شيء كاعظم ما يكون من الفيلة، فتفل رسول الله صلى الله عليه وسلم، وقال: لعنت. فقال علي: ما هذا يارسول الله ؟ قال: هذا ابليس قال: فوثب اليه، فقبض على ناصيته وجذبه فازاله عن موضعه، وقال: يا رسول الله، اقتله ؟ قال: او ما علمت انه قد انظر، فتركته فوقف ناحية، ثم

قال: مالي ولك يابن ابي طالب ! والله ما ابغضك احد الا قد شاركت اباه فيه وذكر الحديث

''ایک مرتبہ ہم لوگ خانہ کعبہ کی عمارت کے پاس موجود تھے' نبی اکرم ﷺ ہمارے ساتھ بات چیت کر رہے تھے۔ اسی دوران رکن یمانی کی طرف سے ایک چیز ہمارے سامنے آئی جو ہاتھی سے بڑی تھی' تو اس کا آنا نبی اکرم ﷺ پر بہت گراں گزرا' آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''تم پر لعنت کی گئی ہے'' حضرت علی رضی اللہ عنہ نے عرض کی: یارسول اللہ! یہ کیا چیز ہے؟ نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: یہ شیطان ہے' تو حضرت علی رضی اللہ عنہ اس کی طرف بڑھے اور انہوں نے اسے اس کی پیشانی سے پکڑ کر کھینچا' تو وہ اپنی جگہ سے ہٹ گیا۔ حضرت علی نے عرض کی یارسول اللہ! میں اسے قتل کر دوں؟ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: کیا تمہیں معلوم نہیں ہے کہ اسے مہلت دی جا چکی ہے (حضرت علی رضی اللہ عنہ کہتے ہیں:) تو میں نے اسے چھوڑ دیا وہ ایک کنارے میں جا کہ کھڑا ہو گیا اور پھر بولا: اے ابوطالب کے صاحبزادے! میرا آپ رضی اللہ عنہ کے ساتھ کیا جھگڑوں' اللہ کی قسم! جو آپ رضی اللہ عنہ سے بغض رکھے گا میں اس کے بارے میں اُس کے باپ کے ساتھ حصے دار بن جاؤں گا۔''

اس کے بعد راوی نے پوری حدیث ذکر کی ہے اس حدیث کے تمام راوی ''ثقہ'' ہے صرف ابن ابوالازہر ''ثقہ'' نہیں ہیں اور اس روایت کا وبال اسی کے ذمہ ہوگا۔

خطیب بغدادی نے اپنی تاریخ میں اپنی سند کے ساتھ کمیل بن زیادہ کا یہ بیان نقل کیا ہے:

اخذ بيدي امير المؤمنين علي، فخرجنا الى الجبان الحديث

''امیر المومنین حضرت علی رضی اللہ عنہ نے میرا ہاتھ تھاما اور ہم لوگ جبان کی طرف نکل گئے''۔

حسن بن یحییٰ نے غالیوں کی تردید میں اپنی کتاب میں یہ بات تحریر ہے:

''ہمارے زمانے میں غلو میں جس شخص نے انتہا پسندی اختیار کی وہ اسحاق بن محمد احمر ہے' جو اس بات کا دعوے دار ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ ہی اللہ ہیں۔ پھر انہوں نے حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ اور پھر امام حسین رضی اللہ عنہ میں ظہور کیا اور حضرت علی رضی اللہ عنہ ہی وہ شخصیت ہیں جنہوں نے حضرت محمد ﷺ کو معبوث کیا''۔

انہوں نے اپنی کتاب میں یہ بات بھی تحریر کی ہے اگر یہ لوگ ایک ہزار ہوں' تو بھی ایک ہی ہوں گے۔ آگے چل کر انہوں نے یہ بات کہی ہیں: انہوں نے توحید کے بارے میں ایک کتاب بھی تحریر کی ہے' جس میں جنون (پاگل پن) اور تخلیط (دو چیزوں کو ایک دوسرے میں خلط ملط کر دینا) ہے۔

(امام ذہبی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:) میں یہ کہتا ہوں: بلکہ انہوں نے زندیقوں اور قرمطیوں کا سا طرز عمل اختیار کیا ہے۔

۷۸۶-اسحاق بن محمد (خ، ق، ت) بن اسماعیل بن عبداللہ بن ابی فروۃ ابویعقوب الفروی مدنی

انہوں نے مالک، محمد بن جعفر بن ابی کثیر اور ان دونوں کے طبقے کے افراد سے اور ان سے بخاری اور ذہلی نے روایات نقل کی ہیں۔

مختصر یہ کہ یہ ''صدوق'' ہیں اور علم حدیث کے ماہر ہیں۔

امام ابوحاتم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ ''صدوق'' ہے۔ ان کی بینائی رخصت ہوگئی تھی اس لیے بعض اوقات انہیں تلقین کرنی پڑتی تھی

تاہم ان کی تحریرات درست ہیں۔

دوسرے قول کے مطابق: یہ اضطراب کا شکار ہو جاتا ہے۔

عقیلی فرماتے ہیں: اس نے امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کے حوالے سے کئی ایسی احادیث نقل کی ہیں جن کی متابعت نہیں کی گئی ہے۔

ابن حبان رحمۃ اللہ علیہ نے ان کا تذکرہ ''الثقات'' میں کیا ہے۔

امام نسائی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا ہے: یہ ''ثقہ'' نہیں ہے۔

امام دارقطنی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: انہیں متروک قرار نہیں دیا جائے گا۔ انہوں نے یہ بھی کہا ہے: یہ ''ضعیف'' ہیں۔

اس کے حوالے سے امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے روایت نقل کی ہے اور علم جرح کے ماہرین نے اس حوالے سے ان پر توبیخ کی ہے۔ اسی طرح امام ابوداؤد رحمۃ اللہ علیہ نے بھی ان کا تذکرہ کیا ہے اور انہیں انتہائی واہی قرار دیا ہے۔ تاہم انہوں نے امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کے حوالے سے واقعہ افک کے بارے میں جو روایت نقل کی ہے ہم اسے درست قرار دیتے ہیں۔

(امام ذہبی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:) میں یہ کہتا ہوں: امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کے حوالے سے جو روایات نقل کرنے میں یہ منفرد ہے ان میں سے ایک روایت یہ ہے جو انہوں نے اپنی سند کے ساتھ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کے حوالے سے ''مرفوع'' حدیث کے طور پر نقل کی ہے۔

من اقال نادما اقاله الله يوم القيامة

''جو شخص ندامت کا شکار ہو کر اقالہ کرے اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اسے اقالہ کرے گا''۔

اس سے یہ روایت بھی منقول ہے۔

من قتل دون ماله فهو شهيد

''جو شخص اپنے مال کی حفاظت کرتے ہوئے مارا جائے وہ شخص شہید ہے''۔

امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے اس کا سن وفات 226ھ بیان کیا ہے۔

۷۸۷-اسحاق بن محمد بیروتی

انہوں نے امام مالک رحمۃ اللہ علیہ سے روایات نقل کی ہیں اور یہ ''متروک'' ہے۔

اس راوی کی نقل کردہ منکر روایات میں سے ایک وہ روایت ہے جس کو اس نے اپنی سند کے ساتھ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کے حوالے سے نقل کیا ہے وہ بیان کرتے ہیں:

قلت: يارسول الله، ارسل واتوكل! قال: بل قيد وتوكل

''میں نے عرض کی یارسول اللہ! کیا میں اپنے جانور کو کھول کر اللہ تعالیٰ پر توکل کروں؟ تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: نہیں۔ تم اسے باندھ کر پھر توکل کرو''۔

تو یہ روایت اس سند کے حوالے سے جھوٹی ہے ویسے یہ دوسری سند کے ساتھ منقول ہے جس میں کچھ ضعف پایا جاتا ہے۔

۷۸۸-اسحاق بن محمد بن عبید اللہ عرزمی

انہوں نے شریک سے اور ان سے ابوالدرداء مروزی نے روایات نقل کی ہیں۔

ان کے بارے میں کلام کیا گیا ہے۔

۷۸۹-اسحاق بن محمد

انہوں نے سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت نقل کی ہے۔

یہ راوی ''مجہول'' ہے۔

۷۹۰-اسحاق بن محمد (بن خالد) ہاشمی

انہوں نے ابن ابی غرزہ کوفی سے اور ان سے امام حاکم رحمۃ اللہ علیہ نے روایات نقل کی ہیں۔اور ان پر تہمت عائد کی ہے۔

۷۹۱-اسحاق بن محمد بن مروان کوفی قطان

یہ جعفر کے بھائی ہیں۔

امام دارقطنی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: ان دونوں کی نقل کردہ روایات سے استدلال نہیں کیا جاسکتا۔

۷۹۲-اسحاق بن محمد (د) مسیبی مدنی مقری

یہ نافع کے شاگرد ہیں اور یہ ''صالح الحدیث'' ہے۔

انہوں نے ابن ابی ذئب سے روایات نقل کی ہیں۔

ان کا انتقال 206 ہجری میں ہوا۔

ابوالفتح ازدی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں: یہ ''ضعیف'' ہیں اور قدریہ کا عقیدہ رکھتے ہیں

۷۹۳-اسحاق بن حمشاد

ابوالفضل تمیمی نے اس کے حوالے سے ایک روایت نقل کی ہے' جس کو اس نے حیا کی کمی کی وجہ سے خود ایجاد کیا ہے اس کا متن یہ ہے:

يجيء في آخر الزمان رجل يقال له محمد بن كرام تحيا السنة به

''آخری زمانے میں ایک شخص آئے گا جس کا نام محمد بن کرام ہو گا اس کے ذریعے سنت کو زندہ کیا جائے گا''۔

اس نے محمد بن کرام کے بارے میں ایک کتاب بھی تصنیف کی ہے' تو تعریف کرنے والے فرد اور جس شخص کی تعریف کی گئی ہے اس کا آپ خود ہی جائزہ لے سکیں اور اس کی نقل کردہ احادیث کی سند مجہول ہے

۷۹۴-اسحاق بن مرة

انہوں نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایات نقل کی ہیں۔
ابوالفتح ازدی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں: یہ راوی ''متروک الحدیث'' ہے۔

۷۹۵-اسحاق بن ناصح

انہوں نے قیس بن ربیع سے روایات نقل کی ہیں۔
امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ سب سے جھوٹا شخص تھا اور (عثمان) البتی کے حوالے سے ابن سیرین سے امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے موقف کے مطابق روایات نقل کرتا تھا۔
یحییٰ بن معین رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں: یہ راوی ''لیس بشی ء'' ہے۔
امام ابوحاتم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ قیس کے حوالے سے جھوٹی روایات نقل کرتا تھا۔

۷۹۶-اسحاق بن نجیح ملطی

انہوں نے عطاء خراسانی' ابن جریج اور دیگر حضرات سے روایات نقل کی ہیں۔
اس کی کنیت ابوصالح ہے۔ (اور یہ بھی کہا گیا ہے): ابویزید ہے۔
اس سے علی بن حجر، سوید بن سعید، احمد ابن بشار صیرفی، محمد بن منصور طوسی، حسین بن ابی زید دباغ، ابراہیم ابن راشد آدمی نے روایات نقل کی ہیں۔
امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ سب سے بڑا جھوٹا ہے۔
یحییٰ بن معین رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں: یہ جھوٹ کے حوالے سے معروف ہے اور احادیث ایجاد کرتا ہے۔
یعقوب فسوی کہتے ہیں: ان کی نقل کردہ احادیث تحریر نہیں کی جائیں گی۔
امام نسائی رحمۃ اللہ علیہ اور دارقطنی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا ہے: یہ راوی ''متروک'' ہے۔
فلاس کہتے ہیں: یہ صریح طور پر احادیث اپنی طرف سے بنالیتا تھا۔
عقیلی نے اس کا تذکرہ کیا ہے' وہ کہتے ہیں: انہوں نے اپنی سند کے ساتھ سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے حوالے سے یہ روایت ''مرفوع'' حدیث کے طور پر نقل کی ہے۔

ردوا مذمة السائل، لو بمثل رأس الذباب

''سوال کرنے والے کی مذمت لوٹا دو اگرچہ مکھی کے سر کے برابر ہو''۔
(امام ذہبی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:) میں یہ کہتا ہوں: اس حدیث کا راوی یہ والا ملطی نہیں ہے' بلکہ یہ دوسرا شخص ہے اور اس روایت میں خرابی عثمان وقاصی نامی راوی کی طرف سے ہے۔

انہوں نے اپنی سند کے ساتھ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے حوالے سے یہ روایت ''مرفوع'' حدیث کے طور پر نقل کی ہے۔

ان لکل نبی خلیلا من امته، ان خلیلی عثمان

''ہر نبی کا اس کی امت میں سے ایک خلیل ہوتا ہے اور میرا خلیل عثمان ہے''۔

یہ روایت جھوٹی ہے اور اس کی دلیل نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان ہے:

لو کنت متخذا خلیلا من هذه الامة لا تخذت ابا بکر خلیلا

''اگر میں نے اس امت میں سے کسی کو خلیل بنانا ہوتا' تو میں ابوبکر کو خلیل بنالیتا''۔

امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: جیسا کہ ان کے صاحبزادے عبداللہ بن احمد نے ان کے حوالے سے یہ بات نقل کی ہے وہ فرماتے ہیں: اسحاق بن نجیح سب سے جھوٹا شخص ہے یہ البتی اور ابن سیرین کے حوالے سے امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے موقف کے مطابق (جھوٹی روایات) نقل کرتا ہے۔

احمد بن محمد بن قاسم کہتے ہیں: میں نے یحییٰ بن معین رحمۃ اللہ علیہ کو یہ کہتے ہوئے سنا ہے: اسحاق بن نجیح ملطی کذاب ہے۔ یہ اللہ کا دشمن ہے اور انتہائی برا آدمی ہے۔ عبداللہ بن علی بن مدینی کہتے ہیں: میں نے اپنے والد سے اسحاق ملطی کے بارے میں دریافت کیا تو انہوں نے اپنے ہاتھ کے ذریعے اس طرح اشارہ کیا یعنی یہ کوئی چیز نہیں ہے۔

ملطی کی نقل کردہ جھوٹی روایات میں سے ایک روایت یہ ہے جو انہوں نے اپنی سند کے ساتھ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کے حوالے سے ''مرفوع'' حدیث کے طور پر نقل کی ہے۔

ما زنی عبدفادمن الا ابتلی فی اهله

''جو بھی بندہ زنا کا ارتکاب کرتا ہے اور ہمیشہ اس کا ارتکاب کرتا رہتا ہے' تو وہ اپنے اہل خانہ کے بارے میں یعنی بیوی کے بارے میں آزمائش کا شکار ہوتا ہے''۔

اس سے یہ روایت ''مرفوع'' حدیث کے طور پر منقول ہے۔

نهی عن اللعب کله حتی الصبیان بالکعاب

(نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے) ہر طرح کے کھیل سے منع کیا ہے یہاں تک کہ بچوں کے کعاب (اس کا مطلب دوڑ کا مقابلہ ہوسکتا ہے) کے ساتھ کھیلنے سے بھی منع کیا ہے۔

اس سے یہ روایت بھی منقول ہے۔

لا یحل لامراۃ تؤمن باللّٰہ ان تفرج علی السرج،

''اللہ تعالیٰ پر ایمان رکھنے والی کسی بھی عورت کے لیے یہ بات جائز نہیں ہے کہ وہ زین پر کشادہ ہو کر بیٹھے''۔

من منع الماعون لزمه طرف من البخل،

''جو شخص ماعون (روزمرہ کی استعمال کی چیزیں) دینے سے روکتا ہے' تو اس کے ساتھ کنجوسی کا کنارہ مل جاتا ہے''۔

من حفظ علی امتی اربعین حدیثا

''جو شخص میری امت پر چالیس احادیث حفظ کرے گا''۔

وعفوا تعف نسأؤکم

''تم پاکدامنی اختیار کرو تمہاری خواتین کو بھی پاکدامنی دی جائے گا''۔

اس کی نقل کردہ جھوٹی روایات میں سے ایک روایت یہ ہے' جو انہوں نے اپنی سند کے ساتھ حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ کے حوالے سے ''مرفوع'' حدیث کے طور پر نقل کی ہے۔

لا یزال العبد یمشی مطلقا ما خمص بطنه

''جب تک بندہ مطلق طور پر چلتا رہتا ہے اس وقت تک اس کا پیٹ بھوکا (یا پتلا) نہیں ہوتا''۔

انہوں نے اپنی سند کے ساتھ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کے حوالے سے یہ روایت ''مرفوع'' حدیث کے طور پر نقل کی ہے۔

لو یعلم الناس ما فی الصف الاول المقدم والاذان وخدمة القوم فی السفر لاقترعوا

''اگر لوگوں کو یہ بات پتہ چل جائے کہ پہلی صف' اذان' اور سفر کے دوران لوگوں کی خدمت کرنے میں کیا اجر وثواب ہے' تو وہ قرعہ اندازی کریں''۔

انہوں نے اپنی سند کے ساتھ حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ کے حوالے سے یہ روایت ''مرفوع'' حدیث کے طور پر نقل کی ہے۔

لعن الناظر والمنظور

''دیکھنے والے اور جس کی طرف دیکھا گیا ہے اس پر لعنت کی گئی ہے''۔

انہوں نے اپنی سند کے ساتھ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے حوالے سے یہ روایت ''مرفوع'' حدیث کے طور پر نقل کی ہے۔

لا تقولوا مسیجد ولا مصیحف، نهی عن تصغیر الاسماء، ان یسمی حمدون او علوان او نعموش

''لفظ ''مسیجد'' یا لفظ ''مصیحف'' استعمال نہ کرو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اسماء کو اسم تصغیر کے طور پر استعمال کرنے سے منع کیا ہے اور اس بات سے منع کیا ہے کہ حمدون' علوان' ناموس نام رکھا جائے''۔

انہوں نے اپنی سند کے ساتھ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کے حوالے سے یہ روایت ''مرفوع'' حدیث کے طور پر نقل کی ہے۔

من قال فی دیننا برایه فاقتلوه

''جو شخص ہمارے دین کے بارے میں اپنی رائے سے کوئی بات بیان کرے اسے قتل کردو''۔

شیخ ابن عدی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: ان تمام روایات کو اس نے خود ایجاد کیا ہے۔

انہوں نے اپنی سند کے ساتھ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ کے حوالے سے ایک وصیت نقل کی ہے' جو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو کی تھی اور یہ پوری وصیت صحبت کے عمل کے بارے میں ہے۔ تو آپ اس دجال کا جائزہ لیں کہ اس نے کس جرأت (بدتمیزی) کا مظاہرہ کیا ہے۔

۷۹۷- اسحاق بن نجیح (د)

یہ پتہ نہیں چل سکا کہ یہ کون ہے؟
انہوں نے اپنی سند کے ساتھ مالک بن حمزہ کے جداعلیٰ سے یہ روایت نقل کی ہے۔

اکثبوھم بالنبل، استبقوا نبلکم ٢

ان پر تیروں کے ذریعے چھا جاؤ اور تیر اندازی کرتے ہوئے آگے بڑھو۔
اس سے محمد بن عیسیٰ بن طباع نے روایات نقل کی ہیں۔ شاید یہ ملطی ہے۔

۷۹۸- اسحاق بن واصل

انہوں نے امام محمد الباقر رحمۃ اللہ علیہ سے روایات نقل کی ہیں۔
یہ ہلاکت کا شکار ہونے والوں میں سے ہے۔
اس کی نقل کردہ جھوٹی روایات میں سے ایک روایت یہ ہے' جو اس راوی نے ''مرفوع'' حدیث کے طور پر نقل کی ہے۔

من السرة الی الرکبة عورة،
''ناف سے لے کر گھٹنے تک ستر ہے۔''
(اور ایک یہ روایت ہے:)

وشرار امتی الذین غذوا فی النعیم، یاکلون الوانا، یلبسون الوانا، یرکبون الوانا، یتشدقون فی الکلام
''میری امت کے بدترین لوگ وہ ہیں جنہیں نعمتوں میں سے غذا دی جاتی ہے وہ رنگی برنگی چیزیں کھاتے ہیں رنگ برنگے لباس پہنتے ہیں رنگ برنگے جانوروں پر سوار ہوتے ہیں اور کلام کرتے ہوئے الفاظ چبا کر کہتے ہیں''۔
(اور ایک یہ روایت ہے:)

ومن ابتدأ باکل القثاء فلیاکل من رأسها،
''جو شخص ککڑی کو کھانا شروع کرے وہ اس کو اس کے سر کی طرف سے کھائے''۔
(اور ایک یہ روایت ہے:)

رأیت رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم اخذ قثاء ة بشماله ورطبا بیمینه، یاکل من ذا مرة ومن ذا مرة
''میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے بائیں ہاتھ میں ککڑی پکڑی ہوئی تھی اور دائیں ہاتھ میں تر کھجور تھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم ایک مرتبہ اس میں سے کھا رہے تھے' اور ایک مرتبہ اس میں سے کھا رہے تھے''۔
(اور ایک یہ روایت ہے:)

اطیب اللحم لحم الظھر

''سب سے پاکیزہ گوشت پشت کا گوشت ہوتا ہے''۔

لیکن یہ تمام روایات اصرم بن حوشب نے نقل کی ہیں۔ اور یہ راوی اس کے حوالے سے روایات نقل کرنے میں ''ثقہ'' نہیں ہے' اور ہلاکت کا شکار ہونے والا ہے۔

۷۹۹- اسحاق بن وزیر

انہوں نے اسماعیل بن عبدالرحمٰن سے روایات نقل کی ہیں۔ یہ نہیں پتہ چل سکا کہ یہ کون ہے۔

امام ابوحاتم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ ''مجہول'' ہے۔

۸۰۰- اسحاق بن وہب طہرمسی

انہوں نے ابن وہب سے روایات نقل کی ہیں۔

امام دارقطنی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ راوی ''کذاب'' اور ''متروک'' ہے۔

یہ جھوٹی روایات بیان کرتا ہے۔

امام ابن حبان رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ صریح طور پر احادیث اپنی طرف سے بنالیتا تھا۔

''طہرمس'' مصر کی ایک بستی ہے۔

شیخ ابن عدی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: میرا نہیں خیال کہ اس نے ابن وہب کو دیکھا ہوگا۔

میں نے علی بن سعید کو یہ کہتے ہوئے سنا ہے: میں اس شخص کی بستی میں 260ھ میں گیا' تو میرا یہ اندازہ تھا کہ اس کی عمر 60 سال ہو چکی ہے۔

انہوں نے اپنی سند کے ساتھ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ کے حوالے سے یہ روایت ''مرفوع'' حدیث کے طور پر نقل کی ہے۔

لرد دانق من حرام یعدل عند اللّٰہ سبعین الف حجة

''حرام کا ایک دانق آنہ واپس کرنا اللہ تعالیٰ کے نزدیک ستر ہزار حج کرنے کے برابر ہے''۔

(امام ذہبی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:) میں یہ کہتا ہوں: یہ جھوٹی ہوسکتی ہے' لیکن ابواسامہ نے اپنی سند کے ساتھ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کے قول کے طور پر یہ روایت نقل کی ہے۔

لرد دانق من حرام افضل من انفاق مائة الف فی سبیل اللّٰہ

''حرام کا ایک دانق آنہ واپس کرنا اللہ کی راہ میں ایک لاکھ خرچ کرنے سے زیادہ فضلیت رکھتا ہے''۔

امام ابن حبان رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: عمران بن موسیٰ نے اپنی سند کے ساتھ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کے حوالے سے یہ روایت ''مرفوع' حدیث کے طور پر نقل کی ہے۔

شرار الناس من نزل وحدہ، جلد عبدہ، منع رفدہ

''سب سے برا شخص وہ ہے' جو اکیلا پڑاؤ کرتا ہے' اپنے غلام کو کوڑے لگاتا ہے اور عطیہ سے منع کرتا ہے''۔

جہاں تک اسحاق بن وہب علاف کا تعلق ہے تو وہ واسط کا رہنے والا ہے اور ثقہ ہے۔ اس نے یزید بن ہارون کے حوالے سے روایات نقل کی ہیں۔ تاہم اسحاق ابن وہب کوفی نے شعبی سے روایات نقل کی ہیں۔ اسے مجروح قرار نہیں دیا گیا۔ ابن جوزی نے ان کا تذکرہ کیا ہے۔

۸۰۱-اسحاق بن لیس ہروی

یہ احادیث ایجاد کرتا ہے۔

امام دارقطنی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ ابو بشر مصعبی سے زیادہ برا ہے۔

(امام ذہبی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:) میں یہ کہتا ہوں: اس کا ذکر پہلے ہو چکا ہے اور یہ بڑے جھوٹوں میں سے ایک ہے۔

درست یہ ہے کہ یہ ابو اسحاق احمد بن محمد ہے جیسا کہ یہ بات گزر چکی ہے۔

۸۰۲-اسحاق بن یحییٰ بن علقمہ کلبی حمصی

یہ ''عوصی'' کے نام سے معروف ہے۔

انہوں نے ابن شہاب زہری سے اور ان سے صرف یحییٰ الوحاظی نے روایات نقل کی ہیں۔

محمد بن یحییٰ ذہلی کہتے ہیں: یہ ''مجہول'' ہے۔

محمد بن عوف کہتے ہیں: یہ بات بیان کی گئی ہے اس نے اپنے والد کو قتل کر دیا تھا۔

(امام ذہبی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:) میں یہ کہتا ہوں: امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے ان کے حوالے سے ایک روایت ''ادب المفرد'' میں نقل کی ہے۔

۸۰۳-اسحاق بن یحییٰ بن طلحہ بن عبیداللہ (ت، ق)۔

ان سے عبداللہ بن مبارک و دیگر حضرات نے روایات نقل کی ہیں۔

اس نے مسیب بن رافع سے روایات نقل کی ہیں۔

قطان کہتے ہیں: یہ بے حیثیت ہونے کے ساتھ مشابہت رکھتے ہیں۔

یحییٰ بن معین رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں: ان کی نقل کردہ احادیث تحریر نہیں کی جائیں گی۔

امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ اور امام نسائی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ راوی ''متروک الحدیث'' ہے۔

امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: علماء نے ان کے حافظے کے بارے میں کلام کیا ہے

امام ابن حبان رحمۃ اللہ علیہ اپنی تاریخ ''الثقات'' میں تحریر کرتے ہیں: ان کا انتقال مہدی کی حکومت میں ہوا۔ یہ خطا کرتے تھے' اور ''وہم'' کا شکار ہو جاتے تھے' ہم نے انہیں ''ضعیف'' لوگوں میں شامل کیا ہے' کیوں کہ ان میں ''وہم'' پایا جاتا ہے' پھر جب ان کی نقل کردہ روایات پھیل گئیں' تو اجتہاد نے اس چیز کی طرف رہنمائی کی کہ ان کی نقل کردہ جن روایات کی تابعت نہیں کی گئی۔ انہیں ترک کیا جائے اور ان کی نقل کردہ جو روایات ثقہ راویوں کے مطابق ہیں۔ ان سے استدلال کیا جا سکتا ہے ان کے بارے میں اللہ تعالیٰ سے ہم نے استخارہ کیا

تھا اس کے بعد یہ صورت حال سامنے آئی۔

انہوں نے اپنی سند کے ساتھ حضرت سعد رضی اللہ عنہ کا یہ بیان نقل کیا ہے۔

ذکر الامراء عند رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم، فتکلم علی، فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم: انہا لیست لك ولا لاحد من ولدك

''ایک مرتبہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے اولیاء کا تذکرہ کیا گیا حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اس بارے میں کوئی عرض کی' تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: یہ تمہارے لیے یا تمہاری اولاد میں سے کسی کے لیے نہیں ہے''۔

(امام ذہبی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:) میں یہ کہتا ہوں: عثمان نامی یہ راوی ''واہی الحدیث'' تھے۔

۸۰۴- اسحاق بن یحییٰ (ق)

انہوں نے اپنے چچا حضرت عبادۃ بن صامت رضی اللہ عنہ سے روایات نقل کی ہیں۔

شیخ ابن عدی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: ان کی نقل کردہ زیادہ تر روایات محفوظ نہیں ہیں۔

یہ اسحاق بن یحییٰ ہیں' جو حضرت عبادہ بن صامت کے بھتیجے ہیں ابن جوزی نے ان کا نام یہی نقل کیا ہے تاہم سنن ابن ماجہ میں یہ بات منقول ہے اسحاق بن یحییٰ بن ولید بن عبادہ بن صامت مدنی انہوں نے حضرت عبادہ رضی اللہ عنہ سے روایات نقل کی ہیں' لیکن انہوں نے حضرت عبادہ رضی اللہ عنہ کا زمانہ نہیں پایا۔

۸۰۵- اسحاق بن ابی یحییٰ کعبی

یہ ہلاکت کا شکار ہونے والا ہے اور مستند راویوں سے منکر روایات نقل کرتا ہے۔

انہوں نے اپنی سند کے ساتھ حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ کے حوالے سے یہ روایت ''مرفوع'' حدیث کے طور پر نقل کی ہے۔

یمیز اللہ اولیاء ہ حتی یطھر الارض من المنافقین

''اللہ تعالیٰ نے اپنے اولیاء کو ممتاز کر دیا ہے تاکہ وہ زمین کو منافقین سے پاک کر دے''۔

انہوں نے اپنی سند کے ساتھ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کے حوالے سے یہ روایت ''مرفوع'' حدیث کے طور پر نقل کی ہے۔

من قال انت طالق ان شاء اللہ، او غلامہ حر ان شاء اللہ، او علیہ المشی الی البیت ان شاء اللہ- فلا شیء علیہ

''جو شخص یہ کہتا ہے: تمہیں طلاق ہے اگر اللہ نے چاہا یا اس کا غلام آزاد ہے اگر اللہ نے چاہا' یا اس پر بیت اللہ تک پیدل چل کر جانا لازم ہوگا اگر اللہ نے چاہا' تو ایسے شخص پر کوئی چیز لازم نہیں ہوتی''۔

یہ روایت اس کے حوالے سے علی بن معبد نے بھی نقل کی ہے۔

ابن حبان رحمۃ اللہ علیہ نے اس کے حوالے سے روایت نقل کرنے کے بعد یہ کہا ہے: اس کے حوالے سے روایت کرنا جائز نہیں ہے۔ البتہ

ثانوی اعتبار سے روایت کیا جاسکتا ہے۔

امام دارقطنی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ راوی ''ضعیف'' ہے اس کی نقل کردہ غیر مانوس روایت میں سے ایک وہ روایت ہے' جو ابن جریج کے حوالے سے منقول ہے۔ (جس کے یہ الفاظ ہیں)

ان کان اذانك سهلا سمحا والا فلا تؤذن

''اگر تو تمہاری اذان آسان اور نرم ہے' تو ٹھیک ہے ورنہ تم اذان نہ دو''۔

شیخ ابن عدی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: اس نے تقریباً دس کے قریب منکر روایات نقل کی ہیں

۸۰۶- اسحاق ابو یعقوب مدنی

یہ بقیہ کے استاد ہیں۔

امام ابوزرعہ رازی فرماتے ہیں: ان سے ایک حدیث منقول ہے اور وہ منکر ہے۔

۸۰۷- اسحاق بن ابی یزید

انہوں نے ثوری سے روایات نقل کی ہیں۔

یہ پتہ نہیں چل سکا کہ یہ کون ہے؟

ان کی نقل کردہ روایت جھوٹی ہے جب کہ شیخ ابوسعید نقاش نے ان پر تنقید کی ہے۔

۸۰۸- اسحاق بن یسار

یہ ابن اسحاق کے والد ہیں۔

امام دارقطنی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: ان کی نقل کردہ روایات سے استدلال نہیں کیا جاسکتا۔

۸۰۹- اسحاق ابوالغصن

انہوں نے قاضی شریح سے روایات نقل کی ہیں۔

یحییٰ بن سعید نے ان کی روایات کو متروک قرار دیا ہے۔

۸۱۰- اسحاق الغزال

انہوں نے ضحاک بن علی سے روایات نقل کی ہیں۔

امام ابوحاتم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ ''مجہول'' ہے۔

(امام ذہبی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:) میں یہ کہتا ہوں: اسی طرح اس کا استاد اسحاق جس نے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کے حوالے سے روایات نقل کی ہیں وہ بھی اسی طرح (مجہول ہے)

من اسمہٗ أسد

﴿جن راویوں کا نام اسد ہے﴾

۸۱۱-اسد بن ابراہیم بن کلیب سلمی حرانی قاضی

ان سے حسین بن علی صیمری نے منکر اور موضوع روایات نقل کی ہیں۔
یہ بات خطیب بغدادی اور دیگر حضرات نے بیان کی ہے۔

۸۱۲-اسد بن خالد،

یہ خراسانی کا استاد ہے۔
یہ پتہ نہیں چل سکا کہ یہ کون ہے۔
جو روایت اس نے نقل کی ہے وہ جھوٹی ہے۔

۸۱۳-اسد بن عبداللہ قسری

انہوں نے یحیٰی بن عفیف کی اولاد سے روایات نقل کی ہیں۔
امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: ان کی نقل کردہ حدیث کی متابعت نہیں کی گئی۔
یہ خراسان کے حکمران تھے۔

۸۱۴-اسد بن عطاء

انہوں نے عکرمہ سے روایات نقل کی ہیں۔
شیخ ابوالفتح ازدی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ ''مجہول'' ہے۔
عقیلی فرماتے ہیں: ان کی نقل کردہ حدیث کی متابعت نہیں کی گئی۔ تاہم یہ مندل بن علی سے کم تر حیثیت کے مالک ہیں ہو سکتا ہے کہ اس نے ان کے حوالے سے ہی روایات نقل کی ہوں۔
(امام ذہبی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:) میں یہ کہتا ہوں: انہوں نے اپنی سند کے ساتھ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کے حوالے سے یہ روایت ''مرفوع'' حدیث کے طور پر نقل کی ہے۔

لا یقفن احد موقفا یضرب فیه رجلا سوطا ظلما، فان اللعنة تنزل علی من حضره حیث لم یدفعوا عنه الحدیث

''کوئی بھی شخص کسی ایسی جگہ پر کھڑا نہ ہو جس میں کسی نے کسی دوسرے شخص کو ظلم کے طور پر کوڑا مارا ہو' کیوں کہ لعنت ہر اس شخص پر نازل ہوگی جو اس وقت وہاں موجود ہوگا۔ اس صورت میں جب وہ لوگ اس (ظلم کرنے والے کو) روکتے نہیں ہیں''۔

۸۱۵-اسد بن عمرو، ابوالمنذر بجلی

یہ واسط کے قاضی تھے۔

انہوں نے ربیعۃ الرائے، مطرف سے روایات نقل کی ہیں۔

یزید بن ہارون کہتے ہیں: ان کے حوالے سے احادیث نقل کرنا جائز نہیں ہیں۔

یحییٰ بن معین رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں: یہ جھوٹا ہے اس کی کوئی حیثیت نہیں ہے۔

امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ ''ضعیف'' ہیں۔

امام ابن حبان رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے مسلک کے مطابق احادیث ایجاد کرتا تھا۔

امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ ''صدوق'' ہے۔

دوسرے قول کے مطابق: یہ ''صالح الحدیث'' ہے۔

یہ اصحاب رائے میں سے تھا اس سے پہلے ہم نے یحییٰ بن معین رحمۃ اللہ علیہ کا جو قول نقل کیا ہے اسے احمد بن سعید بن ابومریم نے نقل کیا ہے۔

جب کہ محمد بن عثمان عیسیٰ نے یحییٰ کا یہ قول نقل کیا ہے: اس میں کوئی حرج نہیں ہے۔

عباس دوری کہتے ہیں: میں نے یحییٰ کو یہ کہتے ہوئے سنا ہے: یہ نوح بن دراج سے زیادہ ''ثقہ'' ہیں اور اس میں کوئی حرج نہیں ہے۔

انہوں نے ربیعہ رائے اور دیگر حضرات سے احادیث کا سماع کیا تھا جب ان کی بینائی کمزور ہوگئی تو انہوں نے قاضی کے عہدے کو چھوڑ دیا اللہ تعالیٰ ان پر رحم کرے۔

ابن عمار موصلی کہتے ہیں: اس میں کوئی حرج نہیں ہے۔

(امام ذہبی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:) میں یہ کہتا ہوں: انہوں نے امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کی شاگردی اختیار کی ان سے علم ''فقہ'' سیکھا۔ ان کا تعلق کوفہ سے تھا پھر یہ بغداد تشریف لے آئے اور قاضی عوفی کے بعد یہ مشرقی حصے کے قاضی بنے تھے۔

فلاس نے انہیں ''ضعیف'' قرار دیا ہے۔

امام نسائی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا ہے: یہ ''قوی'' نہیں ہے۔

امام دارقطنی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: ان کی نقل کردہ روایات کا اعتبار کیا جائے گا۔

ابن سعد نے کہا ہے: اسد کا انتقال 190ھ میں ہوا۔

شیخ ابن عدی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: میں نے ان کے حوالے سے کوئی منکر روایات نہیں دیکھی ۔ میں یہ امید کرتا ہوں کہ اس میں کوئی حرج نہیں ہے۔

ان کا انتقال 190 ہجری میں ہوا۔ یہ ابن حبان رحمۃ اللہ علیہ کا قول ہے۔

۸۱۶-اسد بن موسیٰ (د،س) بن ابراہیم ابن خلیفہ الولید بن عبدالملک ابن مروان اموی

یہ ''حافظ الحدیث'' ہیں اوران کا لقب ''اسد السنہ'' ہے۔

اس کی پیدائش اس وقت ہوئی جب اس کے خاندان کی حکومت ختم ہو رہی تھی ۔

انہوں نے ابن ابی ذئب، شعبہ، مسعودی اور ان کے طبقے کے افراد سے روایات نقل کی ہیں۔

انہوں نے تصنیف اور احادیث جمع کرنے کا کام کیا۔

امام نسائی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا ہے: یہ ''ثقہ'' ہے اگر یہ تصنیف نہ کرتا تو اس کے لیے زیادہ بہتر تھا۔

امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ مشہور الحدیث ہے۔

امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے اس سے استشہاد کیا ہے۔ امام نسائی اور امام ابوداؤد رحمۃ اللہ علیہ نے بھی اس سے روایات نقل کی ہیں۔ البتہ ابن حزم نے اس کا تذکرہ کتاب ''الصید'' میں کیا ہے اور یہ بات بیان کی ہے۔ یہ ''منکر الحدیث'' ہے۔

(امام ذہبی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:) میں یہ کہتا ہوں: ان کا انتقال 218 ہجری میں ہوا۔

ابن حزم یہ بھی کہتے ہیں: یہ ''ضعیف'' ہے، لیکن اس کو ''ضعیف'' قرار دینا مسترد کیا جائے گا۔

شیخ ابوسعید بن یونس نے ''الغرباء'' میں یہ بات تحریر کی ہے۔ اس نے منکر روایات نقل کی ہیں تاہم امام ذہبی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں: میرا یہ خیال ہے کہ ان روایات میں خرابی اس کے علاوہ کسی دوسرے کی وجہ سے ہوگی۔

۸۱۷-اسد بن وداعۃ

یہ شام کا رہنے والا ہے اور کم سن تابعین میں سے ہے یہ ''ناصبی'' تھا جو (حضرت علی رضی اللہ عنہ کو) برا بھلا کہتا تھا۔

یحییٰ بن معین رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں: یہ راوی، ازہر حرازی اور راویوں کی ایک جماعت حضرت علی رضی اللہ عنہ پر تنقید کرتی تھی ۔

امام نسائی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا ہے: یہ ''ثقہ'' ہے۔

من اسمہٗ اسرائیل

﴿جن راویوں کا نام اسرائیل تھا﴾

۸۱۸-اسرائیل بن حاتم مروزی، ابوعبداللہ

اس نے مقاتل بن حیان سے روایات نقل کی ہیں۔

امام ابن حبان رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: اس نے مقاتل نامی راوی کے حوالے سے موضوع غیر مانوس اور تباہ کن روایات نقل کی ہیں۔ان میں سے ایک روایت وہ ہے' جسے اس نے اپنی سند کے ساتھ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے نقل کیا ہے۔(وہ بیان کرتے ہیں):

لما نزلت (فصل لربك وانحر) قال: یاجبریل، ما هذه النحیرة ؟ قال: یأمرك ربك اذا تحرمت للصلاة ان ترفع یدیك اذا کبرت، اذا رکعت واذا رفعت من الرکوع الحدیث

جب یہ آیت نازل ہوئی: '''' تو تم اپنے پروردگار کے لیے نماز پڑھو اور قربانی دو''۔' تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اے جرائیل! قربانی سے مراد کیا ہے؟ جرائیل نے عرض کی: آپ کے پروردگار نے آپ کو یہ حکم دیا ہے جب آپ نماز کے لیے تکبیر تحریمہ کہیں' تو رفع یدین کریں' جب رکوع میں جائیں' تو بھی رفع یدین کریں' جب رکوع سے اٹھیں تو بھی رفع یدین کریں۔(اس کے بعد پوری حدیث ہے)

۸۱۹-اسرائیل بن روح ساحلی

انہوں نے امام مالک رحمۃ اللہ علیہ سے روایات نقل کی ہیں۔

یہ نہیں پتہ چل سکا کہ یہ کون ہے۔

ان سے اسماعیل بن حصن نے روایات نقل کی ہیں۔

۸۲۰-(صح) اسرائیل بن موسیٰ (خ،د،ت،س) بصری۔

انہوں نے ''السند'' میں پڑاؤ اختیار کیا۔

انہوں نے حسن اور ایک جماعت سے اور ان سے حسین جعفی، یحییٰ قطان نے روایات نقل کی ہیں۔

ابو حاتم' ابن معین اور رشند ازدی نے انہیں ''ثقہ'' قرار دیا ہے۔

تاہم انہوں نے کہا ہے: اس میں ''لین'' (کمزوری) پائی جاتی ہے۔

انہوں نے اپنی سند کے ساتھ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے یہ روایت نقل کی ہے۔

رأیت النبی صلی اللہ علیہ وسلم یمص لعاب الحسن والحسین کما یمص الرجل التمرۃ

''میں نے نبی اکرم ﷺ کو دیکھا کہ آپ حضرت امام حسن اور حضرت امام حسین رضی اللہ عنہما کا لعاب یوں چوس رہے تھے' جیسے کوئی شخص کھجور کو چوستا ہے''۔

یہ حدیث بہت زیادہ ''غریب'' ہے۔

۸۲۱-اسرائیل بن یونس (ع) بن ابواسحاق سبیعی

یہ کوفہ کا رہنے والا ہے اور جلیل القدر اہل علم میں سے ہے۔

عیسیٰ بن یونس کہتے ہیں: میرے بھائی اسرائیل نے مجھ سے کہا: میں ابواسحاق کی روایات یوں یاد کرتا تھا جس طرح میں قرآن کی کسی سورت کو حفظ کرتا تھا۔

امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ ''ثقہ'' ہے۔ وہ اس کے حافظے پر حیرت کا اظہار کرتے تھے' انہوں نے یہ بھی فرمایا ہے یہ ''ثبت'' ہے۔

یحییٰ بن قطان نے ابویحییٰ نامی راوی کے حالات میں اس پر تنقید کی ہے اور وہ اسے پسند نہیں کرتے تھے۔

امام ابوحاتم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ ''صدوق'' ہے۔ یہ اور ابواسحاق کے شاگردوں میں سب سے زیادہ ''متقن'' تھا۔

شیخ یعقوب بن شیبہ فرماتے ہیں: یہ ''صالح الحدیث'' ہے۔ اس کی نقل کردہ روایات میں کمزوری پائی جاتی ہے۔

محمد بن احمد نے علی بن مدینی کا یہ قول نقل کیا ہے۔ اسرائیل یہ ''ضعیف'' ہے۔

ابن سعد نے کہا ہے: بعض حضرات نے اسے ''ضعیف'' قرار دیا ہے۔

ابن حزم کہتے ہیں: یہ ''ضعیف'' ہیں۔

امام نسائی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا ہے: اس میں کوئی حرج نہیں ہے۔

(امام ذہبی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:) میں یہ کہتا ہوں: امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ اور امام مسلم رحمۃ اللہ علیہ نے اسرائیل نامی راوی پر اصولی روایات میں اعتماد کیا ہے اور یہ ستون کی طرح مستند ہے اس لیے ان لوگوں کے قول کی طرف توجہ نہیں کی جائے گی جنہوں نے اسے ''ضعیف'' قرار دیا ہے۔

البتہ شعبہ اس سے زیادہ مستند ہیں تاہم ابواسحاق کے حوالے سے منقول روایات میں یہ مستند ہے۔ اس کا انتقال 162ھ میں ہوا۔ عبدالرحمٰن بن مہدی اس کے حوالے سے احادیث روایت کرتے تھے' جہاں تک یحییٰ بن سعید قطان کا تعلق ہے' تو وہ اس کے حوالے سے احادیث روایت نہیں کرتے تھے' اور شریک کے حوالے سے بھی روایت نقل نہیں کرتے تھے۔

انہوں نے ان راویوں کے حوالے سے احادیث نقل کرلی ہیں' جو ان دونوں سے کم تر مرتبے کے مالک ہیں یہاں تک کہ انہوں نے مجاہد نامی راوی سے روایات نقل کرلی ہیں۔ عباس دوری نے یحییٰ بن معین رحمۃ اللہ علیہ کا یہ قول نقل کیا ہے۔ اگر میں نے صرف انہی لوگوں سے روایات نقل کرنا ہوتیں جن سے میں راضی ہوں' تو میں صرف پانچ آدمیوں سے روایات نقل کرتا۔

پھر یحییٰ بن معین رحمۃ اللہ علیہ نے بتایا وہ پانچ آدمی یہ ہیں: زکریا' زہیر اور اسرائیل کی وہ روایات جو ابو اسحاق کے حوالے سے منقول ہیں یہ تقریباً ایک ہی مرتبے کی ہیں' اور ابو اسحاق کے شاگردوں میں سے سفیان اور شعبہ۔

امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی مسند میں اس راوی کے حوالے سے اس کی سند کے ساتھ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کا یہ بیان نقل کیا ہے۔

عن عمر انه قال: لا وابی فقال رسول الله صلی الله علیه وسلم: مه انه من حلف بشیء دون الله فقد اشرك

''ایک مرتبہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے یہ کہا مجھے میرے باپ کی قسم ہے' تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جس شخص نے اللہ کے علاوہ کسی اور کی قسم اٹھائی' تو اس نے شرک کا ارتکاب کیا''۔

یہ حدیث ''غریب'' ہے۔

عباس دوری کہتے ہیں: حجین بن مثنیٰ کہتے ہیں: اسرائیل بغداد آئے لوگ ان کے گرد اکٹھے ہو گئے۔ انہیں ایک اونچے اور نمایاں مقام پر بٹھایا گیا پھر ایک شخص کھڑا ہوا جس کے پاس ایک رجسٹر موجود تھا۔ اس نے ان سے سوالات کرنے شروع کئے وہ اس رجسٹر میں کچھ دیکھ نہیں رہا تھا۔ پھر جب اسرائیل کھڑے ہوئے' تو وہ شخص بیٹھ گیا اور اسرائیل نے لوگوں کو وہ روایات املاء کروا دیں۔

(امام ذہبی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:) میں یہ کہتا ہوں: یہ اس بات پر دلالت کرتا ہے کہ ان لوگوں کا اس طریقے سے احادیث کا سماع کرنا اس میں ''ضعف'' پایا جاتا ہے یہ اسرائیل نامی راوی میں ''ضعف'' پر دلالت نہیں کرتا۔ حجاج اعور کہتے ہیں: ہم نے شعبہ سے کہا: آپ ہمیں ابو اسحاق کے حوالے سے روایات سنائیں تو وہ بولے تم ان کے بارے میں اسرائیل سے دریافت کرو' کیوں کہ ان روایات کے بارے میں وہ مجھ سے زیادہ مستند ہیں۔

جہاں تک ابن مہدی کا تعلق ہے تو وہ یہ فرماتے ہیں: ابو اسحاق کی روایات میں اسرائیل نامی راوی شعبہ اور ثوری سے زیادہ مستند ہے۔ ابن عدی نے ان کا طویل ترجمہ تحریر کیا ہے اور ان کے حوالے سے منقول منفرد روایات نقل کرنے کے بعد یہ کہا ہے: یہ ان راویوں میں سے ایک ہیں جن سے استدلال کیا جا سکتا ہے۔ میمونی نے امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ کا یہ قول نقل کیا ہے: اسرائیل ''صالح الحدیث'' ہے۔ علی بن مدینی یحییٰ بن سعید کا یہ قول نقل کرتے ہیں اسرائیل ابوبکر بن عیاش نامی راوی پر فوقیت رکھتا ہے۔

انہوں نے اپنی سند کے ساتھ سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے یہ روایت نقل کی ہے۔

نحر عنا رسول الله صلی الله علیه وسلم یوم حججنا بقرة بقرة

''سیدہ عائشہ بیان کرتی ہیں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمارے حج کے موقع پر ہماری طرف سے ایک ایک گائے ذبح کی تھی''۔

یہ حدیث ''غریب'' ہے۔

اسرائیل نامی یہ راوی اپنے حافظے اور علم کے ساتھ ساتھ انتہائی نیک' اللہ تعالیٰ سے ڈرنے والے اور جلیل القدر مرتبے کے مالک شخص تھے۔

اسعد و اسفع و اسلم

﴿جن راویوں کا نام اسعد، اسفع اور اسلم ہے﴾

۸۲۲-اسعد بن ابوروح، ابوفضل

یہ رافضی ہے اور طرابلس کا قاضی تھا۔ رفض کے بارے میں اس کی تصانیف ہیں۔ ابن عمار کے لیے اس نے قاضی کا عہدہ قبول کیا تھا ویسے یہ عبادت گزار اور راہب شخص تھا اور 520ھ سے پہلے ہلاک ہوگیا تھا۔

۸۲۳-اسفع بن اسلع (س)

انہوں نے سمرہ بن جندب رضی اللہ عنہ سے روایات نقل کی ہیں۔

میرے علم کے مطابق سوید بن حجیر باہلی کے علاوہ اور کسی نے بھی اس سے روایت نقل نہیں کی۔

اس کے باوجود یحییٰ بن معین رحمۃ اللہ علیہ نے انہیں ''ثقہ'' قرار دیا ہے۔ ایسا نہیں ہے کہ ہر وہ راوی جو معروف نہ ہو وہ ''حجت'' نہیں ہوگا' لیکن یہ اصل ہے۔

۸۲۴-اسلم بن سہل واسطی

امام دارقطنی رحمۃ اللہ علیہ نے اسے ''ولین'' قرار دیا ہے اور اس نے ''تاریخ واسط'' تحریر کی ہے۔ اس کا لقب ''بحشل'' تھا۔

اس نے وہب بن بقیہ اور ان جیسے دیگر افراد سے ملاقات کی ہے

اسماعیل

﴿جن راویوں کا نام اسماعیل ہے﴾

۸۲۵-اسماعیل بن ابان غنوی (کوفی) الخیاط

یحییٰ بن معین رحمۃ اللہ علیہ نے انہیں جھوٹا قرار دیا ہے۔

امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: ہم نے اس کے حوالے سے ہشام بن عروہ سے روایات نوٹ کی تھیں پھر اس نے موضوع روایات نقل کیں جو فطر اور دیگر راویوں کے حوالے سے منقول تھیں۔ تو ہم نے اسے ترک کردیا۔

امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ اور دیگر حضرات نے اس کی احادیث کو ترک کردیا تھا۔

(امام ذہبی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:) میں یہ کہتا ہوں:

اسماعیل بن ابان غنوی کی نقل کردہ منکر روایات میں سے ایک یہ روایت ہے' جو حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے حوالے سے

''مرفوع'' حدیث کے طور پر منقول ہے۔

قال: لا تسبوا الدنیا، فنعم مطیة المؤمن، علیها یبلغ الخیر، بها ینجو من الشر

(نبی اکرم ﷺ ارشاد فرماتے ہیں): ''دنیا کو برا نہ کہو کیوں کہ یہ بندہ مومن کی بہترین سواری ہے، جس پر سوار ہو کر وہ بھلائی (یعنی جنت) تک پہنچ جاتا ہے اور اسی کے ذریعے وہ شر (یعنی جہنم سے) نجات پالیتا ہے''۔

امام ابن حبان رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ ثقہ راویوں کے حوالے سے احادیث اپنی طرف سے بنالیتا تھا۔

اسی نے یہ روایت ایجاد کی ہے۔

السابع من ولد العباس یلبس خضرة

''عباس کی اولاد میں سے ساتواں شخص سبز لباس پہنے گا''۔

یحییٰ بن معین رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں: اس نے سفیان کے حوالے سے احادیث ایجاد کی ہیں۔

انہوں نے اپنی سند کے ساتھ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے یہ روایت نقل کی ہے۔

رأیت النبی صلی اللہ علیه وسلم، اهوی بیده الی شیء وهو فی الطواف، کأنه یصافح فقلنا: یارسول اللہ، ما هذا؟ قال: ذاك عیسیٰ بن مریم علیه السلام انتظرته حتی قضی طوافه، سلمت علیه

''میں نے نبی اکرم ﷺ کو دیکھا آپ ﷺ نے اپنا دست مبارک کسی چیز کی طرف بڑھایا جیسے آپ ﷺ کسی سے مصافحہ کررہے ہیں حالانکہ آپ ﷺ اس وقت طواف کررہے تھے، ہم نے عرض کی یارسول اللہ! ایسا کس وجہ سے کیا ہے؟' تو نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: یہ عیسیٰ بن مریم تھے، میں ان کا انتظار کررہا تھا تاکہ یہ اپنا طواف مکمل کرلیں، تو میں نے انہیں سلام کیا تھا''۔

انہوں نے اپنی سند کے ساتھ حضرت امام باقر رضی اللہ عنہ کے حوالے سے سیّدہ اُم سلمہ رضی اللہ عنہا سے یہ روایت ''مرفوع'' حدیث کے طور پر نقل کی ہے۔

یقتل حسین بن علی علی رأس ستین من مهاجری

''میری ہجرت کے ساٹھ سال پورے ہونے پر حسین بن علی کو قتل کردیا جائے گا''۔

اس روایت کی سند میں سعد نامی راوی بھی ''واہی الحدیث'' تھے۔

(امام ذہبی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:) میں یہ کہتا ہوں: ان کا انتقال 210 ہجری میں ہوا۔

امام مسلم رحمۃ اللہ علیہ اور امام نسائی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا ہے: یہ راوی ''متروک الحدیث'' ہے۔

امام نسائی رحمۃ اللہ علیہ کا دوسرا قول ہے: یہ ''ثقہ'' نہیں ہے۔

۸۲۶-اسماعیل بن ابان ازدی (خ،ت) کوفی الوراق،

یہ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کے استاد تھے۔

انہوں نے مسعر، عبدالرحمٰن بن غسیل سے اور ان سے یحییٰ اور احمد نے روایات نقل کی ہیں۔
امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ "صدوق" ہے۔
اور دیگر حضرات کا کہنا ہے: اس میں "تشیع" تھا۔
امام حاکم رحمۃ اللہ علیہ نے دارقطنی رحمۃ اللہ علیہ کا یہ قول نقل کیا ہے: یہ میرے نزدیک "قوی" نہیں ہے۔
(امام ذہبی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:) میں یہ کہتا ہوں: اس کا انتقال 216 ہجری میں ہوا۔

۸۲۷- اسماعیل بن عباد (د، ت) ابوالقاسم الصاحب

یہ ادبیات کا ماہر، شیعہ اور معتزلی تھا اس سے بہت کم روایات منقول ہیں البتہ اس کی شاعری میں کوئی حرج نہیں ہے اس کے اشعار بہت عمدہ ہیں اور اس کی تشبیہات ضرب المثل کی حیثیت رکھتی ہیں۔

۸۲۸- اسماعیل بن ابراہیم (ت، ق) بن مہاجر بجلی کوفی

انہوں نے اپنے والد اور عبدالملک بن عمیر سے اور ان سے ابونعیم اور ایک گروہ نے روایات نقل کی ہیں۔
کئی محدثین نے اسے "ضعیف" قرار دیا ہے۔
امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: اس کی نقل کردہ روایات میں غور وفکر کی گنجائش ہے۔
امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: اس کا والد اس سے زیادہ قوی ہے۔
اسماعیل بن ابراہیم کی نقل کردہ منکر روایات میں سے ایک یہ روایت ہے، جو حضرت سعید بن حریث رضی اللہ عنہ کے حوالے سے "مرفوع" حدیث کے طور پر منقول ہے۔

من باع دارا او عقارا فلیعلم انه مال قمن الا یبارك له فیه الا ان یجعله فی مثله
"جو شخص کوئی گھر یا زمین فروخت کرے اور وہ یہ جانتا ہو کہ وہ مال (گھر یا زمین) رکھنے کے لائق ہے، تو اس کے لیے اس میں برکت نہیں رکھی جائے گی۔ البتہ اگر وہ اسے اس کی مانند میں خرچ کرے"۔

اسماعیل بن ابراہیم کی نقل کردہ منکر روایات میں سے ایک یہ روایت ہے، جو حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ کے حوالے سے "مرفوع" حدیث کے طور پر منقول ہے۔

مکة مناخ لا تباع رباعها
مکہ "مناخ" ہے یہاں کی زمین کو فروخت نہیں کیا جا سکتا ہے"۔

۸۲۹- اسماعیل بن ابراہیم بن مُجمع

علی بن جنید کہتے ہیں: یہ راوی "لیس بشیء" ہے۔ اور انتہائی "ضعیف" ہے۔
(امام ذہبی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:) میں یہ کہتا ہوں: شاید یہ ابراہیم بن اسماعیل ہو۔

۸۳۰-اسماعیل بن ابراہیم (ت، ق)، ابویحیٰ تیمی کوفی

انہوں نے مخارق اور مطرف سے روایات نقل کی ہیں۔

محمد بن عبداللہ بن نمیر کہتے ہیں: یہ ''انتہائی ضعیف'' ہے۔

ابن مدینی کہتے ہیں: یہ ''ضعیف'' ہے، اسی طرح کئی محدثین نے اسے ''ضعیف'' قرار دیا ہے۔

مجھے نہیں معلوم کہ ابن عدی کے علاوہ کسی اور نے اسے صالح قرار دیا ہو۔ ابن عدی کہتے ہیں: اس کی نقل کردہ روایات میں ایسی کوئی روایت نہیں ہے، جس کے متن کو منکر قرار دیا جائے۔

یحییٰ بن معین رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں: ان کی نقل کردہ احادیث تحریر کی جائیں گی۔

اشج اور ابوکریب نے اس سے روایات نقل کی ہیں۔

انہوں نے اپنی سند کے ساتھ حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ سے یہ روایت نقل کی ہے۔

قال: سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول: ان لله ملكا اعطاه سمع العباد كلهم، انه ليس من احد يصلي على صلاة الا بلغنيها، انى سألت ربى الا يصلي على احد الا صلى الله عليه عشرة امثالها

''میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا ہے: اللہ تعالیٰ کا ایک فرشتہ ہے، جسے اللہ تعالیٰ نے تمام بندوں کی آواز یں سننے کی صلاحیت دی ہے۔ جو بھی شخص مجھ پر درود بھیجتا ہے وہ فرشتہ درود مجھ تک پہنچا دیتا ہے۔ میں نے اپنے پروردگار سے یہ درخواست کی ہے کہ مجھ پر جو بھی شخص درود بھیجے، تو اللہ تعالیٰ اس پر اس کی مانند دس مرتبہ رحمت نازل کرے''۔

اس سند اور اس متن کے ساتھ اس روایت کو نقل کرنے میں اسماعیل نامی راوی منفرد ہے۔

۸۳۱-اسماعیل بن ابراہیم (ق) انصاری

انہوں نے عطاء سے اور ان سے حماد بن عبدالرحمٰن کلبی نے روایات نقل کی ہیں۔

یہ راوی ''مجہول'' ہے۔

۸۳۲-اسماعیل بن ابراہیم مطرقی

ضیاء مقدسی کی تحریر میں یہ لفظ اسی طرح ''قاف'' کے ساتھ (یعنی لفظ مطرقی) ہے۔

انہوں نے ابوزبیر سے روایات نقل کی ہیں۔

شیخ ابوالفتح ازدی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ راوی ''متروک'' ہے۔

(امام ذہبی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:) میں یہ کہتا ہوں: یہ موسیٰ بن عقبہ کا بھتیجا ہے۔ جس کا ذکر آگے آئے گا۔

۸۳۳-اسماعیل بن ابراہیم

انہوں نے مثنی بن عمرو سے روایات نقل کی ہیں۔

یہ ''مجہول'' ہے اور اس نے جو روایت نقل کی ہے وہ حقیقت نہیں ہے۔
یہ ابوحاتم کا قول ہے۔

۸۳۴-اسماعیل بن ابراہیم، حجازی

انہوں نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایات نقل کی ہیں۔
یہ نہیں پتہ چل سکا کہ یہ کون ہے۔ (اور ایک قول کے مطابق): اس کا نام ابراہیم بن اسماعیل ہے اور اس سے نماز کے بارے میں روایت منقول ہے۔
امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: اس کی نقل کردہ روایت کی سند مستند نہیں ہے۔
ابن حبان رحمۃ اللہ علیہ کی تاریخ میں مذکور ہے' انہوں نے اپنی سند کے ساتھ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے یہ روایت نقل کی ہے۔
اذا صلی احدکم الفریضة واراد ان یتطوع فلیتحول عن مکانه
(نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں) ''جب کوئی شخص فرض نماز ادا کرے اور نفل نماز ادا کرنا چاہے' تو اسے اپنی جگہ سے ذرا ہٹ جانا چاہئے''۔
لیث کہتے ہیں: میں نے مجاہد کے سامنے اس کا تذکرہ کیا' تو بولے جہاں تک مغرب کی نماز کا تعلق ہے' تو جب تم وہ نماز ادا کرلو' تو اپنے دائیں طرف یا بائیں طرف ذرا سا ہٹ جاؤ۔

۸۳۵-اسماعیل بن ابراہیم (ق) کرابیسی

انہوں نے ابن عون سے روایات نقل کی ہیں۔
انہوں نے علم کو چھپانے کے بارے میں ایک روایت ''مرفوع'' حدیث کے طور پر نقل کی ہے' حالانکہ درست یہ ہے کہ یہ روایت موقوف ہے۔

۸۳۶-اسماعیل بن ابراہیم قرشی

انہوں نے ابن شہاب زہری سے روایات نقل کی ہیں۔
یہ راوی ''حجت'' نہیں اسے ''وہم'' ہو جاتا ہے۔ عقیلی نے اس کے حوالے سے ایک روایت نقل کی ہے' جس کے الفاظ میں اس سے اختلاف کیا گیا ہے۔

۸۳۷-اسماعیل بن ابراہیم بن شیبہ طائفی

انہوں نے ابن جریج سے منکر روایات نقل کی ہیں۔
شیخ ابن عدی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ محل نظر ہے۔
امام نسائی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا ہے: اسماعیل بن شیبہ طائفی ''منکر الحدیث'' ہے۔

(امام ذہبی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:) میں یہ کہتا ہوں: یہ ''مجہول'' ہے۔

۸۳۸-اسماعیل بن ابراہیم بن ہود واسطی ضریر

انہوں نے یزید بن ہارون ازدی، اسحاق الازرق سے روایات نقل کی ہیں۔

امام ابوحاتم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ جہمی عقیدے کا مالک تھا اس لیے میں نے اس کے حوالے سے احادیث روایت نہیں کی ہیں۔

امام دارقطنی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ ''قوی'' نہیں ہے۔

۸۳۹-اسماعیل بن ابراہیم انصاری

انہوں نے اپنے والد اور ابوفراس سے اور ان سے ابن منکدر نے روایات نقل کی ہیں۔

اس کا شمار اہلِ مصر میں ہوتا ہے۔

امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: اس کی نقل کردہ روایت مستند نہیں ہے۔

۸۴۰-اسماعیل بن ابراہیم بن میمون صائغ

امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: محدثین نے ان کے بارے میں سکوت اختیار کیا ہے۔

انہوں نے سلام بن مسلم کے حوالے سے سعید بن جبیر سے روایات نقل کی ہیں' لیکن انہوں نے خود سعید سے احادیث کا سماع نہیں کیا۔

کتاب ''الضعفاء'' میں اس کا ذکر اسی طرح ہے میں نے اس کے علاوہ کسی کو اس کا ذکر کرتے ہوئے نہیں دیکھا۔

۸۴۱-اسماعیل بن ابواسماعیل مؤدب

اس کے والد کا نام ابراہیم بن سلیمان بن رزین ہے۔

انہوں نے اپنے والد اور سلیمان بن ارقم سے روایات نقل کی ہیں۔

امام دارقطنی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ ''ضعیف'' ہے اور اس کی نقل کردہ روایت سے استدلال نہیں کیا جاسکتا۔

شیخ ابوالفتح ازدی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ ضعیف اور ''منکر الحدیث'' ہے۔

ان سے حارث بن ابی اسامہ اور دیگر حضرات نے روایات نقل کی ہیں۔

۸۴۲-اسماعیل بن ابراہیم (د،ع،س) بن عقبۃ

انہوں نے اپنے چچا موسیٰ بن عقبۃ' نافع اور زہری سے اور ان سے ابن مہدی سعید بن ابی مریم اور ایک بڑی تعداد نے روایات نقل کی ہیں۔

امام نسائی رحمۃ اللہ علیہ و دیگر حضرات اور یحییٰ بن معین رحمۃ اللہ علیہ نے انہیں ''ثقہ'' قرار دیا ہے۔

شیخ ابوالفتح ازدی رحمۃ اللہ علیہ اور ساجی فرماتے ہیں: یہ ''ضعیف'' ہیں۔

(امام ذہبی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں:) امام ابوعبداللہ اور امام ابوعبدالرحمٰن نے اسماعیل نامی اس راوی سے روایات نقل کی ہیں اور آپ کے لیے ان دونوں کا نقل کرنا ہی کافی ہے۔ اس کا انتقال سفیان ثوری کے انتقال کے قریب ہی ہوا تھا۔

۸۴۳- اسماعیل بن ابراہیم مکی (ع)

زکریا ساجی نے یہ بات ذکر کی ہے کہ یحییٰ بن معین رحمۃ اللہ علیہ کا قول ہے۔ اس کی نقل کردہ احادیث کی کوئی (استنادی) حیثیت نہیں ہے۔

۸۴۴- (صح) اسماعیل بن ابراہیم بن مقسم (ع)

یہ امام اور حجت ہیں۔ (ان کی کنیت اور اسم منسوب) ابوبشر الاسدی ہے۔ (یہ بنو اسد سے نسبت ولاء رکھتے ہیں) بصری' یہ ابن علیہ (کے نام سے معروف ہیں)۔ یہ اصل میں کوفہ کے رہنے والے تھے۔

اس نے شیخ ابوتیاح سے ایک حدیث سنی ہے۔

انہوں نے عبدالعزیز بن صہیب، ابن عون، ایوب، سلیمان التیمی، عبداللہ بن ابی نجیح، سہیل، ابن منکدر اور ایک مخلوق سے احادیث کا سماع کیا ہے۔ جب کہ ان سے ابن جریج' شعبہ، یہ دونوں ان کے اساتذہ میں سے ہیں۔ حماد بن زید، ابن مہدی، ابن مدینی، احمد، اسحاق، ابن معین، بندار، ابوخیثمہ، ابن مثنی، ابن عرفہ اور بہت سے لوگوں نے احادیث روایت کی ہیں۔

اس کے علاوہ یہ حافظ الحدیث اور فقیہ تھے' اور جلیل القدر شخصیت کے مالک تھے۔ ان کی پیدائش 110ھ میں ہوئی۔ یہ کہا کرتے تھے جو شخص مجھے ''ابن علیہ'' کہے اس نے میری غیبت کی۔

خلیفہ ہارون رشید کے زمانے میں یہ بغداد میں مظالم کے نگران بنے تھے' اور وہاں حدیث بیان کرتے رہے یہاں تک کہ ان کا انتقال ہو گیا۔

مول بن ہشام کہتے ہیں: میں نے انہیں یہ کہتے ہوئے سنا ہے: میری محمد بن منکدر سے ملاقات ہوئی میں نے ان سے چار احادیث سنیں میں نے یہ سوچا کہ یہ بڑے شیخ ہیں پھر جب میں بصرہ آیا' تو وہاں ایوب یہ روایت بیان کر رہے تھے' محمد بن منکدر نے ہمیں یہ روایت سنائی ہے کہ غندر نے یہ کہا ہے: میری نشو ونما ہی علم حدیث سیکھنے میں ہوئی ہے' لیکن کوئی بھی شخص علم حدیث میں ابن علیہ سے مقدم نہیں ہے۔

امام ابوداؤد رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: محدثین میں سے ہر ایک محدث روایت نقل کرتے ہوئے غلطی کر جاتا ہے سوائے ابن علیہ اور بشر بن مفضل کے۔

یحییٰ بن معین رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں: ابن علیہ ''ثقہ'' پرہیزگار اور متقی ہیں۔ یونس بن بکیر کہتے ہیں: میں نے شعبہ کو یہ کہتے ہوئے سنا ہے: ابن علیہ محدثین کے سردار ہیں۔ عبدالرحمٰن کے آزاد کردہ غلام اسماعیل جن کا اسم منسوب اسدی ہے اور ان کا تعلق اسد خزیمہ (قبیلے

سے ہے)۔ یہ کوفہ سے تعلق رکھتے ہیں۔ (اسماعیل نامی اس راوی) کے دادا مقسم خراسان اور زابلستان کے درمیان ایک جگہ قیقانیہ کے مقام پر قیدی ہوئے تھے۔ مقسم کے صاحبزادے ابراہیم کوفہ میں تجارت کرتے تھے' وہ اپنی تجارت کا سامان لے کر بصرہ آیا کرتے تھے' وہاں اپنا سامان فروخت کرتے تھے' اور واپس چلے جاتے تھے۔ ان صاحب نے علیہ بنت حسان نامی خاتون کے ساتھ شادی کی جو بڑی سمجھدار اور صاحب علم خاتون تھیں۔

صالح مری اور دیگر اہل بصرہ ان کے ہاں جایا کرتے تھے۔ یہ خاتون ان کے ساتھ بحث ومباحثہ کرتی تھیں۔ اس خاتون کے ہاں 110ھ میں اسماعیل پیدا ہوئے۔ اسماعیل کا اسم منسوب اس خاتون کی طرف ہے' پھر اس کے ہاں ربعی بن ابراہیم پیدا ہوئے۔

علی بن حجر نے کا کہنا ہے: علیہ نامی خاتون اسماعیل کی والدہ نہیں' بلکہ ان کی دادی ہیں۔ عیشی کہتے ہیں: عبدالوارث نے مجھے یہ کہا ہے علیہ نامی خاتون اپنے صاحبزادے کے ساتھ میرے پاس آئی اور بولی: یہ میرا بیٹا ہے یہ آپ کے ساتھ رہے گا اور آپ سے اخلاق سیکھے گا۔

عبدالوارث کہتے ہیں: اسماعیل بصرہ کے سب سے خوبصورت نوجوان تھے۔ میں یہ نہیں کہتا کہ کوئی شخص علم حدیث میں اسماعیل سے زیادہ مستند ہوسکتا ہے۔

زیاد بن ایوب کہتے ہیں: میں نے ابن علیہ کی کوئی تحریر کبھی نہیں دیکھی (یعنی وہ اپنے حافظے کی بنیاد پر روایات بیان کردیتے تھے) یہ بات بھی کہی گئی ہے ابن علیہ' حروف تک کی گنتی کیا کرتے تھے۔

قتیبہ کہتے ہیں: علماء نے کا کہنا ہے حافظ الحدیث چار لوگ ہیں:

اسماعیل بن علیہ' عبدالوارث' یزید بن زریع اور وہیب۔

قتیبہ کہتے ہیں: جریری کے حوالے سے روایات نقل کرنے میں ان میں سب سے بہتر ابن علیہ ہیں۔

ابن مہدی کہتے ہیں: ابن علیہ' ہشیم سے زیادہ مستند ہیں۔

ہشیم بن خالد کہتے ہیں: بصرہ کے حافظین حدیث اکٹھے ہوئے' تو اہل کوفہ نے ان سے کہا: اسماعیل کو ہمارے سامنے نہ لاؤ اس کے علاوہ تم جسے مرضی ہمارے سامنے لے آؤ۔

احمد بن سعید دارمی کہتے ہیں: ہمارے علم کے مطابق ابن علیہ نے حدیث نقل کرتے ہوئے کوئی غلطی نہیں کی صرف ایک روایت میں ان سے غلطی ہوئی ہے' جو روایت حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے منقول ہے' جس میں مدبر غلام کا واقعہ مذکور ہے اس میں انہوں نے غلام کا نام وہ بیان کردیا جو اس کے آقا کا نام تھا اور اس کے آقا کا نام وہ بیان کردیا جو غلام کا نام تھا۔ حماد بن زید اس چیز کی پرواہ نہیں کرتے تھے' اگر ثقفی یا وہیب نامی محدث ان سے مختلف روایات نقل کردے لیکن وہ اس بات سے خوفزدہ ہوجاتے اگر ابن علیہ ان سے مختلف روایت نقل کرتے۔

ابن عمار کہتے ہیں: ابن علیہ ''حجت'' ہیں۔ میں امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر نہیں ہوسکا' تو اللہ تعالیٰ نے مجھے ان کی جگہ ابن عیینہ کی خدمت میں حاضر ہونے کا موقع دیا۔ اسی طرح میں حماد بن زید کی خدمت میں حاضر نہیں ہوسکا' لیکن اللہ تعالیٰ نے مجھے ان کی جگہ ابن علیہ کی خدمت میں حاضر ہونے کا موقع دیا۔

حماد بن سلمہ کہتے ہیں: ہم ابن علیہ کے عادات واخلاق کو یونس بن عبید کے عادات واخلاق سے تشبیہ دیا کرتے تھے۔ ہمارے بعض اصحاب نے یہ بات بیان کی ہے ابن علیہ بیس سال سے کبھی ہنسے نہیں ہیں۔ ایک دن ابن علیہ کے ہاں رات کے وقت ٹھہر گیا تو انہوں نے ایک تہائی قرآن کی تلاوت کر لی میں نے انہیں کبھی بھی ہنستے ہوئے نہیں دیکھا۔

عیشی کہتے ہیں: دونوں حمادوں نے یہ بات بیان کی ہے ابن مبارک علم حدیث کے بڑے ماہر بن گئے تھے۔ وہ یہ فرمایا کرتے تھے' اگر یہ پانچ حضرات نہ ہوتے' تو میں اتنا بڑا ماہر نہیں بن سکتا تھا: دونوں سفیان' فضیل بن عیاض' ابن سماک اور ابن علیہ۔' تو وہ ان سب کے لیے دعائے رحمت کیا کرتے تھے' ایک سال وہ آئے' تو انہیں بتایا گیا کہ ابن علیہ قاضی بن گئے ہیں' تو وہ ابن علیہ کے پاس نہیں گئے اور ان سے نہیں ملے۔ ابن علیہ سوار ہو کر ان سے ملنے کے لیے آئے' لیکن عبداللہ بن مبارک رحمۃ اللہ علیہ نے سر اٹھا کر ان کی طرف نہیں دیکھا۔ چناں چہ ابن علیہ واپس چلے گئے۔ اگلے دن انہوں نے ابن مبارک کو ایک رقعہ بھیجا جس میں انہوں نے یہ تحریر کیا تھا۔

''میں آپ کی طرف سے اچھائی کا منتظر تھا' لیکن میں جب آپ کے پاس آیا' تو آپ نے میری ساتھ بات چیت بھی نہیں کی۔ آپ کو میرے اندر کیا خامی نظر آئی ہے''۔

تو ابن مبارک بولے یہ صاحب چاہتے ہیں کہ ہم ان کے لیے عصا کو چھیل دیں۔ پھر انہوں نے ابن علیہ کو یہ اشعار بھجوائے۔

''اے وہ شخص جس نے علم کو اپنے لیے باز بنا لیا ہے' جس کے ذریعے وہ غریب لوگوں کے مال کا شکار کرتا ہے تم نے دنیا اور اس کی لذت کے لیے ایک ایسا حیلہ اختیار کیا ہے' جو دین کو رخصت کر دے گا' تو تم اس کی وجہ سے مجنون ہو گئے ہو' حالانکہ اس سے پہلے تم مجنون لوگوں کے لیے دوا کی حیثیت رکھتے تھے۔ تمہاری وہ روایات کہاں گئیں' جو تم نے بادشاہوں کے دروازے چھوڑنے کے بارے میں نقل کی تھیں۔ تمہاری وہ روایات کہاں گئیں' جو پہلے تم نے ابن عون اور ابن سیرین کے حوالے سے نقل کی تھیں اگر تم یہ کہتے ہو کہ مجھے اس بات پر مجبور کیا گیا ہے' تو یہ بات جھوٹ ہے۔ علم کا گدھا مٹی میں پھسل گیا ہے''

جب ابن علیہ کو ان اشعار کا پتہ چلا تو وہ اسی وقت مجلس قضاء سے کھڑے ہو گئے۔ انہوں نے ہارون الرشید کی بساط پاؤں کے نیچے روند دی اور بولے: اے اللہ! اے اللہ! میرے بڑھاپے پر رحم کر' کیوں کہ میں غلطی سے نہیں بچ سکوں گا۔

خلیفہ نے کہا: کہیں یہ پاگل تم پر حملہ نہ کر دے پھر اس نے انہیں معاف کر دیا۔ ابن مبارک رحمۃ اللہ علیہ نے پھر ان کی خدمت میں ایک تھیلی بھیجی۔

یہ بات بھی بیان کی گئی ہے کہ ابن مبارک نے انہیں یہ اشعار اس وقت لکھ کر بھیجے تھے' جب وہ بصرہ کے صدقات کے نگران بنے تھے۔

علی ابن خشرم کہتے ہیں: میں نے وکیع سے کہا: میں نے ابن علیہ کو نبیذ پیتے ہوئے دیکھا ہے یہاں تک کہ اسے گدھے پر لاد کر واپس لایا گیا۔ وہ اس بات کا محتاج تھا کہ کوئی شخص اسے اس کے گھر پہنچا دے' تو وہ بولے جب تم کسی بھی بصری شخص کو نبیذ پیتے ہوئے دیکھو' تو اسے متہم قرار دو۔

میں کہتا ہوں: کوفی دین داری حاصل کرنے کے لیے اسے پیتے تھے' اور بصری دین داری حاصل کرنے کے لیے اسے ترک کرتے

تھے۔

حماد بن سلمہ کہتے ہیں: ہم ابن علیہ کے اخلاق کو یونس بن عبید کے اخلاق سے تشبیہ دیا کرتے تھے' یہاں تک کہ ان میں یہ خرابیاں آگئیں۔ دوسرے قول کے مطابق یہ الفاظ نقل کئے ہیں: یہاں تک کہ انہوں نے نیا طرز عمل اختیار کرلیا۔

ابراہیم حربی کہتے ہیں: ابن علیہ' خلیفہ امین کے پاس آئے' تو امین نے ان سے کہا: اے فلاں کے بیٹے! یعنی انہیں گالی دیتے ہوئے کہا تم کیا چاہتے ہو؟' تو ابن علیہ نے کہا: میں اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں توبہ کرنا چاہتا ہوں مجھے علم نہیں تھا مجھ سے غلطی ہوگئی۔ راوی کا کہنا ہے ابن علیہ نے یہ حدیث بیان کی ہے:

''قیامت کے دن سورہ بقرہ اور سورہ آل عمران اس طرح آئیں گی گویا کہ وہ دو بادل ہیں وہ دونوں اپنے پڑھنے والے کے لیے بحث کریں گی''۔

راوی کہتے ہیں: ابن علیہ سے کہا گیا: کیا ان دونوں کی زبان ہوگی انہوں نے جواب دیا: جی ہاں ورنہ وہ کلام کیسے کرسکتی ہیں۔ یہ بات بھی بیان کی گئی ہے کہ ابن علیہ قرآن کو مخلوق مانتے تھے' لیکن یہ بات غلط ہے۔

(امام ذہبی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں:) میں یہ کہتا ہوں آپ اس بات کا جائزہ لیں کہ پہلے زمانے میں کیا ہوتا تھا کہ لوگ ایسی صورتحال میں کلام کرنے سے رک جاتے تھے' کیوں کہ اگر وہ یہ کہہ دیتے کہ وہ زبان کے بغیر کلام کریں گی' تو لوگ انہیں غلط قرار دیتے جب کہ اللہ تعالیٰ نے یہ بات ارشاد فرمائی ہے۔ ''جس چیز کے بارے میں تمہیں علم نہیں ہے اس کے بارے میں رک جاؤ''۔ بعض حضرات کا کہنا ہے: قیامت کے دن سورہ بقرہ اور سورہ آل عمران کا ثواب آئے گا لیکن یہ تمام تاویلات بناوٹی ہیں۔

ابن علیہ نے توبہ کرلی تھی اور اس بارے میں خاموشی اختیار کرلی تھی۔ ایک مرتبہ منصور بن سلمہ خزاعی حدیث بیان کررہے تھے' ان کی زبان سے غلطی ہوگئی انہوں نے کہا: اسماعیل بن علیہ نے مجھے یہ حدیث بیان کی ہے' پھر وہ بولے: نہیں' غلطی ہوگئی میں زہیر کہنا چاہ رہا تھا۔ پھر انہوں نے کہا: کہ جو شخص گناہوں سے الگ ہوجاتا ہے وہ اس کی طرح نہیں ہوسکتا جو گناہوں سے الگ نہیں ہوتا میں اللہ کی قسم! اس پر تنقید کرنا چاہ رہا تھا یعنی ابن علیہ پر تنقید کرنا چاہ رہا تھا۔

(امام ذہبی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں:) میں یہ کہتا ہوں: یہ جرح مردود ہے' کیوں کہ اس میں غلو پایا جاتا ہے۔ فضل بن زیاد کہتے ہیں: میں نے امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ سے وہیب اور ابن علیہ کے بارے میں دریافت کیا' تو انہوں نے فرمایا: وہیب میرے نزدیک زیادہ پسندیدہ ہیں' ابن علیہ مرتے دم تک اپنی باتوں میں کانٹ چھانٹ کرتے رہے تھے جو انہوں نے بیان کی تھیں۔ میں نے کہا: کیا انہوں نے لوگوں کی موجودگی میں رجوع نہیں کرلیا تھا اور توبہ نہیں کرلی تھی' تو امام احمد نے کہا: جی ہاں! لیکن مجھ تک یہ روایت پہنچی ہے کہ ایک مرتبہ وہ ہارون الرشید کے بیٹے امین کے پاس گئے جب اس نے انہیں دیکھا' تو ان پر ناراض ہوا اور بولا: اے فلاں کے بیٹے! تم قرآن کے بارے میں کلام کرتے ہو' تو اسماعیل نے کہا: اللہ تعالیٰ مجھے آپ پر فدا کرے عالم سے غلطی ہوجاتی ہے' پھر امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: شاید اللہ تعالیٰ اس کی بھی مغفرت کردے۔ امام احمد کی مراد ہارون کا بیٹا امین تھا۔

میں نے ان سے کہا: اے ابوعبداللہ! شیخ عبدالوہاب' تو یہ کہتے ہیں کہ میرے دل میں اسماعیل کی محبت کبھی نہیں آسکتی' میں نے اسے

خواب میں دیکھا ہے گویا کہ اس کا چہرہ سیاہ تھا' تو امام احمد بولے: اللہ تعالیٰ عبدالوہاب کو معاف کرے۔ پھر انہوں نے فرمایا: ہمارے ساتھ انصار سے تعلق رکھنے والا ایک شخص تھا جو ابن علیہ کے ہاں آیا جایا کرتا تھا ایک دن وہ مجھے لے کر اسماعیل کے پاس گیا جب اس نے مجھے دیکھا تو وہ غصے ہو گیا اور بولا اسے کون میرے پاس لے کر آیا ہے اس کلام کے بعد وہ ہمیشہ محدثین کے بارے میں ناپسندیدگی کا اظہار کرتا رہا تھا میں دس سال اس کے پاس آتا جاتا رہا تھا ماسوائے ان دنوں کے جب میں وہاں تھا ہی نہیں پھر اس نے اپنے سر کو حرکت دینا شروع کی' جیسے وہ اسے جھاڑ رہا ہے۔ پھر امام احمد نے فرمایا: وہ علم حدیث میں انصاف سے کام نہیں لیتا تھا اور سفارش کی بنیاد پر روایات بیان کر دیتا تھا' تو اس بیچارے نے کیا انصاف سے کام لینا ہے۔

(امام ذہبی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں: میں یہ کہتا ہوں اسماعیل بن علیہ کا علم حدیث کا امام ہونا ایک قابل اعتماد حقیقت ہے' جس میں کوئی اختلاف نہیں ہے اس کی طرف سے کچھ خرابیاں سامنے آئی تھیں' لیکن اس نے توبہ کر لی تھی' تو پھر ہم غیبت کے طور پر اس کا ذکر نہیں کر سکتے اور میں اس حوالے سے اللہ تعالیٰ سے ڈرتا ہوں۔ جہاں تک قرآن کے (مخلوق ہونے) ہونے کا تعلق ہے' تو عبدالصمد بن یزید کا کہنا ہے میں نے ابن علیہ کو یہ بات کہتے ہوئے سنا ہے: قرآن اللہ کا کلام ہے اور یہ مخلوق نہیں ہے۔ فرس اور ایک جماعت نے یہ بات نقل کی ہے اسماعیل کا انتقال 193 ھ میں ہوا دیگر راویوں کے مطابق ان کا انتقال ذی القعدہ کے مہینے میں بغداد میں ہوا تھا۔

۸۴۵- اسماعیل بن ابراہیم، ابومعمر ہذلی قطیعی الحافظ

انہوں نے اسماعیل بن جعفر، شریک ابن عیینہ اور ایک مخلوق سے روایات نقل کی ہیں۔ ان سے شیخین (یعنی امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ اور امام مسلم رحمۃ اللہ علیہ) ابوداؤد، مطین، ابویعلی نے روایات نقل کی ہیں۔

ابن سعد نے کہا ہے: یہ قبیلہ ہذیل سے تعلق رکھتا ہے اور ان کا حصہ ہے یہ احادیث کا عالم' صاحب فضیلت، ''ثقہ'' اور ثبت تھا۔

عبید بن شریک کہتے ہیں: سنت کے ساتھ اس کی نسبت کا یہ عالم تھا کہ وہ کہا کرتا تھا اگر میرا یہ خچر کلام کرے تو یہ بھی یہی کہے گا کہ یہ سنت کا عالم ہے۔ پھر انہوں نے مشکل کے بارے میں جواب دیا اور خوفزدہ ہو گئے۔ یحییٰ بن معین رحمۃ اللہ علیہ نے ابومعمر کا تذکرہ کرتے ہوئے یہ بات بیان کی وہ ''رمہ'' گئے اور وہاں پانچ ہزار احادیث بیان کیں جن میں سے تین ہزار احادیث میں انہوں نے غلطی کی۔

(امام ذہبی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں:) میں یہ کہتا ہوں: یہ روایت غلط ہے راوی نے اسے ابوجعفر علی بن حسین بن فہم کے حوالے سے نقل کیا ہے' حالانکہ ابومعمر نے اس وقت تک حدیث بیان ہی نہیں کی جب تک یحییٰ بن معین رحمۃ اللہ علیہ کا انتقال نہیں ہوا تھا۔

ابویعلیٰ موصلی کہتے ہیں: ابومعمر نے موصل میں دو ہزار کے قریب احادیث اپنے حافظے کے بنیاد پر بیان کی ہیں۔ جب وہ بغداد واپس گئے' تو میں ان کے پاس وہ صحیح احادیث لے کر آیا جن کو بیان کرنے میں انہوں نے غلطی کی تھی۔ وہ تقریباً بتیس یا چالیس تھیں۔

یحییٰ بن معین رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں: ابومعمر ''ثقہ'' اور مامون ہیں

(امام ذہبی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:) میں یہ کہتا ہوں: ان کا انتقال 230 ہجری میں ہوا۔

۸۴۶- اسماعیل بن احمد

الآخری یہ لفظ ''خ'' کے ساتھ ہے۔

انہوں نے ابراہیم بن محمد الخواص سے روایات نقل کی ہیں۔

ابن جوزی نے ان پر تہمت لگائی ہے جب کہ تہمت کے لائق ان کا استاد ہے۔

۸۴۷-اسماعیل بن اسحاق انصاری، کوفی

انہوں نے مصر میں مسعر کے حوالے سے روایات نقل کی ہیں۔

عقیلی فرماتے ہیں: یہ ''منکر الحدیث'' ہے۔

انہوں نے اپنی سند کے ساتھ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ کے حوالے سے یہ روایت ''مرفوع'' حدیث کے طور پر نقل کی ہے۔

من غدا يطلب العلم صلت عليه الملائكة وبورك له في معيشته الحديث

''جو شخص علم کی طلب میں نکلتا ہے فرشتے اس کے لیے دعائے رحمت کرتے ہیں اور اس کی زندگی میں اس کے لیے برکت رکھ دی جاتی ہے''۔

عقیلی فرماتے ہیں: یہ روایت جھوٹی ہے اس کی کوئی حقیقت نہیں ہے اور یہ ایسا شخص نہیں ہے جس کی نقل کردہ روایت مستند ہو۔

۸۴۸-اسماعیل بن ابوادریس

انہوں نے حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایات نقل کی ہیں۔

یہ راوی معروف نہیں ہے اور اس کے حوالے سے الیوم واللیلہ میں روایت منقول ہے۔

۸۴۹-اسماعیل بن اسحاق جرجانی

امام ابوزرعہ رازی فرماتے ہیں: یہ احادیث اپنی طرف سے بنالیتا تھا۔

ابن جوزی نے ان کا تذکرہ کیا ہے۔

۸۵۰-اسماعیل بن ابی اسحاق الملائی (ت،ق)۔

یہ ابواسرائیل الملائی ہے، جو ضعیف راویوں میں سے ایک ہے۔ اس کا تذکرہ کنیت سے متعلق باب میں آئے گا۔

۸۵۱-اسماعیل بن امیہ

ایک قول کے مطابق: ابن ابی امیہ ہے۔

انہوں نے ابوالاشہب العطاردی سے روایات نقل کی ہیں۔

امام دارقطنی رحمۃ اللہ علیہ نے اسے ''متروک'' قرار دیا ہے۔

۸۵۲-اسماعیل بن امیہ قرشی

انہوں نے عثمان بن مطر سے روایات نقل کی ہیں۔

امام دارقطنی رحمۃ اللہ علیہ نے انہیں ''ضعیف'' قرار دیا ہے۔

۸۵۳-اسماعیل بن ابی عباد امیہ بصری

انہوں نے حماد بن سلمہ سے روایات نقل کی ہیں۔

زکریا ساجی نے انہیں ''ضعیف'' قرار دیا ہے۔

جہاں تک اسماعیل بن امیہ اموی (ع) کا تعلق ہے تو اس نے سعید بن میسب اور ان کے طبقے کے افراد سے روایات نقل کی ہیں اور اس کے ثقہ ہونے پر اتفاق ہے۔

ان کا انتقال 139 ہجری میں ہوا۔

۸۵۴-اسماعیل بن اوسط بجلی

یہ کوفہ کے گورنر تھے۔

یہ حجاج کے ساتھیوں میں سے تھے' اور یہ وہی صاحب ہیں جنہوں نے سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ کو قتل کے لیے پیش کیا تھا ان کے حوالے سے احادیث روایت کرنا مناسب نہیں ہے۔

انہوں نے ابو کبشہ کے حوالے سے روایات نقل کی ہیں۔

یحییٰ بن معین رحمۃ اللہ علیہ اور دیگر حضرات نے انہیں ''ثقہ'' قرار دیا ہے۔

انہوں نے ابو کبشہ انماری سے روایات نقل کی ہیں' جب کہ ان کے حوالے سے مسعودی نے روایات نقل کی ہیں۔

امام ابن حبان رحمۃ اللہ علیہ کتاب ''الثقات'' میں فرماتے ہیں: یہ کوفہ کے گورنر تھے۔

ان کا انتقال 117 ہجری میں ہوا۔

پھر ابن حبان رحمۃ اللہ علیہ نے یہ بات بیان کی ہے مجھے ان کے حوالے سے کوئی ایسی روایت یاد نہیں ہے' جو مستند ہو اور انہوں نے کسی صحابی سے سنی ہو۔

۸۵۵-اسماعیل بن ابی اویس (خ،م)

یہ اسماعیل بن ابی اویس، عبداللہ بن عبداللہ بن ابی اویس بن مالک ابن ابی عامر الاصبحی (خ،م)، ابو عبداللہ مدنی ہیں۔

یہ بکثرت روایات نقل کرنے والے محدث ہیں۔ اس میں ''لین'' (کمزوری) پائی جاتی ہے۔

انہوں نے اپنے ماموں امام مالک رحمۃ اللہ علیہ' اپنے بھائی عبدالحمید اپنے والد (عبداللہ) سے روایات نقل کی ہیں اور جن مشائخ سے ملاقات کی ہے ان میں سب سے مقدم عبدالعزیز الماجشون اور سلمہ بن وردان ہیں۔

ان سے صحیحین (یعنی صحیح بخاری و صحیح مسلم) کے مؤلفین قاضی اسماعیل اور دیگر اکابرین نے روایات نقل کی ہیں۔

امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: اس میں کوئی حرج نہیں ہے۔

ابن ابی خیثمہ نے یحییٰ بن معین رحمۃ اللہ علیہ کا یہ قول نقل کیا ہے: یہ "صدوق" ہے لیکن ضعیف العقل ہے اور یہ زیادہ "مستند" نہیں ہے۔
امام ابوحاتم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: اس کا محل صدق ہے لیکن یہ غفلت کا شکار ہو جاتا ہے۔ امام نسائی رحمۃ اللہ علیہ کا کہنا ہے: یہ "ضعیف" ہے۔

امام دارقطنی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: میں صحیح روایت میں اسے اختیار نہیں کروں گا ان کا انتقال 226ھ میں ہوا۔
شیخ ابن عدی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: احمد بن ابو یحییٰ نے یحییٰ بن معین رحمۃ اللہ علیہ کا یہ قول نقل کیا ہے: یہ اور اس کا باپ دونوں احادیث میں سرقہ کے مرتکب ہوتے تھے۔
دولابی نے کتاب "الضعفاء" میں نضر بن سلمہ مروزی کا قول نقل کیا ہے: یہ راوی "کذاب" ہے اور یہ امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کے حوالے سے ابن وہیب کے مسائل بیان کر دیتا تھا۔
یحییٰ بن معین رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں: اسماعیل بن ابواویس دو ٹکے کی اوقات کا نہیں ہے۔
(امام ذہبی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:) ابن عدی نے اس کے حوالے سے تین روایات نقل کی ہیں پھر یہ بات بیان کی ہے اس نے اپنے ماموں امام مالک رحمۃ اللہ علیہ سے غریب روایات نقل کی ہیں جن کے بارے میں کسی نے اس کی متابعت نہیں کی۔ اس نے سلیمان بن بلال سے روایات نقل کی اور اس کے حوالے سے بخاری الکبیر نے روایات نقل کی ہیں۔
(امام ذہبی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:) میں یہ کہتا ہوں: ان کا انتقال 226 ہجری میں ہوا۔
میں نے اپنی "تاریخ اسلام" میں تفصیل سے اس کا تذکرہ لکھا ہے

۸۵۶- اسماعیل بن ایاس بن عفیف الکندی

امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: اس کی نقل کردہ روایت مستند نہیں ہے۔
انہوں نے یحییٰ بن سعید انصاری اور دیگر حضرات سے روایات نقل کی ہیں۔
اس نے یحییٰ بن سعید انصاری اور دیگر حضرات کے حوالے سے احادیث نقل کی ہیں اور اس نے اپنے دادا کا یہ بیان نقل کیا ہے۔

كنت تاجرا فقدمت الحج فاتيت العباس، فوالله انى لعنده اذ خرج رجل فنظر الى السماء، فلما رآها مالت قام يصلى، ثم خرجت امرأة من ذلك الخباء الذى خرج منه الرجل، فقامت خلفه تصلى، فقلت للعباس: ما هذا ياابا فضل ؟ قال: هذا محمدبن عبدالله بن عبدالمطلب ابن اخى، هذه خديجة، ثم خرج غلام راهق الحلم، فقام يصلى معه، فقال: وهذا على ابن عمه قلت: فماذا يصنع ؟ قال: يصلى وهو يزعم انه نبى، لم يتبعه فيهم الا هذان، هو يزعم انه ستفتح عليه كنوز كسرى وقيصر قال: فكان عفيف يقول. واسلم بعد ذلك: لو كان الله رزقنى الاسلام يومئذ فاكون ثانيا مع على

میں تاجر تھا حج کرنے کے لیے آیا تو میں حضرت عباس کے پاس آیا اللہ کی قسم ابھی میں ان کے پاس ہی موجود تھا اسی دوران

ایک صاحب آئے انہوں نے آسمان کی طرف دیکھا جب انہوں نے دیکھا سورج کچھ ڈھل گیا' تو وہ کھڑے ہو کر نماز ادا کرنے لگے پھر جس خیمے میں سے وہ آئے تھے' اس خیمے میں سے ایک خاتون بھی باہر آئی اور ان کے پیچھے کھڑے ہو کر نماز پڑھنے لگی' تو میں نے حضرت عباس سے پوچھا: اے ابوالفضل! یہ کون ہیں؟ تو انہوں نے جواب دیا: یہ عبداللہ بن عبدالمطلب کے صاحبزادے محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہیں اور میرے بھتیجے ہیں۔ یہ خدیجہ رضی اللہ عنہا ہیں (جو ان کی اہلیہ ہے) پھر وہاں سے ایک لڑکا باہر آیا جو بالغ ہونے کے قریب تھا وہ بھی کھڑا ہو کر ان کے ساتھ نماز ادا کرنے لگا' تو حضرت عباس نے بتایا یہ ان کا چچا زاد علی رضی اللہ عنہ ہے میں نے دریافت کیا: یہ کیا کر رہے ہیں؟ تو انہوں نے جواب دیا: یہ نماز پڑھ رہے ہیں ان کا یہ کہنا ہے: یہ نبی ہیں ان کی پیروی صرف ابھی انہی دو افراد نے کی ہے۔ ان کا یہ بھی کہنا ہے کہ عنقریب کسریٰ اور قیصر کے خزانے ان کے لیے فتح ہو جائیں گے۔ راوی کہتے ہیں: عفیف یہ کہا کرتے تھے (کافی عرصہ گزرنے کے بعد) میں نے بھی اسلام قبول کر لیا تھا لیکن اگر اس دن اللہ تعالیٰ نے مجھے ایمان کی دولت عطا کی ہوتی' تو میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ساتھ دوسرا فرد ہوتا۔

اسی کی مانند ایک روایت ایک اور سند کے ساتھ بھی منقول ہے تاہم امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے ان دونوں روایات کو مستند قرار نہیں دیا۔

۸۵۷- اسماعیل بن ابوبکر

انہوں نے عبدہ بن ابولبابہ سے روایات نقل کی ہیں۔

یہ راوی ''مجہول'' ہے۔

۸۵۸- اسماعیل بن بشیر بن سلیمان کوفی

عقیلی فرماتے ہیں: یہ حدیث کے علاوہ میں ''وہم'' کا شکار ہو جاتا ہے۔

اس راوی نے اپنے والد کے حوالے سے قیس بن ابوحازم کا یہ بیان نقل کیا ہے۔

کنا عند ابن عمر وغلام یسلخ شاۃ، فقال لہ: ویلک! اذا فرغت فابدأ بجارنا الیہودی سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یوصی بالجار حتی ظننت انہ سیورثہ

''ایک مرتبہ ہم حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کے پاس موجود تھے' ایک لڑکا بکری بھون رہا تھا' تو حضرت عبداللہ نے اس سے کہا: تمہارا ستیاناس ہو' جب تم اسے پکا کر فارغ ہو جاؤ' تو سب سے پہلے ہمارے یہودی پڑوسی کو (اس کا گوشت بھجوانا) میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو پڑوسی کے بارے میں اس طرح تلقین کرتے سنا کہ مجھے یوں محسوس ہوا کہ کہیں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اسے وارث قرار نہ دے دیں''۔

یہ روایت ابونعیم نے اپنی سند کے ساتھ قیس کی بجائے مجاہد سے نقل کی ہے اور ابونعیم کی نقل کردہ روایت زیادہ بہتر ہے

۸۵۹- اسماعیل بن بشیر مدنی (د)

انہوں نے حضرت ابوطلحہ انصاری اور حضرت جابر بن عبداللہ انصاری رضی اللہ عنہما کے حوالے سے مسلمان کو شرمندہ کرنے کے گناہ کے

بارے میں روایت نقل کی ہے۔

ان سے یحییٰ بن سلیم بن زید نے روایات نقل کی ہیں۔

۸۶۰-اسماعیل بن بہرام (ق) الوشاء

یہ کوفی ہے اور اس سے عجیب وغریب روایات منقول ہیں۔

یہ ''صدوق'' ہیں اور امام ابن ماجہ رحمۃ اللہ علیہ نے ان کے حوالے سے روایت نقل کی ہے۔

۸۶۱-اسماعیل بن ثابت بن مجمع

شیخ ابوحاتم رازی رحمۃ اللہ علیہ اور دیگر حضرات نے انہیں ''ضعیف'' قرار دیا ہے۔

ان سے یحییٰ ابن سعید انصاری نے روایات نقل کی ہیں۔

۸۶۲-اسماعیل بن جتاس

یہ تابعی ہیں اور انہوں نے حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے روایات نقل کی ہیں۔

ان سے دریافت کیا گیا: شکاری کتے کی دیت کیا ہے؟ انہوں نے جواب دیا: چالیس درہم۔

ان سے یعلیٰ بن عطاء نے روایات نقل کی ہیں۔

شیخ ابوالفتح ازدی رحمۃ اللہ علیہ نے انہیں ''ضعیف'' قرار دیا ہے۔

امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: اس کی متابعت نہیں کی گئی۔

۸۶۳-اسماعیل بن حامد القوصی

یہ محدث ہیں۔ ان کا لقب شہاب الدین ہے اور بیت المال کے وکیل تھے۔ انہوں نے دمشق میں ''دارالحدیث القوصیہ'' کو وقف کیا تھا وہیں یہ دفن ہوئے۔ ان کا انتقال 653ھ میں ہوا تھا انہوں نے دو بڑی ''معجم'' مرتب کی تھیں جن میں سے بکثرت روایات وہ تھیں، جو اجازت کے طور پر تھیں۔ یہ ''متقن'' نہیں تھے، اور ان کے بیان پر بھی اعتماد نہیں کیا جاسکتا۔ اللہ تعالیٰ ان سے درگزر کرے۔

۸۶۴-اسماعیل بن حکم

واثق کے دور حکومت میں یہ ہمذان کے قاضی تھے اور یہ کم صالح تھا۔ یہ شیعہ مسلک سے تعلق رکھتا تھا۔

۸۶۵-اسماعیل بن حفص الابلی (س،ق)۔

انہوں نے ابوبکر بن عیاش اور اس کی مثل افراد سے روایات نقل کی ہیں۔

امام ابوحاتم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: اس میں کوئی حرج نہیں ہے۔

ساجی کہتے ہیں: یہ ابن حفص بن عمر بن میمون ابلی ہیں۔ میرا خیال ہے اس کے باپ کا ضعف اسے بھی لاحق ہوا ہے۔

۸۶۶-اسماعیل بن حماد (د،ت) بن ابی سلیمان کوفی

یحییٰ بن معین رحمۃ اللہ علیہ نے انہیں ''ثقہ'' قرار دیا ہے۔

شیخ ابوالفتح ازدی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: محدثین نے ان کے بارے میں کلام کیا ہے۔

عقیلی فرماتے ہیں: اس کی نقل کردہ روایت محفوظ نہیں ہے اور مجہول راویوں کے حوالے سے روایات نقل کی ہیں۔

انہوں نے اپنی سند کے ساتھ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ روایت نقل کی ہے۔

ان النبی صلی اللّٰہ علیہ وسلم کان یستفتح الصلاۃ ببسم اللّٰہ الرحمن الرحیم

''نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نماز کے آغاز میں بسم اللّٰہ الرحمٰن الرحیم پڑھا کرتے تھے''۔

ابن عدی نے ایک اور سند کے ساتھ یہ روایت نقل کی ہے۔ پھر ابن عدی نے اس کی ایک اور سند بھی نقل کی ہے' جو حضرت ابن عباس کے حوالے سے منقول ہے۔

ان نبی اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم کان یقرأ بسم اللّٰہ الرحمٰن الرحیم

''نبی اکرم بسم اللّٰہ الرحمٰن الرحیم کی تلاوت کرتے تھے''

یہ روایت محفوظ نہیں ہے۔ ابوخالد راوی ''مجہول'' ہے۔ واللہ اعلم

۸۶۷-اسماعیل بن حماد بن النعمان بن ثابت کوفی

انہوں نے اپنے والد کے حوالے سے اپنے دادا (امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ) سے روایات نقل کی ہیں۔

شیخ ابن عدی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ تینوں ''ضعیف'' ہیں۔

خطیب بغدادی فرماتے ہیں: انہوں نے عمر بن ذر، مالک بن مغول، ابن ابی ذئب اور ایک گروہ سے روایات نقل کی ہیں۔

ان سے سہل بن عثمان العسکری، عبدالمؤمن بن علی الرازی اور ایک جماعت نے روایات نقل کی ہیں۔

یہ رصافہ کا قاضی بنا تھا اور یہ اکابر فقہاء میں سے ایک ہے۔

محمد بن عبداللہ انصاری کہتے ہیں: حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے دور حکومت سے لے کر آج کے دن تک کوئی بھی قاضی' اسماعیل بن حماد سے بڑا عالم نہیں ہوا ان سے پوچھا گیا: کیا حسن بصری بھی نہیں؟ انہوں نے جواب دیا: حسن بصری بھی نہیں۔

ابوعیناء کہتے ہیں: جب اسماعیل بصرہ کے قاضی بنے' تو ایک انصاری نے ایک شخص کو اس بات پر مامور کیا' تو اس شخص نے ان سے کہا: اللہ تعالیٰ قاضی کو زندہ رکھے' ایک شخص اپنی بیوی سے یہ کہتا ہے..... تو اسماعیل نے اس کی بات کاٹ دی اور فرمایا: جس شخص نے تمہیں بھیجا ہے اس سے یہ کہو کہ قاضی فتویٰ نہیں دیتے۔ صالح جزرہ کہتے ہیں: یہ ''ثقہ'' نہیں ہے۔

۸۶۸-اسماعیل بن خالد

یہ کوفی ہے اس نے ابواسحاق فزاری سے روایات نقل کی ہیں۔

یہ راوی ''مجہول'' ہے۔

۸۶۹-اسماعیل بن خلیفہ (ت،ق)۔

یہ ابواسرائیل ملائی ہے۔اور ''واہی'' ہے اوراس کا ذکر کنیت سے متعلق باب میں آئے گا۔

۸۷۰-اسماعیل بن داؤد بن مخراق

انہوں نے امام مالک رحمۃ اللہ علیہ سے روایات نقل کی ہیں۔

شیخ ابوحاتم رازی رحمۃ اللہ علیہ اور دیگر حضرات نے انہیں ''ضعیف'' قرار دیا ہے۔

امام ابن حبان رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث میں سرقہ کا مرتکب ہوتا تھا۔

پھر ابن حبان رحمۃ اللہ علیہ نے اس کے حوالے سے دو روایات نقل کی ہیں' جو ''مقلوب'' ہیں۔بعض اہل علم نے اس کا نام سلیمان بیان کیا ہے محمود بن غیلان کہتے ہیں: میں نے اسماعیل داؤد فرماتے ہیں کہ میں نے امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے: ربیعہ نے مجھ سے کہا: اس مقام کے پروردگار کی قسم! میں نے کوئی ایسا عراقی نہیں دیکھا جس کی عقل مکمل ہو۔

۸۷۱-اسماعیل بن ذؤاد بغدادی

انہوں نے ذؤاد بن علبہ سے روایات نقل کی ہیں۔

خطیب بغدادی فرماتے ہیں: یہ ''منکر الحدیث'' ہے۔

پھر خطیب بغدادی نے اپنی سند کے ساتھ اس راوی کے حوالے سے حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ کا یہ بیان نقل کیا ہے۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے:

اذا ملك اثنا عشر من بني كعب كان النقف والنقاف الى يوم القيامة

''جب بنوکعب سے تعلق رکھنے والے بارہ افراد بادشاہ بن جائیں' تو قیامت کے دن تک قتل وغارت گری ہوگی''۔

۸۷۲-اسماعیل بن ابی الذراع

میں اس سے واقف نہیں ہوں۔

ابن حزم کہتے ہیں: یہ ''ضعیف'' ہے۔

۸۷۳-اسماعیل بن رافع (ت،ق) مدنی معروف

اس نے بصرہ میں رہائش اختیار کی تھی اور مقبری اور قرظی کے حوالے سے احادیث نقل کی ہیں' جب کہ اس کے حوالے سے وکیع' مکی اور ایک گروہ نے روایات نقل کی ہیں۔

امام احمد بن حنبل' یحییٰ بن معین رحمۃ اللہ علیہ اور محدثین کی ایک جماعت نے انہیں ''ضعیف'' قرار دیا ہے۔

امام دارقطنی رحمۃ اللہ علیہ اور دیگر حضرات فرماتے ہیں: یہ راوی ''متروک الحدیث'' ہے۔
شیخ ابن عدی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: اس کی نقل کردہ تمام روایات محل نظر ہیں۔
انہوں نے اپنی سند کے ساتھ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے یہ روایت نقل کی ہے۔
قال رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم: خلق اللہ آدم من تراب الجابیۃ وعجنہ بماء الجنۃ
''نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے: اللہ نے حضرت آدم کو ''جابیہ'' کی مٹی سے پیدا کیا ہے اور اسے جنت کے پانی کے ذریعے گوندھ دیا''۔
ترمذی کی تلبیس میں یہ بات بھی ہے کہ بعض اہل علم نے اسے ''ضعیف'' قرار دیا ہے۔
وہ کہتے ہیں: میں نے محمد یعنی امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کو یہ کہتے ہوئے سنا ہے: یہ مقارب الحدیث ہے۔
(امام ذہبی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:) میں یہ کہتا ہوں: ان کا انتقال 150 ہجری سے پہلے ہوا۔

۸۷۴-(صح) اسماعیل بن رجاء زبیدی (م،عو)۔

یحییٰ بن معین رحمۃ اللہ علیہ اور دیگر حضرات نے انہیں ''ثقہ'' قرار دیا ہے۔
ان سے شعبہ اور فطر نے روایات نقل کی ہیں۔
صرف ابوالفتح ازدی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں: یہ ''منکر الحدیث'' ہے۔

۸۷۵-اسماعیل بن رجاء حصنی

یہ جزیرہ سے تعلق رکھنے والے عمر رسیدہ شخص ہے۔
انہوں نے امام مالک رحمۃ اللہ علیہ اور موسیٰ بن اعین سے روایات نقل کی ہیں۔
امام دارقطنی رحمۃ اللہ علیہ نے انہیں ''ضعیف'' قرار دیا ہے۔

۸۷۶-اسماعیل بن ریاح (د) سلمی

یہ تابعی ہیں۔
مجھے نہیں معلوم یہ صاحب کون ہیں؟ تاہم امام ابوداؤد رحمۃ اللہ علیہ نے ان کے حوالے سے احادیث نقل کی ہیں۔
ان کے حوالے سے صرف ابوہاشم رمانی نے روایت نقل کی ہے ان کی نقل کردہ حدیث ''مضطرب'' ہوتی ہے۔
ریاح نامی راوی ابن عبیدہ ہے۔ یہ ''مجہول'' ہے۔
ابوہاشم نے جو مستند راوی ہیں اسماعیل یا کسی اور کے حوالے سے اس کے والد سے یہ بات نقل کی ہے۔
ان النبی صلی اللّٰہ علیہ وسلم کان اذا فرغ من طعامہ قال: الحمد للّٰہ الذی اطعمنا وسقانا وجعلنا مسلمین

نبی اکرم ﷺ جب کھانا کھا کر فارغ ہوتے تھے تو یہ پڑھتے تھے۔

''ہر طرح کی حمد اللہ تعالیٰ کے لیے مخصوص ہے جس نے ہمیں کھلایا ہے اور جس نے ہمیں پلایا ہے اور جس نے ہمیں مسلمان بنایا ہے''۔

یہ روایت غریب اور منکر ہے۔

۸۷۷- اسماعیل بن رزین

(ایک قول کے مطابق اس کا نام) اسماعیل بن ابورزین ہے۔

یہ کوفہ کا رہنے والا ہے۔

انہوں نے شعبی سے روایات نقل کی ہیں۔

شیخ ابوالفتح ازدی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: محدثین نے ان کے بارے میں کلام کیا ہے۔

۸۷۸- اسماعیل بن زریق بصری

انہوں نے ابوداؤد نخعی سے روایات نقل کی ہیں۔

امام ابوحاتم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ راوی ''کذاب'' ہے۔

(امام ذہبی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:) میں یہ کہتا ہوں: لگتا ہے شاید یہ پہلے والا ہی راوی ہے۔

۸۷۹- اسماعیل بن زکریا (ع) الخلقانی

یہ کوفہ کا رہنے والا ہے۔ یہ ''صدوق'' ہے لیکن شیعہ عقائد کا مالک تھا۔ اس کا لقب ''شقوص'' ہے۔

اس نے بغداد میں سکونت اختیار کی تھی۔

انہوں نے حصین بن عبدالرحمٰن اور اس کے طبقے کے افراد سے اور ان سے محمد بن صباح، دولابی، لوین اور ایک بڑی تعداد نے روایات نقل کی ہیں۔

امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: اس میں کوئی حرج نہیں ہے۔

دوسرے قول کے مطابق: اس کی نقل کردہ حدیث ''مقارب'' ہوتی ہے۔

تیسرے قول کے مطابق: یہ ''ضعیف الحدیث'' ہے۔

عباس دوری نے یحییٰ بن معین رحمۃ اللہ علیہ کا یہ قول نقل کیا ہے: یہ ''ثقہ'' ہیں۔

لیث بن عبدہ نے یحییٰ بن معین رحمۃ اللہ علیہ کا یہ قول نقل کیا ہے: یہ ''ضعیف'' ہیں۔

دولابی کہتے ہیں: انہوں نے یحییٰ بن معین رحمۃ اللہ علیہ کے حوالے سے اسماعیل بن زکریا کی نقل کردہ تمام روایات نوٹ کی ہیں۔

عبدالملک میمونی کہتے ہیں: میں نے امام احمد کو یہ کہتے ہوئے سنا ہے اسے شرح صدر حاصل نہیں تھا جب کہ میمونی یہ کہتے ہیں: میں

نے یحییٰ بن معین رحمۃ اللہ علیہ کو یہ کہتے ہوئے سنا ہے کہ یہ ''ضعیف'' ہے۔

انہوں نے اپنی سند کے ساتھ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کے حوالے سے یہ روایت ''مرفوع'' حدیث کے طور پر نقل کی ہے۔

من بدا جفا، من اتبع الصید غفل، من اتی ابواب السلطان افتتن، ما ازداد احد من السلطان قربا الحدیث

''جو آغاز کرتا ہے وہ زیادتی کرتا ہے' جو شکار کے لیے جاتا ہے وہ غافل ہو جاتا ہے' جو بادشاہوں کے دروازوں پر جاتا ہے وہ آزمائش کا شکار ہو جاتا ہے اور جس شخص کو حاکم وقت کا جتنا زیادہ قرب نصیب ہوتا ہے'' (اس کے بعد پوری حدیث ہے)

انہوں نے اپنی سند کے ساتھ حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے یہ روایت نقل کی ہے۔ جسے نقل کرنے میں یہ منفرد ہے۔

اللهم اهد ثقيفا

''اے اللہ (قبیلہ) ثقیف و ہدایت نصیب کر''۔

اس نے انفرادی طور پر ابن سیرین کا یہ قول نقل کیا ہے:

''پہلے لوگ اسناد کی تحقیق نہیں کرتے تھے یہاں تک کہ جب فتنہ آ گیا (تو وہ اسناد کی تحقیق کرنے لگے۔)''

حسن بن عبیداللہ نے ابراہیم کے بارے میں یہ بات نقل کی ہے: اگر ایک شخص کسی دوسرے سے کوئی وعدہ کرتا ہے تو دوسرا شخص اس کا کب تک انتظار کرے گا تو انہوں نے جواب دیا: جب تک نماز کا وقت نہیں آ جاتا۔

جب کہ مغیرہ نے ابراہیم کا یہ قول نقل کیا ہے: وہ شخص جو دیوانگی میں مبتلا ہو جب اسے افاقہ ہوگا تو وہ وضو کرے گا۔

عقیلی فرماتے ہیں: اسماعیل خلکانی کہتے ہیں:

''جس شخص نے کوہ طور کے ایک طرف سے ندا دی تھی وہ اللہ تعالیٰ کے بندے حضرت علی بن ابوطالب تھے''۔

انہوں نے یہ بھی کہا ہے ''وہی اول ہیں وہی آخر ہیں وہی ظاہر ہیں وہی باطن ہیں' وہ علی بن طالب ہیں''۔

(امام ذہبی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:) میں یہ کہتا ہوں: یہ سند تاریک ہے اور خلکانی کے حوالے سے یہ کلام مستند طور پر منقول نہیں ہے' یہ تو کسی زندیق کا کلام ہے۔

ان کا انتقال 174 ہجری میں بغداد میں ہوا۔

عقیلی اور ابن عدی نے اپنی کتابوں میں اس راوی کا ذکر کیا ہے۔

۸۸۰-اسماعیل بن زکریا مدائنی

یہ نعیم بن حماد کا استاد ہے۔

علم کو چھپانے کے بارے میں اس کی نقل کردہ روایات کو منکر قرار دیا گیا ہے اور یہ راوی خود بھی منکر ہے۔

۸۸۱-اسماعیل بن زیاد

ایک قول کے مطابق اس کا نام اسماعیل بن ابوزیاد ہے۔

انہوں نے حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے روایات نقل کی ہیں۔
یہ پتہ نہیں چل سکا کہ یہ کون ہے اور اس نے حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے ملاقات نہیں کی ہے۔

۸۸۲-اسماعیل بن زیاد (ق)

ایک قول کے مطابق: ابن ابی زیاد السکونی
یہ موصل کا قاضی تھا۔
شیخ ابن عدی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ ''منکر الحدیث'' ہے۔
انہوں نے شعبہ، ثور بن یزید اور ابن جریج سے اور ان سے نائل بن نجیح اور ایک جماعت نے روایات نقل کی ہیں۔
اسحاق بن احمد نے اس راوی کے حوالے سے حضرت معاذ بن جبل کا یہ بیان نقل کیا ہے:

قلنا: یارسول اللہ انمس القرآن علی غیر وضوء ؟ قال: نعم قلنا: فقولہ: لا یمسہ الا المطھرون ؟ قال: یعنی لا یمس ثوابہ الا المؤمنون قلنا: فقولہ: کتاب مکنون ؟ قال: مکنون من الشرک ومن الشیاطین

''ہم نے عرض کی: یارسول اللہ! کیا ہم بے وضو حالت میں قرآن کو چھولیا کریں۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جی ہاں! ہم نے عرض کی: اللہ تعالیٰ نے تو فرمایا ہے اسے صرف وہ لوگ چھو سکتے ہیں جو پاک ہوں۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اس سے مراد یہ ہے کہ اس کا ثواب صرف ان لوگوں کو ملے گا جو مومن ہیں۔ ہم نے عرض کی اللہ تعالیٰ نے تو یہ فرمایا ہے یہ چھپی ہوئی کتاب ہے تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اس سے مراد یہ ہے کہ یہ شرک اور شیاطین سے محفوظ چیز ہے''۔

امام ابن حبان رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: اسماعیل بن زیاد دجال بوڑھا ہے۔ کتابوں میں اس کا ذکر صرف اسی صورت میں کرنا جائز ہے کہ اس پر تنقید کی جائے۔
انہوں نے اپنی سند کے ساتھ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کا یہ قول نقل کیا ہے۔

ابغض الکلام الی اللّٰہ الفارسیۃ، کلام الشیاطین الخوزیۃ، کلام اھل النار البخاریۃ، کلام اھل الجنۃ العربیۃ

''اللہ کے نزدیک سب سے ناپسندیدہ کلام وہ ہے جو فارسی میں کیا جائے۔ شیطان کا کلام خوزستان کی زبان میں ہوتا ہے جہنمیوں کا کلام بخارا کی زبان میں ہوگا اور اہل جنت عربی میں گفتگو کریں گے''۔
عاصم بن عبداللہ البلخی نے اس حوالے سے یہ روایت نقل کی ہے اور وہ جھوٹا ہے۔
انہوں نے اپنی سند کے ساتھ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کے حوالے سے یہ روایت ''مرفوع'' حدیث کے طور پر نقل کی ہے۔

لکم فی العنب اشیاء : تاکلونہ عنبا، تشربونہ عصیرا ما لم ینش، تتخذون منہ ربا وزبیبا

''تمہیں انگور میں بہت سی سہولیات حاصل ہیں تم اسے انگور کے طور پر کھا لیتے ہو۔ اس کا رس نچوڑ کر پی لیتے ہو جب تک اس میں جوش نہ آ جائے اور تم اس سے رُب (شیرہ) اور زبیب بنا لیتے ہو''۔

انہوں نے اپنی سند کے ساتھ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کے حوالے سے یہ روایت ''مرفوع'' حدیث کے طور پر نقل کی ہے۔

انه كان اذا نظر الى رجل فاعجبه قال: هل له حرفة ؟ فان قالوا: لا، قال: سقط من عيني، فانه من لم يحترف يعيش بدينه

''آپ صلی اللہ علیہ وسلم جب کسی ایسے شخص کی طرف دیکھتے جو آپ کو پسند آتا تو آپ دریافت کرتے تھے کیا اس کو کوئی فن آتا ہے؟ اگر لوگ جواب دیتے نہیں۔ تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے: یہ شخص میری نظروں سے گر گیا ہے، جس شخص کو کوئی فن نہیں آتا وہ اپنے دین کی بنیاد پر زندہ رہتا ہے''۔

۸۸۳- اسماعیل بن زیاد مدنی

انہوں نے جویبر سے روایات نقل کی ہیں۔

شیخ ابوالفتح ازدی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ ''منکر الحدیث'' ہے۔

شاید یہ اس سے پہلے والا ہی راوی ہے۔

۸۸۴- اسماعیل بن زیاد بلخی

انہوں نے یزید بن حباب سے روایات نقل کی ہیں۔

اس کی کنیت ابواسحاق ہے۔

امام ابوحاتم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ ''مجہول'' ہے۔

امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: ان کا انتقال 246 ہجری میں ہوا۔

۸۸۵- اسماعیل بن ابی زیاد، شامی

اس کے والد کا نام مسلم ہے۔

انہوں نے ابن عون اور ہشام ابن عروۃ سے روایات نقل کی ہیں۔

امام دارقطنی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ اسماعیل بن مسلم ہے، جو ''متروک'' ہے اور احادیث اپنی طرف سے بنا لیتا تھا۔

(امام ذہبی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:) میں یہ کہتا ہوں: میرے خیال میں یہ موصل کا وہی قاضی ہے، جس کا ذکر پہلے ہو چکا ہے۔

۸۸۶- اسماعیل بن ابی زیاد شقری

اس نے خراسان میں سکونت اختیار کی تھی

یحییٰ بن معین رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں: یہ راوی ''کذاب'' ہے۔

امام ابوحاتم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ ''مجہول'' ہے۔

مکہ کے ایک فقیہ علم الدین احمد بن ابوبکر نے مجھے خط لکھا جس میں اس نے اپنی سند کے ساتھ ایاس بن سلمہ کے حوالے سے ان کے والد سے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان تحریر کیا:

ابو بکر صدیق خیر اهل الارض الا ان یکون نبیا

''ابوبکر زمین کا سب سے بہتر شخص ہے البتہ انبیاء کا حکم مختلف ہے''۔

اس روایت کو نقل کرنے میں اسماعیل نامی یہ راوی منفرد ہے اور اگر اس نے اس روایت کو ایجاد نہیں کیا تو پھر خرابی کی بنیاد اس کے بعد کا کوئی شخص ہوگا' اگرچہ اس حدیث کا مضمون حق ہے۔

۸۸۷-اسماعیل بن زید بن مجمع:

یہ ابراہیم بن اسماعیل کا والد ہے۔

یحییٰ بن معین رحمۃ اللہ علیہ نے انہیں ''ضعیف'' قرار دیا ہے۔

ایک قول کے مطابق: یہ ابن یزید ہے۔

۸۸۸-اسماعیل بن سالم (م،س،د)۔

انہوں نے شعبی سے روایات نقل کی ہیں۔

اس کے حوالے سے تقریباً دس روایات منقول ہیں۔

اہلِ علم کی ایک جماعت نے انہیں ''ثقہ'' قرار دیا ہے۔

میں نے اس کا تذکرہ صرف اس لیے کیا ہے تاکہ ابن عدوی کی پیروی کروں' کیوں کہ انہوں نے اس کا ذکر کیا ہے اور صرف یہ بات بیان کی ہے کہ میں امید کرتا ہوں کہ اس میں کوئی حرج نہیں ہے۔

۸۸۹-اسماعیل بن سعید

انہوں نے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے اور ان سے یوسف بن عبدالصمد نے روایات نقل کی ہیں۔

یہ دونوں ''مجہول'' ہیں۔ یہ بات ابوحاتم کا قول ہے۔

۸۹۰-اسماعیل بن سعید بن سوید بغدادی

انہوں نے ابن درید اور ایک جماعت سے روایات نقل کی ہیں۔

ابن ابوالفوارس کہتے ہیں: دین اور سماع حدیث کے حوالے سے اس میں تساہل پایا جاتا ہے۔

خطیب بغدادی فرماتے ہیں: میں نے اسے دیکھا ہے کہ اس کے سماع میں حق کے بارے میں فساد پایا جاتا ہے۔

۸۹۱-اسماعیل بن سلمان (ق) کوفی الازرق

انہوں نے حضرت انس رضی اللہ عنہ اور امام شعبی رحمۃ اللہ علیہ سے اور ان سے وکیع اور ایک بڑی تعداد نے روایات نقل کی ہیں۔

ابن نمیر اور امام نسائی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ راوی ''متروک'' ہے۔

امام ابوحاتم رحمۃ اللہ علیہ اور دارقطنی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ ''ضعیف'' ہے۔

یحییٰ بن معین رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں: اس کی نقل کردہ احادیث کی کوئی (استنادی) حیثیت نہیں ہے۔

۸۹۲-اسماعیل بن سلیمان رازی

یہ اسحاق بن سلیمان کا بھائی ہے۔

عقیلی فرماتے ہیں: اس کی نقل کردہ روایات میں وہم غالب ہے۔ اس نے اپنی سند کے ساتھ حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ کے حوالے سے یہ بات نقل کی ہے۔

ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم کان یطعن فی البیت بمخصرته، یقول: ها ان هذا البیت مسئول عن اعمالکم یوم القیامة، فانظروا ماذا یخبر عنکم

''نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے گھر پر اپنی انگلی کو چبھوتے ہوئے ارشاد فرمایا اس گھر سے تمہارے اعمال کے بارے میں حساب لیا جائے گا تو تم اس بات کا جائزہ لو کہ یہ تمہارے بارے میں کیا خبر دے گا''۔

اسی راوی نے حضرت انس رضی اللہ عنہ کے حوالے سے ''طیر'' والی حدیث نقل کی ہے۔

عقیلی فرماتے ہیں: یہ دونوں روایات محفوظ نہیں ہیں۔

۸۹۳-(صح) اسماعیل بن سمیع (م، د، س) کوفی حنفی، بیاع السابری

انہوں نے انس اور ابورزین اسدی سے اور ان سے سفیان، شعبہ، علی بن عاصم نے روایات نقل کی ہیں۔

ابن معین کہتے ہیں: یہ ''ثقہ'' اور ''مامون'' ہیں۔

جریر فرماتے ہیں یہ خوارج کا سا نظریہ رکھتا تھا اس لیے میں نے اسے ترک کر دیا۔

ابونعیم کہتے ہیں: یہ چالیس برس تک مسجد کے پڑوس میں رہا' لیکن اس کو کبھی کسی جمعہ یا جماعت کے ساتھ نماز میں نہیں دیکھا گیا۔

یحییٰ بن سعید قطان فرماتے ہیں: زائدہ نے اسے ''متروک'' قرار دیا ہے۔ اس لیے کہ یہ ''صفری'' تھا۔ جہاں تک اس کی نقل کردہ حدیث کا تعلق ہے تو اس میں کوئی حرج نہیں ہے۔

ابن عیینہ کہتے ہیں: یہ ''بیہسی'' تھا۔ میں اس کی طرف نہیں گیا اور نہ ہی میں نے اس کا قرب حاصل کیا۔

۸۹۴-اسماعیل بن سیف بصری

ان سے عبدان الاہوازی نے روایات نقل کی ہیں اور کہا ہے: علماء نے اسے ''ضعیف'' قرار دیا ہے۔

شیخ ابن عدی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث میں سرقہ کا مرتکب ہوتا تھا۔
اس نے ثقہ راویوں کے حوالے سے غیر محفوظ روایات نقل کی ہیں۔
(امام ذہبی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:) میں یہ کہتا ہوں: ان سے الحافظ احمد بن عمرو البزار، عمران بن موسیٰ بن مجاشع، ابو یعلی موصلی نے روایات نقل کی ہیں۔ یہ ایک عمر رسیدہ شخص تھا اور انہوں نے عمرو بن مساور، حماد بن زید، ہشام بن سلمان المجاشعی اور ایک گروہ سے روایات نقل کی ہیں۔
اس کا شمار اہل بصرہ میں ہوتا ہے۔
امام بزار فرماتے ہیں: اسماعیل بن سیف ابواسحاق نے یہ حدیث سنائی ہے اس کے بعد انہوں نے ایک روایت نقل کی ہے۔
امام ابویعلیٰ نے اس راوی سے ابن بریدہ کے حوالے سے اور ان کے والد کے حوالے سے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان نقل کیا ہے۔

اقرء وا القرآن بحزن فانه نزل بالحزن

''تم رنج وغم کے ساتھ قرآن کی تلاوت کرو' یہ رنج وغم کے ہمراہ نازل ہوا ہے''۔

۸۹۵-اسماعیل بن شبیب

ایک قول کے مطابق: ان کا نام اسماعیل ابن شیبہ طائفی ہے۔
یہ ''واہی الحدیث'' تھے۔
انہوں نے اپنی سند کے ساتھ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کے حوالے سے یہ روایت ''مرفوع'' حدیث کے طور پر نقل کی ہے۔

الحجامة من الجنون والجذام والبرص والاضراس والنعاس

''پاگل پن' جذام' برص' داڑھ میں درد اور اونگھنے کی بیماری میں پچھنے لگوائے جائیں گے''۔
(اس راوی نے یہ بات بھی نقل کی ہے) نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بھی ارشاد فرمایا ہے:

من سنن المرسلين الحياء والعلم والحجامة والسواك والتعطر وكثرة الازواج

''حیا کرنا' علم حاصل کرنا' پچھنے لگوانا' مسواک کرنا' عطر لگانا اور بکثرت شادیاں کرنا انبیاء کی سنتوں میں سے ہے''۔
(اس راوی نے یہ بات بھی نقل کی ہے) نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بھی ارشاد فرمایا ہے:

للنار باب لا يدخل منه الا من شفي غيظه بسخط الله

''جہنم کا ایک دروازہ ہے' جس میں سے وہ شخص داخل ہوگا جو اللہ تعالیٰ کی ناراضگی کے ساتھ اپنے غصے کو ٹھنڈا کرے گا''۔
ان روایات کو اس سے قدامہ بن محمد اشجعی نے نقل کیا ہے۔
امام نسائی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا ہے: یہ راوی ''متروک الحدیث'' ہے۔

۸۹۶-اسماعیل بن شروس صنعانی ابوالمقدام

امام عبدالرزاق نے معمر کا یہ قول نقل کیا ہے کہ یہ حدیث نقل کرنے میں غلطی کرتا تھا۔

(امام ذہبی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:) میں یہ کہتا ہوں: اس نے عکرمہ کے حوالے سے روایات نقل کی ہیں۔

شیخ ابن عدی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: معمر کہتے ہیں: یہ احادیث اپنی طرف سے بنالیتا تھا۔

امام عبدالرزاق فرماتے ہیں میں نے معمر سے کہا کیا وجہ ہے کہ آپ نے ابن شروس کے حوالے سے احادیث نوٹ نہیں کی ہیں تو انہوں نے جواب دیا: یہ حدیث نقل کرنے میں غلطی کرتا تھا۔

خالد بن اسماعیل نے اس راوی کے حوالے سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کا یہ بیان نقل کیا ہے:

ان الجنازة التي قام لها رسول الله صلى الله عليه وسلم كانت جنازة يهودي، فقال: آذاني ريحها فقمت

''نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم جس جنازے کے لیے کھڑے ہوئے وہ ایک یہودی کا جنازہ تھا۔ آپ نے ارشاد فرمایا: اس کی بدبو نے مجھے اذیت پہنچائی تو میں کھڑا ہو گیا''۔

۸۹۷- اسماعیل بن ابی شعیب،

اسماعیل بن عباد بن شیبان تابعین میں سے ایک ہے لیکن یہ دونوں ''مجہول'' ہیں۔

۸۹۸- اسماعیل بن عباد سعدی

انہوں نے سعید بن ابی عروبہ سے روایات نقل کی ہیں۔

امام دارقطنی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ راوی ''متروک'' ہے۔

امام ابن حبان رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: اسماعیل بن عباد، ابومحمد المزنی، بصری۔ اس راوی (کی نقل کردہ روایت) کو کسی بھی صورت میں دلیل کے طور پر پیش کرنا جائز نہیں ہے۔

انہوں نے اپنی سند کے ساتھ حضرت انس رضی اللہ عنہ کے حوالے سے یہ روایت ''مرفوع'' حدیث کے طور پر نقل کی ہے۔

اياكم والسكنى في السواد، فانه من سكن السواد يصدأ قلبه، كما يصدأ الحديد

''سواد میں رہائش کرنے سے بچو، کیوں کہ جو شخص سواد میں رہائش اختیار کرتا ہے اس کا دل زنگ آلود ہو جاتا ہے جس طرح لوہا ہو جاتا ہے''۔

(امام ذہبی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:) میں یہ کہتا ہوں: عقیلی نے اس کے حوالے سے یہ مرفوع روایت بھی نقل کی ہے۔

كفوا عي النساء بالسكوت، واروا غوارتهن بالبيوت

''خواتین کی بدتمیزی کو خاموشی کے ساتھ روکو اور ان کی قابل ستر چیزوں کو گھروں میں چھپاؤ''۔

۸۹۹- اسماعیل بن عبداللہ، ابوشیخ

انہوں نے علی بن سیار سے روایات نقل کی ہیں۔

امام دارقطنی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ راوی ''متروک الحدیث'' ہے۔

(امام ذہبی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:) میں یہ کہتا ہوں: اس کا استاد بھی معروف نہیں ہے۔

اور یہ بھی کہا گیا ہے: اس کا نام ابن یسار ہے۔

۹۰۰- اسماعیل بن عبداللہ مدنی

انہوں نے طاؤس سے روایات نقل کی ہیں۔

یہ ''منکر'' روایات نقل کرنے والا ہے۔

شیخ ابوالفتح ازدی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ راوی ''متروک'' ہے۔

۹۰۱- اسماعیل بن عبداللہ بن حارث ازدی

یہ بصری ہیں۔

انہوں نے ابان بن ابی عیاش، خالد الحذاء سے اوران سے عبدالرزاق، بقیہ، اشہل بن حاتم اور دیگر حضرات نے روایات نقل کی ہیں۔

ابوالفتح ازدی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں: یہ راوی ''ذاہب الحدیث'' ہے۔

امام نسائی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا ہے: میں اس سے واقف نہیں ہوں۔

اس راوی کے حوالے سے حضرت شداد بن اوس رضی اللہ عنہ سے یہ روایت منقول ہے۔

افطر الحاجم والمحجوم

''پچھنے لگانے والے اور پچھنے لگوانے والے کا روزہ ٹوٹ جاتا ہے''۔

حمزہ کتانی کہتے ہیں: یہ شبہ ہے کہ یہ اسماعیل نامی راوی محمد بن سیرین کی صاحبزادی کا بیٹا تھا۔

اور دیگر حضرات کا کہنا ہے: ایک قول کے مطابق: یہ محمد بن سیرین کا بھانجا تھا۔

انہوں نے یونس، ابن عون، خالد اور عبید بن مہاجر سے روایات نقل کی ہیں۔

۹۰۲- اسماعیل بن عبداللہ کندی

انہوں نے اعمش سے روایات نقل کی ہیں۔

اس کے حوالے سے بقیہ نے ایک عجیب اور منکر روایت نقل کی ہے۔

۹۰۳- اسماعیل بن ابی اویس (بن عبداللہ)

اس کا ذکر پہلے گزر چکا ہے۔

۹۰۴-اسماعیل بن عبداللہ بن خالد

ان سے اسماعیل ابن ابی اویس نے روایات نقل کی ہیں۔
ابن حاتم کہتے ہیں: یہ ''مجہول'' ہے۔

۹۰۵-اسماعیل بن عبداللہ بن خالد قرشی (ق) العبدری الرقی

یہ دمشق کے قاضی تھے۔
یہ بدکلامی کے ساتھ صدوق ہیں۔ان کے حوالے سے امام ابن ماجہ رحمۃ اللہ علیہ نے روایت نقل کی ہے۔

۹۰۶-اسماعیل بن عبداللہ بن زرارۃ الرقی

انہوں نے حماد بن زید اور اس کے طبقے کے افراد سے اور ان سے امام احمد کے صاحبزادے اور ابن ابی دنیا نے روایات نقل کی ہیں۔
ابن حبان رحمۃ اللہ علیہ نے انہیں ''ثقہ'' قرار دیا ہے۔
ابوالفتح ازدی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں: یہ ''منکر الحدیث'' ہے۔

۹۰۷-اسماعیل بن عبداللہ، ابو یحییٰ تیمی

انہوں نے سہیل بن ابی صالح سے روایات نقل کی ہیں۔
امام ابوحاتم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ راوی ''متروک الحدیث'' ہے۔ابوحاتم نے اس کے اور اسماعیل بن یحییٰ تیمی کے درمیان فرق کیا ہے۔

۹۰۸-اسماعیل بن عبدالرحمٰن (م،عو) بن ابی کریمۃ السدی کوفی

انہوں نے انس، عبداللہ البہی اور ایک جماعت سے اور ان سے ثوری، ابوبکر بن عیاش اور ایک مخلوق نے روایات نقل کی ہیں۔
وہ کہتے ہیں: انہوں نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی زیارت کی ہے۔
یحییٰ قطان کہتے ہیں: اس میں کوئی حرج نہیں ہے۔
امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ ''ثقہ'' ہیں۔
یحییٰ بن معین رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں: اس کی نقل کردہ روایات میں ضعف پایا جاتا ہے۔
امام ابوحاتم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: اس کی نقل کردہ روایت سے استدلال نہیں کیا جاسکتا۔
شیخ ابن عدی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ میرے نزدیک ''صدوق'' ہیں۔
شریک نے سلم بن عبدالرحمٰن کا یہ قول نقل کیا ہے۔ایک مرتبہ ابراہیم نخعی سدی نامی مفسر کے پاس سے گزرے وہ لوگوں کو قرآن کی

تفسیر بیان کرر ہا تھا' تو ابراہیم بولے کیا یہ لوگوں کو تفسیر پڑھا رہا ہے؟

عبداللہ بن جبیب کہتے ہیں: میں نے امام شعبی کو سنا ان سے کہا گیا اسماعیل سدی کو قرآن کے علوم میں سے ایک بڑا حصہ عطا کیا گیا ہے تو وہ بولے اسے قرآن سے ناواقف ہونے میں بڑا حصہ دیا گیا ہے۔

شیخ فلاس' ابن مہدی سے نقل کرتے ہیں: یہ ''ضعیف'' ہے۔

یحییٰ بن معین رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں: میں نے ابوحفص کو یہ کہتے ہوئے سنا ہے کہ ایک مرتبہ میں نے سدی کو نبیذ پیش کی اور کہا اس میں دردی ہے تو انہوں نے اسے پی لیا۔

ابن مدینی کہتے ہیں: میں نے یحییٰ بن سعید کو یہ کہتے ہوئے سنا ہے میں نے کوئی ایسا شخص نہیں دیکھا جس نے بھلائی کے علاوہ سدی کا ذکر کیا ہو اور کسی نے بھی اسے ''متروک'' قرار نہیں دیا۔

اس کے حوالے سے شعبہ اور سفیان ثوری نے روایات نقل کی ہیں۔

ایک روایت کے مطابق: ان کا انتقال 127 ہجری میں ہوا۔

سدی پر شیعہ ہونے کا الزام ہے۔

شیخ جوزجانی فرماتے ہیں: مجھے معتمر کے حوالے سے لیث کا بیان ملا ہے وہ فرماتے ہیں: کوفہ میں دو جھوٹے ہیں۔ ان دونوں میں سے ایک مر چکا ہے وہ سدی اور کلبی ہیں۔

حسین بن واقد مروزی کہتے ہیں: میں نے سدی سے احادیث کا سماع کیا اور اس کے پاس سے اس وقت تک نہیں اٹھا جب تک میں نے اسے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو برا کہتے ہوئے نہیں سنا پھر میں دوبارہ اس کے پاس نہیں گیا۔

(امام ذہبی کہتے ہیں:) میں یہ کہتا ہوں وہ بڑا سدی تھا جہاں تک چھوٹے سدی کا تعلق ہے تو یہ محمد بن مروان ہے' جس نے اعمش کے حوالے سے روایات نقل کی ہیں۔

دوسرے قول کے مطابق یہ ''واہی'' ہے۔

۹۰۹-اسماعیل بن عبدالرحمٰن الاودی

یہ بھی کہا گیا ہے: الکندی کوفی

انہوں نے حسن اور دیگر حضرات سے روایات نقل کی ہیں۔

شیخ ابوالفتح ازدی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ ''منکر الحدیث'' ہے۔

اس کے حوالے سے ابوبردہ سے منقول وہ روایت ہے' جو کبوتروں کے بارے میں ہے اور اسے سب سے پہلے سلیمان نامی راوی نے ایجاد کیا تھا۔

ان سے ابوحفص الابار نے روایات نقل کی ہیں۔

امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: اس کی متابعت نہیں کی گئی۔

۹۱۰- اسماعیل بن عبدالرحمٰن

انہوں نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایات نقل کی ہیں۔

یہ راوی ''مجہول'' ہے۔

امام ابوحاتم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: میں یہ سمجھتا ہوں یہ سدی ہے۔

۹۱۱- اسماعیل بن عبدالعزیز

انہوں نے اعمش سے روایات نقل کی ہیں۔

یہ بصری ہے۔اور ''منکرالحدیث'' ہے۔، یہ ازدی کا قول ہے۔

۹۱۲- اسماعیل بن عبدالملک (د،ت،ق) بن ابی الصغیر الاسدی مکی

انہوں نے سعید بن جبیر، عطاء سے روایات نقل کی ہیں۔ان سے ابونعیم، خلاد بن یحییٰ اور ایک بڑی تعداد نے روایات نقل کی ہیں۔

امام ابوحاتم رحمۃ اللہ علیہ اور یحییٰ بن معین رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ ''قوی'' نہیں ہے اور ابن مہدی نے اسے واہی قرار دیا ہے۔

شیخ ابن عدی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ کوفہ کا رہنے والا ہے' جس نے مکہ میں سکونت اختیار کی تھی۔

یحییٰ بن سعید قطان فرماتے ہیں: میں نے اسے ترک کر دیا تھا پھر میں نے سفیان کے حوالے سے اس سے یہ روایت نقل کی جو اس نے اپنی سند کے ساتھ سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے حوالے سے نقل کی ہے۔

ما رأیت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رافعا یدیہ حتی یبدو ضبعیہ الا لعثمان بن عفان اذ دعا لہ

''میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو کبھی اس طرح دونوں ہاتھ بلند کرتے ہوئے نہیں دیکھا کہ آپ کی بغلیں نظر آنے لگیں صرف اس وقت ایسا ہوا تھا جب آپ نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے لیے دعا کی تھی''۔

انہوں نے اپنی سند کے ساتھ سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے حوالے سے یہ روایت ''مرفوع'' حدیث کے طور پر نقل کی ہے۔

وددت ان لم اکن دخلت البیت اخشی ان اکون اتعبت امتی

''میری یہ خواہش تھی کہ میں گھر میں داخل ہی نہیں ہوتا' لیکن مجھے یہ اندیشہ ہوا کہ اس طرح میں اپنی امت کو مشکل کا شکار کر دوں گا''۔

۹۱۳- اسماعیل بن عبیداللہ بن سلمان مکی

انہوں نے اپنے والد کے حوالے سے ضحاک اور ان سے یحییٰ بن سلیم نے روایات نقل کی ہیں۔

یہ راوی معروف نہیں۔

۹۱۴- اسماعیل بن عبید

شیخ ابوالفتح ازدی رحمۃ اللہ علیہ نے انہیں ''ضعیف'' قرار دیا ہے۔

اس نے حماد بن ابوسلیمان کے حوالے سے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی فضیلت کے بارے میں ایک روایت نقل کی ہے اور یہ روایت ابن عرفہ کے مجموعہ احادیث میں ہے۔ جوکہ روایت جھوٹی ہے۔ ابن عرفہ نے اسے ولید بن فضل کے حوالے سے اس راوی سے نقل کیا ہے۔

۹۱۵- اسماعیل بن عبید (ت، ق) بن رفاعۃ بن رافع الزرقی

اس نے اپنے والد کے حوالے سے اپنے دادا (جو صحابی رسول ہیں) سے یہ حدیث نقل کی ہے۔

ان التجار یبعثون فجارا الا من اتقی اللّٰہ وبر

''تاجر لوگ قیامت کے دن گناہگار ہونے کے طور پر زندہ ہوں گے ماسوائے اس شخص کے جو اللہ تعالیٰ سے ڈرے اور نیکی اختیار کرے''۔

میرے علم کے مطابق عبداللہ بن عثمان بن خثیم کے علاوہ اور کسی نے بھی اس سے روایت نقل نہیں کی۔ تاہم امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے اسے صحیح قرار دیا ہے۔

۹۱۶- اسماعیل بن عبید (س، ق) حرانی

انہوں نے محمد بن سلمہ، محاضر سے اور ان سے امام نسائی رحمۃ اللہ علیہ' امام ابن ماجہ رحمۃ اللہ علیہ، ابوزرعہ، ابن ناجیہ اور ایک مخلوق نے روایات نقل کی ہیں۔

دارقطنی رحمۃ اللہ علیہ و دیگر حضرات نے انہیں ''ثقہ'' قرار دیا ہے۔

جعانی یہ کہتے ہیں: اس نے ابن سلمہ کے حوالے سے عجیب وغریب روایات نقل کی ہیں۔

۹۱۷- اسماعیل بن ابی عبیداللہ معاویۃ بن عبداللہ اشعری

انہوں نے شریک سے روایات نقل کی ہیں۔

یحییٰ بن معین رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ راوی ''لیس بشیء'' ہے۔ یہ اور شراب پیتا تھا۔

۹۱۸- اسماعیل بن علی خزاعی

یہ ہلال حفار کا استاد ہے۔

خطیب بغدادی فرماتے ہیں: یہ ''ثقہ'' نہیں ہے۔

(امام ذہبی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:) میں یہ کہتا ہوں: یہ متہم ہے اور غیر مانوس روایات نقل کرتا ہے۔

انہوں نے عباس الدوری، الکدیمی سے روایات نقل کی ہیں۔

یہ شاعر دعبل کا بھتیجا ہے۔

ان کا انتقال 352 ہجری میں ہوا۔

۹۱۹-اسماعیل بن علی، ابودعامۃ

انہوں نے ابوالعتاہیہ سے روایات نقل کی ہیں۔
یہ راوی معروف نہیں اوراس کی نقل کردہ روایت موضوع ہے۔

۹۲۰-اسماعیل بن علی الحافظ، ابوسعید سمان

یہ صدوق ہے تاہم انتہا پسند معتزلی ہے۔

۹۲۱-اسماعیل بن علی بن مثنی الاستراباذی الواعظ

ابوبکر خطیب نے اس کے حوالے سے احادیث نوٹ کی ہیں اور کہا ہے: یہ ''ثقہ'' نہیں ہے۔
ابن طاہر کہتے ہیں: بیت المقدس میں اس کے سامنے ہی اس کی روایات کو پھاڑ دیا گیا تھا۔
خطیب بغدادی کی تاریخ میں منقول ہے انہوں نے اپنی سند کے ساتھ حضرت شداد بن اوس رضی اللہ عنہ کے حوالے سے یہ روایت ''مرفوع'' حدیث کے طور پر نقل کی ہے۔

بکی شعیب من حب اللہ حتی عمی (فذکر الحدیث)

''حضرت شعیب علیہ السلام اللہ تعالیٰ کی محبت میں روتے رہے یہاں تک کہ نابینا ہو گئے''۔
اس میں یہ روایت بھی ہے:

فلذا اخدمتك موسیٰ کلیمی

''اسی وجہ سے میں نے اپنے کلیم موسیٰ کو تمہاری خدمت کے لیے دیا''۔
یہ روایت جھوٹی ہے اوراس کی کوئی حقیقت نہیں۔

۹۲۲-اسماعیل بن عمر بن کیسان یمانی

انہوں نے اپنے والداور وہب سے روایات نقل کی ہیں۔
یہ ''منکر الحدیث'' ہے۔
اس کے بارے میں کلام کیا گیا ہے۔

۹۲۳-اسماعیل بن عمرو بن نجیح بجلی کوفی ثم اصبہانی

انہوں نے ثوری اور مسعر سے روایات نقل کی ہیں۔
اصبہان میں عالی سند اس پرآ کر ختم ہو جاتی ہے۔
شیخ ابن عدی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: اس نے ایسی روایات نقل کی ہیں جن کی متابعت نہیں کی گئی۔

امام ابوحاتم رحمۃ اللہ علیہ اور دارقطنی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ "ضعیف" ہیں۔

ابن عدی نے اس کے حوالے سے چھ روایات نقل کی ہیں جن میں سے ایک روایت وہ ہے جسے اس نے اپنی سند کے ساتھ حضرت جابر رضی اللہ عنہ کے حوالے سے نقل کیا ہے وہ بیان کرتے ہیں:

نهى رسول الله صلى الله عليه وسلم ان يكون الامام مؤذنا

"نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس بات سے منع کیا ہے کہ امام ہی موذن ہو"۔

جہاں تک ابن حبان رحمۃ اللہ علیہ کا تعلق ہے تو انہوں نے اسماعیل کا تذکرہ کتاب "الثقات" میں کیا ہے۔

ابراہیم بن اورمہ نے بھی اس کا تذکرہ کیا اور اچھے الفاظ میں تعریف بیان کی ہے اور یہ مزید یہ کہا کہ وہ ایک شیخ ہے۔ اس جیسے فرد کو لوگوں نے ضائع کر دیا ہے۔ اس کے پاس فلاں اور فلاں کے حوالے سے روایات منقول ہیں۔

(امام ذہبی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:) میں یہ کہتا ہوں: ان کا انتقال 227 ہجری میں ہوا۔

اس راوی نے ایک طویل جھوٹی روایات نقل کی ہے جو اس نے اپنی سند کے ساتھ امام باقر کے حوالے سے ان کے والد (امام زین العابدین) کے حوالے سے ان کے دادا (حضرت امام حسین) کے حوالے سے نقل کی ہے۔

وہ بیان کرتے ہیں:

ایک مرتبہ ایک دیہاتی مکہ آیا اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں دریافت کیا۔

غزال کی روایت یہاں تک ختم ہو جاتی ہے اور فضل نے اس روایت میں مزید جھوٹی باتوں کو نقل کیا ہے اور وہی خرابی کی بنیاد ہے۔

پھر اس کے بعد عبید اس بارے میں بہت سی باتوں میں اس سے متفق ہے۔

۹۲۴-اسماعیل بن عیاش (عو)، ابوعتبہ عنسی حمصی

یہ شام کے بڑے جید عالم ہیں۔ جب ان کا انتقال ہوا تو انہوں نے اپنے پیچھے اپنی مانند کوئی شخص نہیں چھوڑا۔ ان کی پیدائش 106ھ میں ہوئی۔

انہوں نے علم کی طلب میں شرحبیل بن مسلم سے استفادہ کیا جو ان کے سب سے جلیل القدر استاد ہیں۔

اس کے علاوہ محمد بن زیاد الہانی، بحیر بن سعد اور ایک بڑی مخلوق سے استفادہ کیا ہے۔

انہوں نے سفیان ثوری اور ابن اسحاق سے روایات نقل کی ہیں۔

اس کے علاوہ سعید بن منصور، ہناد، حسن بن عرفہ اور ایک مخلوق سے روایات نقل کی ہیں۔

ابوالیمان کہتے ہیں: ان کا گھر میرے پڑوس میں تھا۔ یہ رات کے وقت نوافل ادا کیا کرتے تھے۔ بعض اوقات یہ تلاوت کرتے ہوئے تلاوت درمیان میں منقطع کر دیتے تھے۔

ایک دن میں نے ان سے اس بارے میں دریافت کیا تو انہوں نے فرمایا تم یہ کیوں پوچھ رہے ہو؟ میں نے جواب دیا: میں اس کی حقیقت جاننا چاہتا ہوں تو وہ بولے میں نماز کے دوران قرأت کر رہا ہوتا ہوں پھر مجھے کسی موضوع سے متعلق کوئی حدیث یاد آ جاتی ہے، جو

میں نے سنی ہوئی ہوتی ہے۔

تو میں نماز کو درمیان میں چھوڑ کر جا کر اس حدیث کو نوٹ کرتا ہوں پھر واپس آ کر نماز (یعنی نفل نماز) ادا کرتا ہوں۔

یحییٰ وحاظی کہتے ہیں: میں نے اسماعیل بن عیاش سے زیادہ بڑے دل کا مالک اور کوئی شخص نہیں دیکھا۔

جب ہم ان کی زرعی زمین پر آتے تھے' تو وہ ہمیں میوہ جات اور قیمتی پھل کھلایا کرتے تھے۔

میں نے انہیں یہ کہتے ہوئے سنا ہے مجھے اپنے والد کی طرف سے وراثت میں چار ہزار دینار ملے تھے جو میں نے علم کے حصول میں خرچ کیے۔

عثمان بن صالح سہمی کہتے ہیں:

حمص کے رہنے والے لوگ' حضرت علی رضی اللہ عنہ کی شان میں تنقیص کیا کرتے تھے یہاں تک کہ ان کے درمیان اسماعیل بن عیاش آئے تو انہوں نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کے فضائل کے بارے میں ان لوگوں کو بتایا تو وہ اس عمل سے باز آئے۔

داؤد بن عمرو ضبی کہتے ہیں: کہ میں نے اسماعیل بن عیاش کے پاس کبھی کوئی کتاب نہیں دیکھی (یعنی وہ اپنے حافظے کے حوالے سے روایات بیان کر لیتے تھے)

امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ نے ان سے دریافت کیا انہیں کتنی روایات یاد تھیں؟ تو انہوں نے جواب دیا: بہت زیادہ۔

امام احمد رحمۃ اللہ علیہ نے دریافت کیا انہیں دس ہزار احادیث یاد تھیں؟ تو انہوں نے جواب دیا: دس ہزار اور دس ہزار اور دس ہزار۔

تو امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ بولے پھر یہ وکیع کی مانند ہوئے۔

فسوی کہتے ہیں: میں نے علماء کو یہ بیان کرتے ہوئے سنا ہے شام کا علم اسماعیل بن عیاش اور ولید کے پاس ہے۔

میں نے ابوالیمان کو یہ کہتے ہوئے سنا ہے ہمارے وہ دوست جو علم حدیث کی طلب میں انتہائی دلچسپی رکھتے تھے۔ وہ بیان کرتے ہیں ہم نے بہت کوشش کی اور مشقت برداشت کی' سفر کیا' لیکن ہم جب بھی کسی محدث کے پاس پہنچے تو ہمیں اس سے وہی روایات ملیں جو ہم اسماعیل بن عیاش کے پاس نوٹ کر چکے تھے۔

فسوی کہتے ہیں: کچھ لوگوں نے اسماعیل کے بارے میں کلام کیا ہے' حالانکہ یہ ثقہ اور عادل ہے اور یہ اہل شام کی روایات کے سب سے بڑے عالم ہیں' جن لوگوں نے ان کے بارے میں کلام کیا ہے ان میں سے زیادہ تر نے یہی کہا ہے کہ انہوں نے حجاز کے ثقہ راویوں کے حوالے سے غریب روایات نقل کی ہیں۔

ہیثم بن خارجہ کہتے ہیں: میں نے یزید بن ہارون کو یہ کہتے ہوئے سنا ہے: میں نے اسماعیل بن عیاش سے بڑا حافظ الحدیث نہیں دیکھا۔

مجھے نہیں معلوم کہ ثوری کیا چیز ہے۔

عباس دوری' یحییٰ بن معین رحمۃ اللہ علیہ کا قول نقل کرتے ہیں: یہ ثقہ ہیں۔

ابن ابوخیثمہ' یحییٰ بن معین رحمۃ اللہ علیہ کا یہ قول نقل کرتے ہیں: اہل شام میں سے اس میں کوئی حرج نہیں ہے۔

دحیم کہتے ہیں: یہ اہل شام کی روایات میں انتہا ہیں تاہم اہل مدینہ کی روایات میں اختلاط کا شکار ہو جاتے ہیں۔

امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں: اگر یہ اپنے شہر کے لوگوں کے حوالے سے روایات نقل کریں تو وہ مستند ہوں گی' لیکن اگر اپنے شہر کے علاوہ دوسروں سے روایات نقل کریں تو وہ محل نظر ہوں گی۔

امام ابوحاتم کہتے ہیں: یہ کمزور حیثیت کے مالک ہیں۔ میرے علم کے مطابق صرف ابواسحاق فزاری نے ان پر تنقید نہیں کی ہے۔

امام نسائی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا ہے: یہ ''ضعیف'' ہے۔

امام ابن حبان رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: اس کی نقل کردہ روایات میں بکثرت غلطیاں پائی جاتی ہیں' جس کی وجہ سے یہ مستند ہونے کی حد سے باہر نکل گئے ہیں۔

ابوصالح الفراء کہتے ہیں: میں نے ابواسحاق فزاری سے کہا میں مکہ جانا چاہتا ہوں۔ میرا ارادہ ہے کہ میں حمص سے بھی گزروں گا اور اسماعیل بن عیاش سے بھی احادیث کا سماع کرلوں گا۔

تو ابواسحاق فزاری بولے وہ کیسا شخص ہے' جسے یہ پتہ ہی نہیں کہ اس کے سر سے کیا نکل رہا ہے۔

محمد بن مثنیٰ کہتے ہیں: میں نے عبدالرحمٰن کو اسماعیل بن عیاش کے حوالے سے کبھی بھی کوئی روایت نقل کرتے ہوئے نہیں سنا۔

عبداللہ بن مدینی کہتے ہیں: میں نے اپنے والد کو یہ کہتے ہوئے سنا ہے اہل شام کی روایات کا اسماعیل بن عیاش سے بڑا اور کوئی عالم نہیں ہے۔ اگر وہ اہل شام کی روایات پر ثابت رہتا تو ٹھیک تھا' لیکن اس نے اہل عراق کے حوالے سے جو روایات نقل کی ہیں ان میں اختلاط کا شکار ہو گیا۔

پھر انہوں نے عبدالرحمٰن کے حوالے سے ہمیں وہ روایت سنائی اور اس کی نقل کردہ روایت کو ایک طرف رکھ دیا تو میرے نزدیک اسماعیل ''ضعیف'' ہے۔

شیخ عبداللہ بن احمد فرماتے ہیں: میں نے اپنے والد کے سامنے یہ روایت پیش کی جو انہوں نے اپنی سند کے ساتھ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کے حوالے سے ''مرفوع'' حدیث کے طور پر نقل کی ہے۔

لا تقرأ الحائض ولا الجنب شيئا من القرآن،

''حیض والی عورت اور جنبی شخص قرآن کا کوئی بھی حصہ نہیں پڑھ سکتے''۔

تو میرے والد (امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ) نے جواب دیا: یہ روایت جھوٹی ہے۔ یعنی اس روایت میں اسماعیل نامی راوی کو وہم ہوا ہے۔ میرے والد سے اسماعیل اور بقیہ کے بارے میں سوال کیا گیا تو انہوں نے فرمایا: بقیہ میرے نزدیک زیادہ پسندیدہ ہے۔

شیخ عبداللہ بن احمد فرماتے ہیں: ابواسحاق فزاری کہتے ہیں: بقیہ معروف راویوں کے حوالے سے جو روایات تمہارے سامنے بیان کریں انہیں نوٹ کرلو' لیکن جو غیر معروف راویوں کے حوالے سے احادیث بیان کریں انہیں تم نوٹ نہ کرو۔

البتہ اسماعیل بن عیاش کے حوالے سے تم کوئی بھی روایت نوٹ نہ کرو خواہ اس نے معروف راوی کے حوالے سے اسے نقل کیا ہو یا غیر معروف راوی کے حوالے سے اسے نقل کیا ہو۔

انہوں نے اپنی سند کے ساتھ یہ روایت ''مرسل'' حدیث کے طور پر نقل کی ہے۔

ان النبی صلی اللّٰہ علیہ وسلم قال: ان اللّٰہ کرہ لکم العبث فی الصلاۃ، الرفث فی الصیام، الضحك عند المقابر

نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے:

''اللہ تعالیٰ نے تمہارے لیے نماز کے دوران عبث کام کرنے کو ناپسندیدہ قرار دیا ہے اور روزے کے دوران بیہودگی کرنے کو اور قبرستان میں ہنسنے کو ناپسندیدہ قرار دیا ہے''۔

یہ روایت عبداللہ بن مبارک رحمۃ اللہ علیہ نے نقل کی ہے۔

انہوں نے اپنی سند کے ساتھ حضرت ابودرداء رضی اللہ عنہ کے حوالے سے نبی اکرم ﷺ کا یہ فرمان نقل کیا ہے:

قال اللّٰہ عزوجل: یابن آدم، ارکع لی اربع رکعات من النھار اکفك آخرہ

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں:

''اے آدم کے بیٹو! تم دن کے وقت میرے لیے چار رکعات ادا کرو میں اس کے آخری حصے میں تمہارے لیے کفایت کروں گا''۔

یہ روایت ''حسن'' ہے اور اس کی سند ''قوی'' ہے۔

انہوں نے اپنی سند کے ساتھ سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے حوالے سے یہ روایت ''مرفوع'' حدیث کے طور پر نقل کی ہے۔

من قاء او رعف فاحدث فی صلاتہ فلیذھب فلیتوضأ ثم لیبن علی صلاتہ

''جو شخص قے کرے یا اس کی نکسیر پھوٹ جائے اور نماز کے دوران اسے حدث لاحق ہو جائے تو وہ جائے جا کر وضو کرے اور پھر اپنی نماز پر بنا قائم کرے''۔

امام احمد کہتے ہیں: درست یہ ہے کہ یہ روایت مرسل ہے۔

یحییٰ بن معین رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں: میرے نزدیک اسماعیل، بقیہ اور فرج بن فضالہ سے زیادہ پسندیدہ ہے۔

یحییٰ بن معین رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں: اسماعیل نے اپنی سند کے ساتھ حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ کے حوالے سے یہ روایت ''مرفوع'' حدیث کے طور پر نقل کی ہے۔

الزعیم غارم

''سربراہ ذمہ دار ہوتا ہے''۔

ابن عدی کہتے ہیں: شعبہ نے اپنی سند کے ساتھ حضرت عوف بن مالک رضی اللہ عنہ سے یہ روایت نقل کی ہے۔

ان النبی صلی اللّٰہ علیہ وسلم صلی علی جنازۃ الحدیث

''نبی اکرم ﷺ نے ایک نماز جنازہ ادا کی''۔

یزید نامی راوی کہتے ہیں: بعد میں اسماعیل نامی راوی ہمارے پاس آئے اور انہوں نے ہمیں یہ حدیث سنائی۔

امام ابوزرعہ رازی فرماتے ہیں: شام میں امام اوزاعی اور سعید بن عبدالعزیز کے بعد اسماعیل بن عیاش سے بڑا حافظ الحدیث اور کوئی نہیں ہے۔

انہوں نے اپنی سند کے ساتھ حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ کے حوالے سے یہ روایت "مرفوع" حدیث کے طور پر نقل کی ہے۔

کیلوا طعامکم یبارك لکم فیه

"تم لوگ اپنے اناج کو ماپ لیا کرو اس میں تمہارے لیے برکت ہوگی"۔

انہوں نے اپنی سند کے ساتھ حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ کے حوالے سے یہ روایت "مرفوع" حدیث کے طور پر نقل کی ہے۔

تعافوا الحدود بینکم، فما بلغنی من حد فقد وجب

"آپس میں ہی حدود سے متعلق جرم کو معاف کردو جب کوئی حد مجھ تک پہنچ جائے گی تو (اسے جاری کرنا) لازم ہو جائے گا"۔

انہوں نے اپنی سند کے ساتھ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کے حوالے سے یہ روایت "مرفوع" حدیث کے طور پر نقل کی ہے۔

اذا کتب احدکم کتابا فلیتربه، فانه انجح للحاجة

"جب کوئی شخص کوئی خط تحریر کرے تو اسے مٹی میں ملا دے' کیوں کہ یہ مقصد کے حوالے سے زیادہ فائدہ مند ہوگا"۔

یہ تمام روایات ابن عدی نے نقل کی ہیں۔

مضرس کہتے ہیں: میں نے یحییٰ بن معین رحمۃ اللہ علیہ سے اسماعیل بن عیاش کے بارے میں دریافت کیا: تو وہ بولے اس نے اہل شام کے حوالے سے جو روایات نقل کی ہیں وہ درست ہیں۔

لیکن جب یہ اہل عراق یا اہل مدینہ کے حوالے سے روایات نقل کرتا ہے تو اس میں اختلاط کا شکار ہو جاتا ہے۔

انہوں نے اپنی سند کے ساتھ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے حوالے سے یہ روایت "مرفوع" حدیث کے طور پر نقل کی ہے۔

یکون فی هذه الامة رجل یقال له الولید هو اشد علی هذه الامة من فرعون علی قومه

"اس امت میں ایک ایسا شخص ہوگا جس کا نام ولید ہوگا اور یہ اس امت کے لیے اس سے زیادہ ضرر رساں ہوگا جتنا فرعون اپنی قوم کے لیے نقصان دہ تھا"۔

امام ابن حبان رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ روایت جھوٹی ہے۔

انہوں نے اپنی سند کے ساتھ حضرت عبدالرحمٰن بن شبل رضی اللہ عنہ سے یہ روایت نقل کی ہے۔

نهی رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم عن اکل الضب

"نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے گوہ کھانے سے منع کیا ہے"۔

یہ روایت ''منکر'' ہے۔
انہوں نے اپنی سند کے ساتھ حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ کے حوالے سے یہ روایت ''مرفوع'' حدیث کے طور پر نقل کی ہے۔
لیس لقاتل من المیراث شیء
''قاتل کو وراثت میں سے کچھ نہیں ملے گا''۔
انہوں نے اسی طرح بیان کیا ہے تاہم محدثین کی ایک جماعت نے یہ روایت عمرو بن شعیب کے حوالے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے قول کے طور پر مرسل روایت کے طور پر نقل کی ہے۔
انہوں نے اپنی سند کے ساتھ حضرت انس رضی اللہ عنہ کے حوالے سے یہ روایت ''مرفوع'' حدیث کے طور پر نقل کی ہے۔
خیر نسائکم العفیفة الغلمة
''تمہاری خواتین میں سے سب سے زیادہ بہتر وہ ہے جو پاکدامن اور شدید شہوت والی ہو''۔
عباس دوری کہتے ہیں: میں نے یحییٰ بن معین رحمۃ اللہ علیہ کو یہ کہتے ہوئے سنا ہے ایک مرتبہ میں اسماعیل بن عیاش کے پاس گیا تو میں نے جوہری کے گھر کے پاس ایک بالا خانے میں پایا ان کے ساتھ دو آدمی بھی تھے جو ایک تحریر کو غور سے دیکھ رہے تھے۔
اس دن اسماعیل بن عیاش نے ان لوگوں کو پانچ سو کے لگ بھگ روایات سنائیں۔
وہ لوگ نیچے موجود تھے اور اس کی تحریر کو نوٹ کرتے جا رہے تھے اور صبح سے لے کر رات تک اس کو نقل کرتے رہے یہ دیکھ کر میں واپس آ گیا اور میں نے اس سے احادیث کا سماع نہیں کیا یعنی ان لوگوں کے ساتھ سماع نہیں کیا۔
پھر میں ایک مرتبہ اس کے پاس گیا تو وہ اس وقت املاء کروا رہا تھا تو میں نے اس کے حوالے سے ان روایات کو نوٹ کر لیا۔
میں نے یحییٰ بن معین رحمۃ اللہ علیہ کو یہ کہتے ہوئے سنا ہے۔
امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے اسماعیل کی نقل کردہ اس روایت کو بھی صحیح قرار دیا ہے جسے اس نے بطور خاص اپنے شہر کے لوگوں سے نقل نہیں کیا۔
ان میں سے ایک روایت یہ بھی ہے:
''والد کے لیے وصیت نہیں ہوتی''۔
اسی طرح یہ روایت ہے:
''آدم کے بیٹے کے لیے چند لقمے کافی ہوتے ہیں جو اس کی پشت کو سیدھا رکھیں''۔
اسماعیل بن عیاش نے اپنی سند کے ساتھ مالک بن یسار کا یہ بیان نقل کیا ہے۔
نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے:
''جب تم اللہ تعالیٰ سے دعا مانگو تو ہتھیلی کے اندرونی حصے کے ذریعے دعا مانگو اس کے باہر والے حصے کے ذریعے دعا نہ مانگو''۔
یزید بن یسار سے یہ روایت (کسی اور سند کے حوالے سے معلوم نہیں ہو سکی)

یزید بن عبدربہ اور ایک جماعت نے یہ بات بیان کی ہے۔
ان کا انتقال 181 ہجری میں ہوا۔

925- اسماعیل بن عیسیٰ بغدادی العطار

شیخ ابوالفتح ازدی رحمۃ اللہ علیہ نے انہیں ''ضعیف'' قرار دیا ہے۔
جب کہ دیگر حضرات نے اسے مستند قرار دیا ہے۔ یہ وہ شخص ہے جس نے آغاز میں ابوحذیفہ بخاری سے روایات نقل کی تھیں۔
خطیب بغدادی نے انہیں ''ثقہ'' قرار دیا ہے۔ ان کا انتقال 232 ہجری میں ہوا۔

۹۲۶- اسماعیل بن قاسم ابوالعتاہیہ

یہ اپنے زمانے کا بڑا شاعر ہے۔
اس نے امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کے حوالے سے ''منکر'' روایات نقل کی ہیں۔
تاہم ابوالعتاہیہ تک اس کی سند تاریک ہے اور میرے علم کے مطابق کسی بھی محدث نے ابوالعتاہیہ کو سند کے طور پر پیش نہیں کیا۔

۹۲۷- اسماعیل بن قدامہ

انہوں نے اعمش سے روایات نقل کی ہیں۔
شیخ ابوالفتح ازدی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ ''واہی الحدیث'' ہے۔

۹۲۸- اسماعیل بن قیس بن سعد بن زید بن ثابت انصاری، ابومصعب

انہوں نے ابوحازم، یحییٰ بن سعید انصاری سے روایات نقل کی ہیں۔
امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ اور دارقطنی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ ''منکر الحدیث'' ہے۔
امام نسائی رحمۃ اللہ علیہ اور دیگر حضرات کا کہنا ہے: یہ ''ضعیف'' ہے۔
شیخ ابن عدی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: انہوں نے اپنی سند کے ساتھ حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ سے یہ روایت نقل کی ہے۔

استاذن العباس النبي صلى الله عليه وسلم في الهجرة، فكتب اليه: ياعم، اقم مكانك، فان الله يختم بك الهجرة كما ختم بي النبوة

''ایک مرتبہ حضرت عباس نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے ہجرت کرنے کی اجازت مانگی تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں خط میں لکھا: اے میرے چچا! آپ اپنی جگہ پر قیام پذیر رہیں' کیوں کہ اللہ تعالیٰ آپ کے ذریعے ہجرت کو ختم کرے گا جس طرح اس نے میرے ذریعے نبوت کو ختم کیا ہے''۔
انہوں نے اپنی سند کے ساتھ حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ سے یہ روایت نقل کی ہے۔

قام رسول الله صلى الله عليه وسلم رافعا رأسه يقول: اللهم استر العباس وولده من النار

''ایک مرتبہ نبی اکرم ﷺ اپنا سر اٹھاتے ہوئے کھڑے ہوئے اور آپ نے یہ دعا مانگی:
''اے اللہ! تو عباس اور ان کی اولاد کو جہنم سے محفوظ رکھنا''۔
انہوں نے اپنی سند کے ساتھ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے حوالے سے یہ روایت ''مرفوع'' حدیث کے طور پر نقل کی ہے۔
اذا طلع الفجر فلا صلاۃ الا رکعتی الفجر
''جب صبح صادق ہو جائے تو فجر کی دو سنتوں کے علاوہ کوئی (نفل) نماز ادا نہیں کی جا سکتی''۔
شیخ ابن عدی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: اس نے جو روایات نقل کی ہیں ان میں سے زیادہ تر منکر روایات ہیں۔

۹۲۹- اسماعیل بن قیس، ابوسعد القیسی بصری

انہوں نے عکرمہ اور نافع سے اور ان سے معن بن عیسیٰ، (عبیداللہ بن عمر) القواریری، موسیٰ بن اسماعیل نے روایات نقل کی ہیں۔
امام ابوحاتم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ ''مجہول'' ہے لیکن مشہور نہیں۔
اور دیگر حضرات کہنا ہے: یہ ''صالح الحدیث'' ہے۔

۹۳۰- اسماعیل بن مثنیٰ

یہ ایک عمر رسیدہ فرد ہے، جس کے حوالے سے سلیمان بن قرم نے ایک روایت نقل کی ہے، جس میں مرجئہ کا تذکرہ موجود ہے۔
امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: ان کی نقل کردہ حدیث کی متابعت نہیں کی گئی۔

۹۳۱- اسماعیل بن مجالد (خ، ت) بن سعید

انہوں نے اپنے والد اور دیگر حضرات سے روایات نقل کی ہیں۔
یحییٰ بن معین رحمۃ اللہ علیہ نے انہیں ''ثقہ'' قرار دیا ہے۔
امام نسائی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا ہے: یہ ''قوی'' نہیں ہے۔
امام حاکم رحمۃ اللہ علیہ نے امام دارقطنی رحمۃ اللہ علیہ کا یہ قول نقل کیا ہے اس میں کوئی شک نہیں ہے کہ یہ ضعیف ہے۔
سعدی فرماتے ہیں: یہ ناپسندیدہ ہے۔
عباس دوری، یحییٰ بن معین رحمۃ اللہ علیہ کا یہ قول نقل کرتے ہیں اس راوی نے اپنے والد کے حوالے سے امام شعبی کا یہ قول نقل کیا:
''ہر دین کے ماننے والوں میں سے سب سے زیادہ برے ان کے علماء ہوتے ہیں البتہ مسلمانوں کا حکم مختلف ہے''۔
امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ ''صدوق'' ہے۔
امام ابوزرعہ رازی فرماتے ہیں: یہ درمیانے درجے کا مالک ہے۔

۹۳۲- اسماعیل بن محمد مزنی کوفی

انہوں نے ابونعیم سے روایات نقل کی ہیں۔

امام دارقطنی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ راوی ''کذاب'' ہے۔لوگوں نے اس کے حوالے سے ہمیں روایات سنائی ہیں۔

۹۳۳-اسماعیل بن محمد (ق) بن اسماعیل تیمی طلحی

انہوں نے اسباط بن محمد اور ایک بڑی تعداد سے اوران سے ابن ماجہ،مطین اور دیگر افراد نے روایات نقل کی ہیں۔
شیخ ابوحاتم رازی رحمۃ اللہ علیہ نے انہیں ''ضعیف'' قرار دیا ہے۔امام ابن حبان رحمۃ اللہ علیہ نے ان کا تذکرہ کتاب ''الثقات'' میں کیا ہے۔
مطین نے انہیں ''ثقہ'' قرار دیا ہے۔

۹۳۴-اسماعیل بن محمد (ت) بن حجادة کوفی مکفوف

انہوں نے اپنے والد اور ایک جماعت سے اوران سے احمد بن بدیل،نصر بن علی نے روایات نقل کی ہیں۔
امام ابوحاتم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ ''صالح الحدیث'' اور ''صدوق'' ہے۔
یحییٰ بن معین رحمۃ اللہ علیہ نے انہیں ''لین'' قرار دیا ہے۔
امام ابن حبان رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: اس کی نقل کردہ روایت سے استدلال نہیں کیا جاسکتا۔

۹۳۵-اسماعیل بن محمد بن حکم بن حجل

انہوں نے عمر الابح سے روایات نقل کی ہیں۔
امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی تاریخ میں اسے ''ثقہ'' قرار دیا ہے۔پھر امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے ''کتاب الضعفاء'' میں اس کا تذکرہ کرتے ہوئے یہ بات بیان کی ہے کہ یحییٰ بن معین رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں: میں نے اسے دیکھا ہے یہ مستند حیثیت کا مالک نہیں ہے اور دیگر حضرات' بھی اس کے بارے میں کلام کیا ہے۔

۹۳۶-اسماعیل بن محمد بن یوسف،ابوہارون جبرینی فلسطینی

امام ابن حبان رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث میں سرقہ کا مرتکب ہوتا ہے۔اس راوی (کی نقل کردہ روایت) کو دلیل کے طور پر پیش کرنا جائز نہیں ہے۔
انہوں نے اپنی سند کے ساتھ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کے حوالے سے یہ روایت ''مرفوع'' حدیث کے طور پر نقل کی ہے۔

انا مدينة العلم وعلي بابها ، فمن اراد الدار فلياتها من قبل بابها

''میں علم کا شہر ہوں اور علی اس کا دروازہ ہے' جو شخص گھر میں داخل ہونا چاہتا ہو وہ دروازے کی طرف سے ہی اس میں آسکتا ہے''۔

انہوں نے اپنی سند کے ساتھ حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کے حوالے سے یہ روایت ''مرفوع'' حدیث کے طور پر نقل کی ہے۔

اكثر دهن الجنة الخيري

''جنت کا اکثر تیل ''الخیری'' ہے۔

اس کے بعد انہوں نے متعدد روایات نقل کی ہیں اور یہ بات بیان کی ہے یہ تمام روایات حسین بن اسحاق اصبہانی نے ''کرج'' (اور ایک نسخے کے مطابق کرخ) کے مقام پر ہمیں سنائی تھیں۔

ابن جوزی کہتے ہیں: ابوہارون کذاب ہے، اس کے بعد ابن جوزی نے اس کے حوالے سے غیر مستند سند کے ساتھ یہ روایت نقل کی۔

ان جبرائیل قال: ابوبکر وزیرك فی حیاتك وخلیفتك بعد موتك

''بے شک جبرائیل نے یہ کہا ہے کہ ابوبکر آپ کی زندگی میں آپ کے وزیر ہیں اور آپ کے وصال کے بعد آپ کے خلیفہ ہوں گے''۔

۹۳۷-اسماعیل بن محمد بن مجمع

ابن جوزی نے ان کا یہی نام بیان کیا ہے اور کہا ہے: یحییٰ رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں: یہ اور اس کا باپ دونوں ''ضعیف'' ہیں۔

ابن عدی نے اسماعیل بن مجمع نام ذکر کیا ہے۔ پھر انہوں نے عباس دوری کے حوالے سے یحییٰ بن معین رحمۃ اللہ علیہ کا یہ قول نقل کیا ہے یہ اور اس کا باپ دونوں ''ضعیف'' ہیں۔

شیخ ابن عدی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ معروف راویوں میں سے نہیں ہے۔

(امام ذہبی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:) میں یہ کہتا ہوں: بلکہ یہ اسماعیل بن ابراہیم بن مجمع ہے، جس کی نسبت اس کے دادا کی طرف کر دی جاتی ہے۔

۹۳۸-اسماعیل بن محمد بن اسماعیل

یہ بنو ہاشم کے غلام ہیں اور طیب کے نام سے معروف ہیں (یا خوشبو کے حوالے سے معروف ہیں)

امام دار قطنی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ ''قوی'' نہیں ہے۔

۹۳۹-اسماعیل بن محمد، ابواسحاق حمکی

انہوں نے رمادی اور سعدان سے روایات نقل کی ہیں۔

ادریسی کہتے ہیں: اس پر جھوٹے ہونے کا الزام ہے۔ یہ استراباذ کے رہنے والے تھے۔

۹۴۰-اسماعیل بن محمد بن فضل بن الشعرانی نیشاپوری،

یہ امام حاکم رحمۃ اللہ علیہ کے مشائخ میں سے ہیں۔

امام حاکم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: مجھے ان کے بعض مشائخ سے ان کی ملاقات کے بارے میں شک ہے۔

پھر امام حاکم رحمۃ اللہ علیہ نے ان کی سند کے ساتھ حضرت انس رضی اللہ عنہ کے حوالے سے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان نقل کیا ہے:

طلب العلم فریضۃ علیٰ کل مسلم

''علم کا حصول ہر مسلمان پر فرض ہے''۔

یہ روایت ''غریب'' اور ''منفرد'' ہے۔

۹۴۱-اسماعیل بن محمد بن زنجی

انہوں نے ابوقاسم بغوی سے روایات نقل کی ہیں۔

ازہری کہتے ہیں: یہ کسی بھی چیز کے برابر نہیں ہیں (یعنی ان کی کوئی اوقات نہیں ہے۔)

(امام ذہبی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:) میں یہ کہتا ہوں: ان کا انتقال 378ھ میں ہوا۔

ان سے جوہری نے روایات نقل کی ہیں۔

۹۴۲-اسماعیل بن محمد بن احمد بن ملة محتسب اصبہانی

یہ ''تیک المجالس'' کا مصنف ہے۔

انہوں نے ابن ربذہ اور ایک جماعت سے روایات نقل کی ہیں۔

ابن ناصر کہتے ہیں: انہوں نے ایک حدیث گھڑی اور اس کا املاء کروایا۔ یہ اختلاط کا شکار ہو جاتے تھے۔

۹۴۳-اسماعیل بن مختار

انہوں نے عطیہ عوفی سے اور ان سے ہناد بن سری نے روایات نقل کی ہیں۔

شیخ ابن عدی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ معروف نہیں ہیں۔

امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: اس کی نقل کردہ روایت مستند نہیں ہے۔

۹۴۴-اسماعیل بن مخراق

یہ ابن داؤد بن مخراق ہے۔ اس کا ذکر پہلے ہو چکا ہے۔

امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ ''منکر الحدیث'' ہے۔

۹۴۵-اسماعیل بن مسعدة حلبی

یہ پتہ نہیں چل سکا کہ یہ کون ہے؟

امام ابوداؤد رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی سنن کے علاوہ ابوتوبہ حلبی کے حوالے سے ان سے روایت نقل کی ہے۔

۹۴۶-اسماعیل بن مسلم (ت،ق) بصری، ثم مکی المجاور، ابواسحاق

انہوں نے حسن، رجاء بن حیوۃ، ابوطفیل اور ایک بڑی تعداد سے رؤایات نقل کی ہیں۔ ان سے علی بن مسہر، محاربی، انصاری اور دیگر کئی لوگوں نے روایات نقل کی ہیں۔

امام ابوزرعہ رازی فرماتے ہیں: یہ بصرہ کے رہنے والے ہیں اور ''ضعیف'' ہیں بعد میں انہوں نے مکہ میں سکونت اختیار کرلی تھی۔
امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ اور امام نسائی رحمۃ اللہ علیہ اور دیگر حضرات فرماتے ہیں: یہ ''منکر الحدیث'' ہے۔
امام نسائی رحمۃ اللہ علیہ اور دیگر حضرات نے کا کہنا ہے: یہ راوی ''متروک'' ہے۔
شیخ فلاس فرماتے ہیں: یحییٰ اور عبدالرحمٰن نے ان کے حوالے سے احادیث روایت نہیں کی ہیں۔
ابن مدینی کہتے ہیں: میں نے یحییٰ کو سنا ان سے اسماعیل بن مسلم مکی کے بارے میں دریافت کیا گیا تو وہ بولے یہ ہمیشہ اختلاط کا شکار رہا اس نے ایک ہی حدیث ہمیں تین صورتوں میں سنائی۔
وہ یہ بھی فرماتے ہیں اس نے ابن سیرین کے حوالے سے حضرت انس رضی اللہ عنہ کا یہ قول نقل کیا ہے۔
''جو شخص ایک ہی سودے میں دو سودے کرے تو اس کے لیے کمتر حیثیت کا سودا ہوگا یا پھر سود ہوگا۔''
محمد بن عمارہ کہتے ہیں: جب ابن شبرمہ قاضی بنے تو اسماعیل نے انہیں خط لکھا کہ میں محتاج ہوگیا ہوں تو ابن شبرمہ نے انہیں جواب دیا اور لکھا کہ آپ ہمارے پاس آئیں تو اسماعیل گئے۔
اسماعیل کہتے ہیں: جب میں کوفہ آیا تو ابن مقفع کی مجھ سے ملاقات ہوئی انہوں نے دریافت کیا تم اسماعیل ہو؟ میں نے جواب دیا: میں اسماعیل ہوں۔
انہوں نے دریافت کیا تم اس عمر میں یہاں آئے ہو؟ میں نے جواب دیا: میں محتاج ہوگیا تھا تو میں نے ابن شبرمہ کو خط لکھا اس نے مجھے جوابی خط میں لکھا کہ تم اپنے کمزور لوگوں کے ہمراہ ہم سے آ کر ملو۔
تو ابن مقفع بولے اللہ کی قسم! مجھے یہ اندیشہ ہے کہ آپ کم تر حیثیت کے مالک بن جائیں گے۔
اس کی وجہ یہ ہے کہ آپ ایک عجمی فرد ہیں اگر آپ عرب ہوتے تو ابن شبرمہ آپ کے شہر میں آپ کی خدمت میں تحائف پیش کرتا۔
تین دن تک اپنی مرضی کے مالک ہیں کہ آپ وہاں نہ جائیں۔
میں نے کہا ٹھیک ہے پھر وہ مجھے لے کر اپنے گھر چلے گئے جب تیسرا دن آیا تو وہ سات ہزار سے کچھ کم درہم لے کر میرے پاس آئے اور سکوں کے ذریعے ان کی تعداد کو پورا کیا اور کہا یہ لے لو۔
اب اگر آپ چاہیں تو میرے پاس قیام کریں اگر آپ چاہیں تو ابن شبرمہ کے پاس تشریف لے جائیں اگر چاہیں تو واپس چلے جائیں۔
تو میں نے کہا اللہ کی قسم! میں اس کے پاس نہیں جاؤں گا چناں چہ میں اپنے شہر واپس آ گیا۔
عباس دوری اور دیگر حضرات نے یحییٰ بن معین رحمۃ اللہ علیہ کا یہ قول نقل کیا ہے اسماعیل بن مسلم مکی ''لیس بشیء'' ہے۔
امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: حسن سے قرات کے بارے میں جو بھی روایت کیا گیا ہے وہ یا تو عمرو بن دینار جیسے راویوں کے بارے میں نقل کیا گیا ہے، جس میں ان کے حوالے سے منقول روایات سند کے ساتھ بیان کی گئی ہیں۔ اس نے حسن کے حوالے سے سمرہ

سے منقول ہونے کے طور پر منکر روایات نقل کی ہیں۔

علی بن مدینی فرماتے ہیں: ان کی نقل کردہ احادیث تحریر نہیں کی جائیں گی۔

سعدی فرماتے ہیں: یہ انتہائی واہی ہے۔

اسماعیل بن مسلم کی نقل کردہ منکر روایات میں سے ایک یہ روایت ہے' جو حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کے حوالے سے منقول ہے۔

لا يقتل الوالد بالولد، لا تقام الحدود في المساجد

''اولاد کے بدلے میں والد کو قتل نہیں کیا جائے گا اور مسجد میں حدود قائم نہیں کی جائیں گی''۔

اسماعیل بن مسلم کی نقل کردہ ''منکر'' روایات میں سے ایک یہ روایت ہے' جو حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کے حوالے سے منقول ہے۔

اتقوا النار ولو بشق تمرة

''جہنم سے بچنے کی کوشش کرو خواہ نصف کھجور کے ذریعے ہو''۔

اسماعیل بن مسلم کی نقل کردہ منکر روایات میں سے ایک یہ روایت ہے' جو حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کے حوالے سے منقول ہے۔

الذباب كله في النار الا النحل

''مکھی ساری کی ساری جہنم میں ہوگی سوائے شہد کے''۔

امام ابن حبان رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: اسماعیل بن مسلم مکی کی کنیت ابوربیعہ ہے اور اصل میں بصرہ سے تعلق رکھتا ہے یہ وہ اسماعیل بن مسلم بصری نہیں ہے' جو ابومتوکل کا شاگرد تھا کیوں کہ وہ ''ثقہ'' ہے اور اسے ''عبدی'' کہا جاتا ہے۔

جہاں تک مکی کا تعلق ہے تو وہ فصیح لوگوں میں سے ایک تھا۔

ابن مبارک اور وکیع نے اس کے حوالے سے روایات نقل کی ہیں۔

یحییٰ بن سعید قطان اور ابن مہدی نے اسے ''متروک'' قرار دیا ہے۔

انہوں نے اپنی سند کے ساتھ حضرت انس رضی اللہ عنہ کے حوالے سے یہ روایت ''مرفوع'' حدیث کے طور پر نقل کی ہے۔

ثلاثة تشتاق اليهم الجنة: علي، عمار، سلمان

''تین لوگ ایسے ہیں جن کی جنت مشتاق ہے۔ علی' عمار اور سلمان''

اس روایت کو اس راوی سے حسن بن صالح بن حی نے نقل کیا ہے۔

انہوں نے اپنی سند کے ساتھ سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے حوالے سے یہ روایت ''مرفوع'' حدیث کے طور پر نقل کی ہے۔

الوتر ثلاث كصلاة المغرب

''مغرب کی نماز کی طرح وتر بھی تین ہیں''۔

اس روایت کو اس سے ابو بحر بکراوی نے نقل کیا ہے۔

انہوں نے اپنی سند کے ساتھ حضرت انس رضی اللہ عنہ کے حوالے سے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان نقل کیا ہے۔

قال رسول الله صلی الله علیه وسلم: ان مثل اصحابی فی امتی کالملح فی الطعام

''نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے: میرے اصحاب کی میری امت میں مثال اس طرح ہے جیسے کھانے میں نمک ہوتا ہے''۔

۹۴۷-اسماعیل بن مسلم سکونی

یہ اسماعیل بن ابوزیاد ہے اور ابن عون کا شاگرد ہے' اس کا ذکر پہلے ہو چکا ہے۔ اور تہمت عائد کی گئی ہے۔

عقیلی نے اس کا تذکرہ کرتے ہوئے اس کا اسم منسوب ''سکونی'' کی بجائے یشکری نقل کیا ہے۔

ابن عون کہتے ہیں: ان کی نقل کردہ روایات ''منکر'' ہیں۔

امام دارقطنی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ احادیث اپنی طرف سے بنالیتا تھا۔

(امام ذہبی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں:) میں یہ کہتا ہوں کتاب ''الثقات'' میں اس نام کے کئی افراد کا ذکر ہے۔

۹۴۸-اسماعیل بن مسلم (م،س)، ابوہم العبدی

یہ اسماعیل بن مسلم نامی راویوں میں سے سب سے زیادہ جلیل القدر ہے۔ اس کا اسم منسوب عبدی ہے۔

یہ جزیرہ ''کیش'' کا قاضی تھا تاجر لوگ اس جزیرے کا یہی نام بیان کرتے ہیں۔

حالانکہ یہ جزیرہ قیس ہے یعنی قبیلہ'

یہ ثقہ اور عالم فاضل شخص ہے

اس نے حسن اور ابومتوکل کے حوالے سے روایات نقل کی ہیں' جب کہ اس کے حوالے سے یحییٰ بن سعید قطان' ابن مہدی اور بدل بن محبر نے روایات نقل کی ہیں' اور دوسرا اسماعیل

۹۴۹-اسماعیل بن مسلم مخزومی

انہوں نے سعید بن جبیر اور ابوطفیل سے روایات نقل کی ہیں۔

یہ ''صدوق'' ہیں اور انہوں نے کم روایات نقل کی ہیں۔

ان سے وکیع اور ایک جماعت نے روایات نقل کی ہیں۔

یحییٰ بن معین رحمۃ اللہ علیہ نے انہیں ''ثقہ'' قرار دیا ہے۔

۹۵۰-اسماعیل بن مسلم (ت) کوفی

یہ ہشیم کا استاد ہے۔ اس میں کوئی حرج نہیں ہے۔

۹۵۱-اسماعیل بن مسلم بن یسار

انہوں نے محمد بن کعب قرظی سے روایات نقل کی ہیں اور یہ ''صدوق'' ہے۔

۹۵۲-اسماعیل بن مسلم دیلی مدنی

ابن ابوفدیک کہتے ہیں: اسے ''ثقہ'' قرار دیا گیا ہے۔

۹۵۳-اسماعیل بن مسلم (ت) طائی

انہوں نے اپنے والد سے اور ان سے ابونعیم نے روایات نقل کی ہیں۔

۹۵۴-اسماعیل بن مسلمہ (ق) بن قعنب عقیلی،

یہ امام عبداللہ قعنبی کا بھائی ہے۔ انہوں نے مصر میں پڑاؤ اختیار کیا اور امام مالک رحمۃ اللہ علیہ دیگر اکابرین سے روایات نقل کی ہیں۔

مجھے اس کے بارے میں کسی حرج کا علم نہیں ہے۔ تاہم یہ اپنے بھائی کی مانند ''ثقہ'' نہیں ہیں۔

مالک بن سیف کہتے ہیں: اسماعیل بن مسلمہ نے امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کے حوالے سے ہمیں حدیث سنائی پھر انہوں نے ولیمے کے کھانے کے بارے میں روایت نقل کی ہے اور اسے ''مرفوع'' حدیث کے طور پر نقل کیا جس میں انہیں وہم ہوا۔

حالانکہ یہ روایت موطا میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کے اپنے قول کے طور پر منقول ہے۔

۹۵۵-اسماعیل بن معلیٰ

انہوں نے یوسف بن طہمان سے روایات نقل کی ہیں۔

یہ راوی ''مجہول'' ہے۔

۹۵۶-اسماعیل بن علی ابوعلقمہ

انہوں نے ابوعتاہیہ سے روایات نقل کی ہیں۔

یہ راوی ''معروف'' نہیں، اور اس کی نقل کردہ روایات موضوع ہے۔

۹۵۷-اسماعیل بن ابی معاویۃ بن عبیداللہ الاشعری الرازی

یحییٰ بن معین رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں: یہ ''لیس بشیء'' ہے اور شراب پیا کرتا تھا۔

۹۵۸-اسماعیل بن معمر بن قیس

انہوں نے ایک فرد کے حوالے سے مجالد سے روایات نقل کی ہیں۔

یہ ''ثقہ'' نہیں ہے اور اس کی نقل کردہ روایات مستند نہیں ہیں۔

۹۵۹-اسماعیل بن مہاجر کوفی

انہوں نے عبدالملک بن عمیر سے روایات نقل کی ہیں۔

یحییٰ بن معین رحمۃ اللہ علیہ اور دیگر حضرات نے انہیں ''ضعیف'' قرار دیا ہے۔

یہ ابن ابراہیم ہے۔ جس کا ذکر گزر چکا ہے۔

۹۶۰- اسماعیل بن موسیٰ (د، ت، ق) فزاری کوفی،

یہ سدی کا نواسہ ہے۔

اس نے حضرت انس رضی اللہ عنہ کے شاگرد عمر بن شاکر سے اور اس کے علاوہ امام مالک' شریک اور ایک گروہ سے روایت نقل کی ہیں۔

اس سے روایات نقل کرنے والوں میں امام ابوداؤد' امام ترمذی' امام ابن ماجہ' ابوعروبہ' ابن خزیمہ اور ایک بڑی مخلوق شامل ہے۔

ابوحاتم نے اس کی سدی کی طرف نسبت کے بارے میں دریافت کیا تو انہوں نے اس کا نواسہ ہونے سے انکار کیا ہے۔ اس کی اس کے ساتھ دور کی قرابت ہے۔

امام ابوحاتم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ ''صدوق'' ہے۔

امام نسائی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا ہے: اس میں کوئی حرج نہیں ہے۔

شیخ ابن عدی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: لوگوں نے اسے منکر الحدیث قرار دیا ہے۔ یہ غالی شیعہ تھا۔

عبدان کہتے ہیں: ہناد اور ابن ابی شیبہ نے ہم پر یہ اعتراض کیا کہ ہم اس کے پاس کیوں جا رہے ہیں؟ اور کہا ایسے فاسق سے استفادہ کرنے سے بچو جو اسلاف کو برا کہتا ہے۔

اس کی نقل کردہ منفرد روایات میں سے ایک یہ روایت ہے' جو انہوں نے اپنی سند کے ساتھ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کے حوالے سے ''مرفوع'' حدیث کے طور پر نقل کی ہے۔

من تسمی باسمی فلا یکنی بکنیتی

''جو شخص میرے نام کے مطابق نام رکھے وہ میری کنیت کے مطابق کنیت نہ رکھے''۔

شریک کے حوالے سے کچھ روایات نقل کرنے میں یہ منفرد ہے اور دو ''مرسل'' روایات کو اس نے امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کے حوالے سے ''موصول'' روایات کے طور پر نقل کیا ہے۔

ان کا انتقال 245 ہجری میں ہوا۔

۹۶۱- اسماعیل بن موسیٰ

انہوں نے علی بن یزید ذہلی سے روایات نقل کی ہیں۔

اس نے ابن عیینہ کے حوالے سے ایک جھوٹی روایت نقل کی ہے اور ابن جوزی نے اس پر یہ الزام عائد کیا ہے کہ اس نے اس روایت کو گھڑا ہے۔

انہوں نے اپنی سند کے ساتھ حضرت انس رضی اللہ عنہ کے حوالے سے یہ روایت ''مرفوع'' حدیث کے طور پر نقل کی ہے۔

اذا کان یوم القیامة وضع لی منبر طوله ثلاثون میلا ثم یدعی بعلی، فیجلس دونه بمرقاة فیعلم الخلائق ان محمدا سید المرسلین، ان علیاً سید المؤمنین فذکر الحدیث

''جب قیامت کا دن ہوگا تو میرے لیے ایک منبر رکھا جائے گا جس کی لمبائی تیس میل ہوگی پھر علی کو بلایا جائے گا وہ اس سے ایک سیڑھی نیچے بیٹھے گا اور لوگوں کو اس بات کی تعلیم دے گا کہ حضرت محمد ﷺ تمام رسولوں کے سردار ہیں اور حضرت علی تمام اہل ایمان کے سردار ہیں''۔

۹۶۲-اسماعیل بن موسیٰ انصاری

یہ زید بن حباب کا استاد ہے۔
اور راوی ''مجہول'' ہے۔

۹۶۳-اسماعیل بن نشیط عامری

انہوں نے شہر بن حوشب سے روایات نقل کی ہیں۔
امام ابوحاتم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ ''قوی'' نہیں ہے۔
شیخ ابوالفتح ازدی رحمۃ اللہ علیہ نے انہیں ''ضعیف'' قرار دیا ہے۔
امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: اس کی سند میں غور وفکر کی گنجائش ہے۔
(امام ذہبی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:) میں یہ کہتا ہوں: اس سے یونس بن بکیر، ابونعیم نے احادیث کا سماع کیا ہے۔

۹۶۴-اسماعیل بن نوح قرشی

انہوں نے اپنے والد کے حوالے سے اپنے دادا سے روایات نقل کی ہیں۔
شیخ ابوالفتح ازدی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ راوی ''متروک'' ہے۔اس کی نقل کردہ روایت یہ ہے۔

کأنی بعیسیٰ ابن مریم مع اصحاب الکهف بفج الروحاء یلبون،

''میں گویا اس وقت دیکھ رہا ہوں کہ حضرت عیسیٰ بن مریم علیہما السلام اصحاب کہف کے ہمراہ ''فج روحاء'' کے مقام سے تلبیہ پڑھتے ہوئے گزر رہے ہیں''۔
اسی وجہ سے علماء نے اس کی نقل کردہ روایات کو مستند قرار نہیں دیا۔

۹۶۵-اسماعیل بن ہشام،

یہ تابعی ہے اس نے ایک مرسل روایت نقل کی ہے۔
یہ راوی ''مجہول'' ہے۔

۹۶۶-اسماعیل بن ہود واسطی

یہ ابن ابراہیم ہے' جس کا ذکر پہلے ہو چکا ہے۔
انہوں نے اسحاق الازرق سے روایات نقل کی ہیں۔
امام دارقطنی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ ''قوی'' نہیں ہے۔
امام ابوحاتم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ جہمی عقیدے کا مالک تھا۔

۹۶۷-اسماعیل بن یحییٰ بن عبیداللہ بن طلحہ بن عبداللہ بن عبدالرحمٰن ابن ابوبکر صدیق، ابویحییٰ تیمی

انہوں نے ابوسنان شیبانی، ابن جریج، مسعر سے جھوٹی روایات نقل کی ہیں۔
صالح بن محمد جزرۃ کہتے ہیں: یہ احادیث اپنی طرف سے بنالیتا تھا۔
شیخ ابوالفتح ازدی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ جھوٹ کے ارکان میں سے ایک ہے۔ اس کے حوالے سے روایت کرنا جائز نہیں ہے۔
شیخ ابن عدی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: انہوں نے اپنی سند کے ساتھ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے حوالے سے یہ روایت ''مرفوع'' حدیث کے طور پر نقل کی ہے۔

یخرج الدجال ومعه سبعون الف حائك

''دجال نکلے گا اس کے ہمراہ ستر ہزار جلاہے ہوں گے''۔
یہ روایت جھوٹی ہے۔
انہوں نے اپنی سند کے ساتھ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ کے حوالے سے یہ روایت ''مرفوع'' حدیث کے طور پر نقل کی ہے۔

ان عیسٰی ابن مریم اسلمته امه الی الکتاب، فقال له: اکتب بسم الله فقال له عیسٰی: وما بسم الله ؟ قال: لا ادری قال له عیسٰی: باء الله سین سناء الله میم مملکته

''عیسیٰ بن مریم علیہما السلام کی والدہ نے انہیں استاد کے سپرد کیا' استاد نے ان سے کہا: تم بسم اللہ لکھو۔ انہوں نے استاد سے دریافت کیا: بسم اللہ کا مطلب کیا ہے؟ مجھے نہیں معلوم۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے اس سے کہا: ''ب'' سے مراد بہاءُ اللہ ''س'' سے مراد سناء اللہ اور ''میم'' سے مراد اس کی مملکت ہے''۔
ابوجاد نے اسی طرز پر تفسیر کی ہے۔
شیخ ابن عدی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ باطل ہے' اس کے بعد ابن عدی نے اس راوی کے حوالے سے 27 روایات نقل کی ہیں' اور کہا ہے: اس نے جو روایات نقل کی ہیں ان میں زیادہ تر جھوٹی ہیں۔
شیخ ابوعلی نیشاپوری' امام دارقطنی رحمۃ اللہ علیہ اور امام حاکم رحمۃ اللہ علیہ کا کہنا ہے: یہ راوی ''کذاب'' ہے۔
(امام ذہبی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:) میں یہ کہتا ہوں: اس کے ''متروک'' ہونے پر سب کا اتفاق ہے۔
اس راوی نے جو غیر مستند روایات میں سے ایک یہ ہے' جو اس نے اپنی سند کے ساتھ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے حوالے سے نقل کی ہے۔

من سمع يس عدلت له عشرين دينارا في سبيل الله، من قرأها عدلت له عشرين حجة، من كتبها وشربها ادخلت جوفه الف يقين والف نور والف بركة والف رحمة والف رزق، نزعت عنه كل غل وداء

''جوشخص سورۂ یٰسین سنتا ہے تو اسے اللہ کی راہ میں 20 دینار خرچ کرنے کا ثواب ملتا ہے' اور جوشخص اس کی تلاوت کرتا ہے' اُسے 20 مرتبہ حج کرنے کا ثواب ملتا ہے' جوشخص اسے لکھ کر پی لیتا ہے اُس کے پیٹ میں ایک ہزار یقین' ایک ہزار نور' ایک ہزار برکتیں' ایک ہزار رحمتیں' ایک ہزار رزق داخل ہو جاتے ہیں اور اس سے ہر ظاہری و باطنی بیماری دور ہو جاتی ہے''۔

اس روایت کو عباس بن اسماعیل رقی نے اس سے نقل کیا ہے۔

۹۶۸-اسماعیل بن یحییٰ (ق) شیبانی

انہوں نے عبداللہ بن عمر عمری سے روایات نقل کی ہیں۔

یزید بن ہارون نے اسے جھوٹا قرار دیا ہے۔

امام ابن حبان رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: اس کے حوالے سے روایت کرنا جائز نہیں ہے۔

ابن جوزی نے ابن حبان رحمۃ اللہ علیہ کے حوالے سے اس کا ذکر کیا ہے' میں نے اس کا ذکر نہیں دیکھا۔

عقیلی نے اس کا ذکر کرتے ہوئے: ان کی نقل کردہ حدیث کی متابعت نہیں کی گئی۔

اسے شعیری کہا جاتا ہے۔

۹۶۹-اسماعیل بن یحییٰ (د) معافری

انہوں نے سہل بن معاذ جہنی سے اور ان سے عبداللہ بن سلیمان الطّویل اور یحییٰ بن ایوب نے روایات نقل کی ہیں۔

یہ ''مجہول'' ہے۔

اس کی نقل کردہ عجیب وغریب روایات میں سے ایک روایت درج ذیل ہے: سہل اپنے والد کے حوالے سے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں:

من حمى مؤمنا من منافق بغيبه بعث الله ملكا يحمي لحمه يوم القيامة من النار

''جوشخص کسی مومن کی غیر موجودگی میں کسی منافق کے سامنے اس کا دفاع کرے گا' تو اللہ تعالیٰ قیامت کے دن ایک فرشتے کو بھیجے گا جو جہنم سے اس شخص کا دفاع کرے گا''۔

یہ روایت امام ابوداؤد رحمۃ اللہ علیہ نے نقل کی ہے۔

۹۷۰-اسماعیل بن یحییٰ (ت) بن سلمہ بن کہیل

انہوں نے اپنے والد کے حوالے سے اپنے چچا سے اور ان سے ابراہیم نے روایات نقل کی ہیں۔

امام دارقطنی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ راوی ''متروک'' ہے۔

۹۷۱-اسماعیل بن یعقوب تیمی

انہوں نے ہشام بن عروۃ سے روایات نقل کی ہیں۔

شیخ ابوحاتم رازی رحمۃ اللہ علیہ نے انہیں ''ضعیف'' قرار دیا ہے۔

اس کے حوالے سے ایک منکر روایت منقول ہے' جو امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کی طرف منسوب ہے۔ خطیب بغدادی نے اس کا ذکر کیا ہے۔

(اور ایک قول کے مطابق: اس کے اور ہشام کے درمیان ایک اور راوی ہے)

۹۷۲-اسماعیل بن یعقوب الاسدی کوفی

انہوں نے شہر بن حوشب سے اور ان سے ابونعیم نے روایات نقل کی ہیں۔

یہ ازدی کا کہنا ہے کہ اس کی کوئی حیثیت نہیں ہے۔

۹۷۳-اسماعیل بن یعلی، ابوامیہ ثقفی بصری

انہوں نے نافع، ہشام بن عروہ سے اور ان سے زید بن حباب اور شیبان نے روایات نقل کی ہیں۔

یحییٰ بن معین رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں: یہ ضعیف ہے، اس کی نقل کردہ احادیث کی کوئی (استنادی) حیثیت نہیں ہے۔

دوسرے قول کے مطابق: یہ راوی ''متروک الحدیث'' ہے۔

امام نسائی رحمۃ اللہ علیہ اور امام دارقطنی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا ہے: یہ راوی ''متروک'' ہے۔

شعبہ نے اس کا ساتھ دیا ہے اور کہا ہے: اس کے حوالے سے احادیث تحریر کرلو کیوں کہ یہ معزز آدمی ہے۔

امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: محدثین نے ان کے بارے میں سکوت اختیار کیا ہے۔

ابن عدی نے اس کا ذکر کیا ہے۔ انہوں نے اس کے حوالے سے 10 سے کچھ زیادہ روایات نقل کی ہیں جو معروف ہیں' لیکن ان کی سند ''منکر'' ہے۔

اس کے اساتذہ میں سعید مقبری بھی شامل ہیں' جب کہ داہر بن نوح نے بھی اس کے حوالے سے احادیث بیان کی ہیں۔

۹۷۴-اسماعیل بن یوسف

یہ راوی ''مجہول'' ہے۔

۹۷۵-اسماعیل بن ام درہم

انہوں نے مجاہد سے روایات نقل کی ہیں۔

ازدی نے اسے ''لین'' قرار دیا ہے۔

۹۷۶-اسماعیل (س)

یہ عبداللہ بن عمرو کا غلام ہے اور معروف نہیں، ان سے روایت نقل کرنے میں ابراہیم ابن مہاجر منفرد ہیں۔

۹۷۷-اسماعیل حناط

انہوں نے اعمش سے روایات نقل کی ہیں اور ''منکر الحدیث'' ہے۔

بظاہر یہ لگتا ہے یہ ابان نامی راوی ہے، جس کا ذکر پہلے ہو چکا ہے۔

۹۷۸-اسماعیل تمیمی

انہوں نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایات نقل کی ہیں۔

یہ راوی ''مجہول'' ہے۔

۹۷۹-اسماعیل

امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: میرے خیال میں یہ ابن مخراق ہے۔

یہ مدنی ہے، اور ''منکر الحدیث'' ہے۔، اس کی حدیث کوفیوں میں ہے۔

۹۸۰-اسماعیل اسلمی (ق)

انہوں نے ابو حازم اشجعی سے اور ان سے ابن فضیل نے روایات نقل کی ہیں۔

امام ابن ماجہ کو وہم ہوا ہے کہ وہ راوی ابو اسماعیل ہے۔ اس کی نقل کردہ روایت کتاب الفتن میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے حوالے سے منقول ہے۔

لا تذهب الدنيا حتى يمر الرجل على القبر فيتمرغ عليه، يقول يا ليتني كنت مكان صاحبه

''دنیا اس وقت تک ختم نہیں ہوگی جب تک وہ وقت نہیں آئے گا' کہ کوئی شخص قبر کے پاس. سے گزر کر اس کی مٹی میں لوٹ پوٹ ہو کر یہ کہے گا: اے کاش! اس قبر والے کی جگہ میں (اس قبر میں ہوتا)''۔

۹۸۱-اسماء بن حکم فزاری

انہوں نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایات نقل کی ہیں۔

امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے اس کی نقل کردہ اس روایت کو ''منکر'' قرار دیا ہے۔

كنت اذا حدثني رجل استحلفته

''جب کوئی شخص مجھے کوئی حدیث بیان کرتا تو میں اس سے حلف لیتا تھا''۔

اس روایت کو نقل کرنے میں عثمان بن مغیرہ نامی راوی منفرد ہے۔

شیخ ابن عدی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ''حسن'' ہے۔

یہ روایت اس راوی کے حوالے سے علی بن ربیعۃ شعبہ، سفیان، زائدۃ، مسعر، ابوعوانۃ نے نقل کی ہے۔

(امام ذہبی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:) میں یہ کہتا ہوں: اسماء نامی راوی کو ثقہ قرار دیا گیا ہے' اس کے حوالے سے یہی ایک روایت منقول ہے۔

الأسود

اسود نامی راویوں کا تذکرہ

۹۸۲-الاسود بن ثعلبہ

اس نے حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ سے یہ روایت نقل کی ہے کہ انہوں نے ایک شخص کو قرآن کی تعلیم دی تو اس شخص نے انہیں تحفے کے طور پر کمان دی۔

یہ راوی ''معروف'' نہیں، یہ علی بن مدینی کا قول ہے۔

اس حدیث کا مدار مغیرہ بن زیاد موصلی پر ہے۔ جس نے عبادۃ بن نسی کے حوالے سے اسود سے یہ روایت نقل کی ہے۔

۹۸۳-اسود بن خلف حرانی

امام ابن حبان رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: اس کی سند محل نظر ہے۔

۹۸۴-اسود بن عبداللہ بن حاجب بن عامر بن منتفق عقیلی (د)۔

انہوں نے اپنے والد اور اپنے والد کے چچازاد عاصم بن لقیط سے روایات نقل کی ہیں۔

ان کے صاحبزادے دلہم کے علاوہ اور کسی نے بھی ان سے احادیث روایت نہیں کی۔

اس کے حوالے سے ایک ہی روایت منقول ہے۔

۹۸۵-الاسود بن عبدالرحمٰن العدوی

انہوں نے ہصان بن کاہن سے روایات نقل کی ہیں۔

ان کی وہ روایت معتبر ہے' جو حسن بن دینار نے ان سے نقل نہ کی ہو۔ ابن حبان رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی تاریخ میں یہ بات لکھی ہے۔

۹۸۶-اسود بن عمران سکری

محدث ابراہیم صریفینی کہتے ہیں: اس کی نقل کردہ روایات میں غور وفکر کی گنجائش ہے۔ یحییٰ بن معین رحمۃ اللہ علیہ نے انہیں ''ثقہ'' قرار دیا

ہے۔

۹۸۷-اسود بن مسعود

انہوں نے حنظلہ سے روایات نقل کی ہیں۔
یہ پتہ نہیں چل سکا کہ یہ کون ہے
ان سے عوام بن حوشب نے روایات نقل کی ہیں۔
ابن حبان رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی تاریخ میں اس کا ذکر کیا ہے۔

اسیدٌ

﴿اسید نامی راویوں کا تذکرہ﴾

۹۸۸-اسید بن زید (خ) الجمال، ابومحمد کوفی

یہ صالح بن علی ہاشمی الامیر کا غلام ہے۔
انہوں نے حسن بن صالح، شریک اور ان کے طبقے کے افراد سے اور ان سے امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے ایک مقرون روایت نقل کی ہے۔اس کے علاوہ ابن وارۃ، اسماعیل بن سمویہ نے ان سے روایات نقل کی ہیں۔
یحییٰ بن معین رحمۃ اللہ علیہ نے اسے جھوٹا قرار دیا ہے۔
امام نسائی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا ہے: یہ راوی ''متروک'' ہے۔
شیخ ابن عدی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: انہوں نے جو روایات نقل کی ہیں ان میں سے اکثر کی متابعت نہیں کی گئی۔
امام ابن حبان رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: اس نے ثقہ راویوں سے منکر روایات نقل کی ہیں اور یہ حدیث میں سرقہ کیا کرتا تھا۔
عباس دوری یحییٰ کا یہ قول نقل کرتے ہیں: میں کرخ میں اسے ملنے گیا اس نے دارالحذائین میں پڑاؤ کیا۔ پہلے میں اسے کہنے لگا: اے کذاب! لیکن پھر میں ان فدائین کے حملے سے ڈر گیا۔
انہوں نے اپنی سند کے ساتھ سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے حوالے سے یہ روایت ''مرفوع'' حدیث کے طور پر نقل کی ہے۔

ان من الشعر حكمة

''بعض اشعار حکمت ہوتے ہیں''۔

انہوں نے اپنی سند کے ساتھ حضرت انس رضی اللہ عنہ کے حوالے سے یہ روایت ''مرفوع'' حدیث کے طور پر نقل کی ہے۔

الدعاء لا يرد بين الاذان والاقامة

''اذان اور اقامت کے درمیان کی جانے والی دعا مسترد نہیں ہوتی''۔

ان روایات کونقل کرنے میں اسید نامی راوی منفرد ہے۔
اس راوی کی نقل کردہ منفرد روایات میں ایک یہ روایت بھی ہے۔انہوں نے اپنی سند کے ساتھ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ کے حوالے سے ''مرفوع'' حدیث کے طور پرنقل کی ہے' جواس روایت کی مانند ہے' جسے حسن نے حضرت سمرہ رضی اللہ عنہ کے حوالے سے نقل کیا ہے۔

من اغتسل یوم الجمعة فبها ونعمت

''جوشخص جمعہ کے دن غسل کرے تو یہ کافی ہےاوراچھا ہے''۔

انہوں نے اپنی سند کے ساتھ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کے حوالے سے یہ روایت ''مرفوع'' حدیث کے طور پرنقل کی ہے۔

لا یحب ثقیفا الا کافر، لا یحب الانصار الا مؤمن

''قبیلہ ثقیف سے صرف کافر ہی محبت رکھے گا اور انصار سے صرف مومن ہی محبت رکھے گا''۔

اس لیےاس میں ابواسرائیل نامی راوی ہے' جواحادیث ایجاد کرتا ہے۔
اس راوی کی نقل کردہ منفرد روایات میں ایک یہ روایت بھی ہے۔ جسے اس راوی نے اپنی سند کے ساتھ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کے حوالے سے نقل کی ہے:

کان لنعل النبی صلی اللہ علیہ وسلم قبالان

''نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے جوتے کے دو تسمے تھے''۔

انہوں نے اپنی سند کے ساتھ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے یہ روایت نقل کی ہے۔

ارسل النبی صلی اللہ علیہ وسلم یسأل یهودیا الی المیسرة، فقال: وای میسرة له وهو لا زرع له ولا ضرع له فبلغ ذلك النبی صلی اللہ علیہ وسلم فقال: واللہ اما انه لو اعطانا لوجد ماله، فلان یلبس الرجل من انواع شر له من ان یستدین ما لیس عنده قضاؤه

''نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک یہودی کو پیغام بھجوایا کہ جب ہمارے پاس رقم آئے گی تو ہم تمہیں ادائیگی کردیں گے۔(تم ہمیں فلاں چیز ادھار دے دو) وہ بولا: ان کے پاس کہاں سے رقم آئے گی' جب کہ نہ ان کی کھیتی باڑی ہے' نہ مال مویشی ہے۔ جب اس بات کی اطلاع نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو ملی تو آپ نے ارشادفرمایا: اللہ کی قسم! اگر وہ ہمیں (ادھار) دے دیتا تو وہ اپنا مال (واپس) پالیتا۔آدمی مختلف طرح کی چیزیں پہن لے' یہ اس کے لیے اس سے زیادہ بہتر ہے کہ وہ قرض لے' جسے ادا کرنے کا (آئندہ) امکان نہ ہو''۔

اسید کا انتقال 220 ہجری سے پہلے ہوا۔

۹۸۹-اسید بن صفوان

انہوں نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کے حوالے سے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی تعظیم کے بارے میں روایت نقل کی ہے۔
عبدالملک بن عمیر کے علاوہ اور کسی نے بھی ان سے احادیث روایت نہیں کی۔

۹۹۰-اسید بن طارق

انہوں نے اپنی والدہ کے حوالے سے عمرۃ بنت عبدالرحمٰن سے روایات نقل کی ہیں۔

یہ راوی ''مجہول'' ہے۔

۹۹۱-اسید بن متشمس

یہ الاحنف بن قیس کے چچازاد ہیں۔

انہوں نے حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے اوران سے حسن، مہلب بن ابی صفرہ نے روایات نقل کی ہیں۔

ان کا محل ''صدق'' ہے۔

ابن مدینی کہتے ہیں: یہ ''مجہول'' ہے۔

۹۹۲-اسید بن یزید

یہ بصرہ کے رہنے والے عمر رسیدہ شخص ہیں۔

انہوں نے اسماعیل بن ابی خالد سے روایات نقل کی ہیں۔

یہ راوی معروف نہیں۔

شیخ ابن عدی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: اس سے ''منکر'' روایات منقول ہیں۔

ان میں سے ایک روایت درج ذیل ہے، جو اس نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کے حوالے سے ''مرفوع'' حدیث کے طور پر نقل کی ہے:

اذا قطعت يد السارق وقعت في النار، فان تاب استشلاها، ان لم يتب تبعها

''جب چور کا ہاتھ کاٹ دیا جائے تو وہ جہنم میں گرتا ہے۔ اگر وہ چور توبہ کر لے تو وہ خود بچ جائے گا، لیکن اگر وہ توبہ نہیں کرتا تو خود بھی اس ہاتھ کے پیچھے جائے گا''۔

یہ روایت صحیح نہیں ہے۔

۹۹۳-الاشج، ابوالدنیا مغربی

یہ جھوٹے راویوں میں سے ایک ہے، جس کا ذکر کنیت سے متعلق باب میں آئے گا۔

۹۹۴-اشرس بن ابی الحسن زیات بصری

انہوں نے یزید رقاشی سے اوران سے ابوبکر بن عیاش، معتمر نے روایات نقل کی ہیں۔

شیخ ابن عدی رحمۃ اللہ علیہ نے اس کا ذکر کرتے ہوئے اس سے منقول ''منکر'' روایات ذکر کی ہیں۔

ان میں سے ایک روایت درج ذیل ہے، جو اس نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کے حوالے سے ''مرفوع'' حدیث کے طور پر نقل کی ہے:

من لم یؤمن بالقدر خیرہ وشرہ فانا منہ بریء

''جو شخص بھلی یا بری تقدیر پر ایمان نہیں رکھتا میں اس سے بری الذمہ ہوں''۔

شیخ ابن عدی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: اس سے 10 سے کم روایات منقول ہیں۔ میں یہ امید کرتا ہوں کہ اس میں کوئی حرج نہیں ہے۔

(امام ذہبی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:) میں یہ کہتا ہوں: اس کا ذکر کرنے میں ابن عدی منفرد ہے۔ ابن حبان رحمۃ اللہ علیہ نے اس کا تذکرہ ''ثقہ'' راویوں میں کیا ہے' کیوں کہ ابن مبارک نے اس سے احادیث روایت کی ہیں۔

۹۹۵- اشعب بن جبیر الطامع

انہوں نے عبداللہ بن جعفر، سالم سے روایات نقل کی ہیں۔

شیخ ابوالفتح ازدی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: ان کی نقل کردہ احادیث تحریر نہیں کی جائیں گی۔

(امام ذہبی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:) میں یہ کہتا ہوں: یہ مدنی ہے، اور ابن ام حمیدہ کے نام سے معروف ہے۔ اس سے نادر روایات منقول ہیں اور اس کی نقل کردہ روایات کم ہیں۔

اس سے معدی بن سلیمان، ابو عاصم، حمیدہ نے احادیث نقل کی ہیں۔

اس کا انتقال 154 ہجری میں ہوا۔ تاریخ دمشق اور تاریخ بغداد میں اس کے حالات موجود ہیں۔ ایک قول کے مطابق اس کا نام شعیب اور کنیت ابوالعلاء اور ابواسحاق ہے جبکہ دوسرے قول کے مطابق: یہ ابن ام حمیدہ ہے۔ اس نے لمبی عمر پائی اور حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے عہد خلافت میں پیدا ہوا۔

خطیب بغدادی فرماتے ہیں: یہ واقدی کا ماموں ہے۔ حاکم کہتے ہیں: یہ خلیفہ مہدی کے زمانے میں بغداد آیا تھا۔

جعفر بن سلیمان کہتے ہیں: یہ منصور کے عہد حکومت میں بغداد آیا تھا۔ بنو ہاشم کے نوجوان اس کے ہاں آتے جاتے اور یہ انہیں گانا سکھایا کرتا تھا۔ اس کا حلقہ اسی حالت میں رہا۔ اس نے معبد سے گانا سیکھا تھا۔ ایک قول کے مطابق اس کے باپ کا نام جبیر ہے۔ ایک قول یہ ہے: کہ اشعب بن جبیر کوئی دوسرا شخص ہے۔

اس نے اپنی سند کے ساتھ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کا یہ بیان نقل کیا ہے:

ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم لبی حتی رمی جمرۃ العقبۃ

''نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم جمرہ عقبہ کی رمی کرنے تک تلبیہ پڑھتے رہے''۔

اشعب کہتے ہیں: سالم بن عبداللہ نے مجھے حدیث سنائی اور وہ اللہ تعالیٰ کی رضا کے لیے مجھے ناپسند کرتے تھے۔ ان سے کہا گیا: آپ اسے اپنے پاس سے اٹھادیں تو وہ بولے: حق کے پڑاؤ کی کوئی مخصوص جگہ نہیں ہوتی۔

اشعب کہتے ہیں: میں قاسم بن محمد کی خدمت میں حاضر ہوا وہ اللہ تعالیٰ کی رضا کے لیے مجھے ناپسند کرتے تھے اور میں اللہ تعالیٰ کی رضا کے لیے ان سے محبت کرتا تھا (میں ان کے گھر میں داخل ہوا تو وہ بولے:) تمہیں اندر کس نے آنے دیا ہے' نکل جاؤ۔ میں نے کہا: میں آپ کو اللہ کا واسطہ دے کر یہ درخواست کرتا ہوں کہ آپ مجھے انگوروں کا ایک خوشہ دے دیں۔ تو انہوں نے ایسا ہی کیا۔

انہوں نے اپنی سند کے ساتھ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کا یہ بیان نقل کیا ہے: میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا ہے:

خلتان لا يجتمعان في مؤمن

''مومن میں دو عادات اکٹھی نہیں ہوسکتیں''۔

اس کے بعد یہ کافی دیر خاموش رہے۔لوگوں نے دریافت کیا: وہ دونوں کون سی ہیں؟ تو انہوں نے جواب دیا: ایک عکرمہ بھول گئے تھے اور دوسری میں بھول گیا ہوں۔

یہ روایت بھی منقول ہے کہ ایک مرتبہ یہ سالم کے ساتھ بیٹھے کھجوریں کھا رہے تھے۔انہوں نے دو کھجوریں ایک ساتھ کھانا شروع کیں تو سالم بولے:

ان رسول الله صلى الله عليه وسلم قد نهى عن القران

''نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے دو کھجوریں ایک ساتھ کھانے سے منع کیا ہے''۔

تو اشعب نے کہا: آپ خاموش رہیں۔اللہ کی قسم! اگر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم یہ غیر معیاری کھجوری ملاحظہ فرما لیتے تو آپ انہیں مٹھیاں بھر بھر کے کھانے کی بھی اجازت دے دیتے۔

زبیر کہتے ہیں: اشعب نے ایک خاتون کے ساتھ شادی کی۔ان سے اس بارے میں بات کی گئی تو وہ بولے:

ابغوني امرأة اتجشأ في وجهها فتشبع، تأكل فخذ جرادة فتتخم

انہوں نے میرے لیے ایسی عورت تلاش کی کہ جب میں اس کے منہ میں ڈکار لیتا ہوں تو وہ سیر ہو جاتی ہے اور اگر ٹڈی کی ران کھالے تو بدہضمی ہو جاتی ہے۔

احمد بن ابراہیم کہتے ہیں: ایک مرتبہ اشعب کو ایک دینار ملا انہیں یہ اچھا نہیں لگا کہ وہ حرام طور پر اسے کھائیں اور ان کا یہ بھی جی نہیں چاہ رہا تھا کہ وہ اس کا اعلان کریں تو انہوں نے اس کے ذریعے ایک چادر خریدی اور اس کا اعلان کروادیا۔

واقدی کہتے ہیں: میری اشعب سے ملاقات ہوئی انہوں نے مجھ سے کہا: اے ابن واقد! مجھے ایک دینار ملا ہے میں اس کا کیا کروں؟ میں نے کہا: آپ اس کا اعلان کریں۔تو وہ بولے: سبحان اللہ! تم اپنے علم کے حوالے سے دھوکے کا شکار ہو۔میں نے کہا: اے ابوالعلاء! پھر آپ کی کیا رائے ہے؟ وہ بولے: میں اس کی قمیص خریدوں گا اور اس کا اعلان کرواؤں گا۔میں نے کہا: پھر تو اس کی شناخت نہیں ہوسکے گی۔تو وہ بولے: میں بھی یہی چاہتا ہوں۔

ابوہیثم بن عدی کہتے ہیں: سیدہ فاطمہ بنت حسین رضی اللہ عنہما کا غلام اشعب نے ایک شخص سے یہ کہا کہ تم میرے لیے مرغی بھون دو (یا گرم کردو) پھر وہ اسے واپس لے کر گیا اور اسے گرم کیا (اور بولا) اس شخص کی مرغی جہنم میں فرعون کے ماننے والوں کی مانند ہے جنہیں صبح وشام آگ پر پیش کیا جاتا ہے تو میں نے اس شخص کی اس بات پر اسے ایک سو مرتبہ مارا اور ایک سو دینار ہبہ کیے۔

ابوداؤد سنجی اصمعی کے حوالے سے اشعب کا یہ قول نقل کرتے ہیں میں سالم کی خدمت میں حاضر ہوا تو وہ بولے ہمارے لیے ہریسہ

لے کر آؤ میں نے اس وقت روزہ رکھا ہوا تھا۔ انہوں نے مجھے یہ کہا کہ تم بیٹھ کر کھاؤ۔ اشعب کہتے ہیں: میں نے سیر ہو کر اسے کھایا۔ وہ بولے اطمینان سے کام لو جو باقی بچے گا تم اپنے ساتھ لے جانا جب میں واپس آیا تو میری بیوی بولی: اے نحوست مارے! عبداللہ بن عمرو نے تمہیں طلب کرنے کے لیے پیغام بھجوایا ہے تو میں نے یہ کہہ دیا ہے کہ تم بیمار ہو۔ اشعب نے کہا تم نے اچھا کیا ہے پھر اشعب حمام چلا گیا وہاں اس نے اچھی طرح تیل اور زرد رنگ لگایا وہ کہتا ہے میں نے اپنے سر پر پٹی باندھ لی اور ایک لاٹھی لی جس پر میں ٹیک لگا کر چل رہا تھا پھر میں عبداللہ بن عمرو کے پاس آیا۔ انہوں نے مجھ سے دریافت کیا تم اشعب ہو۔ میں نے جواب دیا: جی ہاں! میں آپ پر فدا ہو جاؤں میں تو مسلسل دو مہینے سے سویا نہیں ہوں۔ اشعب کہتے ہیں: اس وقت سالم اس کے پاس موجود تھے۔ مجھے اس بات کا پتہ نہیں تھا۔ وہ بولے: اے اشعب! تمہارا ستیاناس ہو۔ وہ غصے میں آئے اور وہاں سے چلے گئے تو ابن عثمان نے کہا میرے ماموں جناب سالم کسی وجہ سے ہی غصے میں آئے ہیں تو میں نے (اپنی غلطی کا) اعتراف کیا۔ میں نے کہا وہ اس بات پر غصے ہوئے ہیں کہ میں نے آج صبح ان کے ہاں ہریسہ کھایا ہے تو عبداللہ بن عمرو اور اس کے پاس بیٹھے ہوئے لوگ ہنس پڑے اور انہوں نے مجھے ہبہ کے طور پر (مال و دولت) دیا۔ میں وہاں سے نکل کر سالم کے پاس آیا تو وہ بولے اے اشعب کیا تم نے میرے ہاں ہریسہ نہیں کھایا تو میں نے جواب دیا: جی ہاں۔ میں آپ پر فدا ہو جاؤں تو سالم بولے: اللہ کی قسم! تم نے مجھے شک میں مبتلا کر دیا تھا۔

اصمعی کہتے ہیں: ایک مرتبہ اشعب کہیں جا رہے تھے۔ راستے میں کچھ بچوں نے ان کے ساتھ مذاق کیا تو اشعب بولے: تم لوگوں کا ستیاناس ہو سالم کھجوریں تقسیم کر رہے ہیں تو وہ لڑکے تیزی سے دوڑتے ان کی طرف چلے گئے۔ ان کے ساتھ اشعب بھی آئے اور بولے: مجھے کیا پتہ شاید یہ بات سچ ہی ہو۔

ابو عاصم نبیل بیان کرتے ہیں: ایک مرتبہ اشعب ٹوکریاں بنانے والے ایک شخص کے پاس سے گزرے تو بولے: اسے ذرا بڑی بنانا اس نے دریافت کیا: اے اشعب وہ کیوں؟ تو اشعب بولے: ہوسکتا ہے کہ اس میں کوئی چیز تحفے کے طور پر دی جائے (تو وہ زیادہ آ جائے گی)

یہی روایت ایک اور سند کے ہمراہ منقول ہے تاہم اس میں یہ الفاظ ہیں کہ وہ شخص کوئی تھال بنا رہا تھا۔

ابو عاصم کہتے ہیں: اشعب سے کہا گیا آپ کس حد تک لالچی ہیں تو وہ بولے: شہر میں جس بھی عورت کی شادی ہوتی ہے میں یہ سوچتا ہوں کہ کاش وہ لوگ اسے لے کر میرے پاس آ جائیں۔ (یعنی اس کی رخصتی میرے ہاں ہو)

یہی روایت ایک اور سند کے ہمراہ منقول ہے۔ تاہم اس میں یہ الفاظ زائد ہیں: تو میں اپنے گھر میں جھاڑو دے دیتا ہوں۔

عمرو بن ابو عاصم اپنے والد کا یہ بیان نقل کرتے ہیں۔ ایک مرتبہ میں کہیں جا رہا تھا میں نے توجہ کی تو اشعب میرے پیچھے آ رہے تھے۔ میں نے دریافت کیا: آپ کو کیا کام ہے تو وہ بولے: میں نے دیکھا کہ آپ کی ٹوپی ایک طرف ڈھلکی ہوئی ہے تو میں نے سوچا ہو سکتا ہے یہ گر جائے تو میں اسے حاصل کر لوں گا۔ ابو عاصم کہتے ہیں: میں نے وہ ٹوپی اسے دے دی۔

اشعب کہتے ہیں: اگر میں کسی جنازے میں شریک ہوتا اور اس میں دو آدمیوں کا آپس میں سرگوشی میں کوئی بات کرتے ہوئے دیکھتا تو یہی سوچتا تھا کہ شاید میت نے میرے لیے کسی بات کی وصیت کی ہوگی۔

ایک اور صاحب نے اشعب کا یہ قول نقل کیا ہے۔ ایک مرتبہ ایک لڑکی میرے پاس ایک دینار لے کر آئی اور وہ اس نے ودیعت کے طور پر مجھے دیا۔ میں نے وہ دینار مصلے کے نیچے رکھ لیا۔ پھر وہ لڑکی مجھ سے وہ دینار لینے کے لیے آئی تو میں نے کہا: اسے (مصلے کے نیچے سے) اٹھا کر لے جاؤ' کیوں کہ اس کے ہاں بچہ ہوا ہے تم اس دینار کے بچے کو لے لو اور اس دینار کو ایسے ہی رہنے دو۔ میں نے پہلے ہی اس دینار کے ساتھ ایک درہم رکھ دیا تھا۔ اس لڑکی نے وہ درہم لے لیا۔ ایک ہفتے کے بعد وہ دوبارہ آئی تو اسے اس کا دینار نظر نہیں آیا تو وہ چیخ پڑی میں نے کہا اس دینار کا نفاس کے دوران انتقال ہو گیا۔

یہ بات بیان کی گئی ہے اشعب کا انتقال 154 ہجری میں ہوا۔ اگر اس روایت کو درست تسلیم کر لیا جائے۔ ویسے میں اس کو درست نہیں سمجھتا کہ اشعب کی پیدائش حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے عہد خلافت میں ہوئی تھی تو پھر اس حساب سے ان کی عمر 120 سال بنتی ہے۔

اشعث

﴿اشعث نامی راویوں کا تذکرہ﴾

۹۹۶-اشعث بن براز ہجیمی

انہوں نے حسن اور ثابت سے روایات نقل کی ہیں۔

شیخ یحییٰ بن معین رحمۃ اللہ علیہ اور دیگر حضرات نے انہیں ''ضعیف'' قرار دیا ہے۔

امام نسائی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا ہے: یہ راوی ''متروک الحدیث'' ہے۔

امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ ''منکر الحدیث'' ہے۔

انہوں نے اپنی سند کے ساتھ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے حوالے سے یہ روایت ''مرفوع'' حدیث کے طور پر نقل کی ہے۔

قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: تعوذوا بالله من ثلاث هن الفواقر: (من) امام السوء ان احسنت لم يشكر وان اسأت لم يعف، من جار السوء ان رأى حسنا ستره وان رأى سمجا اذاعه، من امرأة السوء التي اذا غبت عنها خانتك وان دخلت عليها لسنتك

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: تین لوگوں سے اللہ کی پناہ مانگو' کیوں کہ یہی لوگ تنگ دست ہیں۔ برے حکمران سے کہ اگر تم اس کے ساتھ اچھائی کرو تو وہ شکر گزار نہ ہو اور اگر تم برائی کرو تو وہ تمہیں معاف نہ کرے۔ برے پڑوسی کہ اگر وہ کوئی اچھی بات دیکھے تو اس کا پردہ رکھے اور کوئی بری بات دیکھے تو اسے پھیلا دے اور بری عورت سے کہ جب تم اس کے پاس موجود نہ ہو تو وہ تمہارے ساتھ خیانت کرے اور اگر تم اس کے پاس جاؤ تو وہ تم پر غالب آ جائے''۔

انہوں نے اپنی سند کے ساتھ حسن بصری سے یہ روایت نقل کی ہے۔

نهى رسول الله صلى الله عليه وسلم ان يستحلف مسلم بطلاق او عتاق

''نبی اکرم ﷺ نے اس بات سے منع کیا ہے کہ کوئی مسلمان طلاق دینے یا غلام آزاد کرنے کی قسم اٹھائے''۔

انہوں نے اپنی سند کے ساتھ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کے حوالے سے یہ روایت ''مرفوع'' حدیث کے طور پر نقل کی ہے۔

اذا حدثتم عنی بحدیث یوافق الحق فخذوا به، حدثت به او لم احدث

''جب تمہارے سامنے میرے حوالے سے کوئی ایسی حدیث بیان کی جائے جو حقیقت کے مطابق ہو تو تم اسے حاصل کرلو خواہ میں نے وہ بیان کی ہو یا میں نے وہ بیان نہ کی ہو''۔

یہ روایت انتہائی ''منکر'' ہے۔

انہوں نے اپنی سند کے ساتھ حضرت انس رضی اللہ عنہ کے حوالے سے یہ روایت ''مرفوع'' حدیث کے طور پر نقل کی ہے۔

اسبغ الوضوء یاانس یزد فی عمرك

''اے انس! اچھی طرح وضو کرو یہ چیز تمہاری عمر میں اضافے کا باعث بنے گی''۔

۹۹۷- اشعث بن سعید (ت، ق)، ابوالربیع سمان بصری،

انہوں نے عمرو بن دینار، ہشام بن عروۃ اور ایک بڑی تعداد سے اور ان سے ابونعیم، شیبان، اسدالسنۃ نے روایات نقل کی ہیں۔

امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث نقل کرنے میں اضطراب کا شکار ہو جاتا ہے اور یہ زیادہ ''مستند'' نہیں ہے۔

یحییٰ بن معین رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں: یہ راوی ''لیس بشیء'' ہے۔

امام نسائی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا ہے: ان کی نقل کردہ احادیث تحریر نہیں کی جائیں گی۔

امام دارقطنی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ راوی ''متروک'' ہے۔

عباس نے یحییٰ بن معین رحمۃ اللہ علیہ کا یہ قول نقل کیا ہے: یہ ''ضعیف'' ہیں۔

ہشیم کہتے ہیں: یہ جھوٹ بولتا تھا (یا جھوٹی روایات نقل کرتا تھا)۔

امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ محدثین کے نزدیک ''حافظ'' نہیں ہے۔

وکیع نے اس سے احادیث کا سماع کیا ہے اور یہ راوی ''متروک'' نہیں ہے۔

انہوں نے اپنی سند کے ساتھ سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے حوالے سے یہ روایت ''مرفوع'' حدیث کے طور پر نقل کی ہے۔

نبات الشعر فی الانف امان من الجذام

''ناک میں بال کا اگ جانا جذام سے محفوظ کر دیتا ہے''۔

امام بغوی کہتے ہیں: یہ روایت جھوٹی ہے اور ابوربیع کے علاوہ کئی ضعیف راویوں نے اسے نقل کیا۔

انہوں نے اپنی سند کے ساتھ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کے حوالے سے یہ روایت ''مرفوع'' حدیث کے طور پر نقل کی ہے۔

ان الله یحب المؤمن المحترف

''بے شک اللہ تعالیٰ ایسے مومن کو پسند کرتا ہے جو حرفت (یعنی کسی پیشے کو) جانتا ہو''۔

انہوں نے اپنی سند کے ساتھ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے یہ روایت نقل کی ہے۔

ان رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم افاض من عرفات وھو یقول :

الیك تغدو قلقا وضینھا مخالف دین النصاری دینھا

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم جب عرفات سے روانہ ہوئے تو آپ یہ شعر پڑھ رہے تھے:

''تیری طرف وہ شخص روانہ ہوا ہے' جو انتہائی پھرتیلا ہے اور اس کا دین عیسائیوں کے دین کے خلاف ہے''۔

۹۹۸-اشعث بن سوار (م،ت،س،ق) کوفی

اس کا اسم منسوب ''کندی' بخار' توابیتی اور افرق ہے'' یہ توابیت کا مالک (یا مصنف) ہے۔ یہ بصرہ کا قاضی تھا اور ثقیف قبیلے کا غلام ہے۔اس کے سامنے کے دانت ٹوٹے ہوئے تھے اور اہواز کا قاضی رہا ہے۔

اس کے حوالے سے وہ روایات منقول ہیں جو اس نے امام شعبی حسن بصری اور ان کے طبقے کے افراد سے نقل کی ہیں۔

انہوں نے شعبہ، عبثر ، یزید بن ہارون اور ایک مخلوق سے روایات نقل کی ہیں۔

امام مسلم رحمۃ اللہ علیہ نے اس کے حوالے سے تابع کے طور پر ایک روایت نقل کی ہے انہوں نے اپنے مشائخ میں سے اشعث کی عظمت کے پیش نظر اس کے حوالے سے روایت نقل کی ہے۔

ابو اسحاق سبیعی ،ثوری کہتے ہیں: یہ مجالد کے مقابلے میں زیادہ مستند ہے۔

یحییٰ بن سعید قطان کہتے ہیں: یہ میرے نزدیک ابن اسحاق سے کم مرتبے کا ہے۔

امام ابوزرعہ رازی فرماتے ہیں: یہ ''لین'' ہے۔

امام نسائی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا ہے: یہ ''ضعیف'' ہے۔

عباس دوری نے یحییٰ بن معین رحمۃ اللہ علیہ کا یہ قول نقل کیا ہے: یہ ''ضعیف'' ہیں۔

ابن دورقی نے یحییٰ بن معین رحمۃ اللہ علیہ کا یہ قول نقل کیا ہے: اشعث بن سوار کوفی یہ ''ثقہ'' ہیں۔

امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ محمد بن سالم سے بہتر ہے۔

ابن مثنیٰ کہتے ہیں میں نے یحییٰ اور عبدالرحمٰن کو اشعث بن سوار کے حوالے سے کوئی روایت نقل کرتے ہوئے نہیں سنا۔

امام ابن حبان رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ بکثرت غلطیاں کرتا تھا اور وہم کا شکار ہو جاتا تھا۔

امام دارقطنی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ ''ضعیف'' ہے۔

عبدالرحیم بن سلیمان نے اشعث سے نافع کے حوالے سے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کا یہ بیان نقل کیا ہے۔

نھی رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم المھاجرین ان یصبغوا ثیابھم بالورس والزعفران عند الاحرام

''نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے مہاجرین کو اس بات سے منع کر دیا تھا کہ وہ احرام باندھنے کے وقت اپنے کپڑوں کو ورس یا زعفران کے

ذریعے رنگیں''۔

یہ روایت غلط ہے' کیوں کہ نبی اکرم ﷺ نے انصار کو چھوڑ کر بطور خاص مہاجرین کو کوئی حکم نہیں دیا تھا۔اور آپ نے احرام باندھنے والے شخص کے لیے اس بات کو حرام قرار دیا ہے کہ وہ کوئی ایسا کپڑا پہنے جو ورس یا زعفران کے ذریعے رنگا ہوا ہو۔

ابو ہمام کہتے ہیں: اشعث بن سوار ''اہواز'' کا قاضی تھا۔اس نے ان لوگوں کو نماز پڑھائی تو سورہ نجم کی تلاوت کی اس کے پیچھے موجود لوگ سجدے میں چلے گئے لیکن وہ سجدے میں نہیں گیا (یعنی اس نے سجدہ تلاوت نہیں کیا) پھر اس نے انہیں ایک مرتبہ نماز پڑھاتے ہوئے سورہ انشقاق کی تلاوت کی تو اس نے سجدہ تلاوت کیا لیکن ان لوگوں نے سجدہ تلاوت نہیں کیا۔

اشعث بن سوار نے اپنی سند کے ساتھ حضرت جابر رضی اللہ عنہ کا یہ بیان نقل کیا ہے،ہم لوگ خواتین کی طرف سے تلبیہ پڑھا کرتے تھے اور بچوں کی طرف سے شیطان کو کنکریاں مار دیا کرتے تھے۔

امام ابوداؤد رحمۃ اللہ علیہ نے اشعث بن سوار کے حوالے سے حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کا یہ قول نقل کیا ہے: طلاق کے بارے میں خواتین کی لیے سنت (کا حکم یہ ہے) کہ وہ عدت بسر کریں۔

ایک اور سند کے ساتھ اس راوی کے حوالے سے حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ کا یہ قول منقول ہے۔

قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: من مات وعليه صيام شهر فليطعم عنه مكان كل يوم مسكينا

''نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے: جو شخص فوت ہو جائے اور اس کے ذمے ایک مہینے کے روزے ہوں تو ہر ایک دن کے عوض میں ایک مسکین کو اس کی طرف سے کھانا کھلا دیا جائے''۔

صحیح یہ ہے کہ یہ روایت ''موقوف'' ہے۔

یہ روایت ہمیں عالی سند کے ساتھ موصول ہوئی ہے۔امام نسائی رحمۃ اللہ علیہ نے اسے محمد بن یحییٰ کے حوالے سے قتیبہ سے نقل کیا ہے۔

شیخ ابن عدی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: مجھے اشعث کے حوالے سے ایسے کسی متن کا پتہ نہیں ہے' جسے منکر قرار دیا جائے البتہ وہ اسناد بیان کرتے ہوئے غلطی کا شکار ہو جاتا تھا اور مختلف سند بیان کرتا تھا۔

شیخ فلاس فرماتے ہیں: ان کا انتقال 136 ہجری میں ہوا۔

۹۹۹-اشعث بن شعبہ (د)

انہوں نے ارطاۃ بن المنذر اور ایک جماعت سے روایات نقل کی ہیں۔

امام ابوزرعہ رازی اور دیگر حضرات فرماتے ہیں: یہ ''لین'' ہے۔

ابن حبان رحمۃ اللہ علیہ نے اسے قوی قرار دیا ہے۔

یہ خراسان کا رہنے والا تھا۔اس نے بعد میں ''ثغر'' میں رہائش اختیار کی۔

ان سے عبدالوہاب بن نجدۃ، احمد بن السرح اور ایک جماعت نے روایات نقل کی ہیں۔

۱۰۰۰-اشعث بن طلیق

انہوں نے مرۃ الطیب سے روایات نقل کی ہیں۔
اس کی نقل کردہ روایت مستند نہیں ہے۔ یہ ازدی کا قول نے کہی ہے۔
پھر انہوں نے اس کے حوالے سے ایک روایت نقل کی ہے‘ جو حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے منقول ہے وہ بیان کرتے ہیں:

قال: نعی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نفسہ قبل موتہ بشھر الحدیث

’’نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے وصال سے ایک مہینہ پہلے ہی اپنے انتقال کی خبر دے دی تھی‘‘۔
پھر میں نے ایک اور سند کے ساتھ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے حوالے سے یہ روایت پڑھی۔

نعی نبینا وحبیبنا نفسہ الحدیث

’’ہمارے نبی اور ہمارے حبیب نے اپنے وصال کی اطلاع دے دی تھی‘‘۔

۱۰۰۱-(صح) اشعث بن عبداللہ (عو) بن جابر الحدانی بصری الاعمی، ابو عبداللہ

انہوں نے انس‘ حسن اور ابن سیرین سے اور ان سے اس کے پوتے نصر بن علی جہضمی الکبیر، معمر، شعبہ، یحییٰ قطان اور انصاری نے روایات نقل کی ہیں۔
امام نسائی رحمۃ اللہ علیہ اور دیگر حضرات نے انہیں ’’ثقہ‘‘ قرار دیا ہے۔
عبدالغنی ازدی کہتے ہیں: اس کے نام (یہ ذکر کیے جاتے ہیں) اشعث بن جابر، اشعث بن عبداللہ، اشعث الاعمی، اشعث ازدی، اشعث الحملی۔
عقیلی نے اس کا تذکرہ کتاب ’’الضعفاء‘‘ میں کیا ہے اور یہ کہا ہے: اس کی نقل کردہ روایات میں وہم پایا جاتا ہے اور اسحاق نے اپنی سند کے ساتھ اشعث کے حوالے سے حضرت عبداللہ بن معقل رضی اللہ عنہ سے نقل کیا ہے۔

قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم: لا یبولن احدکم فی مستحمہ ثم یتوضأ فیہ فان عامۃ الوسواس منہ،

’’نبی اکرم نے ارشاد فرمایا: کوئی شخص حمام میں ہرگز پیشاب نہ کرے کہ پھر اس نے وہیں وضو بھی کرنا ہو‘ کیوں کہ عام طور پر اس کے نتیجے میں وسوسے پیدا ہوتے ہیں‘‘۔
عبداللہ بن مبارک رحمۃ اللہ علیہ نے یہ روایت معمر کے حوالے سے نقل کی ہے۔
(امام ذہبی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:) میں یہ کہتا ہوں: عقیلی کا یہ کہنا‘ اس کی نقل کردہ روایات میں وہم پایا جاتا ہے۔ یہ بات قابل قبول نہیں ہے اور میں اس بات پر حیران ہوں کہ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ اور امام مسلم رحمۃ اللہ علیہ نے اس کے حوالے سے روایات کیوں نقل نہیں کی ہیں۔

۱۰۰۲-اشعث بن عبدالرحمٰن (ت) الیامی

یہ زبید الیامی کے پوتے ہیں۔
انہوں نے اپنے والد' دادا اور مجالد اور ان سے اشج وابن عرفۃ اور ایک بڑی تعداد نے روایات نقل کی ہیں۔
امام ابوزرعہ رازی اور دیگر حضرات فرماتے ہیں: یہ ''قوی'' نہیں ہے۔
شیخ ابن عدی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: میں نے اس کی نقل کردہ روایات کی تحقیق کی ہے مجھے اس کی نقل کردہ روایات کے متون میں کوئی ''منکر'' روایت نہیں ملی۔
(امام ذہبی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:) میں یہ کہتا ہوں: امام نسائی رحمۃ اللہ علیہ نے اس بارے میں افراط وتفریط سے کام لیا ہے' جو انہوں نے کہا ہے کہ یہ ثقہ نہیں ہے اور اس کی نقل کردہ احادیث نوٹ نہیں کی جائیں گی۔

۱۰۰۳-(صح) اشعث بن عبدالملک الحمرانی بصری (عو)

یہ حمران کے غلام ہیں۔ ان کی کنیت ''ابوہانی'' ہے۔
انہوں نے حسن، محمد، بکر بن عبداللہ سے اور ان سے شعبہ، حماد بن زید، قطان اور انصاری نے روایات نقل کی ہیں۔
انصاری کہتے ہیں: یحییٰ بن سعید اشعث کے پاس آتے تھے اور ایک کونے میں بیٹھ جایا کرتے تھے۔ میں نے انہیں اشعث سے بھی کوئی سوال کرتے ہوئے نہیں دیکھا۔
ابن مدینی' یحییٰ کا یہ قول نقل کرتے ہیں اشعث بن عبدالملک ''ثقہ'' ہے۔
یحییٰ بن معین رحمۃ اللہ علیہ نے یحییٰ بن سعید کا یہ قول نقل کیا ہے: میں نے ایسے کسی جلیل القدر محدث کو نہیں پایا جو میرے نزدیک اشعث بن عبدالملک سے زیادہ مستند ہو۔
امام نسائی رحمۃ اللہ علیہ اور دیگر حضرات فرماتے ہیں: یہ ''ثقہ'' ہے۔
ابوحاکم کہتے ہیں: اس میں کوئی حرج نہیں ہے اور میرے نزدیک یہ اشعث حدانی اور اشعث بن سوار سے زیادہ مستند ہے۔
امام ذہبی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں: میں یہ کہتا ہوں میں نے اس کا تذکرہ اس لیے کیا ہے کیوں کہ ابن عدی نے اپنی ''کامل'' میں اس کا تذکرہ کیا ہے پھر انہوں نے اس کے بارے میں ایسی کوئی چیز ذکر نہیں کی جو کسی بھی حوالے سے اس کے ''لین'' ہونے پر دلالت کرتی ہو اور نہ دیگر محدثین میں سے کسی ایک نے ضعیف راویوں سے متعلق کتاب میں اس کا ذکر کیا ہے۔
جب اس کے حوالے سے صحیحین میں روایت موجود ہے تو پھر اور کسی چیز کی کیا گنجائش ہے۔ حفص بن غیاث کہتے ہیں: اشعث نے ہمیں احادیث سنائی ہیں پھر انہوں نے یہ بات کہی مجھے اہل بصرہ پر حیرت ہوتی ہے کہ وہ لوگ اپنے اشعث کو ہمارے اشعث پر مقدم قرار دیتے ہیں۔ یہ اشعث بن سوار ہے اور یہ اشعث تو ابتی ہے اور یہ اشعث قاضی ہے۔
امام شعبی اور نخعی کے حوالے سے یہ بات منقول ہے کہ وہ ایک طویل عرصے تک کوفہ میں وعظ کرتا رہا' اس کی پاک دامنی اور اس کی

فقاہت کی تعریف کی جاتی تھی جب کہ اہل بصرہ کا اشعث حسن بصری کے قول پر قیاس کرتا تھا اور لوگوں کو احادیث بیان کیا کرتا تھا۔

معاذ بن معاذ کہتے ہیں: میں عمرو بن عبید کے ساتھ تھا۔ اشعث ہمارے پاس سے گزرے تو انہوں نے سلام نہیں کیا۔ عمرو نے مجھ سے کہا اس نے ہمیں سلام کیوں نہیں کیا؟ میں نے جواب دیا: اسے زیادہ پتہ ہوگا۔

انصاری کہتے ہیں: اشعث نے مجھ سے کہا تم عمرو بن عبید کے پاس جاؤ کیوں کہ اہل علم نے ان کے پاس جانے سے منع کیا ہے۔

یونس بن عبید کہتے ہیں: وہ علم حدیث کے بارے میں تبادلہ خیال کرنے کے لیے اشعث کی خدمت میں حاضر ہوئے تھے۔

قطان' ابوحرہ کا یہ قول نقل کرتے ہیں۔ اشعث بن عبدالملک حرانی جب حسن کے پاس آتا تو حسن اسے کہتے تھے ابوہاشم آپ اپنی پوستین پھیلائیں اور میں آپ کے مسائل پھیلاؤں گا۔

قطان کہتے ہیں: میں نے حسن بصری کے شاگردوں میں اشعث سے زیادہ مستند کوئی شاگرد نہیں دیکھا تاہم میں نے اس کے حوالے سے زیادہ روایات نقل نہیں کی ہیں۔ البتہ یہ راوی مستند ہے۔

معاذ بن معاذ کہتے ہیں: میں نے اشعث کو یہ کہتے ہوئے سنا میں حسن کے حوالے سے جو بھی روایت تمہیں بیان کروں تو میں نے اس سے وہ سنی ہوگی۔ صرف تین روایات ایسی ہیں (جو میں نے ان سے براہ راست نہیں سنی ہے) ایک وہ روایت جو اس شخص کے بارے میں ہے' جو صف میں شامل ہونے سے پہلے ہی رکوع میں چلا گیا تھا۔ ایک حضرت علی کی روایت جو خلاص کے بارے میں ہے اور ایک حسن بصری کی مرسل روایت ہے کہ ایک شخص نے عرض کی: یارسول اللہ! ہمارے لیے مردار کب حرام ہوگا۔

خلاص کہتے ہیں: یحییٰ بن سعید نے ایک دن مجھ سے کہا کہاں سے آئے ہو' میں نے جواب دیا: معاذ کے پاس سے تو انہوں نے مجھ سے فرمایا: کون سی حدیث کے سلسلے میں' میں نے جواب دیا: ابن عون کی روایت کے حوالے سے تو وہ بولے: تم لوگ شعبہ اور اشعث کو چھوڑ دیتے ہو اور ابن عون کی روایات نوٹ کر لیتے ہو ابن عون کی روایات کا تم کتنا اعادہ کرلو گے۔

احمد بن سعید کہتے ہیں: یحییٰ بن معین رحمۃ اللہ علیہ نے کہا ایک مرتبہ حفص بن غیاص' عبادان تشریف لے گئے اہل بصرہ ان کی خدمت میں حاضر ہوئے اور کہا آپ ہمیں تین آدمیوں کے حوالے سے روایات نہ سنایئے گا۔ اشعث بن عبدالملک' عمرو بن عبید اور جعفر بن محمد تو حفص بن غیاث بولے جہاں تک اشعث کا تعلق ہے تو وہ تمہارا آدمی ہے۔ میں تمہارے لیے اسے ترک کر دیتا ہوں پھر انہوں نے باقی دو حضرات کا تذکرہ کیا۔

نضر بیان کرتے ہیں اشعث بن عبدالملک نے اپنی سند کے ساتھ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کے حوالے سے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان نقل کیا ہے:

النمل یسبح ''چیونٹی تسبیح پڑھتی ہے''۔

انہوں نے اپنی سند کے ساتھ حضرت انس رضی اللہ عنہ کے حوالے سے یہ روایت ''مرفوع'' حدیث کے طور پر نقل کی ہے۔

ان حوضی لابعد ما بین مکة الی ایلة

''بے شک میرا حوض مکہ اور ایلہ کے درمیانی فاصلے سے زیادہ بڑا ہے''۔

شیخ ابن عدی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: اس کی نقل کردہ روایات عام طور پر درست ہیں اور ایسا راوی ہے جس سے استدلال کیا جاسکتا ہے اور یہ اشعث بن سوار سے کہیں زیادہ بہتر ہے۔
شیخ فلاس فرماتے ہیں: ان کا انتقال 142 ہجری میں ہوا۔
میں یہ کہتا ہوں ان کا انتقال 146 ہجری میں ہوا۔

۱۰۰۴- اشعث بن عثمان

(اور یہ بھی کہا گیا ہے ان کا نام اشعث) ابن عمر ہے۔
یہ بصری ہیں اور
انہوں نے عمر بن عبدالعزیز سے روایات نقل کی ہیں۔
یہ راوی معروف نہیں۔

۱۰۰۵- اشعث بن عطاف

انہوں نے ثوری سے روایات نقل کی ہیں۔
شیخ ابن عدی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: میرے نزدیک اس میں کوئی حرج نہیں ہے اور اس سے ایسی روایات منقول ہیں جن کی متابعت نہیں کی گئی۔

۱۰۰۶- اشعث بن فضل بصری

انہوں نے تابعین سے روایات نقل کی ہیں۔
اس کے حوالے سے شفاعت کے بارے میں حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت منقول ہے۔
یہ راوی ''مجہول'' ہے۔
شیخ ابوالفتح ازدی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: محدثین نے انہیں ''متروک'' قرار دیا ہے۔

۱۰۰۷- اشعث بن محمد الکلابی

انہوں نے عیسیٰ بن یونس سے اور اس سے حسن بن علی بن حسن السری نے روایات نقل کی ہیں۔ اس نے ایک موضوع روایت نقل کی ہے۔

۱۰۰۸- اشعث ابن عم حسن بن صالح بن حی

انہوں نے مسعر سے روایات نقل کی ہیں۔
یہ شیعہ مسلک سے تعلق رکھتا تھا' اور انتہا پسند تھا۔

ان کے بارے میں کلام کیا گیا ہے۔

عقیلی فرماتے ہیں: یہ ان افراد میں سے نہیں جو احادیث (کے الفاظ) کا ضبط کر لیتے تھے۔

انہوں نے اپنی سند کے ساتھ حضرت جابر رضی اللہ عنہ کے حوالے سے یہ روایت ''مرفوع'' حدیث کے طور پر نقل کی ہے۔

مکتوب علی باب الجنة: لا اله الا الله محمد رسول الله، ایدته بعلی قبل خلق السموات بألفی سنة

''جنت کے دروازے پر یہ لکھا ہوا ہے۔''لا اله الا الله محمد رسول الله''(اللہ تعالیٰ کے علاوہ کوئی معبود نہیں ہے اور حضرت محمد اللہ کے رسول ہیں۔) میں نے آسمانوں کی تخلیق سے دو ہزار سال پہلے ''علی'' کے ذریعے اس کی تائید کر دی تھی''۔

۱۰۰۹-اشہل بن حاتم (خ، ت) بصری، مولی بنی جمح

انہوں نے ابن عون وقرۃ اور ان سے ذہلی، کدیمی اور ایک گروہ نے روایات نقل کی ہیں۔

امام ابوحاتم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: اس کی کوئی حیثیت نہیں ہے۔

امام ابوزرعہ رازی فرماتے ہیں: اس کا محل 'صدق' ہے تاہم یہ قوی نہیں ہے۔

(امام ذہبی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:) میں یہ کہتا ہوں: اس کا انتقال 208 ہجری میں ہوا۔

اصبغ

﴿جن راویوں کا نام ''اصبغ'' ہے﴾

۱۰۱۰-اصبغ بن خلیل القرطبی

انہوں نے یحییٰ بن یحییٰ اللیثی سے روایات نقل کی ہیں۔

اس پر جھوٹے ہونے کا الزام ہے۔ یہ ابن الفرضی کا قول ہے۔

مالکیوں کے شیخ ابوعمر ومسعدی کہتے ہیں: انہیں اس بات کا پتہ چلا ہے اصبغ نامی راوی یہ کہتا ہے کہ میری کتابوں میں خنزیر کا سر مل جائے یہ میرے نزدیک اس سے زیادہ پسندیدہ ہے کہ میری کتابوں میں ابوبکر بن ابوشیبہ کی ''مصنف'' موجود ہو۔

اصبغ بن خلیل نامی راوی نے اپنی سند کے ساتھ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کا یہ بیان نقل کیا ہے۔

صلیت خلف البنی صلی اللہ علیه وسلم وخلف ابی بکر وعمر ثنتی عشرة سنة وخمسة اشهر، خلف عثمان ثنتی عشرة سنة، خلف علی بالکوفة خمس سنین، فلم یرفع احد منهم یدیه الا فی تکبیرة الافتتاح وحدها

''میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی اقتداء میں نماز ادا کی اور حضرت ابوبکر اور حضرت عمر کی اقتداء میں 12 سال اور پانچ ماہ تک

نماز ادا کی ہے۔ حضرت عثمان کی اقتداء میں بارہ سال تک نماز ادا کی ہے اور حضرت علی کی اقتداء میں کوفہ میں پانچ سال تک نمازیں ادا کی ہیں ان میں سے کوئی بھی شخص رفع یدین نہیں کرتا تھا۔ صرف تکبیر تحریمہ کے وقت رفع یدین کرتا تھا''۔

قاضی عیاض کتاب ''مدارک'' میں تحریر کرتے ہیں: یہ راوی ایک عظیم اور واضح غلطی کا شکار رہا ہے ان غلطیوں میں ایک یہ بھی ہے کہ سلمہ بن وردان نامی راوی نے اسے زہری سے نقل نہیں کیا ہے ان میں سے ایک غلطی یہ ہے کہ زہری نے یہ روایت ربیع بن خثیم نامی راوی سے نقل نہیں کی ہے۔ زہری نے تو ان کو دیکھا بھی نہیں ہے اس میں سے ایک غلطی یہ ہے کہ یہ روایت حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ میں نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کی اقتداء میں کوفہ میں پانچ سال تک نمازیں ادا کی ہیں حالانکہ اس بات پر اتفاق ہے کہ حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے عہد خلافت میں حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کا انتقال ہو گیا تھا۔

(امام ذہبی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں:) میں یہ کہتا ہوں کہ ان غلطیوں میں یہ چیز بھی شامل ہے کہ حضرت عبداللہ مسعود رضی اللہ عنہ نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ اور حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کی اقتداء میں بہت تھوڑی نمازیں ادا کی ہیں' کیوں کہ ان کی زیادہ تر رہائش کوفہ میں رہتی تھی اور یہ روایت اصبغ کی ایجاد کردہ ہے۔

۱۰۱۱- اصبغ بن دحیۃ

اس راوی نے رشدین بن سعد کے حوالے سے ایک ''منکر'' روایت نقل کی ہے تاہم رشدین نے بھی وہ روایت نقل کی ہے اور اصبغ نامی راوی رشدین کے مقابلے میں زیادہ مستند ہے۔

۱۰۱۲- اصبغ بن زید (ت، س، ق) الجہنی، مولاہم واسطی،

یہ احادیث کی کتابوں کے نسخے نقل کیا کرتا تھا اور قرآن پاک تحریر کرتا تھا۔

اس کے حوالے سے ایسی روایات منقول ہیں جو اس نے قاسم بن ابوایوب اور ثور بن یزید کے حوالے سے نقل کی ہیں اور یہ شخص ہشیم کے معاصرین میں سے ہے۔ ہشیم نے اس کے حوالے سے احادیث بیان کی ہیں۔ اس کے علاوہ یزید بن ہارون اور ایک گروہ نے اس کے حوالے سے روایات نقل کی ہیں۔

یحییٰ بن معین رحمۃ اللہ علیہ نے انہیں ''ثقہ'' قرار دیا ہے۔

امام نسائی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا ہے: اس میں کوئی حرج نہیں ہے۔

امام دارقطنی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ ''ثقہ'' ہیں۔

ابن عدی نے اس کا تذکرہ کرتے ہوئے اس کے حوالے سے تین روایات نقل کی ہیں اور یہ بات بیان کی ہے: یہ روایات محفوظ نہیں ہیں میرے علم کے مطابق ان روایات کو اس راوی کے حوالے سے صرف یزید بن ہارون نے نقل کیا ہے اور یہ وہ راوی ہے' جس نے قنوت کے بارے میں طویل حدیث نقل کی ہے۔

(امام ذہبی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:) میں یہ کہتا ہوں: اس کے حوالے سے دس افراد نے روایات نقل کی ہیں۔

ابن سعد نے کہا ہے: یہ ''ضعیف'' ہے۔

امام احمد نے اپنی مسند میں یہ روایت نقل کی ہے کہ انہوں نے اپنی سند کے ساتھ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کے حوالے سے یہ روایت ''مرفوع'' حدیث کے طور پر نقل کی ہے۔

من احتكر طعاما اربعين ليلة فقد برئ من الله

''جو شخص چالیس دن تک اناج ذخیرہ کر کے رکھے وہ اللہ تعالیٰ سے بری ہو جاتا ہے''۔

۱۰۱۳- اصبغ بن سفیان کلبی

یحییٰ بن معین رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں۔ میں اس سے واقف نہیں ہوں۔

شیخ ابوالفتح ازدی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ ''مجہول'' ہے۔

اس کے حوالے سے ایسی روایات منقول ہیں جو اس نے عبدالولید بن مروان سے نقل کی ہیں۔

۱۰۱۴- اصبغ بن عبدالعزیز لیثی

انہوں نے اپنے والد سے روایات نقل کی ہیں۔

یہ راوی ''مجہول'' ہے۔

۱۰۱۵- اصبغ بن محمد بن ابی منصور

ہم تک یہ روایت پہنچی ہے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بات ارشاد فرمائی ہے:

اذا بلغكم عنی ما تقشعر منه جلودكم وتشئز منه قلوبكم فردوه

''جب تم تک میرے حوالے سے ایسی روایت پہنچے جس کی وجہ سے تمہاری کھالیں کانپنے لگیں اور دل لرز جائیں تو تم اسے مسترد کر دو''۔

یہ روایت اس راوی کے حوالے سے عمرو بن حارث نے نقل کی ہے۔

امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں: یہ ''مجہول'' ہے۔

۱۰۱۶- اصبغ بن نباتہ (ق) الحنظلی المجاشعی کوفی

انہوں نے حضرت علی رضی اللہ عنہ اور حضرت عمار رضی اللہ عنہ سے اور ان سے ثابت بنانی، اجلح کندی، فطر بن خلیفہ اور ایک گروہ نے روایات نقل کی ہیں۔

ابوبکر بن عیاش کہتے ہیں: یہ راوی ''کذاب'' ہے۔

یحییٰ بن معین رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں: یہ ''ثقہ'' نہیں ہے۔

اور دوسرے قول کے مطابق: یہ راوی ''لیس بشیء'' ہے۔

امام نسائی رحمۃ اللہ علیہ اور ابن حبان رحمۃ اللہ علیہ نے کہا ہے: یہ راوی ''متروک'' ہے۔
شیخ ابن عدی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: اس کا ضعیف ہونا واضح ہے۔
امام ابو حاتم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ ''لین الحدیث'' ہے۔
عقیلی فرماتے ہیں: یہ ''رجعت'' کا عقیدہ رکھتا تھا۔
امام ابن حبان رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:
یہ شخص حضرت علی رضی اللہ عنہ سے محبت کی وجہ سے آزمائش میں مبتلا ہوا جس کے نتیجے میں اس نے تباہ کن روایات نقل کی ہیں اور انہی کی وجہ سے یہ اس بات کا مستحق قرار پایا کہ اسے ترک کردیا جائے۔
انہوں نے اپنی سند کے ساتھ حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ کے حوالے سے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں یہ روایت نقل کی ہے (حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ کہتے ہیں:)

انه امرنا بقتال الناكثين والقاسطين والمارقين قلت: يا رسول الله، مع من ؟ قال: مع علي بن ابي طالب

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں عہد توڑنے والوں' ناانصافی کرنے والوں اور مذہب سے روگردانی کرنے والوں کے ساتھ لڑائی کرنے کا حکم دیا ہے میں نے عرض کی: یارسول اللہ! ہم کس کے ساتھ مل کر لڑیں؟ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: علی بن ابوطالب کے ساتھ''۔

اس روایت کا راوی تقریباً ابن حزور ہلاکت کا شکار ہونے والا ہے۔
جعفر بن سلمان نے اپنی سند کے ساتھ اصبغ بن نباتہ کے حوالہ سے یہ بات نقل کی ہے:

قال علي: ان خليل حدثني اني اضرب بسبع عشرة تمضين من رمضان، هي الليلة التي مات فيها موسىٰ، اموت لاثنتين وعشرين تمضين من رمضان، هي الليلة التي رفع فيها عيسى

''حضرت علی رضی اللہ عنہ ارشاد فرماتے ہیں: میرے خلیل (نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے) مجھے یہ بات بتائی تھی کہ رمضان کی 17 تاریخ کو مجھ پر حملہ کیا جائے گا اور یہ وہ رات ہے' جس میں حضرت موسیٰ علیہ السلام کا انتقال ہوا تھا اور میں رمضان کی بائیس تاریخ کو انتقال کر جاؤں گا اور یہ وہ رات ہے جب حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو آسمان کی طرف بلند کیا گیا تھا''۔

۱۰۱۷- اصبغ، ابوبکر شیبانی

انہوں نے سدی سے روایات نقل کی ہیں۔
یہ راوی ''مجہول'' ہے اور اس نے سدی کے حوالے سے یہ منکر روایات نقل کی ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ ارشاد فرماتے ہیں:

اول من يدخل الجنة من الامة ابوبكر وعمر، اني لموقوف مع معاوية للحساب

''اس امت میں سب سے پہلے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ' حضرت عمر رضی اللہ عنہ جنت میں داخل ہوں گے اور میں معاویہ سے حساب

لینے کے لیے ٹھہر جاؤں گا''۔

ابن جوزی نے کتاب ''الواہیات'' میں یہ روایت نقل کی ہے۔

۱۰۱۸-اصبغ، مولیٰ عمرو (د،ق)

یہ ''مجہول'' ہے۔

اور ایک قول کے مطابق: یہ (یعنی اس کا حافظہ) تغیر کا شکار ہو گیا تھا۔

ان سے اسماعیل بن ابی خالد نے روایات نقل کی ہیں۔

یہ بات عقیلی نے اپنی کتاب میں ذکر کی ہے۔

۱۰۱۹-اصرم بن حوشب، ابو ہشام

یہ ہمذان کے قاضی تھے۔ اصرم نامی یہ راوی ہلاکت کا شکار ہونے والا ہے اس کے حوالے سے وہ روایات منقول ہیں جو اس نے زیاد بن سعد اور قرہ بن خالد سے نقل کی ہیں۔

یحییٰ بن معین رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں: یہ راوی ''کذاب'' اور خبیث ہے۔

امام بخاری' امام مسلم رحمۃ اللہ علیہ اور امام نسائی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ راوی ''متروک'' ہے۔

امام دار قطنی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ ''منکر الحدیث'' ہے۔

سعدی فرماتے ہیں: میں نے ہمذان میں 202 ہجری میں اس کے حوالے سے احادیث نوٹ کی تھیں' ویسے یہ راوی ''ضعیف'' ہے۔

امام ابن حبان رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ اپنی طرف سے ثقہ راویوں کے حوالے سے روایات نقل کر دیتا ہے۔

انہوں نے اپنی سند کے ساتھ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کے حوالے سے یہ روایت ''مرفوع'' حدیث کے طور پر نقل کی ہے۔

تذهب الارض يوم القيامة كلها الا المساجد ينضم بعضها الى بعض

''قیامت کے دن تمام روئے زمین ختم ہو جائے گی صرف مساجد باقی رہ جائیں گی وہ ایک دوسرے میں مل جائیں گی''۔

اس سے یہ روایت بھی منقول ہے:

انا الاول، ابوبكر المصلى، عمر الثالث، الناس بعدنا على السبق، الاول فالاول

''میں سب سے پہلا ہوں ابو بکر پیچھے آنے والا عمر تیسرا ہے اور باقی لوگ سبقت میں (یا دوڑ) میں ہم سے پیچھے ہیں اور ہر کوئی درجہ بدرجہ ہے''۔

اس سے یہ روایت بھی منقول ہے:

المنفق يقرضني، المصلى يناجيني

''(اللہ تعالیٰ فرماتا ہے) خرچ کرنے والا مجھے قرض دیتا ہے اور نماز پڑھنے والا میرے سامنے مناجات کرتا ہے''۔

انہوں نے اپنی سند کے ساتھ سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے حوالے سے یہ روایت ''مرفوع'' حدیث کے طور پر نقل کی ہے۔

اذیبوا طعامکم بالصلاۃ، لا تناموا علیه، فتقسو قلوبکم

''نماز (یعنی رات کے وقت طویل نفل) کے ذریعے اپنی خوراک کو ہضم کرلو اسے کھا کر سونہ جایا کرو ورنہ تمہارے دل سخت ہو جائیں گے''۔

انہوں نے اپنی سند کے ساتھ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کے حوالے سے یہ روایت ''مرفوع'' حدیث کے طور پر نقل کی ہے۔

اذا کان الفیء ذراعا ونصفا الی ذراعین فصلوا الظهر

جب کسی چیز کا سایہ ڈیڑھ گنا سے دوگنا تک ہو جائے تو تم ظہر کی نماز ادا کرلو''۔

انہوں نے اپنی سند کے ساتھ حضرت انس رضی اللہ عنہ کے حوالے سے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال اور موت کے فرشتے کی آمد کے بارے میں روایت نقل کی ہے' جو موضوع ہے۔

انہوں نے اپنی سند کے ساتھ حضرت انس رضی اللہ عنہ کے حوالے سے یہ روایت ''مرفوع'' حدیث کے طور پر نقل کی ہے۔

اذا کان اول لیلة من رمضان نادی الجلیل رضوان خازن الجنة فیقول: نجد جنتی وزینها للصائمین الحدیث بطوله

''جب رمضان کی پہلی رات آتی ہے تو اللہ تعالیٰ جنت کے نگران ''رضوان'' کو فرماتا ہے: تم میری جنت کو روزہ داروں کے لیے آراستہ و پیراستہ کردو''۔

یہ روایت ابن حبان رحمۃ اللہ علیہ نے نقل کی ہے۔

ابن مدینی کہتے ہیں: میں نے ہمذان میں اس کے حوالے سے احادیث نوٹ کی تھیں اور پھر میں نے اس کی احادیث پرے کر دیں۔

شیخ فلاس فرماتے ہیں: یہ تردد کا شکار شخص تھا اور ارجاء کا عقیدہ رکھتا تھا۔

(امام ذہبی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:) میں یہ کہتا ہوں: اس کے حوالے سے محمد بن حمید، احمد بن فرات، احمد بن محمد التیمی نے روایات نقل کی ہیں۔

۱۰۲۰-اصرم بن غیاث نیشاپوری

انہوں نے مقاتل بن حیان سے روایات نقل کی ہیں۔

امام احمد، امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ اور امام دارقطنی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں: یہ ''منکر الحدیث'' ہے۔

امام نسائی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا ہے: یہ راوی ''متروک الحدیث'' ہے۔

اس کی نقل کردہ روایات میں ایک وہ روایت ہے' جو اس نے اپنی سند کے ساتھ حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے نقل کی ہے وہ بیان کرتے ہیں:

وضأت النبی صلی اللّٰہ علیہ وسلم غیر مرۃ، فرأیتہ یخلل لحیتہ بأصابعہ، کأنہا اسنان مشط

''میں نے کئی مرتبہ نبی اکرم ﷺ کو وضو کروایا ہے۔ میں نے آپ کو اپنی انگلیوں کے ذریعے اپنی داڑھی کا خلال کرتے دیکھا ہے اور آپ کی انگلیاں یوں تھیں جیسے کنگھی کے دانے ہوتے ہیں''۔

شیخ ابن عدی فرماتے ہیں: اصرم نامی راوی ''ضعف'' کے زیادہ قریب ہے اور یہ ''مقل'' ہے۔

(امام ذہبی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:) میں یہ کہتا ہوں: اس سے محمد بن عیسیٰ بن الطباع اور سریج بن یونس نے روایات نقل کی ہیں۔

ابن علاء کہتے ہیں: یحییٰ بن معین رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ ''ثقہ'' نہیں ہے۔

۱۰۲۱-اعین خوارزمی

انہوں نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایات نقل کی ہیں۔

ان سے موسیٰ بن اسماعیل نے روایات نقل کی ہیں۔

یہ راوی ''مجہول'' ہے۔

(امام ذہبی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:) میں یہ کہتا ہوں: اس کے حوالے سے امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کی ''الادب المفرد'' میں روایت منقول ہے۔

۱۰۲۲-الاغر غفاری

یہ تابعی ہیں۔

شیخ ابن مندہ کہتے ہیں: یہ محل نظر ہے۔

۱۰۲۳-اغلب بن تمیم

انہوں نے سلیمان تیمی سے روایات نقل کی ہیں۔

امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ ''منکر الحدیث'' ہے۔

یحییٰ بن معین رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں: یہ راوی ''لیس بشیء'' ہے۔

امام ابن حبان رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یزید بن ہارون نے اس سے احادیث روایت کی ہیں' لیکن یہ بکثرت غلطیاں کرنے کی وجہ سے مستند ہونے کی حد سے نکل چکا ہے۔

شیخ ابن عدی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: اغلب بن تمیم کندی شعوذی بصری اس سے یحییٰ ابن معین نے احادیث کا سماع کیا ہے۔

انہوں نے اپنی سند کے ساتھ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کے حوالے سے یہ روایت ''مرفوع'' حدیث کے طور پر نقل کی ہے۔

من قرأ یس فی یوم او لیلۃ ابتغاء وجہ اللّٰہ غفر اللّٰہ لہ

''جو شخص روزانہ سورۂ یٰس کی اللہ کی رضا کے لیے تلاوت کرے گا اللہ تعالیٰ اس کی مغفرت کردے گا''۔

انہوں نے اپنی سند کے ساتھ حضرت انس رضی اللہ عنہ کے حوالے سے یہ روایت ''مرفوع'' حدیث کے طور پر نقل کی ہے۔

يجاء بالامام الجائر فتخاصمه الرعية فيفلجوا عليه، فيقال له: سد عنا ركنا من اركان جهنم

''(قیامت کے دن) ظالم حکمران کو لایا جائے گا اس کی رعایا اس کے ساتھ جھگڑا کرے گی وہ رعایا اس پر غالب آ جائے گی اور اس حکمران سے یہ کہا جائے گا ہم تمہیں جہنم کے ایک ستون سے ٹکرائیں گے''۔

افلح

﴿وہ راوی جن کا نام ''افلح'' ہے﴾

۱۰۲۴- افلح بن حمید (م،عو) مدنی

اس کی کنیت ابوعبدالرحمٰن ہے۔

انہوں نے قاسم، ابوبکر بن حزم سے اور ان سے ابن وہب، قعنبی اور ایک جماعت نے روایات نقل کی ہیں۔

یحییٰ بن معین رحمۃ اللہ علیہ اور ابوحاتم نے انہیں ''ثقہ'' قرار دیا ہے۔

ابن صاعد کہتے ہیں: امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ نے افلح بن حمید کی روایات کے ان الفاظ کا ذکر کیا ہے۔

''اہل عراق 'ذات عرق سے احرام باندھیں گے''۔

ابن عدی اپنی کتاب ''الکامل'' میں تحریر کرتے ہیں یہ میرے نزدیک صالح ہے اس روایت کو افلح نامی راوی کے حوالے سے نقل کرنے میں معافی بن عمران نامی راوی منفرد ہے۔

(امام ذہبی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:) میں یہ کہتا ہوں: یہ روایت ''صحیح غریب'' ہے۔

۱۰۲۵- (صح) افلح بن سعید (م،س) مدنی القبائی

یہ ''صدوق'' ہے۔

انہوں نے عبداللہ بن رافع (جو سیّدہ امّ سلمہ رضی اللہ عنہا کے غلام ہیں)، محمد بن کعب سے اور ان سے ابن المبارک، عقدی اور ایک بڑی تعداد نے روایات نقل کی ہیں۔

یحییٰ بن معین رحمۃ اللہ علیہ نے انہیں ''ثقہ'' قرار دیا ہے۔

امام ابوحاتم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ ''صالح الحدیث'' ہے۔

امام ابن حبان رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: اس نے ثقہ راویوں کے حوالے سے موضوع روایات نقل کی ہیں اس سے کسی بھی صورت میں استدلال کرنا یا روایت کرنا جائز نہیں ہے۔

(امام ذہبی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:) میں یہ کہتا ہوں: ابن حبان رحمۃ اللہ علیہ نامی راوی بعض اوقات ثقہ راویوں کو برا بھلا کہتے ہیں اور انہیں یہ

پتہ نہیں چلتا کہ ان کے منہ سے کیا نکل رہا ہے پھر انہوں نے ہی اس راوی کا مستند ہونا بیان کیا اور انہوں نے اپنی سند کے ساتھ یہ بات نقل کی ہے۔

انہوں نے اپنی سند کے ساتھ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے حوالے سے یہ روایت ''مرفوع'' حدیث کے طور پر نقل کی ہے۔

ان طالت بك مدة فسترى قوما يغدون في سخط الله، يروحون في لعنته، يحملون سياطا مثل اذناب البقر،

''اگر تمہارے سامنے طویل زمانہ گزر گیا اور تم کچھ ایسے لوگوں کو دیکھیں گے جو اللہ تعالیٰ کی ناراضگی اور اس کی لعنت میں شام کریں گے۔ وہ لوگ گائے کی دم کی طرح کے کوڑے اٹھائیں گے''۔

پھر ابن حبان رحمۃ اللہ علیہ کا کہنا ہے کہ یہ روایت ان الفاظ کے ساتھ جھوٹی ہے۔

اس روایت کو سہیل نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے حوالے سے ''مرفوع'' حدیث کے طور پر نقل کیا ہے۔

اثنان من امتي لم ارهما: رجال بأيديهم سياط مثل اذناب البقر، نساء كاسيات عاريات

''میری امت کے دو طرح کے افراد ایسے ہیں جنہیں میں نے نہیں دیکھا' ایک وہ لوگ جن کے ہاتھوں میں گائے کی دم جیسے کوڑے ہوں گے۔ دوسری وہ خواتین جو کپڑے پہننے کے باوجود برہنہ ہوں گی''۔

(امام ذہبی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:) میں یہ کہتا ہوں: افلح کے حوالے سے منقول روایت ''صحیح'' غریب ہے اور اس روایت کے مفہوم کی شاہد روایت موجود ہے۔

امام نسائی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا ہے: اس میں کوئی حرج نہیں ہے۔

۱۰۲۶-افلح ہمدانی (س)

اس راوی نے عبداللہ بن زریر غافقی کے حوالے سے سونے اور ریشم کے بارے میں روایت نقل کی ہے۔

یہ پتہ نہیں چل سکا کہ یہ کون ہے۔

۱۰۲۷-اقبال بن المبارک عکبری، ثم واسطی

ان کا انتقال 587 ہجری میں ہوا۔

ابن رویسی کہتے ہیں: صحیح یہ ہے کہ اس کا نام طباق ہے۔

ابن نجار کہتے ہیں: اقبال بن عکبری ہے' جس نے ابوالقاسم بن بشران اور ابوعلی فارقی سے احادیث کا سماع کیا ہے۔ اس نے بخاری کے حوالے سے محمد بن یوسف ہروی سے کچھ روایات نقل کی ہیں' اس کی ملاقات ان سے مدینہ منورہ میں ہوئی تھی۔ اس کا یہ بھی کہنا ہے کہ ابن حمویہ سرخسی نے ہمیں احادیث سنائی ہیں اور یہ بات ناممکن ہے اس لیے ہم نے اس کے حوالے سے روایات ترک کر دی ہیں۔

۱۰۲۸-اقرع (د)

یہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا مؤذن تھا۔
یہ راوی معروف نہیں۔
ان سے روایت نقل کرنے میں شیخ منفرد ہیں۔

۱۰۲۹-امرؤ القیس المحاربی

انہوں نے عاصم بن بجیر سے روایات نقل کی ہیں۔
شیخ ابوالفتح ازدی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: اس نے ایک منکر روایت نقل کی ہے' جو درست نہیں ہے۔

۱۰۳۰-(صح) امیہ بن حکم بن حجل

ان کے حوالے سے ان کے صاحبزادے مجمع نے روایات نقل کی ہیں۔
یہ راوی معروف نہیں۔

۱۰۳۱-امیہ (بن خالد بن الاسود) القیسی (م،د،س)

یہ ''ہدبہ'' کا بھائی ہے۔
انہوں نے شعبہ، سفیان سے اور ان سے بندار اور ایک گروہ نے روایات نقل کی ہیں۔
ابوحاتم نے انہیں ''ثقہ'' قرار دیا ہے۔ امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ سے ان کے بارے میں دریافت کیا گیا' تو انہوں نے اس کی تعریف نہیں کی۔
عقیلی نے اس کا تذکرہ کیا ہے اور اس کی صرف یہی خرابی بیان کی ہے کہ اس نے اس روایت کو ''موصول'' روایات کے طور پر نقل کر دیا تھا۔

۱۰۳۲-امیہ قرشی

یہ راوی معروف نہیں۔
انہوں نے مکحول سے اور ان سے ابن مبارک نے روایات نقل کی ہیں۔
امام ابن حبان رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: مجھے نہیں معلوم یہ کون ہے۔ البتہ ہو سکتا ہے کہ یہ امیہ بن یزید شامی ہو جس کے حوالے سے حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ کے حوالے سے یہ روایت منقول ہے۔
الدین النصیحۃ، ''دین خیر خواہی کا نام ہے''۔
یہ روایت ایوب بن سوید نے اس کے حوالے سے نقل کی ہے۔

امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے ان کا تذکرہ کتاب ''الضعفاء'' میں کیا ہے۔

۱۰۳۳-امیہ بن سعید

اس نے صفوان بن سلیم سے روایات نقل کی ہیں اور میرے خیال میں یہ یحییٰ بن سعید اموی کا بھائی ہے تاہم یہ راوی ''مجہول'' ہے۔

۱۰۳۴-امیہ بن شبل

اس سے ایک منکر روایت منقول ہے' جوانہوں نے اپنی سند کے ساتھ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے حوالے سے ''مرفوع'' حدیث کے طور پر نقل کی ہے۔

وقع فی نفس موسیٰ هل ينام الله الحديث

حضرت موسیٰ کے ذہن میں خیال آیا کہ کیا اللہ تعالیٰ سو سکتے ہیں''۔

یہ روایت اس راوی کے حوالے سے ہشام بن یوسف نے نقل کی ہے جب کہ معمر نے اس کے برخلاف اپنی سند کے ساتھ یہ روایت عکرمہ کے اپنے قول کے طور پر نقل کی اور یہی درست ہے۔تاہم اس روایت میں یہ الفاظ درست نہیں ہیں کہ حضرت موسیٰ کے ذہن میں یہ خیال آیا تھا۔اصل روایت یہ ہے کہ بنی اسرائیل نے حضرت موسیٰ کے بارے میں سوال کیا تھا۔

۱۰۳۵-امیہ بنت ابوصلت (د)

اس نے غفار قبیلے کی اس خاتون کے حوالے سے روایات نقل کی ہیں جس کے بارے میں یہ منقول ہے کہ اسے حیض آیا تھا اور اسے حکم دیا گیا تھا کہ وہ خون کو نمک کے ذریعے دھوئے۔ایک قول یہ ہے کہ اس خاتون کا نام آمنہ تھا اور ایک قول یہ ہے کہ اس خاتون کا نام آمیہ تھا۔بہرحال جو بھی صورت ہو اس خاتون کی شناخت صرف اسی روایت کے حوالے سے ہو سکی ہے۔

ابن اسحاق نے سلیمان سہیم کے حوالے سے اس خاتون سے یہ روایت نقل کی ہے۔

۱۰۳۶-امیہ بن ہند (ق،س)

انہوں نے ابوامامہ بن سہل سے روایات نقل کی ہیں۔

یحییٰ بن معین رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں: میں اس سے واقف نہیں ہوں۔

(امام ذہبی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:) میں یہ کہتا ہوں: سعید بن ابو ہلال اور دیگر حضرات نے اس کے حوالے سے روایات نقل کی ہیں۔

۱۰۳۷-امیہ (د)

انہوں نے ابومجلز سے روایات نقل کی ہیں۔

یہ شخص لاحق ہے یہ پتہ نہیں چل سکا یہ کون ہے۔اس کے حوالے سے سلیمان تیمی نے روایات نقل کی ہیں۔درست یہ ہے کہ سلیمان تیمی اور اس کے درمیان ایک راوی ثابت ہے۔

انس و انیس

﴿جن راویوں کا نام ''انس'' یا ''انیس'' ہے﴾

۱۰۳۸-انس (د،س،ق)

اس نے ابوانس، عبداللہ بن نافع کے حوالے سے، ابن ابی العمیاء سے روایات نقل کی ہیں۔

ان سے عبدربہ بن سعید نے روایات نقل کی ہیں۔

یہ راوی معروف نہیں۔

شعبہ نے عبدربہ کے حوالے سے اس کا یہی نام بیان کیا ہے۔لیث کہتے ہیں: ربیع نے عمران بن ابوانس کے حوالے سے روایات نقل کی ہیں اور یہی درست محسوس ہوتا ہے۔

۱۰۳۹-انس بن جندل

انہوں نے ابوموسیٰ سے روایات نقل کی ہیں۔

یہ ''مجہول'' ہے۔یہ ابن ابی حاتم کا قول ہے۔اور ایک قول کے مطابق اس کا اسم منسوب القیسی ہے۔

عقیلی کہتے ہیں: میں نے اس کے حوالے سے ہشام بن عروہ سے منقول کوئی ''منکر'' روایت نہیں دیکھی صرف وہ روایت ہے' جو محمد بن حمید نے اس کے حوالے سے نقل کی ہیں۔

۱۰۴۰-انس بن عبدالحمید

یہ جریر کا بھائی ہے۔

ایک قول کے مطابق: یہ اپنے کلام میں جھوٹ بولا کرتا تھا اسی لیے اسے ضعیف قرار دیا گیا ہے۔

۱۰۴۱-انس بن عمرو

انہوں نے اپنے والد سے اور انہوں نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایات نقل کی ہیں۔

حافظ عبدالرحمٰن بن خراش کہتے ہیں: یہ ''مجہول'' ہے۔

۱۰۴۲-انس بن قاسم

یہ انس بن ابونمیر ہیں۔

انہوں نے کعب الاحبار سے روایات نقل کی ہیں۔

ابوحاتم نے اس کا ذکر کیا ہے اور

یہ راوی ''مجہول'' ہے۔

۱۰۴۳-انس بن مالک

انہوں نے عبدالرحمٰن بن الاسود سے روایات نقل کی ہیں۔

یہ راوی ''مجہول'' ہے۔

۱۰۴۴-انیس بن خالد

یہ ایک عمر رسیدہ شخص ہے' جس سے زید بن الحباب نے روایات نقل کی ہیں۔

امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ زیادہ ''مستند'' نہیں ہے۔

اس نے مسیب بن رافع اور محارب بن دثار سے احادیث کا سماع کیا ہے۔

اوس

﴿جن راویوں کا نام اوس ہے﴾

۱۰۴۵-اوس بن ابی اوس (ت،ق) ابوخالد

انہوں نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے اور ان سے علی بن جدعان نے روایات نقل کی ہیں۔

یہ راوی ''معروف'' نہیں۔

۱۰۴۶-اوس بن خالد

امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے کتاب ''الضعفاء'' میں یہ بات تحریر کی ہے کہ اس نے حضرت ابومحذورہ حضرت سمرہ اور حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہم سے احادیث کا سماع کیا ہے جب کہ اس کے حوالے سے عدی بن جدعان نے روایات نقل کی ہیں۔

امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں: حضرت سمرہ کے حوالے سے اس کی نقل کردہ روایات ''مرسل'' ہیں اور ان کی سند میں کلام کی گنجائش ہے اور فرماتے ہیں: اس کی وجہ یہ ہے کہ اوس نامی اس راوی کے حوالے سے علی بن زید نامی راوی بھی مشکوک ہے۔

یحییٰ بن سعید قطان کہتے ہیں: اس کے حوالے سے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے تین ''منکر'' روایات منقول ہیں اور یہ قابل حیثیت آدمی نہیں ہے۔

۱۰۴۷-اوس بن عبداللہ (ع) ابوالجوزاء الربعی بصری

علماء نے انہیں ثقہ قرار دیا ہے۔

امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یحییٰ بن سعید کہتے ہیں: یہ جماجم میں قتل ہوا۔

اس کی اسناد میں غور وفکر کی گنجائش ہے۔اس کے بارے میں (محدثین) میں اختلاف پایا جاتا ہے۔

۱۰۴۸-اوس بن عبداللہ بن بریدۃ مروزی

انہوں نے اپنے والد (عبداللہ) اور اپنے بھائی سہل سے روایات نقل کی ہیں۔

امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ محل نظر ہے۔

امام دارقطنی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ راوی ''متروک'' ہے۔

اس کی نقل کردہ روایات میں ایک روایت وہ ہے جو اس نے اپنی سند کے ساتھ اپنے بھائی سہیل سے اپنے والد کے حوالے سے اپنے دادا سے نقل کی ہیں۔

ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال: ستبعث بعدی بعوث، فکونوا فی بعث خراسان، ثم انزلوا کورۃ یقال لھا مرو، ثم اسکنوا مدینتھا، فان ذا القرنین بناھا ودعا لھا بالبرکۃ، لا یصیب اھلھا سوء

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے: میرے بعد عنقریب جنگی مہمات روانہ ہوں گی تو تم خراسان کی مہم میں شامل ہو جانا پھر وہاں کی بستی ''مرو'' میں پڑاؤ کرنا اور اس شہر میں سکونت اختیار کرنا' کیوں کہ حضرت ذوالقرنین نے اسے بنایا تھا اور اس کی برکت کے لیے دعا کی تھی وہاں کے رہنے والوں کو برائی لاحق نہیں ہوگی''۔

(امام ذہبی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:) میں یہ کہتا ہوں: یہ روایت ''منکر'' ہے امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی مسند میں حسن بن یحییٰ مروزی کے حوالے سے اور ایک روایت نقل کی ہے۔

اوفیٰ، اویس

﴿جن راویوں کا نام ''اوفیٰ'' یا ''اویس'' ہے﴾

۱۰۴۹-اوفی بن دلہم (ت)

انہوں نے نافع سے روایات نقل کی ہیں۔

شیخ ابوالفتح ازدی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ محل نظر ہے۔

امام ابوحاتم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ پتہ نہیں چل سکا کہ یہ کون ہے

امام نسائی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا ہے: یہ ''ثقہ'' ہیں۔

۱۰۵۰-(صح) اویس بن عامر

ایک قول کے مطابق: ابن عمرو القرنی تمیمی العابد (حضرت اویس قرنی)۔

اس نے کوفہ میں پڑاؤ کیا۔

امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: ان کا اسم منسوب یمانی' مرادی ہے اور ان کی سند میں غور و فکر کی گنجائش ہے' جو روایات اس نے نقل کی ہیں۔

امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی کتاب الضعفاء میں یہ بات بھی تحریر کی ہے اس کی اسناد میں غور و فکر کی گنجائش ہے۔ انہوں نے اویس کے حوالے سے کچھ اسناد نقل کی ہیں۔

(امام ذہبی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:) میں یہ کہتا ہوں: اس عبارت سے مراد یہ ہے کہ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ یہ کہنا چاہتے ہیں جو اویس کے حوالے سے اویس کی سند سے منقول ہے اس میں غور و فکر کی گنجائش ہے اگر امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے اویس کا تذکرہ کتاب الضعفاء میں نہ کیا ہوتا تو میں سرے سے ان کا ذکر ہی نہ کرتا کیوں کہ وہ اللہ تعالیٰ کے سچے اولیاء میں سے ہیں اور جب کوئی شخص کوئی روایت کرتا ہے تو اس روایت کی وجہ سے اسے ''ضعیف'' یا ''ثقہ'' قرار دیا جاتا ہے۔

شعبہ نے ہمیں یہ بات بتائی میں نے عمرو بن مرہ سے کہا کیا آپ مجھے اویس کے بارے میں بتائیں گے کیا آپ ان سے واقف ہیں۔ انہوں نے جواب دیا: جی نہیں (امام ذہبی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں:) میں یہ کہتا ہوں شعبہ نے عمرو بن مرہ سے یہ سوال اس لیے کیا تھا' کیوں کہ وہ بھی مراد قبیلے سے تعلق رکھتے تھے اور سوال یہ تھا کہ کیا آپ اپنے درمیان ان کے نسب سے واقف ہیں تو عمرو بن مرہ اس سے واقف نہیں تھے۔

اگر وہ حدیث موجود نہ ہوتی جسے امام مسلم رحمۃ اللہ علیہ اور دیگر محدثین نے حضرت اویس قرنی کے فضائل کے بارے میں نقل کیا تو ان کی شناخت بھی نہیں ہو سکتی تھی' کیوں کہ یہ اللہ کے ایک پرہیزگار بندے تھے جو گمنام رہے۔ انہوں نے کوئی روایت نقل نہیں کی ہے تو عمرو' ان سے کیسے واقف ہو سکتے ہیں اور جو شخص واقف ہی نہیں ہے وہ اس شخص کے خلاف کیسے حجت ہو سکتا ہے جو واقف ہے۔

سنان بن ہارون نے اپنی سند کے ساتھ زید بن علی کا یہ بیان نقل کیا ہے۔ حضرت اویس جنگ صفین میں شہید ہو گئے تھے۔

ابن عدی نے اپنی سند کے ساتھ اسحاق بن ابراہیم کا یہ قول نقل کیا میں عدی بن سلمہ جزری کو ان کی تواضع کے حوالے سے حضرت اویس قرنی سے تشبیہ دیتا ہوں۔

مبارک بن فضالہ نے اپنی سند کے ساتھ صعصعہ بن معاویہ کا یہ قول نقل کیا ہے۔

حضرت اویس بن عامر قرن سے تعلق رکھنے والے ایک فرد تھے یہ تابعین میں سے ہیں اور اپنے کچھ شاگردوں کے ساتھ جامع مسجد میں رہتے تھے۔ جب ان کا چرچا ہوا تو انہوں نے اللہ تعالیٰ سے یہ دعا کی کہ وہ انہیں لوگوں سے دور لے جائے چناں چہ ایسا ہی ہوا' یہ طویل روایت ہے۔

ہشام نے اپنی سند کے ساتھ اسیر بن جابر کا یہ قول نقل کیا ہے: جب حضرت عمر کی خدمت میں یمن کے وفود حاضر ہوتے تھے' تو وہ ان سے سوال کیا کرتے تھے کیا تمہارے درمیان اویس بن عامر نام کا کوئی شخص ہے۔ اس کے بعد راوی نے پوری حدیث ذکر کی ہے۔ قراد ابونوح نامی راوی نے شعبہ کا یہ قول نقل کیا ہے: انہوں نے ابواسحاق اور عمرو بن مرہ سے حضرت اویس قرنی کے بارے میں دریافت کیا تو

یہ دونوں حضرات ان سے واقف نہیں تھے۔

ابن عدی کہتے ہیں: حضرت اویس قرنی کے حوالے سے کوئی روایت منقول نہیں ہے۔ان کے بارے میں صرف حکایات منقول ہیں جوان کے زہد کے بارے میں ہیں ان کی قوم کے افراد کوان کے وجود کے بارے میں شک ہے' لیکن یہ بات جائز نہیں ہے کہ اگر ان کے مشہور ہونے کے حوالے سے شک ہو' تو ان پر ضعیف ہونے کا حکم عائد کر دیا جائے' بلکہ وہ ''ثقہ'' اور سچے ہیں۔ان کا یہ بھی کہنا ہے کہ امام مالک رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت اویس قرنی کے وجود کا انکار کیا ہے۔وہ یہ کہتے ہیں: ان کا کوئی وجود نہیں ہے۔

جریری نے اپنی سند کے ساتھ اسیر بن جابر کا یہ قول نقل کیا ہے۔

ان اهل الكوفة وفدوا علي عمر وفيهم رجل كان ممن يسخر بأويس، فقال عمر: ههنا احد من القرنيين ؟ فجاء ذلك الرجل، فقال عمر: ان رسول الله صلى الله عليه وسلم قال: ان رجلا ياتيكم من اليمن يقال له اويس، لا يدع باليمن غير ام له، قد كان به بياض، فدعا الله فاذهبه عنه الا موضع الدرهم، فمن لقيه منكم فمروه فليستغفر لكم

''کوفہ کے افراد وفد کی شکل میں حضرت عمر کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ان میں ایک ایسا شخص بھی موجود تھا جو حضرت اویس کا مذاق اڑایا کرتا تھا۔حضرت عمر نے دریافت کیا: کیا یہاں کوئی ایسا شخص ہے جو قرن قبیلے سے تعلق رکھتا ہو' تو وہ شخص آیا حضرت عمر نے کہا: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بات ارشاد فرمائی ہے تمہارے پاس یمن سے ایک شخص آئیگا جس کا نام اویس ہوگا وہ یمن میں صرف اپنی ماں کو چھوڑ کر آئے گا۔اس پر سفید رنگ کا داغ ہوگا تو اس نے اللہ تعالیٰ سے دعا کی ہوگی تو اللہ تعالیٰ نے اس داغ کو ختم کر دیا ہوگا۔صرف ایک درہم جتنا داغ باقی رہ گیا ہوگا۔تم میں سے جو شخص بھی اسے ملے تو وہ اسے یہ کہے کہ وہ تمہارے لیے دعائے مغفرت کرے''۔

عفان نامی راوی نے اپنی سند کے ساتھ اسیر بن جابر کے حوالے سے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا یہ بیان نقل کیا ہے: میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا ہے۔

ان خير التابعين رجل يقال له اويس بن عامر كان به بياض، فدعا الله فاذهبه عنه الا موضع الدرهم في سرته

''تابعین میں سب سے بہتر وہ شخص ہے' جس کا نام اویس بن عامر ہوگا اور اس پر سفید رنگ کا داغ موجود ہوگا (یعنی اسے پھلبہری کی بیماری ہوگی) اس نے اللہ تعالیٰ سے دعا کی ہوگی تو اللہ تعالیٰ نے اسے ختم کر دیا ہوگا صرف اس کی ناف کے قریب ایک درہم جتنی جگہ پر یہ داغ رہ گیا ہوگا''۔

یہ دونوں روایات امام مسلم رحمۃ اللہ علیہ نے نقل کی ہیں۔ابونضر نے اپنی سند کے ساتھ اسیر بن جابر کا یہ بیان نقل کیا ہے: یہ کوفہ کے محدث تھے جب یہ روایت بیان کر کے فارغ ہوئے لوگ منتشر ہو گئے۔صرف کچھ افراد باقی رہ گئے جن میں ایک شخص موجود تھا جو اتنا عمدہ کلام کرتا تھا کہ میں نے کسی بھی شخص کو اتنا عمدہ کلام کرتے ہوئے نہیں سنا' جب وہ شخص چلا گیا تو میں نے اس کے بارے میں دریافت کیا تو اس شخص

نے کہا وہ حضرت اویس قرنی تھے۔ میں نے دریافت کیا: کیا تمہیں ان کی جائے قیام کے بارے میں پتہ ہے۔اس نے جواب دیا: جی ہاں! پھر میں اس کے ساتھ گیا اور حضرت اویس قرنی کے حجرے کے پاس آیا وہ باہر میرے پاس تشریف لائے۔ میں نے عرض کی: اے میرے بھائی! آپ ہم سے کیوں دور ہیں؟ تو وہ بولے نامناسب کپڑے ہونے کی وجہ سے ان کے ساتھی ان کا مذاق اڑایا کرتے تھے اس کے بعد طویل روایت ہے۔

ضمرہ بن ربیعہ نے اپنی سند کے ساتھ عثمان کے حوالے سے ان کے والد کا یہ بیان نقل کیا ہے: حضرت اویس قرنی کوفہ کے ایک فقیہہ کے ساتھ بیٹھا کرتے تھے جس کا نام یسیر تھا۔ایک دن میں نے انہیں غیر موجود پایا تو پتہ چلا کہ وہ اپنے جھونپڑے میں موجود ہیں اور مناسب لباس نہ ہونے کی وجہ سے وہیں بیٹھے ہیں۔اس کے بعد انہوں نے طویل روایت نقل کی ہے۔اس میں یہ الفاظ زائد ہیں پھر اس کے بعد انہوں نے آذربائیجان کی جنگ میں شرکت کی اور وہیں ان کا انتقال ہوا۔ان کے ساتھیوں میں ان کی قبر کھودنے کے بارے میں اختلاف ہوا (یعنی ہر کوئی اس بات کا خواہش مند تھا کہ وہ ان کی قبر کھودے)

یحییٰ بن سعید قطان اپنی سند کے ساتھ علقمہ کا یہ قول نقل کرتے ہیں: تابعین میں سے آٹھ افراد پر آ کر زہد ختم ہو گیا۔ عامر بن عبدالقیس، اویس قرنی، ہرم بن حیان، ربیع بن خثیم، ابومسلم خولانی، حسن بصری، مسروق

یہ طویل روایت ہے اور اس سیاق کے حوالے سے جھوٹی ہے۔

امام مسلم رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی سند کے ساتھ اسیر بن جابر کا یہ بیان نقل کیا ہے، جس میں اس بات کا تذکرہ ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی حضرت اویس رضی اللہ عنہ سے ملاقات ہوئی تھی۔

اس میں یہ الفاظ ہیں: حضرت عمر بیان کرتے ہیں میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا ہے۔

یاتی علیکم اویس القرنی مع امداد من الیمن، کان بہ برص فبریء منہ الا موضع درھم، لہ والدۃ ھو بھا بر، لو اقسم علی اللہ لابرہ، فان استطعت ان یستغفر لك فافعل، فاستغفر لی، فاستغفر لہ قال: این ترید ؟ قال: الکوفۃ قال: آلا اکتب لك الی عاملھا فیستوصی بك ؟ قال: لا، بل اکون فی غبرات الناس احب الی الحدیث

''یمن کے افراد کے ہمراہ اویس قرنی تمہارے پاس آئے گا۔اسے پھلبہری کی بیماری ہوگی جس سے وہ تندرست ہو چکا ہوگا۔صرف ایک درہم جتنا نشان رہ گیا ہوگا۔اس کی والدہ ہوگی جس کا وہ فرمانبردار ہوگا اگر وہ اللہ کے نام پر کوئی قسم اٹھالے تو اللہ تعالیٰ اسے پوری کروادے گا۔اگر تم سے ہو سکے کہ وہ تمہارے لیے دعائے مغفرت کرے تو تم ایسا کر لینا''۔

(پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے حضرت اویس قرنی رحمۃ اللہ علیہ سے کہا) آپ میرے لیے دعائے مغفرت کریں تو حضرت اویس قرنی رحمۃ اللہ علیہ نے ان کے لیے دعائے مغفرت کی۔حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے دریافت کیا اب آپ کہاں جانا چاہتے ہیں۔انہوں نے جواب دیا: کوفہ، تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ بولے: کیا میں کوفہ کے گورنر کو آپ کے لیے کوئی خط نہ لکھ دوں تاکہ وہ آپ کا خاص خیال رکھے تو حضرت اویس قرنی رحمۃ اللہ علیہ نے جواب دیا: جی نہیں! عام سے افراد کے درمیان رہنا میرے نزدیک زیادہ پسندیدہ ہے''۔

اس روایت کے آخر میں یہ ہے کہ حضرت اویس قرنی رحمۃ اللہ علیہ کا انتقال ''حیرہ'' میں ہوا۔
ابوصالح نے اپنی سند کے ساتھ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کا یہ بیان نقل کیا ہے۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بات ارشاد فرمائی ہے:

اَن رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم قال: لیشفعن رجل من امتی فی اکثر من مضر قال ابوبکر: یارسول اللّٰه، ان تمیما من مضر قال: لیشفعن رجل من امتی لاکثر من تمیم ومن مضر، انه اویس القرنی

''میری امت کا ایک فرد مضر قبیلے کے افراد سے زیادہ تعداد میں لوگوں کی شفاعت کرے گا۔ حضرت ابوبکر نے عرض کی: یارسول اللہ! تمیم قبیلہ بھی مضر قبیلے جتنا ہے۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میری امت کا ایک فرد تمیم اور مضر قبیلے کے افراد سے زیادہ لوگوں کی شفاعت کرے گا اور وہ اویس قرنی ہوگا''۔
فضیل بن عیاض نے سعید بن میتب کا یہ قول نقل کیا ہے۔

قال: نادی عمر بمنی علی المنبر: یآهل قرن، فقام مشایخ فقال: افیکم من اسمه اویس ؟ فقال شیخ: یاامیر المؤمنین، ذاك مجنون، یسکن القفار والرمال قال: ذاك الذی اعنیه، اذا عدتم فاطلبوه وبلغوه سلامی فعادوا الی قرن، فوجدوه فی الرمال، فابلغوه سلام عمر وسلام رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم، فقال: عرفنی امیر المؤمنین، شهر اسمی، ثم هام علی وجهه، فلم یوقف له بعد ذلك علی اثر دهرا، ثم عاد فی ایام علی فقاتل بین یدیه، فاستشهد بصفین، فنظروا فاذا علیه نیف واربعون جراحة

''حضرت عمر نے منیٰ میں منبر پر بلند آواز میں پکارا۔ اے قرن کے رہنے والو! تو کچھ عمر رسیدہ افراد کھڑے ہوئے۔ حضرت عمر نے دریافت کیا: کیا تمہارے درمیان کوئی ایسا شخص موجود ہے' جس کا نام اویس ہو' تو ایک بوڑھا شخص بولا: اے امیر المومنین! وہ تو پاگل ہے۔ وہ بیابانوں میں ریت کے ٹیلوں میں رہتا ہے تو حضرت عمر بولے: میں بھی اسی کے بارے میں پوچھ رہا ہوں جب تم لوگ (اپنے پڑاؤ کی جگہ پر) واپس جاؤ تو اسے تلاش کرنا اور اسے میرا اسلام پہنچا دینا۔ وہ لوگ واپس قرن گئے تو انہیں حضرت اویس رحمۃ اللہ علیہ ریت کے ٹیلوں میں ملے۔ انہوں نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا سلام انہیں پہنچایا اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا سلام بھی پہنچایا تو حضرت اویس قرنی بولے: امیر المومنین نے مجھے معروف کر دیا ہے۔ میرا نام مشہور ہو گیا ہے پھر وہ وہاں سے چلے گئے اور اس کے بعد ایک طویل عرصے تک ان کے بارے میں پتہ نہیں چل سکا۔ پھر حضرت علی رضی اللہ عنہ کے عہد حکومت میں وہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کی طرف سے جنگ میں شریک ہوئے اور صفین میں جام شہادت نوش کیا جب لوگوں نے ان کے جسم کا جائزہ لیا تو اس پر چالیس سے زیادہ زخموں کے نشان تھے''۔

لوین نامی راوی نے اپنی سند کے ساتھ عبدالرحمٰن بن ابولیلیٰ کا یہ قول نقل کیا ہے: ہم لوگ صفین میں ٹھہرے ہوئے تھے۔ اہل شام سے ایک شخص نے اعلان کیا: کیا تمہارے درمیان حضرت اویس قرنی رحمۃ اللہ علیہ ہیں؟ ہم نے جواب دیا: جی ہاں! تو وہ شخص بولا: میں نے نبی

اکرم ﷺ کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا ہے: یعنی اس نے حضرت اویس قرنی رحمۃ اللہ علیہ کی تعریف کی۔
یونس اور ہشام نے حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ کے حوالے سے (یہ حدیث نقل کی ہے)۔
''ایسا شخص جو نبی نہیں ہے اس کی شفاعت کی وجہ سے ربیعہ اور مضر قبیلے کے افراد سے زیادہ تعداد میں لوگ جہنم سے نکلیں گے''۔
ہشام نے حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ کا یہ قول نقل کیا ہے۔ وہ شخص حضرت اویس قرنی رحمۃ اللہ علیہ ہیں۔
عبدالوہاب ثقفی نے اپنی سند کے ساتھ ابن ابوجدعاء کا یہ قول نقل کیا ہے۔ انہوں نے نبی اکرم ﷺ کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا ہے:

یدخل الجنة بشفاعة رجل من امتی اکثر من ربیعة وبنی تمیم
''میری امت کے ایک شخص کی شفاعت کی وجہ سے ربیعہ اور بنو تمیم قبیلے کے افراد سے زیادہ تعداد میں لوگ جنت میں داخل ہوں گے''۔
امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی مسند میں یہ روایت اپنی سند کے ساتھ نقل کی ہے۔
شریک نامی راوی نے اپنی سند کے ساتھ عبدالرحمٰن بن ابولیلیٰ کے حوالے سے ایک صحابی کا یہ بیان نقل کیا ہے۔ میں نے نبی اکرم ﷺ کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا ہے:

خیر التابعین اویس القرنی
''تابعین میں سب سے بہتر اویس قرنی ہے''۔
سفیان ثوری کہتے ہیں: قیس بن یسیر نے ہمیں اپنے والد کا یہ بیان نقل کیا ہے کہ حضرت اویس قرنی رضی اللہ عنہ کو کئی مرتبہ کپڑوں کی ضرورت لاحق ہو جاتی۔ میرے والد انہیں لباس فراہم کرتے تھے۔
وہ بیان کرتے ہیں حضرت اویس قرنی کہا کرتے تھے:
اے اللہ! تو بھوکے جگر اور برہنہ جسم کے حوالے سے مجھ سے مواخذہ نہ کرنا''۔

ایاس

﴿جن راویوں کا نام ''ایاس'' ہے﴾

۱۰۵۱-ایاس بن خلیفہ (س)

انہوں نے رافع بن خدیج سے روایات نقل کی ہیں۔
ان کی شناخت نہیں ہو سکی۔
عقیلی فرماتے ہیں: اس کی نقل کردہ روایات میں وہم پایا جاتا ہے۔

انہوں نے اپنی سند کے ساتھ حضرت رافع بن خدیج کا یہ بیان نقل کیا ہے۔

ان علیا امر عمارا. کذا قال: ان یسال نبی اللہ عن المذی

''حضرت علی رضی اللہ عنہ نے حضرت عمار رضی اللہ عنہ کو یہ ہدایت کی کہ وہ نبی اکرم ﷺ سے مذی کے بارے میں دریافت کریں''۔

اس روایت کو ایک جماعت نے عطاء کے حوالے سے نقل کیا ہے اور یہ بات بیان کی ہے کہ یہ عایش بن انس سے منقول ہے۔

۱۰۵۲-ایاس بن ابی ایاس

انہوں نے سعید بن میتب سے روایات نقل کی ہیں۔

یہ راوی معروف نہیں ہے۔ اوراس کی نقل کردہ روایت ''منکر'' ہے۔

۱۰۵۳-ایاس بن عفیف الکندی

ان کے صاحبزادے اسماعیل کے علاوہ اور کسی نے بھی ان سے احادیث روایت نہیں کی۔

امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ محل نظر ہے۔

۱۰۵۴-ایاس بن ابی رملۃ (د،س،ق)

اس سے وہ روایت منقول ہے، جو حضرت زید بن ارقم کے بارے میں ہے، جب حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے ان سے سوال کیا تھا۔

ابن المنذر کہتے ہیں: یہ روایت ثابت نہیں ہے، کیوں کہ ایاس نامی راوی ''مجہول'' ہے۔

۱۰۵۵-ایاس بن معاویۃ بن قرۃ

یہ تابعی، ثقہ، نبیل ہیں

امام نسائی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا ہے: محدثین نے ان کے بارے میں کلام کیا ہے۔

(امام ذہبی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:) میں یہ کہتا ہوں: یحییٰ بن معین رحمۃ اللہ علیہ نے انہیں ''ثقہ'' قرار دیا ہے۔

امام مسلم رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی صحیح کے مقدمے میں اس کے حوالے سے روایت نقل کی ہے اور امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے اس کے حوالے سے ایک روایت تعلیق کے طور پر نقل کی ہے اس کی کنیت ابو واثلہ ہے۔ یہ بصرہ کا قاضی بنا تھا اس نے حضرت انس، سعید بن میتب اور ابومجلز کے حوالے سے روایات نقل کی ہیں، جب کہ اس کے حوالے سے شعبہ، دونوں حمادوں اور ایک بڑی تعداد نے روایات نقل کی ہیں۔

اس کی سمجھداری عقل فصاحت، احکام اور فطنت ضرب المثل تھیں۔ اس کا انتقال 122 ہجری میں ہوا۔

۱۰۵۶-ایاس بن مقاتل

انہوں نے عطاء بن ابی رباح رحمۃ اللہ علیہ سے روایات نقل کی ہیں۔

شیخ ابوالفتح ازدی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ ''ضعیف'' ہے۔

۱۰۵۷-ایاس بن نذیر الضمی کوفی

ابن ابی حاتم نے اس کا تذکرہ اپنی کتاب میں کیا ہے۔
یہ راوی ''مجہول'' ہے۔

ایفع و ایمن

﴿جن راویوں کا نام ''ایفع'' اور ''ایمن'' ہے﴾

۱۰۵۸-ایفع

انہوں نے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایات نقل کی ہیں۔
اس کے حوالے سے بجستان کے قاضی ابوحریز نے روایات نقل کی ہیں۔
امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ ''منکر الحدیث'' ہے۔
(امام ذہبی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:) میں یہ کہتا ہوں: یہ روایت حضرت عبداللہ بن عمر کا قول ہے۔
وہ فرماتے ہیں: میں اس بات کی پرواہ نہیں کرتا کہ کوئی شخص وضو کرتے ہوئے میری مدد کرتا ہے یا رکوع میں جاتے ہوئے۔
امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: مجاہد اور عبایہ کا کہنا ہے: ہم نے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کو وضو کروایا ہے۔

۱۰۵۹-ایمن بن ثابت (س)

امام ابن حبان رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی تاریخ میں اپنی سند کے ساتھ لیلیٰ بن مرہ کا یہ بیان نقل کیا ہے: میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا ہے:

من اخذ ارضا بغیر حقها کلف ان یحمل ترابها الی المحشر

''جو شخص کوئی زمین ناحق طور پر حاصل کرے گا قیامت کے دن اسے اس بات کا پابند کیا جائے گا تو وہ اس کی مٹی کو میدان محشر تک اٹھا کر لے جائے''۔

۱۰۶۰-ایمن بن نابل (خ، ت، س، ق)

یہ کمسن تابعین میں سے ہیں اور حبشی ہیں۔
انہوں نے قدامہ بن عبداللہ کے حوالے سے مجاہد، سعید بن جبیر اور طاؤس سے اور ان سے ابن مہدی، ابوعاصم اور ایک بڑی تعداد نے روایات نقل کی ہیں۔
ثوری، ابن معین اور ان دونوں کے علاوہ دیگر حضرات نے انہیں ''ثقہ'' قرار دیا ہے۔

ابن مدینی کہتے ہیں: یہ ''ثقہ'' ہیں لیکن ''قوی'' نہیں ہے۔

امام دارقطنی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ ''قوی'' نہیں ہے۔ انہوں نے لوگوں کے برخلاف روایت نقل کی ہے اوران کے حوالے سے صرف تشہد کے حوالے سے حدیث منقول ہے۔

شیخ یعقوب بن شیبہ فرماتے ہیں: ان میں ضعف پایا جاتا ہے۔

شیخ ابن عدی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: مجھے یہ امید ہے کہ ان کی نقل کردہ روایات میں کوئی حرج نہیں ہوگا۔

عباس دوری، یحییٰ بن معین رحمۃ اللہ علیہ کا یہ قول نقل کرتے ہیں: یہ عربی اچھی طرح نہیں بولتے تھے۔ ان میں کچھ لکنت تھی ویسے یہ ''ثقہ'' ہیں۔

سعید بن سالم نے احمد بن نابل کا یہ قول نقل کیا ہے: میں مجاہد کے ہمراہ روم کی سرزمین پر جارہا تھا میں نے ان سے سفر کے دوران روزہ رکھنے کے بارے میں دریافت کیا تو وہ بولے: تم روزہ رکھ لو میں نے بھی اس وقت روزہ رکھا ہوا ہے۔ معتمر بن سلیمان نے اپنی سند کے ساتھ حضرت جابر کا یہ بیان نقل کیا ہے:

كان رسول الله صلى الله عليه وسلم يعلمنا التشهد كما يعلمنا السورة من القرآن: بسم الله، بالله، التحيات لله وذكر الحديث

''نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ہمیں تشہد کی تعلیم اس طرح دیا کرتے تھے جس طرح قرآن کی کسی سورت کی تعلیم دیتے تھے۔ اللہ تعالیٰ کے نام سے آغاز کرتے ہوئے'' ''اللہ تعالیٰ سے مدد حاصل کرتے ہوئے تمام عبادات اللہ تعالیٰ کے لیے مخصوص ہیں''۔

اس راوی کے حوالے سے سب سے آخر میں بکار بن عبداللہ سیرینی نے روایات نقل کی ہیں۔

۱۰۶۱- ایمن حبشی مکی (خ) مولی بنی مخزوم

انہوں نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا و حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایات نقل کی ہیں۔

ان کے صاحبزادے عبدالواحد کے علاوہ اور کسی نے بھی ان سے احادیث روایت نہیں کی۔ یہ ''مجہول'' ہے۔

تاہم امام ابوزرعہ نے انہیں ''ثقہ'' قرار دیا ہے۔

۱۰۶۲- ایمن ثقفی

یہ حمص کے رہنے والے ہیں اور تابعی ہیں۔ ان کے حوالے سے ان کے صاحبزادے اسحاق نے روایات نقل کی ہیں۔

ان کی شناخت نہیں ہوسکی۔

ایوب

﴿جن راویوں کے نام ''ایوب'' ہے﴾

۱۰۶۳-ایوب بن ابراہیم مروزی

ان کالقب ''عبدویہ'' ہے۔ یہ امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کے زمانے سے تعلق رکھتے ہیں۔ یہ راوی ''مجہول'' ہے۔

(امام ذہبی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:) میں یہ کہتا ہوں: ان کے حوالے سے ان کے بھتیجے ہاشم بن مخلد نے روایات نقل کی ہیں۔

ابن حبان رحمۃ اللہ علیہ نے انہیں ''ثقہ'' قرار دیا ہے۔ امام نسائی رحمۃ اللہ علیہ نے ان کے حوالے سے حضرت علی رضی اللہ عنہ کے خصائص سے متعلق کتاب میں روایات نقل کی ہیں۔

۱۰۶۴-ایوب بن ابی امامۃ بن سہل مدنی

یہ ''منکرالحدیث'' ہے اور یہ ازدی کا قول ہے۔

(امام ذہبی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:) میں یہ کہتا ہوں: یہ اپنے ساتھی کے حوالے سے ضعیف ہیں۔

۱۰۶۵-ایوب بن بشیر شامی

انہوں نے بعض تابعین سے روایات نقل کی ہیں۔

۱۰۶۶-ایوب بن بشیر بصری

انہوں نے فضیل بن طلحہ سے روایات نقل کی ہیں' لیکن یہ دونوں ہی ''مجہول'' ہیں۔

۱۰۶۷-ایوب بن بشیر المعاوی الاوسی،

انہوں نے حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ کے حوالے سے روایات نقل کی گئی ہیں۔ ان کے بارے میں جرح نہیں کی گئی ہے' البتہ ابن حبان رحمۃ اللہ علیہ نے ان کا تذکرہ اپنی تاریخ میں کیا ہے۔ ان کا انتقال 119 ہجری میں ہوا۔

۱۰۶۸-ایوب بن بشیر- بالضم بن کعب العدوی

انہوں نے تابعین سے روایات نقل کی ہیں اور یہ ''صدوق'' ہیں۔ امام ابوداؤد رحمۃ اللہ علیہ نے ان کے حوالے سے روایت نقل کی ہے۔

۱۰۶۹-ایوب بن ثابت

انہوں نے عطاء اور دیگر حضرات سے روایات نقل کی ہیں۔

امام ابوحاتم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: ان کی نقل کردہ روایات کی تعریف نہیں کی گئی ہے۔

ان سے ابو عامر عقدی نے روایات نقل کی ہیں۔

۱۰۷۰-ایوب بن جابر بن سیار الیمامی (د،ت)

انہوں نے سماک بن حرب اور دیگر حضرات سے روایات نقل کی ہیں۔

یحییٰ بن معین رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں: یہ راوی ''لیس بشی ء'' ہے۔

ابن مدینی کہتے ہیں: یہ احادیث گڑھا کرتا تھا۔

امام ابوزرعہ رازی فرماتے ہیں: یہ ''واہی الحدیث'' تھے۔

امام نسائی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا ہے: یہ ''ضعیف'' ہے۔

امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: اس کی نقل کردہ روایات سچے لوگوں کی نقل کردہ روایات سے تعلق رکھتی ہیں۔

شیخ فلاس فرماتے ہیں: یہ ''صالح'' ہے۔

انہوں نے اپنی سند کے ساتھ حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ کے حوالے سے یہ روایت ''مرفوع'' حدیث کے طور پر نقل کی ہے۔

اتقوا النار ولو بشق تمرة

''جہنم سے بچنے کی کوشش کرو خواہ نصف کھجور کے ذریعے ایسا کرو''۔

اس روایت کو نقل کرنے میں ورکانی منفرد ہے۔

شیخ ابن عدی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: اس کی نقل کردہ روایات ''صالح'' ہیں اور قریبی حیثیت رکھتی ہیں۔ یہ ان افراد میں سے ایک ہے جن کی نقل کردہ روایات تحریر کی جائیں گی۔

انہوں نے اپنی سند کے ساتھ حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ کے حوالے سے یہ روایت ''مرفوع'' حدیث کے طور پر نقل کی ہے۔

اشربوا فيما بدالكم ولا تسكروا

''جن برتنوں میں تمہیں مناسب لگے ان میں پی لو تا ہم نشہ آور چیز نہ پینا''۔

یہ روایت درست نہیں ہے۔

۱۰۷۱-ایوب بن ابی حجر الشامی

یہ ''منکر الحدیث'' ہے اور یہ ازدی کا قول ہے۔

یہ ابن سلیمان ابو حجر ہے اس نے بکر بن صدقہ کے حوالے سے روایات نقل کی ہیں۔ جہاں تک ابو حاتم کا تعلق ہے تو وہ کہتے ہیں: اس کی نقل کردہ روایات درست ہیں۔

۱۰۷۲-ایوب بن حسن بن علی بن ابی رافع

یہ ''منکر الحدیث'' ہے اور یہ موصلی کا قول ہے۔

۱۰۷۳-ایوب بن الحصین (ت)

ایک قول کے مطابق: محمد بن الحصین ہے، اس نے ابوعلقمہ سے روایات نقل کی ہیں۔

انہوں نے اپنی سند کے ساتھ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کے حوالے سے یہ روایت ''مرفوع'' حدیث کے طور پر نقل کی ہے۔

لا تصلوا بعد الفجر الا سجدتين

''فجر کے بعد (یعنی صبح صادق ہو جانے کے بعد) صرف دو رکعات سنت ادا کرو (یعنی اس کے علاوہ اور کوئی نفل نہیں پڑھ سکتے)''۔

اس راوی سے اس روایت کو قدامہ بن موسیٰ نے نقل کیا ہے، یہ راوی معروف نہیں۔

امام دارقطنی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ ''مجہول'' ہے۔

۱۰۷۴-ایوب بن حکم

انہوں نے حسن سے روایات نقل کی ہیں۔

یہ راوی ''مجہول'' ہے۔

۱۰۷۵-ایوب بن خالد

انہوں نے امام اوزاعی سے روایات نقل کی ہیں۔

اس سے ''منکر'' روایات منقول ہیں۔

۱۰۷۶-ایوب بن خوط، ابوامیہ بصری

اسے ''الحبطی'' بھی کہا جاتا ہے۔

امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ عبداللہ بن مبارک رحمۃ اللہ علیہ اور دیگر افراد نے اسے ''متروک'' قرار دیا ہے۔ عباس دوری نے یحییٰ کا قول نقل کیا ہے: اس کی نقل کردہ احادیث تحریر نہیں کی جائیں گی۔

امام نسائی رحمۃ اللہ علیہ، امام دارقطنی رحمۃ اللہ علیہ اور ایک جماعت نے کہا ہے: یہ راوی ''متروک'' ہے۔

شیخ ابوالفتح ازدی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ راوی ''کذاب'' ہے۔

انہوں نے اپنی سند کے ساتھ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ کے حوالے سے یہ روایت ''مرفوع'' حدیث کے طور پر نقل کی ہے۔

الذباب كله في النار

''مکھیاں ساری کی ساری جہنم میں ہوں گی''۔

انہوں نے اپنی سند کے ساتھ حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ کے حوالے سے یہ روایت ''مرفوع'' حدیث کے طور پر نقل کی ہے۔

الذی یاتی المرأة فی دبرها (فان) تلك اللوطية الصغری

''جوشخص عورت کی پچھلی شرمگاہ میں صحبت کرتا ہے تو یہ چھوٹی قسم کا قوم لوط کا سا عمل ہے''۔

انہوں نے اپنی سند کے ساتھ حضرت انس رضی اللہ عنہ کا یہ قول نقل کیا ہے۔

اعطی رسول الله صلی الله علیه وسلم قوة ثلاثین - یعنی فی النساء

''نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو تیس مردوں کے برابر قوت دی گئی تھی (یعنی خواتین کے ساتھ صحبت کرنے کے حوالے سے)''۔

انہوں نے اپنی سند کے ساتھ حضرت انس رضی اللہ عنہ کے حوالے سے یہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان نقل کیا ہے:

لما تجلی ربه للجبل اشار بأصبعه فمن نورها جعله دكا

''جب اس کے پروردگار نے پہاڑ پر تجلی کی''۔ پھر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی انگلی کے ذریعے اشارہ کیا کہ اس نے اپنے نور کے ذریعے اسے ریزہ ریزہ کر دیا''۔

اس سے یہ روایت بھی منقول ہے۔

ان ضريرا دخل المسجد فوضع رجله فی خبار من الارض،فضحك الناس فی الصلاة، فامرهم النبی صلی الله علیه وسلم ان یعیدوا الوضوء والصلاة

''ایک نابینا شخص مسجد میں داخل ہوا اس نے اپنا پاؤں ایک گڑھے میں رکھ دیا تو لوگ نماز کے دوران ہنس پڑے تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں یہ ہدایت کی کہ وہ دوبارہ وضو کریں اور دوبارہ نماز پڑھیں''۔

۱۰۷۷- ایوب بن ذکوان

انہوں نے حسن سے روایات نقل کی ہیں۔

یہ ''منکر الحدیث'' ہے اور یہ بات امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کا قول ہے۔

شیخ ابوالفتح ازدی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ راوی ''متروک الحدیث'' ہے۔

شیخ ابن عدی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: انہوں نے جو روایات نقل کی ہیں ان میں سے اکثر کی متابعت نہیں کی گئی۔

سوید بن سعید نے اپنی سند کے ساتھ حضرت انس رضی اللہ عنہ کا یہ بیان نقل کیا ہے۔

ان رسول الله صلی الله علیه وسلم قال: ان الله یقول: انا اعظم عفوا من ان استر علی عبدی ثم افضحه، لا ازال اغفر لعبدی ما استغفرنی

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بات ارشاد فرمائی ہے:

''بے شک اللہ تعالیٰ یہ فرماتا ہے: میں معاف کرنے کے حوالے سے عظیم ہوں یہ کہ میں پہلے اپنے بندے کا پردہ رکھوں اور پھر اسے رسوا کر دوں۔ میرا بندہ جب تک مجھ سے مغفرت طلب کرتا رہے گا میں اس کی مغفرت کرتا رہوں گا''۔

۱۰۷۸-ایوب بن سلیمان (خ د، ت، س) بن بلال، ابویحییٰ مدنی

اس نے ابوبکر عبدالحمید بن ابواویس کے حوالے سے سلیمان بن بلال سے ایک بڑا نسخہ نقل کیا ہے۔

ان سے بخاری، ذہلی اور محمد بن اسماعیل ترمذی نے روایات نقل کی ہیں۔

ابن حبان رحمۃ اللہ علیہ نے اس کا تذکرہ کتاب ''الثقات'' میں کیا ہے۔

امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: اس میں کوئی حرج نہیں ہے۔

ابوالفتح ازدی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں: اس نے ایسی روایات نقل کی ہیں جن کی متابعت نہیں کی گئی ہے۔ پھر شیخ ازدی نے اس کے حوالے سے بعض عمدہ لیکن ''غریب'' روایات نقل کی ہیں۔

۱۰۷۹-ایوب بن سلیمان ابویسع المکفوف

شیخ ابوالفتح ازدی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ ''حجت'' نہیں ہے

۱۰۸۰-ایوب بن سلیمان (ق)

انہوں نے ابوامامہ باہلی سے روایات نقل کی ہیں۔

یہ راوی ''مجہول'' ہے۔

(امام ذہبی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:) میں یہ کہتا ہوں: اس کی نقل کردہ سب سے قابل رشک روایت میرے نزدیک یہ ہے۔

مؤمن خفيف الحاذ

''وہ مومن جس کی پشت کا بوجھ ہلکا ہو''۔

اس روایت کو اس سے نقل کرنے میں ابراہیم بن حرہ نامی راوی منفرد ہے۔

۱۰۸۱-ایوب بن سوید (د، ت، ق) الرملی، ابومسعود

انہوں نے ابن جریج، مثنیٰ بن صباح اور ایک گروہ سے اور ان سے دحیم، کثیر بن عبید، محمد بن عبداللہ بن عبدالحکم نے روایات نقل کی ہیں۔

امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ اور دیگر حضرات نے انہیں ''ضعیف'' قرار دیا ہے۔

امام نسائی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا ہے: یہ ''ثقہ'' نہیں ہے۔

یحییٰ بن معین رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں: یہ راوی ''لیس بشیء'' ہے۔ ابن مبارک کہتے ہیں: میں اس پر الزام عائد کرتا ہوں۔

امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: محدثین نے ان کے بارے میں کلام کیا ہے۔

ابن حبان رحمۃ اللہ علیہ پر حیرت ہوتی ہے کہ اس نے اس کا تذکرہ کتاب الثقات میں کیا ہے، لیکن اچھی طرح نہیں کیا اور یہ کہا ہے کہ اس کا حافظہ ٹھیک نہیں تھا۔ ابن عدی نے اپنی کامل میں اس کا طویل تذکرہ نقل کیا ہے اور کہا ہے کہ ابوعمر بن نحاس نے یہ بات بیان کی ہے۔ ضمرہ

بن ربیعہ اور ایوب بن سوید کے درمیان کچھ دوری تھی۔ ضمرہ جب ایوب کے پاس سے گزرتے تھے تو یہ کہتے تھے اس کی طرف دیکھو اس کی گردن میں غلامی کتنی واضح ہے اور ایوب جب ضمرہ کے پاس سے گزرتے تھے تو کہتے تھے اس کو دیکھو اگر اسے یہ کہا جائے کہ شیطان کے لیے دعا کردو تو یہ اس کے لیے بھی دعا کردے گا۔ ایوب لوگوں کی امامت کیا کرتے تھے۔ وہ ہمیں حدیث سناتے ہوئے یہ کہتے تھے کہ اللہ کی قسم! یہ ایسی روایات ہیں جن کے سربلند ہیں۔ یہ ایسی نہیں ہیں کہ ان پر گھنٹی بجائی گئی ہو کہ ان کی شناخت ہی نہ ہو سکے۔

حسین بن ابوسری کہتے ہیں: حسین بن علی جعفی نے مجھے کہا ایوب بن سوید نے کیا کیا ہے۔ میں نے جواب دیا: کچھ نہیں تو انہوں نے کہا ہمارے پاس وہ مسعر کے زمانے میں آئے تھے اس وقت ان کے بال تھے وہ ہمیں تحریر کروایا کرتے تھے پھر انہیں کٹوا دیتے تھے:

انہوں نے اپنی سند کے ساتھ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کے حوالے سے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں۔

اذا تناول العبد كأس الخمر في يده ناداه الايمان: نشدتك الله ان تدخله علي، فاني لا استقر انا وهو، فان شربه نفر منه نفرة لم يعد اليه اربعين صباحا، فان تاب تاب الله عليه

''جب کوئی بندہ شراب کا پیالا اپنے ہاتھ میں لیتا ہے تو ایمان اسے پکار کر کہتا ہے میں تمہیں اللہ کا واسطہ دیتا ہوں کہ تم اسے مجھ پر نہ داخل کرو کیوں کہ میں اور یہ شراب ایک جگہ اکٹھے نہیں رہ سکتے۔ اگر آدمی اس شراب کو پی لیتا ہے تو ایمان اس سے دور ہو جاتا ہے یہاں تک کہ چالیس دن تک اس کے پاس نہیں آتا، لیکن اگر وہ شخص توبہ کر لیتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کی توبہ کو قبول کر لیتا ہے''۔

انہوں نے اپنی سند کے ساتھ حضرت انس رضی اللہ عنہ کے حوالے سے یہ روایت ''مرفوع'' حدیث کے طور پر نقل کی ہے۔

انما اهلك من كان قبلكم ان عظموا ملوكهم بأن قاموا لهم وقعدوا

''تم سے پہلے کے لوگ ہلاکت کا شکار اس لیے ہو گئے کہ وہ اپنے بادشاہوں کی اس طرح تعظیم وتکریم کرتے تھے کہ وہ بادشاہوں کے لیے کھڑے رہتے تھے اور بادشاہ بیٹھے رہتے تھے''۔

انہوں نے اپنی سند کے ساتھ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کے حوالے سے یہ روایت ''مرفوع'' حدیث کے طور پر نقل کی ہے۔

من مشي لامام جائر في حاجة جعله الله قرينه يوم القيامة، فان دله علي باب ظلم جعل قرين هامان

''جو شخص کسی کام کے لیے کسی ظالم حکمران کے پاس جائے گا تو قیامت کے دن اللہ تعالیٰ اسے اس حکمران کا ساتھی بنا دے گا اور اگر کوئی شخص کسی ظالم حکمران کی کسی ظلم کی طرف رہنمائی کرے گا تو اللہ تعالیٰ اس شخص کا ساتھی ہامان کو بنائے گا''۔

انہوں نے اپنی سند کے ساتھ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کے حوالے سے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان نقل کیا ہے:

من تزوج قبل ان يحج فقد بدأ بالمعصية

''جو شخص حج کرنے سے پہلے شادی کر لے اس نے معصیت کا آغاز کیا''۔

ابن ابی عاصم کہتے ہیں: ایوب بن سوید کا انتقال 230 ہجری میں ہوا۔

۱۰۸۲-ایوب بن سیار زہری مدنی

انہوں نے یعقوب بن زید، ابن منکدر سے اوران سے شبابۃ (بن سوار) اورایک جماعت نے روایات نقل کی ہیں۔
ابن معین کہتے ہیں: یہ راوی ''لیس بشی ء'' ہے۔
ابن مدینی سے ان کے بارے میں دریافت کیا گیا تو وہ بولے: یہ ہمارے نزدیک ثقہ نہیں۔ تاہم ان کی نقل کردہ روایات تحریر نہیں کی جائیں گی۔
سعدی فرماتے ہیں: یہ ''غیر ثقہ'' ہیں۔
امام نسائی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا ہے: یہ راوی ''متروک'' ہے۔
ایک جماعت نے ایوب نامی راوی کے حوالے سے اس کی سند کے ساتھ حضرت بلال رضی اللہ عنہ کا یہ بیان نقل کیا ہے:

ان رسول اللّٰہ صلی اللہ علیہ وسلم قال: اسفروا بالفجر الحدیث

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے: ''فجر کو روشن کر کے پڑھو''۔
شیخ ابن عدی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: علی بن محمد نے اپنی سند کے ساتھ حضرت بلال رضی اللہ عنہ کا یہ بیان نقل کیا ہے:

قال: اذنت فی غداۃ باردۃ، فخرج النبی صلی اللہ علیہ وسلم فلم یر احدا فی المسجد، فقال: این الناس؟ قلت: منعهم البرد قال: اللهم اذهب عنهم البرد، فرأیتهم یتروحون

''ایک مرتبہ میں نے صبح جلدی اذان دے دی۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے تو آپ نے کسی بھی شخص کو مسجد میں نہیں دیکھا۔ آپ نے دریافت کیا: لوگ کہاں ہیں۔ میں نے عرض کی وہ سردی کی وجہ سے نہیں آئے ہیں۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے دعا کی اے اللہ! ان سے سردی کو دور کر دے تو میں نے ان لوگوں کو (گروہ درگروہ) آتے ہوئے دیکھا۔
(امام ذہبی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:) میں یہ کہتا ہوں: اس کی سند میں مستملی (نامی راوی ہے) یہ ''ثقہ'' نہیں ہے۔

۱۰۸۳-ایوب بن صالح (ازدی)

انہوں نے عمر بن عبدالعزیز سے روایات نقل کی ہیں۔
یہ راوی ''مجہول'' ہے۔

۱۰۸۴-ایوب بن صالح

انہوں نے امام مالک رحمۃ اللہ علیہ سے روایات نقل کی ہیں۔
یحییٰ بن معین رحمۃ اللہ علیہ نے انہیں ''ضعیف'' قرار دیا ہے۔

۱۰۸۵-ایوب بن صالح بن عائذ (خ،م) کوفی

انہوں نے شعبی سے اور ان سے جریر ابن عبدالحمید، محاربی اور دیگر افراد نے روایات نقل کی ہیں۔

ابوحاتم اور دیگر حضرات نے انہیں ''ثقہ'' قرار دیا ہے۔

جہاں تک امام زرعہ کا تعلق ہے تو انہوں نے اس کا نام اپنی کتاب ''الضعفاء'' میں لیا ہے۔

یہ مرجئہ فرقے سے تعلق رکھتے تھے۔ یہ بات امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے نقل کی ہے اور انہوں نے ان کے عقیدہ ارجاء کی وجہ سے ان کا تذکرہ ''الضعفاء'' میں کیا ہے۔ مجھے امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ پر حیرت ہوتی ہے کہ وہ ان پر تنقید بھی کرتے ہیں اور ان سے روایات بھی نقل کرتے ہیں۔ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے ان کے حوالے سے ایک روایت نقل کی ہے اور امام مسلم رحمۃ اللہ علیہ نے ان کے حوالے سے ایک اور روایت نقل کی ہے یہ راوی ''مقل'' ہے۔

۱۰۸۶- ایوب بن طہمان ثقفی

یہ پتہ نہیں چل سکا کہ یہ کون ہے؟

شبابہ بن سوار کہتے ہیں: ایوب نے ہمیں یہ بات بتائی ہے کہ انہوں نے حضرت علی بن ابوطالب رضی اللہ عنہ کو دیکھا کہ جب وہ مدائن میں ایوان میں داخل ہوئے تو انہوں نے وہاں موجود قبلہ کی سمت میں لگی ہوئی تصویروں کے بارے میں حکم دیا تو ان کے سر کاٹ دیئے گئے پھر حضرت علی رضی اللہ عنہ نے نماز ادا کی۔

یہ روایت خطیب بغدادی نے نقل کی ہے۔

۱۰۸۷- ایوب بن عبداللہ ملاح

انہوں نے حسن سے روایات نقل کی ہیں۔

یہ راوی معروف نہیں۔

۱۰۸۸- ایوب بن عبداللہ کوفی

انہوں نے محمد بن عقبہ (سدوسی) سے روایات نقل کی ہیں۔

شیخ ابوالفتح ازدی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ راوی ''متروک'' ہے۔

۱۰۸۹- ایوب بن عبداللہ بن مکرز

یہ جلیل القدر تابعی ہیں۔

شیخ ابن عدی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: اس سے ایسی روایت منقول ہے جس کی متابعت نہیں کی گئی۔

(امام ذہبی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:) میں یہ کہتا ہوں: اس راوی نے حضرت عبداللہ بن مسعود اور حضرت وابصہ بن معبد کے حوالے سے روایات نقل کی ہیں' جب کہ اس کے حوالے سے شریح بن عبید' زبیر ابوعبدالسلام نے روایات نقل کی ہیں۔ ہو سکتا ہے کہ یہ ''مکرز'' ہو جس نے حضرت ابوہریرہ کے حوالے سے روایات نقل کی ہیں۔

۱۰۹۰-ایوب بن عبدالرحمٰن العدوی

اس کے حوالے سے بعض تابعین سے وضو کے بارے میں روایت منقول ہے۔

یہ راوی ''مجہول'' ہے۔

۱۰۹۱-ایوب بن عبدالسلام، ابوعبدالسلام

امام ابن حبان رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ شخص بے دین تھا۔

اس نے ابوبکرہ کے حوالے سے حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کا یہ بیان نقل کیا ہے۔

ان اللّٰہ اذا غضب انتفخ علی العرش حتی یثقل علی حملته

''بے شک جب اللہ تعالیٰ غضبناک ہوتا ہے تو وہ عرش کے اوپر پھول جاتا ہے یہاں تک کہ عرش اٹھانے والے فرشتوں کے لیے بھاری ہو جاتا ہے''۔

یہ روایت حماد بن سلمہ نے نقل کی ہے اور یہ راوی جھوٹا ہے۔

(امام ذہبی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:) میں یہ کہتا ہوں: حماد بن سلمہ نے اس روایت کو نقل کر کے بہت برا کیا ہے کہ اس نے ایسی گمراہ کن روایت نقل کی ہے' جب کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بات ارشاد فرمائی ہے۔

کفی بالمرء اثما ان یحدث بکل ما سمع،

''آدمی کے گنہگار ہونے کے لیے اتنا ہی کافی ہے کہ وہ ہر سنی ہوئی چیز کو آگے بیان کردے''۔

میں تو اس کی حماد کے حوالے سے سند سے بھی واقف نہیں ہوں اس لیے اس پر غور کرنا چاہئے' کیوں کہ ابن حبان رحمۃ اللہ علیہ طعن و تشنیع بہت کرتے ہیں۔

۱۰۹۲-ایوب بن عتبہ (ق) ابویحییٰ

یہ ''یمامہ'' کے قاضی تھے۔

انہوں نے عطاء، یحییٰ ابن ابی کثیر سے اور ان سے ابوالنضر، سعدویہ، احمد بن یونس، محمود الظفری نے روایات نقل کی ہیں۔

امام احمد بن حنبل' یحییٰ بن معین رحمۃ اللہ علیہ اور محدثین کی ایک جماعت نے انہیں ''ضعیف'' قرار دیا ہے اور ایک قول کے مطابق یہ ''ثقہ'' ہے اور قائم نہیں ہے۔

یحییٰ بن معین رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں: یہ ''قوی'' نہیں ہے۔

امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ محدثین کے نزدیک ''لین'' ہے۔

امام ابوحاتم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: جہاں تک اس کی کتابوں کا تعلق ہے تو وہ درست ہیں' لیکن جو روایات اس نے اپنی یادداشت کے حوالے سے نقل کی ہیں ان میں یہ غلطی کر جاتا ہے۔

شیخ ابن عدی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: اس کے ''ضعیف'' ہونے کے باوجود اس کی احادیث تحریر کی جائیں گی۔
امام نسائی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا ہے: یہ حدیث نقل کرنے میں اضطراب کا شکار ہو جاتا ہے۔
مظفر بن مدرک کہتے ہیں: یہ راوی ''لیس بشی ء'' ہے۔
امام ابوداؤد رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ تحریری روایات صحیح نقل کرتا ہے اپنے انتقال سے پہلے ''ساقط الاعتبار'' ہو گیا تھا۔
عجلی فرماتے ہیں: ان کی نقل کردہ احادیث تحریر کی جائیں گی۔
انہوں نے اپنی سند کے ساتھ حضرت طلق بن علی رضی اللہ عنہ کے حوالے سے یہ روایت ''مرفوع'' حدیث کے طور پر نقل کی ہے۔

لا تمنع المرأة نفسها ولو علی ظهر قتب

''کوئی عورت (اپنے شوہر کو) اپنے آپ سے روکے نہیں اگرچہ وہ اس وقت پالان کی پشت پر سوار ہو''۔
امام ابن حبان رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں یہ بہت زیادہ وہم کا شکار ہو جاتا ہے یہاں تک کہ اس سے فحش غلطیوں کا صدور ہوتا ہے۔
انہوں نے اپنی سند کے ساتھ حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ کے حوالے سے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں:

اذا نام احدکم وفی نفسه ان یصلی من اللیل فلیضع قبضة من تراب عنده، فأذا انتبه فلیقبض بیمینه ثم لیحصب عن شماله

''جب کوئی شخص سو جائے اور اس کے ذہن میں یہ خیال ہو کہ وہ رات کے وقت اٹھ کر نوافل ادا کرے گا تو وہ ایک مٹھی بھر مٹی اپنے پاس رکھے اگر وہ بیدار ہو جائے تو اپنے دائیں ہاتھ میں لے پھر اسے اپنے بائیں طرف رکھ دے''۔
یہ روایت جھوٹی ہے۔
انہوں نے اپنی سند کے ساتھ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ روایت نقل کی ہے۔

نهی رسول الله صلی الله علیه وسلم عن بیع الغرر

''نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے دھوکے کے سودے سے منع کیا ہے''۔
برقانی کہتے ہیں: میں نے امام دارقطنی رحمۃ اللہ علیہ کو یہ کہتے ہوئے سنا ہے: ایوب بن عتبہ نامی راوی کو ترک کیا جائے گا۔
ایک مرتبہ انہوں نے یہ کہا ہے ان پر اعتبار کیا جائے اور یہ ایوب بن جابر کے مقابلے میں زیادہ قوی ہے۔
انہوں نے اپنی سند کے ساتھ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ روایت نقل کی ہے۔

جاء رجل من الحبشة الی رسول الله صلی الله علیه وسلم فقال له: سل واستفهم، فقال: یارسول الله فضلتم علینا بالصور والالوان والنبوة، افرأیت ان آمنت بمثل ما آمنت به، عملت بمثل ما عملت انی لکائن معك فی الجنة ؟ قال: نعم ثم قال: والذی نفسی بیده انه لیری بیاض الاسود من مسیرة الف عام الحدیث

''حبشہ سے ایک شخص نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے فرمایا: تم سوال کرو اور فہم حاصل

کرو۔ اس نے عرض کی: یارسول اللہ! آپ کو ہم پر شکل وصورت رنگت اور نبوت کے حوالے سے فضیلت دی گئی ہے۔ آپ کا کیا خیال ہے کہ اگر میں اسی طرح ایمان لے آتا ہوں جس طرح آپ ایمان لائے ہیں اسی طرح عمل کرتا ہوں جس طرح آپ عمل کرتے ہیں تو کیا میں جنت میں آپ کے ساتھ ہوں گا تو نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: جی ہاں! پھر آپ نے ارشاد فرمایا: اس ذات کی قسم! جس کے دست قدرت میں میری جان ہے وہ شخص ایک ہزار سال کی دوری سے سیاہ فام کی سفیدی کو دیکھ لے گا''۔

اس میں ایک یہ روایت بھی ہے:

من قال سبحان اللّٰہ وبحمدہ کتب للّٰہ لہ مائۃ الف واربعۃ وعشرین الف حسنۃ

''جو شخص سبحان اللّٰہ وبحمدہ پڑھتا ہے اللہ تعالیٰ اس کے لیے ایک لاکھ چوبیس ہزار نیکیاں لکھ لیتا ہے''۔

یہ روایت ''منکر'' ہے اور صحیح نہیں ہے۔

۱۰۹۳- ایوب بن عقبہ بصری

انہوں نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایات نقل کی ہیں۔

امام ابوداؤد رحمۃ اللہ علیہ نے انہیں ''ضعیف'' قرار دیا ہے۔

۱۰۹۴- ایوب بن عروۃ

انہوں نے ابو مالک جنبی سے روایات نقل کی ہیں۔

اس سے ''منکر'' روایات منقول ہیں۔

۱۰۹۵- ایوب بن ابی علاج

اس نے امام ابوجعفر محمد بن علی (یعنی امام محمد الباقر) سے روایات نقل کی ہیں۔

اس پر جھوٹے ہونے کا الزام ہے۔

یہ ساقط الاعتبار ہے اور اس کا بیٹا عبداللہ اس سے زیادہ ناقابل اعتبار ہے۔

۱۰۹۶- ایوب بن عیاض

انہوں نے عبدالملک بن یعلی سے اور ان کے حوالے سے ان کے صاحبزادے موسیٰ نے روایات نقل کی ہیں۔

یہ راوی ''مجہول'' ہے۔

۱۰۹۷- ایوب بن فراس

انہوں نے اپنے والد کے حوالے سے سعید بن مسیب رحمۃ اللہ علیہ سے روایات نقل کی ہیں۔

یہ راوی ''مجہول'' ہے۔

۱۰۹۸-ایوب بن قطن (د،ق)

انہوں نے عبادۃ بن نسی سے روایات نقل کی ہیں۔

امام دار قطنی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ ''مجہول'' ہے۔

ان سے صرف محمد بن یزید بن ابوزیاد نے روایات نقل کی ہیں۔

اس سے کسی متعین مدت کے بغیر موزوں پر مسح کرنے کے بارے میں روایات منقول ہیں' لیکن یہ روایت مستند طور پر ثابت نہیں ہے' کیوں کہ اس کے الفاظ میں مختلف راویوں نے اختلاف کیا ہے۔ سعید بن عفیر نے اپنی سند کے ساتھ ابی بن عمارہ کا یہ قول نقل کیا ہے:

قال: یارسول اللہ، امسح علی الخفین یوما ؟ قال: نعم ویومین قال: ویومین یارسول اللہ ؟

قال: نعم وثلاثا حتی بلغ سبعا قال: نعم، ما بدا لك

''انہوں نے عرض کی: یارسول اللہ! کیا میں ایک دن تک موزوں پر مسح کرسکتا ہوں۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جی ہاں! دو دن تک بھی۔ انہوں نے عرض کی: یارسول اللہ! میں دو دن تک بھی مسح کرسکتا ہوں۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جی ہاں! تین دن تک بھی۔ یہاں تک کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے سات دن تک کا تذکرہ کیا اور ارشاد فرمایا: جی ہاں! جتنا تمہیں مناسب لگے (تم اتنے عرصے تک موزے اتارے بغیر ان پر مسح کرسکتے ہو)''۔

یہ تینوں راوی ''مجہول'' ہیں۔

۱۰۹۹-ایوب بن محمد، ابوسہل عجلی یمامی

اس کا لقب ابوالجمل ہے۔

انہوں نے یحییٰ بن ابی کثیر، عطاء بن سائب سے روایات نقل کی ہیں۔

یحییٰ بن معین رحمۃ اللہ علیہ نے انہیں ''ضعیف'' قرار دیا ہے۔

امام ابوزرعہ رازی فرماتے ہیں: یہ ''منکر الحدیث'' ہے۔

امام ابوحاتم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: اس میں کوئی حرج نہیں ہے۔

عقیلی فرماتے ہیں: یہ اپنی بعض روایات میں وہم کا شکار ہو جاتے ہیں اور یہ ابوجمیل ہے انہوں نے اپنی سند کے ساتھ قیس بن طلق کے حوالے سے ان کے والد کا بیان نقل کیا ہے۔

سألنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عن مس الفرج، فقال: بضعة منك

''ہم نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے شرمگاہ چھونے کے بارے میں دریافت کیا۔ (کیا اسے چھونے سے وضو ٹوٹ جاتا ہے) تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: وہ تمہارے جسم کا حصہ ہے''۔

امام دارقطنی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: ایوب راوی ''مجہول'' ہے۔

عبداللہ بن رجاء نے اپنی سند کے ساتھ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کے حوالے سے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان نقل کیا ہے:

لیس علی المراۃ احرام الا فی وجھھا

''عورت کے صرف چہرے پر احرام ہوگا''۔

یہ روایت محفوظ ''موقوف'' ہے۔

اس روایت کو اس راوی کے حوالے سے حبان بن ہلال' عمر بن یونس اور عبداللہ بن رجاء نے نقل کیا ہے۔فسوی نے اسے ''ثقہ'' قرار دیا ہے اور ابوجمل یمامی نامی راوی سلیمان بن داؤد ہے' جس کا تذکرہ آگے آئے گا۔

۱۱۰۰-ایوب بن محمد ابومیمون الصوری

انہوں نے کثیر بن عبید حمصی سے روایات نقل کی ہیں۔

امام دارقطنی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ راوی ''کذاب'' ہے۔

۱۱۰۱-ایوب بن محمد ابوالحسن کوفی

یہ محمد بن عقبۃ سدوسی کا استاد ہے۔

امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: ان کی نقل کردہ روایات ''منکر'' ہیں۔

۱۱۰۲-ایوب بن مدرک حنفی

انہوں نے مکحول سے روایات نقل کی ہیں۔

ابن معین کہتے ہیں: یہ راوی ''لیس بشیء'' ہے۔

ایک قول کے مطابق: یہ راوی ''کذاب'' ہے۔

امام ابوحاتم رحمۃ اللہ علیہ اور امام نسائی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ راوی ''متروک'' ہے۔

انہوں نے اپنی سند کے ساتھ حضرت ابودرداء رضی اللہ عنہ کے حوالے سے یہ روایت ''مرفوع'' حدیث کے طور پر نقل کی ہے۔

ان اللہ وملائکتہ یصلون علی اصحاب العمائم یوم الجمعۃ

بیشک اللہ تعالیٰ اور اس کے فرشتے جمعہ کے دن عمامہ باندھنے والوں پر رحمت نازل کرتے ہیں۔

اس سے یہ روایت بھی منقول ہے۔

مکحول نے سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کا یہ بیان نقل کیا ہے۔(نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے فرمایا:)

یاعائشۃ، ینبغی للرجل اذا خرج الی اصحابہ ان یھیء من لحیتہ وراسہ، فان اللہ جمیل یحب الجمال

''(نبی اکرم ﷺ نے فرمایا) اے عائشہ! آدمی کے لیے مناسب ہے کہ جب وہ اپنے ساتھیوں کے پاس جائے تو اپنی داڑھی کے بال اور سر کے باتوں کو سنوار لے' کیوں کہ اللہ تعالیٰ جمیل ہے اور وہ جمال کو پسند کرتا ہے''۔

امام ابن حبان رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: ایوب بن مدرک نے مقبول کے حوالے سے موضوع نسخہ نقل کیا ہے انہوں نے مدرک کو دیکھا ہی نہیں۔

علی بن حجر نے اس کے حوالے سے روایات نقل کی ہیں۔

(امام ذہبی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:) میں یہ کہتا ہوں: ابوابراہیم ترجمانی نے اس کے حوالے سے اس کی سند کے ساتھ حضرت واثلہ بن اسقع رضی اللہ عنہ کے حوالے سے یہ روایت ''مرفوع'' حدیث کے طور پر نقل کی ہے:

لا یمسح الرجل جبهته حتی یسلم، لا بأس ان یمسح عرق صدغیه

''آدمی سلام پھیرنے تک اپنے چہرے پر ہاتھ نہ پھیرے۔ البتہ اگر وہ اپنی کنپٹیوں پر ہاتھ پھیر لیتا ہے تو اس میں کوئی حرج نہیں ہے''۔

۱۱۰۳- ایوب بن مسکین (د، ت، س)

ایک قول کے مطابق: ابن ابی مسکین، ابوالعلاء القصاب تمیمی واسطی

انہوں نے قتادہ اور مقبری سے اور ان سے یزید، اسحاق بن یوسف، محمد بن یزید نے روایات نقل کی ہیں۔

امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ نے اسے ''ثقہ'' قرار دیا ہے' اور کہا ہے: یہ اہل واسط کا مفتی تھا۔

اسحاق کہتے ہیں: ثوری اس سے زیادہ پرہیز گار نہیں تھے۔

امام ابوحاتم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: اس میں کوئی حرج نہیں ہے۔ اس کی نقل کردہ روایت سے استدلال نہیں کیا جا سکتا۔

امام دارقطنی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: اس پر اعتبار کیا جائے گا۔

شیخ ابن عدی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: اس کی نقل کردہ روایات میں کچھ اضطراب پایا جاتا ہے۔

انہوں نے یہ بھی کہا ہے میں نے اس کے حوالے سے کوئی منکر روایت نہیں پائی ہے۔

(امام ذہبی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:) میں یہ کہتا ہوں: ان کا انتقال 140 ہجری میں ہوا۔

۱۱۰۴- ایوب بن ابوالمنذر

یہ ابووہب کا استاد ہے اور یہ راوی ''مجہول'' ہے۔

۱۱۰۵- ایوب بن موسیٰ (د)

موسیٰ بن ایوب ہے۔

انہوں نے ایک تابعی سے روایات نقل کی ہیں۔

اسی طرح لیث نے اس کے حوالے سے روایات نقل کی ہیں لیکن انہوں نے اس کے نام کے حوالے سے شک ظاہر کیا ہے۔

۱۱۰۶-ایوب بن موسیٰ

ایک قول کے مطابق: ابن محمد، ابوکعب سعدی بلقاوی

انہوں نے سلیمان بن حبیب سے اور ان سے صرف ابوالجماہر نے روایات نقل کی ہیں اور انہوں نے انہیں ''ثقہ'' قرار دیا ہے۔

عبداللہ بن مبارک اور مقری نے موسیٰ بن ایوب کے حوالے سے اس کے چچا عباس بن عامر کے حوالے سے روایت نقل کی ہے اور یہی درست ہے۔

۱۱۰۷-ایوب بن منصور

انہوں نے علی بن مسہر سے روایات نقل کی ہیں۔

اس سے ایک منکر روایت منقول ہے جس کی سند کا انکار کیا گیا ہے جو اس نے اپنی سند کے ساتھ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے نقل کی ہے۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں: تجاوز لامتي ما حدث به انفسها

''اللہ تعالیٰ نے میری امت کی ان چیزوں سے درگزر کیا ہے جو وہ اپنے ذہن میں سوچتے ہیں''۔

عقیلی فرماتے ہیں: اس کی نقل کردہ روایات میں وہم پایا جاتا ہے۔

۱۱۰۸-ایوب بن موسیٰ بن عمرو الاشدق

اس کی روایت کی سند مستند نہیں ہے یہ ازدی کا قول ہے لیکن اس کے اس قول کا اعتبار نہیں کیا جائے گا کیوں کہ امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ یحییٰ بن معین رحمۃ اللہ علیہ اور ایک جماعت نے اسے ''ثقہ'' قرار دیا ہے۔

۱۱۰۹-ایوب بن نجیح

یہ مروان بن معاویہ کا استاد ہے۔

امام ابوحاتم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: اس کی نقل کردہ روایت سے استدلال نہیں کیا جا سکتا۔

۱۱۱۰-ایوب بن نعمان

انہوں نے زید بن ارقم سے روایات نقل کی ہیں۔

یہ قوی نہیں ہے۔ امام دارقطنی رحمۃ اللہ علیہ کا یہی قول ہے۔

۱۱۱۱-ایوب بن نہیک

انہوں نے مجاہد سے روایات نقل کی ہیں۔

شیخ ابوحاتم رازی رحمۃ اللہ علیہ اور دیگر حضرات نے انہیں ''ضعیف'' قرار دیا ہے۔

شیخ ابوالفتح ازدی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ راوی ''متروک'' ہے۔
ابن حبان رحمۃ اللہ علیہ نے اس کا تذکرہ کتاب الثقات میں کیا اور یہ بات بیان کی ہے یہ غلطی کر جاتا ہے۔

۱۱۱۲-ایوب بن ہانی ء (ق)

انہوں نے مسروق سے اور ان سے ابن جریج نے روایات نقل کی ہیں۔
یحییٰ بن معین رحمۃ اللہ علیہ نے انہیں ''ضعیف'' قرار دیا ہے۔ امام ابوحاتم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ صالح ہے۔

۱۱۱۳-ایوب بن ہانی ء

انہوں نے سفیان ثوری سے روایات نقل کی ہیں۔
یہ راوی ''مجہول'' ہے۔

۱۱۱۴-ایوب بن ابی ہند

انہوں نے ابومروان سے روایات نقل کی ہیں۔ یہ پتہ نہیں چل سکا کہ یہ کون ہے۔

۱۱۱۵-ایوب بن واقد (ت)

یہ کوفہ کا رہنے والا تھا اور اس نے بصرہ میں رہائش اختیار کی تھی۔
انہوں نے ہشام بن عروۃ اور اس کے طبقے کے افراد سے اور ان سے داہر بن نوح، بشر بن معاذ نے روایات نقل کی ہیں۔
امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ ''منکر الحدیث'' ہے۔
امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ ''ضعیف'' ہے۔
یحییٰ بن معین رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں: یہ ''ثقہ'' نہیں ہے۔
شیخ ابن عدی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: انہوں نے جو روایات نقل کی ہیں ان میں سے اکثر کی متابعت نہیں کی گئی۔
امام ابن حبان رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: انہوں نے اپنی سند کے ساتھ سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے یہ روایت نقل کی ہے۔

ان النبی صلی اللّٰہ علیہ وسلم قال: من نزل بقوم فلا یصم الا باذنھم

''بے شک نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ ارشاد فرمایا ہے: جو شخص کسی قوم کے ہاں مہمان بنے تو وہ ان کی اجازت کے بغیر (نفلی) روزہ نہ رکھے''۔

۱۱۱۶-ایوب بن واقد

انہوں نے اپنی سند کے ساتھ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کے حوالے سے یہ روایت ''مرفوع'' حدیث کے طور پر نقل کی ہے۔

ان اللّٰہ لا یجمع امتی علی ضلالۃ

''بے شک اللہ تعالیٰ میری اُمت کو گمراہی پر اکٹھا نہیں کرے گا''۔
عبداللہ نامی یہ راوی معروف نہیں۔

۱۱۱۷-ایوب بن واصل

انہوں نے ابن عون سے روایات نقل کی ہیں۔
یحییٰ بن معین رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں: میں اس سے واقف نہیں ہوں اور محدثین نے اسے قوی قرار دیا ہے۔

۱۱۱۸-ایوب بن وائل

انہوں نے نافع سے روایات نقل کی ہیں۔
اس کے حوالے سے ایک ہی روایت منقول ہے'جو''الکامل''(نامی کتاب) میں مذکور ہے۔
شیخ ابوالفتح ازدی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ''مجہول''ہے۔
امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: ان کی نقل کردہ حدیث کی متابعت نہیں کی گئی'اور وہ دعا کے بارے میں ہے۔
ان سے حماد بن زید اور ابو ہلال نے روایات نقل کی ہیں۔

۱۱۱۹-ایوب بن یزید

ایک قول کے مطابق اس کا نام ایوب ابن ابی یزید ہے۔انہوں نے بعض تابعین سے روایات نقل کی ہیں۔
ابو حاتم نے اس کا ذکر کیا ہے۔یہ راوی''مجہول''ہے۔

۱۱۲۰-ایوب

انہوں نے اپنے والد کے حوالے سے کعب سے روایات نقل کی ہیں۔
یہ راوی''مجہول''ہے۔

۱۱۲۱-ایوب انصاری

انہوں نے سعید بن جبیر سے روایات نقل کی ہیں۔

۱۱۲۲-ایوب،شامی (س)

انہوں نے ابوعبدالرحمٰن قاسم سے اور ان سے زید بن ابوانیسہ نے ظہر کے بعد کی چار رکعات باقاعدگی سے ادا کرنے کی روایت نقل کی ہے۔
یہ راوی معروف نہیں (یعنی اس کی شناخت نہیں ہوسکی)۔